جلد اول
خطبات خالد
مفکرِ اسلام ڈاکٹر علامہ
خالد محمود
پی ایچ ڈی
ترتیب:
حافظ محمد ندیم قاسمی
انتخاب:
حافظ عبدالحمید ایجے
ناشر: ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ
ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ یو کے

جلد اول

حافظ عبدالحمید لکھے

حافظ محمد ندیم قاسمی

ناشر: اِدارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ
ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ یو۔کے

زیر اہتمام: مجاہد فضل اکیڈمی
فیصل آباد، پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ...... خطبات خالد (جلد اوّل)

افادات ...... حضرت علامہ خالد محمود صاحب (پی ایچ ڈی لندن)

انتخاب ...... حافظ عبدالحمید، ایڈنبرا (یو۔کے)

مرتب ...... حافظ محمد ندیم قاسمی پسروری

اشاعت اوّل ...... مارچ 2003ء

اشاعت دوم ...... دسمبر 2005ء

تعداد 1100

صفحات 576

ہدیہ ...... روپے

ناشر ...... ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ ایڈنبرا (یو۔کے)

زیر اہتمام ...... مجاہد فضل اکیڈمی انٹرنیشنل

علی سنٹر فرسٹ فلور گلی نمبر 8 منشی محلہ فیصل آباد۔ پاکستان

فون: 0092-41-2604175، 0092-301-7105647

قال اللہ تعالیٰ فی شان حبیبہ
لقد جاءكم رسول من
تمہارے پاس ہمارا ایک ایسا نمائندہ آیا ہے جو (بظاہر خود) تم (سب) ہی میں سے ہے۔ وہ (تم سے ایسی
أنفسكم عزيز عليه ما عنتم
شدید محبت کرنے والا ہے کہ) تمہاری ہر پریشانی اس پر بھاری ہے (کہ میرے محبوب کو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ میری مخلوق راستے
حريص عليكم بالمؤمنين
سے بھٹک کر دوزخ کا ایندھن بنے) تم مومنوں کی بھلائی کیلئے وہ بہت حریص ہیں اور بڑے نرم دل و مہربان ہیں
رءوف رحيم
التوبہ ۱۲۸
صدق اللہ العظیم

لا یؤمن احدکم

تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ

حتی اکون احب الیہ من

اپنی اولاد، والدین خود اپنی جان اور تمام لوگوں سے زیادہ

ولدہ ووالدہ ومن نفسہ

مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو (حدیث شریف)

والناس اجمعین

عرضِ ناشر

اللہ رب العزت نے انسانوں کی رہنمائی کیلئے دنیا میں قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ آخر میں امام الانبیاء خاتم النبیین سرکارِ دو عالم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بے شمار قربانیاں دے کر "دینِ اسلام" دنیا میں پھیلایا پھر اسی پیغام کو پوری دنیا میں عام کرنے کیلئے تابعینؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ عظام و علماء کرام نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کوششیں کیں، انہی کوششوں کی وجہ سے الحمدللہ آج ہم مسلمان ہیں۔ الختصر! آپ سے استدعا ہے کہ آپ اپنی مخصوص دعاؤں میں ان مقدس شخصیات (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، ازواجِ مطہراتؓ، اہل بیت عظامؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ، آئمہ و علماء کرامؒ) کا حق ہے کہ ہم انہیں بھی یاد رکھیں۔

حاجی امجد حسین (چیئرمین ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ ایڈنبرا۔ یو۔ کے) ہمارے لئے گرانقدر سرمایہ ہیں۔ نیکی کے کاموں کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ خطبات خالد جلد اوّل کا پہلا ایڈیشن انہی کے تعاون سے منظر عام پر آیا۔ خطبات خالد جلد دوم کی اشاعت بھی انہی کے تعاون سے ممکن ہوئی۔ ہمارے لئے انتہائی مقامِ مسرت ہے کہ اب خطباتِ خالد جلد اوّل کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت میں بھی انہی کا تعاون حاصل ہے۔ ہم تہہ دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم کام پر بہتر اجر دے اور نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنائے۔ امید ہے قارئین بھی اس کتاب سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔

دعا گو

حافظ عبدالحمید

(بانی) ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ ایڈنبرا (یو۔ کے)

دِل کی بات

اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے جس نے مجھے خطبات خالد جلد اوّل کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی سعادت بخشی ہے۔اس ایڈیشن سے قبل اس کتاب کے مصنف جناب علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے نظرثانی کی اور پہلے ایڈیشن میں موجود پروف کی غلطیوں کی نشاندہی کی، جس پر ہم ان کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔اللہ تعالیٰ کی نوازش ہے کہ خطبات خالد جلد دوم کی اشاعت میں بھی حصہ لینے کا موقع ملا اور اب خطبات خالد جلد اوّل کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت ممکن ہو پارہی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔میری دلی خواہش ہے کہ خطباتِ خالد کی جتنی بھی جلدیں شائع ہوں، انکی اشاعت کا اعزاز بھی مجھے حاصل ہو۔

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اپنی مخصوص دعاؤں ہمیں میرے مرحوم والدین کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے بھی دستِ دعا دراز فرمائیں اور اللہ تعالیٰ مجھے نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام

حاجی امجد حسین

چیئرمین ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ

عرضِ مرتب

خالقِ کائنات نے انسان کی تخلیق فرمائی اور ساتھ یہ فیصلہ بھی فرما دیا کہ جو شخص فرمانبردار بن کر زندگی گزارے گا وہ میرے انعامات واکرام کا مستحق بنے گا اور جو نافرمان ہوگا، ابدی نقصان اس کا مقدر بن جائے گا۔ تخلیق آدم سے لے کر آج اور قیامت کی صبح تک حق و باطل کا تقابل ہے اور رہے گا۔ ایک مثل مشہور ہے..... لِکُلِّ فِرْعَوْنَ مُوْسٰی...... ''ہر فرعون کیلئے اللہ نے کوئی نہ کوئی موسیٰ پیدا کیا ہے''۔

یہ بھی سنت اللہ ہے کہ دور آدم سے لیکر آج تک ہونے والے حق و باطل کے ٹکراؤ میں فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے اور آئندہ بھی ہوگی، انشاء اللہ۔

مناظرِ اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب بھی انہی خوش قسمت انسانوں میں سے ہیں جنہیں خالق نے دین کی اشاعت کیلئے منتخب فرمایا ہے۔ آپ بہ یک وقت بلند پایہ محقق، مناظر اور بحرِ علم وعرفان کے شناور ہیں۔ یورپ کی تاریک فضاؤں میں روشنی کے دیپ فروزاں کئے، خرمن باطل پہ شعلہ فشاں ثابت ہوئے اور بہت سے باطل اور گمراہ فتنوں کے خلاف دفاعِ اسلام کیلئے پیش پیش ہیں۔ اللہ ان کی عمر اور علم و عمل میں ترقی نصیب فرمائے۔ اور ہمارے سروں پر ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین

احقر نے علامہ موصوف کے علم وعرفان پر مبنی خطبات کو کتابی شکل دینے کا ارادہ کیا اور شب و روز کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ان خطبات کو علماء، خطباء وطلباء کے علاوہ عوام الناس کے لئے معاون اصلاحِ عقائد بنائے اور قبولیت عامہ سے نوازے۔

کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں ''ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ ایڈنبرا اسکاٹ لینڈ (یو۔کے)'' کی انتظامیہ واقعی قابل ستائش ہے کہ جن کے تعاون سے یہ علمی امانت قارئین کے ہاتھوں میں پہنچی۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ

حافظ محمد ندیم قاسمی

پسرور

اجمالی فہرست

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

☆☆☆☆☆

توحید اور قربانی

خطبہ مسنونہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی .... خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاء ....وَ عَلٰی اٰلِہِ الْاَتْقِیَاء وَ اَصْحَابِہِ الْاَصْفِیَاء..........

اَمَّابَعْدُ..........فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم..........بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم .... وَقَالَ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْن .... رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْن .... فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلَامٍ حَلِیْم..........

(پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۹۹ تا ۱۰۰)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم ....وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم ....وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن..........

تمہید:۔

بزرگان محترم

سامعین عزیز

دوستو اور بھائیو

جس کے ناموں کی نہیں ہے انتہا

ابتدا کرتا ہوں اس کے نام سے

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کا بہت بڑا فضل واحسان ہے.......... کہ اس نے ہمیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنایا.......... اللہ تعالیٰ اسی دائرہ امت میں رکھے .... اوراسی زائرہ میں حشر کے دن اٹھائے .... آمین......

امت اور ملت:۔

ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں .... اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہیں..........

میری زندگی کے تقریباً اٹھارہ سال انگلینڈ میں گزرے.......... جہاں دو قومیں اور بھی ہیں .... جو حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام سے اپنی نسبت کا دعویٰ رکھتی ہیں .... عیسائی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہیں .... اور یہودی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہیں ....

اوران تینوں مذاہب..........

یہودیوں

عیسائیوں

اور مسلمانوں

میں(Common Fector) قدرے مشترک جس پر یہ تینوں امتیں جمع ہیں .... وہ حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت ہے .... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ابراہیمؑ کے طریقے پر ہم ہیں .... عیسائی کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ کے طریقے پر ہم ہیں..........

قرآن کہتا ہے.......... مَا کَانَ اِبْرَاهِیْمَ یَهُوْدِیًّا وَّلَانَصْرَانِیًّا..........
(پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷).......... نہ یہودی ابراہیمؑ کے طریقے پر ہیں

..........نہ عیسائی ابراہیمؑ کے طریقے پر ہیں .... بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی ملت پر ہیں..........

لندن میں ہماری عادت ہے کہ جب تقریر ہوتی ہے..........تو آخر میں کہہ دیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں؟.......... میرے بیان اور تقریر پر کوئی اعتراض ہو تو آپ کریں .... میں جواب دوں گا ....وہاں طریقہ یہ ہے..........آدھا گھنٹہ تقریر اور گھنٹہ سوالات کے جوابات ....اور ان لوگوں کو سوال کرنا بھی آتا ہے.......... وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں.......... بلکہ وہی سوال کرتے ہیں جو اس تقریر سے اٹھتے ہیں.......... اور بات موضوع کے متعلق ہوتی ہے.......... ہمارے ہاں اگر یہ بات کہی جائے ....تو لوگ سوال برائے سوال پر اتر آتے ہیں..........

دین کی بنیادیں:۔

ایک لفظ ہے اصول' ہماری بنیادیں ہیں.......... اور کچھ فروع اور تفصیلات ہیں.......... ہمارے دین کی کچھ بنیادیں ہیں..........اور کچھ اس کی تفصیلات ہیں ...... ہمارے دین کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا عقیدہ ہے ......جسے توحید کہتے ہیں..........

ہمارے دین کی بنیاد تین چیزوں پر ہے..........

ا۔ توحید..........کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے..........

۲۔ ہجرت..........حق کی خاطر گھر بار چھوڑنا ہے..........

۳۔ قربانی..........اپنی جان تک دینی پڑے تو دیں گے..........

ہمارے دین کی بنیاد اس پر ہے.......... کہ اللہ کی توحید اور وحدانیت کا

صرف اقرار ہی نہیں ....اس کیلئے کچھ ہمت کرنے کی بھی ضرورت ہے
..........اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر..........اس کی توحید کے نام پر..........
اس کے دین کے نام پر.......... وطن چھوڑنا پڑے ....عزیز و اقارب کو
چھوڑنا پڑے..........دوستوں کو چھوڑنا پڑے..........رشتہ داروں کو چھوڑنا پڑے
.... باپ یا بیٹے کو چھوڑنا پڑے ....تو مسلمان اُس کے لئے تیار ہیں
.... اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت ایسی نہیں کہ صرف زبان سے اقرار کرلیا
..........اور بات ہوگئی .... بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت اور اس کے تعلق
کے لئے انسان کو سب کچھ چھوڑنا پڑے..........تو وہ چھوڑنے کے لئے تیار ہو
اسے کہتے ہیں ہجرت..........

اول .... توحید

دوئم .... ہجرت

سوئم .... قربانی

سب کچھ چھوڑنا پڑے چھوڑ دو .... پھر ایک موقعہ آتا ہے کہ اپنی
جان بھی چھوڑنی پڑے تو چھوڑ دو..........اسے کہتے ہیں قربانی..........

ہمارے دین اسلام کی بنیاد.......... اصول.......... وہ تین ہیں
..........توحید ایسی کہ جس پر کوئی غبار نہ ہو..........ایسی چمک جس پر کوئی زنگ نہ
ہو..........ایسا بیان جس میں کوئی شبہ نہ ہو..........توحید ایسی کہ جس پر کوئی داغ
نہ ہو..........اور پھر دوسروں کا چھوڑنا ہجرت ....اگر بیٹے کو چھوڑنا پڑے تو
نوحؑ کو یاد کرو..........کہ جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بیٹے کو اٹھتی
موجوں میں چھوڑا..........اور بے پرواہ ہوگئے..........حضرت ابراہیمؑ کو دیکھئے

کہ باپ کو چھوڑ رہے ہیں .... نوحؑ سے سیکھو بیٹے کو چھوڑنا .... اور ابراہیمؑ سے سیکھو باپ کو چھوڑنا........... یوسفؑ سے سیکھو بھائیوں کو چھوڑنا........... (علی هذا القیاس) .... چھوڑنا ہی چھوڑنا .... جب اپنے آپ کو اس خدا کیلئے چھوڑنا ہو........... تو پھر کسی کو بھی چھوڑنا کوئی بات نہیں ....

حضرت ابراہیمؑ کی بے داغ توحید:۔

سامعین عزیز! پہلی بات .... توحید .... دوسری ہجرت اور تیسری اپنی جان بھی دینی پڑے تو اس کا نام ہے........... قربانی ....

حضرت ابراہیمؑ نے جو توحید پیش کی .... وہ کھلی توحید تھی .... اس میں کوئی داغ نہیں ہے........... کوئی پیچیدہ بات نہیں .... جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو عقیدۂ توحید پیش کیا........... اس میں بھی کوئی پیچ نہیں .... بھائی مانگنا ہو تو کس سے مانگو؟........... (اللہ سے)........... عبادت کرو تو کس کی کرو؟........... (اللہ کی)........... اس میں کوئی پیچ ہے؟........... (نہیں)

اور عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث کتنا بڑا پیچ ہے؟........... باپ بیٹا .... روح القدس........... خدا کا بیٹا .... بیٹا کیسے آ گیا؟........... بیٹے کا معنی .... بیٹے کا تصور .... بیوی کے بغیر نہیں .... اس کا بیٹا کب ہو سکتا ہے؟........... وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَه .... جب اس کی بیوی نہیں .... لیکن عیسائیوں کو اس پر ایمان رکھنا پڑتا ہے کہ باپ بھی ہے بیٹا بھی ہے........... تو ہمارے ہاں اس طرح کی کوئی پیچیدگی نہیں ہے...........

توحید کا عقیدہ بالکل سیدھا ہے........... خدا سب کی سنتا ہے .... یا صرفؐ بزرگوں کی؟........... (سب کی)........... کوئی بزرگ ہو یا آج مسلمان ہوا

ہو نماز کا وقت آئے.......... تو سب نے اسی کے آگے کھڑے ہونا ہے.......... یہ نہیں کہ جو پرانے ہیں.......... وہ تو آگے کھڑے ہوں.......... اور جو نئے ہیں.......... وہ پرانوں کے آگے کھڑے ہوں.......... آپ جب نماز پڑھتے ہیں.......... تو سب خدا کے آگے کھڑے ہوتے ہیں.......... یا صرف پرانے؟.......... (خدا کے آگے)..........

نئے بھی .... پرانے بھی

بچے بھی .... بوڑھے بھی

کبھی کسی امام اور عالم نے.......... یہ نہیں کیا کہ جو پرانے ہیں.......... وہ تو ہو گئے ہیں پختہ.......... وہ تو خدا کے آگے کھڑے ہوں.......... اور جو نئے ہیں.......... وہ پہلے پرانوں کے پیچھے کھڑے ہوں.......... پھر خدا کے آگے کھڑے ہوں......

ایک غلط فہمی کا ازالہ:۔

جس طرح کئی واعظ کہتے ہیں.......... کہ ڈی سی کے دفتر میں جانا پڑے تو پہلے..........

چپڑاسی کے پاس جانا پڑتا ہے

پھر کلرک کے پاس

پھر سپرنٹنڈنٹ کے پاس

پھر ڈی سی کے پاس

بھائی اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے یہ مثالیں بیان نہ کرو.......... وہ ان مثالوں سے پاک ہے.......... یہ مثالیں اللہ کے لئے کیوں بیان کرتے ہو؟ کہ پہلے

چپڑاسی کے پاس جاؤ.........کلرک کے پاس.......... یہ منزلیں دنیوی حکمرانوں کیلئے ہیں.......... حقیقی بادشاہ کیلئے نہیں..........وہ سب کی برابر سنتا ہے......

پہنچتا ہے ہر اک میکش کے آگے دور جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطف عام اس کا
گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پہ ذات اس کی
دوئی کے نقش سب جھوٹے ہیں سچا ایک نام اس کا

آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دین.......... آپ کو بتلایا جا رہا ہے کہ.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کے آگے کھڑے ہوتے ہیں ....تو جہاں ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوتے ہیں .... رہیں مسلمانوں کی صفوں میں..........وہ بھی ہے.......... جو آج مسلمان ہوا ہے.......... یہ نئے اور پرانے کی تقسیم دنیا کی ترتیب کے لحاظ سے ہے.......... اللہ کے آگے کوئی ترتیب نہیں .... جنہوں نے یہ عقیدۂ توحید اس طرح بنا رکھا ہے کہ اللہ ہماری سنتا نہیں .... اور جو بڑے ہیں ان کی موڑتا نہیں .... لوگو اپنی ضرورت کے لئے ہمارے آگے جھکو.......... اور ہم خدا کے آگے جھکیں.......... یہ کوئی توحید ہے؟..........(نہیں)..........

یہ دونوں چیزیں غلط ہیں .... کہ ہماری سنتا نہیں اور بڑوں کی موڑتا نہیں..........وہ موڑنے پر آئے تو..........

نوحؑ بیٹے کے لئے کہیں تو وہ موڑ دے کہ.......... لَاتُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا.......... اے نوحؑ میرے ساتھ بات بھی نہ کر.......... ان کے بارے میں جو اپنے ساتھ زیادتی کر چکے ہیں.......... موڑنے پر آئے تو کس کی.

موڑ دے؟ ﷺ.......... (نوحؑ کی)........... اور تڑپانے پر آئے تو نواسہ رسولؐ کو کربلا میں تڑپا دے.......... اور آرا چلے تو زکریاؑ اور یحییٰؑ پر چلے...........

ماپروریم دشمن و مامی کشیم دوست
کس را مجال نیست کند بہ چوں چرائے ما

کہ دوستوں کو تڑپائے اور دشمنوں کو بڑھائے .... جب ہماری مشیت کا فیصلہ ہو.......... کوئی چوں چراں نہیں کرسکتا...........

حضرت ابراہیمؑ اور پیغمبر دو عالم ﷺ کی توحید:۔

برادران اسلام!.......... توحید کے دائرے میں.......... ہمارا عقیدہ اس توحید کا ہے.......... جس پر کوئی داغ نہیں.......... جس میں کوئی پیچیدگی نہیں.......... جس میں باپ بیٹے کا کوئی تصور نہیں.......... نئے پرانے کی کوئی دیوار حائل نہیں..........

تو ابراہیمؑ اس لحاظ سے بڑے ممتاز پیغمبر تھے.......... کہ ان کی توحید بے داغ اور بے اشتباہ ہے.......... ادھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید بھی بے داغ اور بے اشتباہ ہے .... حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے گھر کو چھوڑا اور ہجرت کی .... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو چھوڑا .... اور مدینے ہجرت کی .... ابراہیمؑ نے قربانی کا یہ نمونہ پیش کیا کہ ایک اکلوتے بیٹے کو.......... اللہ کی راہ میں قربان ہونے کیلئے پیش کیا.......... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے.......... بدر کے میدان میں ۳۱۳ کھڑے کر دیئے..........

ابراہیمؑ کے طریقہ پر کون؟:۔

ابراہیمؑ کے دین کی تین باتیں معروف ہیں..........

توحید

ہجرت

قربانی

یہ تینوں باتیں محمد عربی ﷺ کے دین میں .... بے داغ توحید .... ہجرت اور قربانی ان چیزوں کو جس طرح اسلام نے اٹھایا .... اسی طرح ہم کہتے ہیں .... کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین باقی .... تو محمد عربی ﷺ کے ذریعہ باقی .... ان کی شان باقی تو شریعت محمدیہ کے ذریعہ باقی .... ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر ہم ہیں اور صرف ہم ہیں .... اور کوئی نہیں ہے .... نہ یہودی ہیں نہ نصاریٰ ہیں.........

مَاكَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَانَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَاكَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ......... (پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷)

ابراہیمؑ کے طریقے پر کون ہیں؟......... (مسلمان) .... ابراہیمؑ کے ساتھ ہم اصولوں میں ایک ہیں .... اور اب ہم جو عید کی خوشی مناتے ہیں .... یہ امت ہونے کا نشان ہے......... تو چھوٹی عید حضور ﷺ کی امت ہونے کا نشان ہے .... اور جو بڑی عید ہے .... جو اب آرہی ہے .... یہ ابراہیمؑ کی ملت ہونے کا نشان ہے......... عیدیں کتنی ہیں؟.........

(دو)......... ایک عید......... عید الفطر......... یہ امتی ہونے کا نشان ہے .... اور ایک عید......... عید الاضحیٰ .... یہ ملت ہونے کا نشان ہے.........

پہلی عید میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پھول کھلتے ہیں .... اور دوسری عید میں ابراہیمؑ کی نسبت قائم ہوتی ہے .... ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ بنایا

.........تو عید سے پہلے حاجی جو ہیں اس کے گرد طواف کرتے ہیں.........

قربانی کیا ہے؟:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا؟......... مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِیُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ.........اے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ ....فرمایا......... سُنَّتُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ .... یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا طریقہ ہے.........

ملت وامت:۔

اور جو حج کے بعد عید آ رہی ہے.........تو مساجد میں عیدالاضحیٰ اور قربانی کے بیانات ہوں گے.........تو میں نے آج آپ کے سامنے اس موضوع کا انتخاب کیا......... کہ ملت اور امت کا فرق بیان کروں......... اور دونوں پیغمبروں سے نسبت بھی بیان کردوں.........موقع کی مناسبت سے وہ بیاں ہوتا ہے جو آنے والے دنوں کا ساتھ دے......... آنے والے دنوں میں حج اور قربانی کی عبادات آ رہی ہیں.........تو پھر قربانی کے موضوع......... امت اور ملت کے فرق پر چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنی ہیں......... دعا کریں کہ اللہ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے.........(آمین).........

برادران اسلام!.........ہمارے ہاں کتنے پیغمبروں کی نسبتیں ہیں؟ ....(دو).........ہماری کتنی عیدیں ہیں؟.........(دو)......... ہر عید میں ایک نسبت کا اظہار ہے.........ملت ہونے کا اظہار کس میں ہے؟.........(عید الفطر میں)......... اور اُمت ہونے کا اظہار کس میں ہے؟.........(عیدالاضحیٰ میں)......... لیکن شریعت ہماری......... کتاب ہماری اپنی.........قرآن کریم

اپنا......... پانچ نمازوں کا طریقہ اپنا......... زکوۃ کی شرح اپنی......... شریعت کی تفصیل اپنی......... فروعات ہماری اپنی......... اصول حضرت ابراہیمؑ کے......... تو اصول پر جو لوگ متفق ہیں......... ان کو کہتے ہیں......... ملت......... ہر چیز میں ہم (Agree) کریں......... ہر چیز میں ہم اتفاق کریں......... اصول اور فروع کی پابندیاں کریں......... تو بنتی ہے امت......... اور جو اصولوں پر جمع ہوں......... وہ بنتی ہے ملت......... ہم امت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی......... اور ملت حضرت ابراہیمؑ کی.........

ہر ایک بات میں شریعت کے ہر پیرائے میں......... شریعت کے ہر انداز میں ہم کس کے پیچھے ہیں؟......... (حضور ﷺ کے) اور اصول میں کس کے ساتھ ہیں؟......... (ابراہیمؑ کے ساتھ)......... اپنے نبی خاتم النبین ﷺ کے علاوہ پچھلے نبیوں میں ہمارا سب سے زیادہ تعلق کس کے ساتھ ہے؟......... (حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ)......... پہلے نمبر پر نبی ﷺ کے ساتھ......... اور پھر اس لئے حکم ہوا......... کہ درود شریف میں ان دونوں کو جوڑو......... درود شریف میں ہم کتنے پیغمبروں کو جوڑتے ہیں؟......... (دو کو)......... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْم......... اگر کوئی پوچھے کہ ان دونوں پیغمبروں کو ہم کیوں جوڑتے ہیں؟......... اس لئے کہ ہم ایک کی امت ہیں......... اور ایک کی ہم ملت ہیں......... ہم دونوں کو جوڑیں گے.........

رمضان کے روزوں سے آپ ابھی ابھی فارغ ہوئے......... روزے پہلی امتوں پر فرض نہیں تھے......... روزے تو فرض تھے......... لیکن رمضان کے روزے.........

تعین سے

پابندی سے

تخصیص سے

نہ تھے .... تو رمضان کے روزے کس کی شریعت میں آئے؟

(نبی پاک ﷺ)........ تو جب رمضان کے روزے ختم ہوں تو پھر ....

آتی ہے عید......... رمضان کے روزے خاص شریعت محمدیہ میں آئے ....

رمضان شریف کے جانے کی خوشی یا غم؟:۔

میں نے رمضان المبارک کے فضائل بیان کئے......... کہ رمضان المبارک کی بڑی شان ہے......... تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر رمضان کی اتنی شان ہے......... تو جب جاتا ہے تو آپ خوشیاں کیوں مناتے ہیں؟.........

رمضان جائے تو آپ خوشیاں مناتے ہیں؟......... (نہیں).........

رمضان تو بڑا برکت والا مہینہ ہے......... بڑی شان والا مہینہ......... ایک ایک عمل کا ثواب ستر گنا......... تو اتنی شان کا مہینہ جب جائے تو افسوس ہونا چاہیے کہ خوشی؟......... (افسوس).........

یہ عجیب بات ہے کہ جونہی خبر آتی ہے .... کہ عید کا چاند ہو گیا ....تو کہتے ہیں مبارک .... مبارک .... گیا گیا گیا......... اگر رمضان کی شان آپ مانتے ہیں کہ بہت ہے .... تو اتنی خوشیاں کیوں؟

.... یہاں بھی مناتے ہیں؟......... لاہور میں تو بہت مناتے ہیں.........

بلکہ زبانی نہیں لکھ لکھ کر......... عید کارڈ لکھ کر خوشیاں مناتے ہیں کہ مبارک ہو ....مبارک......... گیا گیا.........

یہ عجیب قوم ہے کہ اتنا برکت والا مہینہ جائے تو خوشیاں مناتے ہیں
.... اور خوشیاں بھی کیا؟.......... مبارک مبارک کہہ کر اور پھر نئے کپڑے
پہن کر.......... صاف اور خوبصورت کپڑے پہن کر.......... ایک عجیب رنگ ہوتا
ہے اور ایک عجیب انداز ہوتا ہے.......... خوشیوں کا.......... آپ نے کبھی غور کیا
کہ یہ خوشی کس چیز کی ہے؟.......... میں یہ نہیں کہتا کہ خوشی نہ مناؤ.......... لیکن یہ
خوشی کس چیز کی ہے؟.......... سنیں!.......... اگر کسی نے ۲۸ روزے پالئے
.... وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے ۲۸ روزے پالئے.......... لیکن یہ نہیں کہہ
سکتا کہ میں نے رمضان پالیا کہ پتہ نہیں ۲۹ دن کا ہے یا ۳۰ دن کا.......... اگر کسی
نے ۲۸ روزے پالئے تو کہہ سکتا ہے کہ مین نے رمضان پالیا ہے؟..........
(نہیں) .... ۲۹ راتیں بھی پالے.......... لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے
رمضان پالیا.......... جب تک ۲۹ روزے پورے ہو کر اگلے چاند کی خبر نہ آ جائے
.... تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ پالیا ہے؟.......... (نہیں).......... یہ کون کہہ
سکتا ہے کہ میں نے رمضان پالیا ہے؟.......... وہی کہہ سکتا ہے.......... کہ جب
شوال کا چاند آ جائے.......... اور پتہ ہو کہ رمضان مکمل ہوا.......... اور شوال کا
چاند نکل آیا.......... اس وقت مسلمان کہہ سکتے ہیں کہ الحمدللہ ہم نے رمضان پالیا
.... تو عید کی خوشی رمضان کے جانے کی نہیں .... بلکہ رمضان پانے کی
ہے کہ الحمدللہ اے اللہ تیرا شکر ہے .... کہ تو نے رمضان پانے کی توفیق عطا
فرمائی.......... تو رمضان پانے کی خوشی میں عید کی نماز اور اجتماع ہوتا ہے..........
تو خوشی رمضان پانے کی ہے.......... جانے کی نہیں .... اگر کوئی اس لحاظ
سے خوشی کرے کہ گیا، گیا، گیا.......... تو اس کا ایمان خطرے میں آ گیا..........

تو دوستو! عزیزو! نوجوانو!.........عید کی خوشی حق ہے..........لیکن یہ بات جانو کہ یہ رمضان کے جانے کی نہیں .... رمضان کے پانے کی ہے ....اور عید ہے بھی اس کی جس نے رمضان پایا..........

اشہر حج:۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن کو رمضان پانے کی توفیق عطا فرمائی ....انہوں نے عید کی نماز عیدالفطر ادا کی .... اور جو حضرت ابراہیمؑ کے طریقے کی یاد ہے .... اس کا نام ہے عیدالاضحیٰ..... تو دونوں عیدوں کے درمیان جو دن ہیں..........انہیں کہا جاتا ہے.........."اشہر حج"..........

عیدالفطر جو روزوں والی عید ہے.......... اس سے پہلے احرام باندھنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے.......... اب احرام باندھنے کی بالکل ابتدائی تعین .... ابتدائی گھڑی کون سی ہے؟.......... رمضان کے ختم کے بعد جب شوال آجائے.......... اب بلا کراہت احرام باندھ سکتے ہو.......... اور یہ احرام کب تک چلے گا؟.......... بڑی عید تک.......... تو چھوٹی عید الفطر .... دوسری عید عیدالاضحیٰ.......... اور دونوں عیدوں کے درمیان میں یہ ایام حج ہیں.........."اشہر حج" ہیں.......... جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ....

حیات ابراہیمؑ کا اہم واقعہ:۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ.......... حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد .... ہمارا سب سے زیادہ تعلق کس کے ساتھ ہے .... (حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ).......... اور حضرت ابراہیمؑ تین قوموں کے پیشوا ہیں.......... ...

یہودیوں کے

عیسائیوں کے

مسلمانوں کے

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا ایک اہم واقعہ ہے کیا؟........... کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کی قربانی مانگی .... حضرت ابراہیمؑ نے پیش کر دی .... اسماعیلؑ کو نہ ذبح ہونا تھا .... نہ ذبح ہوئے .... ابراہیمؑ نے تو پیش کیا .... خدا تعالیٰ نے اسماعیلؑ کی قربانی بغیر ذبح ہونے کے قبول کر لی .... اور جنت سے ایک مینڈھا آ گیا .... یہ آپ نے سنا ہوا ہے؟.......... (جی) .... اور اب یہ ابراہیمؑ کی قربانی کی سنت کس قوم میں زندہ ہے؟.......... (صرف مسلمانوں میں)..........

حضرت ابراہیمؑ کے وارث ہم ہیں:۔

ہم نے لندن میں کہا کہ .... یہودی ابراہیمؑ کو مانتے ہیں .... قربانی کا واقعہ بھی مانتے ہیں .... لیکن یہ عمل ان میں زندہ نہیں .... عیسائی ابراہیمؑ کو مانتے ہیں .... اس کا ذکر بائبل میں ہے .... قربانی کا ذکر بھی بائبل میں ہے .... اسماعیلؑ کی ہو یا اسحاقؑ کی لیکن قربانی کا وجود ان میں قائم نہیں .... سو عیسائیوں میں قربانی زندہ نہیں ہے ....

یاد رکھیں .... اس کرۂ زمین پر ابراہیمؑ کی ملت .... ان کے مسلک .... ان کی شریعت ...... ان کی توحید ...... ان کی ہجرت .... ان کی قربانی باقی ہے تو شریعت محمدیہ کے انداز میں .... اس روئے زمین پر حضرت ابراہیمؑ کے وارث صرف ہم ہیں .... میں نے دنیا کی دوسری قوموں کو مخاطب کر کے کہا اور بارہا کہا .... کہ حضرت ابراہیمؑ جن کا ذکر تورات اور انجیل میں

ہے.........ان کے اس آخری دور میں وارث ہم ہیں.........اور صرف ہم ہیں
.... جب ہم پیش کرتے ہیں کہ ابراہیمؑ کی توحید خالص تھی.........اس میں
کوئی پیچیدگی نہیں.........

مشکل کشاء کون؟:۔

تو عیسائی ہمارے پاس آ کر کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں......... جو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا علیؓ کو مانتے ہیں......... علیؓ حاجت روا اور مشکل کشا ہے......... تم کس طرح کہتے ہو کہ تمہارے ہاں توحید خالص ہے......... ہم نے کہا کہ ہمارے عقیدے میں توحید خالص ہے......... اس میں کوئی غبار نہیں......... باپ بیٹے کا کوئی تصور نہیں......... اب انہوں نے کہا کہ تمہاری توحید کیسے خالص ہے؟......... تمہارے ہاں تو حاجت روا اور مشکل کشا علیؓ کو مانتے ہیں......... بھائی آپ مانتے ہیں؟......... (نہیں)......... پھر وہ پوچھتے ہیں کہ کون مانتے ہیں؟......... ہم نے کہا کہ تمہارے بھائی.........
انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائی کیسے؟.........

میں نے کہا کہ موسیٰؑ کی قوم کوہ طور پر جانے کے بعد......... ایک جانور کے آگے جو بچھڑا گائے کی شکل کا تھا......... خود بنایا ہوا تھا......... سامری نے بنایا تھا......... جانور کے آگے جھکے اور گرے نہیں؟......... (گرے)
.........تو یہودیو تم کہتے ہو......... کہ مسلمانوں میں علیؓ مشکل کشا ہے.........
ہمارے بھائی اور ہم نہیں کہتے......... یہ تو وہ لوگ کہتے ہیں......... جو تمہارے بھائی ہیں......... جس طرح تم جانور کے آگے گرتے اور جھکتے ہو......... وہ بھی سال میں جانور کے آگے گرتے اور جھکتے ہیں......... اور اس کا جلوس نکالتے

ہیں......... بھائی جانور پر عقیدتیں قربان کرنا......... اور اس کے آگے جھکنا
.........جس طرح یہودی جھکے ہم گھوڑے کے آگے جھکتے ہیں؟......... (نہیں)
.........کسی جانور کے آگے جھکتے ہیں؟......... (نہیں)......... تو جانوروں
کے آگے جھکنے والے آپس میں تو بھائی ہو سکتے ہیں.........لیکن ہم توحید خالص
کے علمبردار ہیں......... ہمارے ہاں افراط نہیں.........

ایک طالب علم رقعہ دیتا ہے......... کہ کیا علیؓ دین میں مشکل کشا نہیں؟

مین نے لفظ تو سمجھ لیا.........لیکن میں نے جان بوجھ کر پوچھا کہ یہ
مشکل کشا کیا لفظ ہے؟.........کہتا ہے کہ مشکل کشا اسے کہتے ہیں جو مشکلوں کو حل
کرے......... میں نے کہا کہ یہ تو لفظ مرکب ہے.........''مشکل'' عربی اور
''کشا'' فارسی......... یہ کشا فارسی ہے عربی نہیں ہے.........اگر یہ علیؓ کا لقب
ہوتا تو صحابہؓ نے مانا ہوتا......... مسلمانوں نے تسلیم کیا ہوتا......... اور عربی کا
لفظ تو ہوتا......... کہ نہیں؟......... (ہوتا)......... اور مشکل کشا کون سا لفظ
ہے؟......... گڈمڈ یعنی عربی اور فارسی ملا جلا.........تو عربی اور ایرانی.........
عربی اور فارسی......... فارسی اور عجمی......... دنیا کے ہر خطے کی نسبت کسی کے
ساتھ ہے؟.........اور علیؓ کی نسبت صرف عرب کیساتھ.........

ترکیب فارسی و عربی سے یہ گرہ کھلی
مشکل کشاء خدا ہے نہ مشکل کشا علی

توحید خالص:۔

بہرحال ہمیں عیسائیوں نے طعنہ دیا.........اور کہا کہ تم ہمیں کہتے ہو
.........کہ ہماری توحید پیچیدہ.........تو تمہاری بھی پیچیدہ.........ہم کہتے ہیں

کہ نہیں ہماری پیچیدہ نہیں .... یہ ان کی پیچیدہ .... جو جانور کے آگے جھکنے والے ہوں.......... ہمارے ہاں توحید خالص خدا کا کوئی شریک نہیں .... خدا کا کوئی بیٹا نہیں .... اور یہ قوم جھکے گی .... تو صرف خدا کے آگے .... گھوڑے کے آگے نہیں جھکے گی.......... ہماری توحید خالص ہے کہ پیچیدہ؟.......... (خالص).......... یہ الحمدللہ خالص ہے.......... اور اس میں یہ نہیں کہ کوئی بزرگ .... غریب عوام کو کہے کہ بھائی میرے مرید و تمہاری میرے آگے.......... اور میری خدا کے آگے یہ نہیں .... سب کی خدا کے آگے .... کوئی غریب ہو یا امیر.......... بادشاہ ہو یا فقیر.......... سب کی اللہ کے آگے ....

کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی
کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی
رزق پہ کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا
بزم عطا کون ہے

انبیاء کو غیب کا علم نہیں:۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کیا.......... تو ان کو پتہ تھا کہ بیٹا زندہ واپس آجائے گا؟.......... (نہیں).......... ذبح نہیں ہو گا؟.......... (نہیں).......... اور اگر پتہ ہو تو پھر یہ قربانی ہے .... یا ڈرامہ؟.......... (ڈرامہ)..........

ڈرامہ کیا ہوتا ہے.......... کہ پہلے سے باتیں طے ہوتی ہیں .... اور سب کچھ پتہ ہوتا ہے.......... کہ اب ختم کہاں ہو گا؟.......... میں یہ کہوں گا .... تم یہ کہو گے .... وہ یہ کہیں گے .... ہم یہ کہیں ہم ادھر جائیں

.... پھر ادھر آئیں .... ساری باتیں طے ہوتی ہیں .... اسے کیا کہتے ہیں؟........ (ڈرامہ)........ اور جب پتہ نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا چہرہ کھلتا ہے........

ایک شخص بیمار ہے .... ہمیں پتہ ہے کہ شفا ہو گی یا خاتمہ ہو گا .... کوئی پتہ نہیں .... جب تک اللہ تعالیٰ تقدیر کی نقاب نہ الٹے........ جب تقدیر کی نقاب الٹ دے پتہ چلے .... فیصلہ کیا تھا؟........ ہم جان لیں گے........ جب تک نہ بتائے........ نہ جان سکیں گے........

ڈرامہ کیا ہے؟........ ہر بات کا پہلے پتہ ہو .... اور جب خدا کی تقدیر کا چہرہ کھلے........ یہ کب ہوتا ہے؟........ جب وہ چاہے........ ابراہیمؑ کو خواب آیا کہ بیٹا ذبح کریں........ بیٹے کو میری راہ میں قربان کریں .... انہوں نے قربانی کے لئے پیش کیا .... وہ اس عقیدے اور یقین کے ساتھ جا رہے ہیں........ کہ بیٹا اللہ کی راہ میں ذبح ہو گا........ یہ اس کی شان ہے کہ اس نے بغیر ذبح ہونے کے قربانی قبول کر لی .... ابراہیمؑ کا عقیدہ کیا تھا؟ .... ان کو پتہ تھا؟........ (نہیں)........ اگر پیغمبروں کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھا جائے .... تو بتائیں کہ ابراہیمؑ علم غیب رکھتے تھے؟ .... (نہیں)........ اگر رکھتے تھے تو پھر قربانی ہے یا ڈرامہ؟ .... اگر ان کو پتہ تھا کہ ذبح نہیں ہو گا........ بلکہ زندہ واپس ہو گا........ اگر یہ ہے تو یہ کام تو آپ میں سے ہر کوئی کر سکتا ہے........ بھائی کسی کو یہ شورٹی (Surety) دے دی جائے .... یہ یقین دلایا جائے کہ بیٹے پر کوئی آنچ نہیں آئے گی .... بال بھی نہیں کٹے گا........ تو یہ ڈرامہ تو ہر کوئی کرنے کو تیار ہے........

ابراہیمؑ کی قربانی.........قربانی بھی ہے......... جب علم غیب کا پتہ نہ ہو.......

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار
ہر کہ گوید کہ بدارم تو ازو باور مدار

علم غیب شان اللہ کی ....ابراہیمؑ کو پتہ نہیں تھا.........اب اگر ہم نبی کا یہ ترجمہ کریں......... ''غیب جاننے والا'' ....تو تمام نبیوں کی قربانیاں ختم ہوتی ہیں .... اس سے زیادہ پیغمبروں کی بے ادبی کیا ہوگی؟......... کہ ان کی قربانیوں کو ختم کر دیا جائے .... ابراہیمؑ کی قربانی قربانی تب بنتی ہے ....کہ علم غیب خدا کے پاس ہے.........ورنہ یہ قربانی نہیں.........

حضرت اسماعیلؑ چھری تلے:۔

اچھا آپ اب یہ بتائیں کہ ابراہیمؑ جب اسماعیلؑ کی گردن پر چھری رکھ رہے تھے ....تو مشیت کیا تھی ابراہیمؑ کی ....چھری نرم نرم رکھیں یا سخت رکھیں؟ .... (سخت رکھیں) .... ان کی خواہش کیا تھی .... کہ چھری چل جائے کہ نہ؟......... (چل جائے)......... ابراہیمؑ کی پوری توجہ خواہش اور زور تھا کہ چھری چل جائے.........اور مالک کی خواہش تھی کہ اسماعیلؑ کا بال بھی نہ کٹنے پائے ....یہ فیصلہ خدا کا تھا......... ابراہیمؑ پورا زور لگا رہے ہیں کہ گردن کٹے اسماعیلؑ ذبح ہو.........

خدا کہتا ہے کہ جو وہ چاہے وہی ہوگا ....اور کسی کو مختار کل نہیں کہہ سکتے......... جو چاہے کرلے.........اگر پیغمبر مختار کل ہوتے.........اور ابراہیمؑ کا اپنا اختیار ہوتا ....تو اسماعیلؑ ذبح ہو جاتے .... جب اسماعیلؑ ذبح نہیں ہوئے.........

معلوم ہوا کہ ابراہیمؑ کا بھی اختیار تب چلے گا.......... جب مالک چاہے گا.......... تو پھر حقیقت میں کس کا اختیار ہے؟..........(اللہ کا)..........

تو ابراہیمؑ بیٹے کو لے کر چلے لیکن جاتے ہوئے پہلے بیٹے کو کہا کہ .... اے بیٹا میں نے خواب دیکھا ہے.......... کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں .... تیری کیا رائے ہے..........انی رأیت.......... میں نے دیکھا ہے .... يَابُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اِنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَاتَرٰى (پارہ ۲۳ سورة صافات آیت ۱۰۲).......... اے بیٹا میں خواب دیکھتا ہوں.......... کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں..........

قادیانیوں کا اعتراض اور اس کا جواب:۔

اس پر قادیان کے مرزا غلام احمد نے اعتراض کیا.......... اور یہ کہا کہ ابراہیمؑ نے جب بیٹے کو دیکھا.......... کہ میں ذبح کر رہا ہوں.......... تو بیٹا ذبح کیوں نہ ہوا؟.......... پیغمبرؑ کا خواب غلط ہو گیا.......... خواب تو دیکھا تھا کہ میں ذبح کر رہا ہوں.......... لیکن اسماعیلؑ ذبح نہ ہوئے.......... خواب تو غلط ہو گیا..........تو معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے خواب غلط بھی ہوتے ہیں .... نیت کیا تھی ؟.......... اپنے بارے میں صفائی پیش کرنا.......... تو اپنی صفائی دیتے ہوئے پیغمبروں پر اعتراض کر دیا.......... کہ جی خواب انہوں نے دیکھا.......... تو اسماعیلؑ ذبح کیوں نہ ہوئے..........

جب میں نے قادیانیوں سے کہا .... کہ ابراہیمؑ نے خواب کیا سنایا تھا.......... کہ اے بیٹا میں تجھے ذبح کر رہا ہوں یا ذبح کر چکا ہوں؟ .... اِنِّيْ اَذْبَحُكَ.......... میں تجھے ذبح کر رہا ہوں.......... یہ نہیں کہا تھا .... کہ میں

ذبح کر چکا ہوں.........اگر خواب یہ دیکھا ہوتا کہ ذبح کر چکا ہوں تو اسماعیل ذبح ہو جاتے.........خواب اتنا ہی دیکھا تھا.........کہ ذبح کر رہا ہوں اور جب ذبح کرنے کی حالت ان پر پوری اتری.........اللہ نے اگلا حکم دے دیا.........تو ابراہیمؑ نے کیا کہا تھا؟.........کہ میں ذبح کر رہا ہوں.........یا ذبح کر چکا ہوں.........یہ نہیں کہا کہ.........انی زبحتك.........کہا.........اِنِّیْ اَذْبَحُكَ.........میں تجھے ذبح کر رہا ہوں.........فانظر ماذاتری.........تو بتا تیری کیا رائے ہے؟.........قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ.........بیٹے نے کہا کہ ابا جان آپ کر گزریئے.........جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے.........ابراہیمؑ نے تو نہیں کہا تھا.........کہ مجھے حکم دیا جا رہا ہے.........انہوں نے اتنی بات کہی تھی.........میں نے خواب دیکھا اب تو بتا انہوں نے کہا کہ آپ کر گزریں جس کا حکم دیا جا رہا ہے.........معلوم ہوا کہ اسماعیلؑ اس بچپن میں بھی جانتے تھے.........کہ پیغمبر علیہ السلام کا خواب وحی ہوتا ہے.........میرے باپ نے خواب سنایا ہے.........یہ صرف خواب نہیں.........خدا کا حکم ہے.........کہا اے باپ آپ کر گزریئے جس بات کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے.........سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ.........اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے.........

عجیب منظر:۔

پہلی امتوں میں بھی خدا کی اس زمین کے اوپر ایسا منظر کبھی پیش نہ آیا تھا.........کہ باپ کا ایک ہی اکلوتا بیٹا ہے.........اس کو قربانی کے لئے پیش کیا جا رہا ہے.........فرشتے بھی دیکھ رہے ہیں.........اور حیران ہیں.........کہ اب تک اللہ کے حضور میں جو قربانیاں پیش ہوئیں.........جو نذریں نیازیں دی

گئیں .... ایسا منظر کبھی چشم فلک نے دیکھا تھا .... کہ باپ بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے قربان کرے .... اور اکلوتے بیٹے کو قربان کرے .... دنیا میں اس کی مثال نہ تھی .... لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے بتانا چاہا کہ پیغمبروں کی وہ شان ہے .... اور ان کی وہ ہستیاں ہیں کہ خدا کی محبت ان کے دلوں میں اس طرح اتاری جاتی ہے .... کہ جب وہ محبت آ جائے .... نہ باپ کی محبت ہے نہ بیٹے کی محبت ہے .... نہ کسی اور کی .... تو اسماعیلؑ نے کہا .... اے باپ! .... آپ کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے .... سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ .... اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے ....

اسماعیلؑ نے یہ تو بات کہہ دی کہ آپ مجھے صابرین میں پائیں گے .... لیکن یہ پیغمبر کا کلام ہے .... جسے پیغمبر ہونا تھا .... کہا آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے .... اپنے بل بوتے پر نہیں کہا؟ .... بلکہ مالک کے بل بوتے پر کہا کہ .... ان شاء اللہ .... اگر اللہ نے چاہا تو کسی انسان کو .... مسلمان کو دم مارنے کی جرات نہیں کہ کوئی بات کہے کہ ایسا ہی ہو گا .... نہ .... کہنا یہ چاہیے کہ اگر خدا نے چاہا .... اپنے بل بوتے پر کچھ نہیں .... ولا تقولن لشیء ان فاعل ذلك غداً الا ان یشاء اللّٰه ......

تمام اعمال خدا کے بھروسے پر کرو:۔

اسماعیلؑ نے جان دینے کا ارادہ کیا .... لیکن اپنے بل بوتے پر نہیں .... بلکہ خدا کے سہارے پر .... تو عبادت کرو خدا کے سہارے .... مثلاً صبح نماز پڑھنی ہے کہ نہیں؟ ...... (پڑھنی ہے) .... فجر کی نماز تو اس میں

بھی اللہ سے سہارا مانگا کرو.......... کہ اللہ کی توفیق سے پڑھیں گے.......... ان شاء اللہ پڑھیں گے .... اللہ توفیق دے .... اپنے اوپر سہارا نہیں اسی سے مانگو .... ارادہ کرو نماز پڑھنی ہے ....توفیق اسی سے مانگو .... ارادہ کرو کاروبار کرنا ہے..........رزق اسی سے مانگو..........ارادہ کرو کہ مریض کا علاج کرنا ہے..........لیکن شفا اسی سے مانگو..........

حضرت اسماعیلؑ کی عجز وانکساری:۔

حضرت اسماعیلؑ نے ارادہ کیا.......... کہ جان دینی ہے.......... اور کہا کہ .... ان شاء اللہ .... اگر میرے مالک نے چاہا.......... یہ نہیں کہا.......... سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِراً.......... اے باپ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے.......... سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْن ....یعنی صابرین کئی ہوئے ہیں .... میں بھی ایک سہی.......... یہ عجز و انکساری ہے .... مالک کے دربار میں بندے کی عاجزی کی یہ مثال ہے کہ .... یہ نہیں کہہ سکتے .... اے اللہ میں تیرے راستے میں صابر ہوں .... بلکہ اے مالک حقیقی تیرے راستے میں کئی تڑپنے والے آئے .... تیرے راستے میں کئی صابر ہوئے ہوں گے.......... میں بھی ان میں سے ایک سہی .... یہ کہنا کہ خدا کو یاد کرنے والا میں ہی ہوں.......... حکم کی تعمیل کرنے والا میں ہی ہوں.......... یہ بھی ایک بڑائی کا اظہار ہے...... یہ نہیں اس کے آگے کئی لوگ تڑپے اور بچھڑ گئے..........

سوار محمل کی جستجو میں ہزاروں دشتِ طلب میں دوڑے

راہ خداوندی میں کئی آزمائش میں ڈالے گئے:۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی تلاش میں کئی لوگ جنگلوں میں دوڑے .... پہاڑوں پر گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ....

سوار محمل کی جستجو میں ہزاروں دشتِ طلب میں دوڑے
نہ محمل آیا نظر نہ ناقہ فقط اک اٹھتا غبار دیکھا
رَبرُو[1] میں دشتِ جنوں کی تیری عجب مزہ خوشگوار دیکھا
نہ اس سفر میں تکان دیکھی نہ اس نشے میں خمار دیکھا

اللہ کی راہ میں تڑپنے والے .... گھر بار چھوڑنے والے .... جنگلوں کا رخ کرنے والے .... قربانی کرنے والے اپنے آپ کو لٹانے والے .... جان کو مٹانے والے کئی ہوئے .... یا اللہ میں بھی ایک ہوں گا .... یہ تواضع اور انکساری اسماعیلؑ کے بچپن میں دیکھی .... اس انداز میں بات کریں .... تو میں کہتا ہوں کہ

نبوت کی عاجزی وانکساری کی ادا اگر دیکھنی ہے ...... تو اسماعیلؑ میں دیکھو
اور نبوت کی معصومیت دیکھنی ہے ...... تو عیسیٰ کو مریمؑ کی گود میں دیکھو
اور نبوت کی جوانی کی شان کیا ہے؟ ...... وہ یوسفؑ میں دیکھو
اور نبوت کے بڑھاپے کا انداز کیا ہے؟ ...... وہ ابراہیمؑ میں دیکھو
اور سارے کمالات دیکھنے ہیں ...... تو خاتم النبیینؐ میں دیکھو

حضرت اسماعیلؑ نے اس پیارے انداز میں کہا .... سَتَجِدُنِیٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ .... اپنے آپ کو اللہ کے حضور محتاج سمجھا ....

---

[1] رَبرُو کے معنی کوشش، محنت، مسافت، ناحق کی مشقت

مولانا تھانویؒ کی عجز وانکساری:۔

سامعین عزیز.......... محترم بزرگو.......... دوستو اور بھائیو!..........

مجھے ایک واقعہ یاد آیا.......... تھانہ بھون کی بات ہے .... حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ قدس سرہ العزیز چودھویں صدی کے مجدد گزرے ہیں .... ان کے سامنے ایک سالک اللہ کی یاد کرنے والا بیٹھا .... اس نے ایک شعر پڑھا کسی کا.......... اور کہا اللہ کے حضور میں..........

اگر بخشے زہے قسمت جو نہ بخشے رضا اس کی
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اگر بخش دے تو میری قسمت.......... اور جو نہ بخشے تو تو مالک ہے .... ہم بندے جو ہوئے جو چاہے کرے..........

مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ نے سن کر کہا.......... یہ شعر جس صوفی کا ہے.......... معلوم ہوتا ہے.......... کہ وہ کچا ہے.......... ابھی تک وہ خدا کی محبت میں پکا ہوانہیں ہے.......... ویسے تو اللہ ہی جانتا ہے.......... لیکن شعر کے الفاظ بتاتے ہیں کہ ابھی وہ کچا ہے پکا نہیں.......... تو خدام نے حضرت تھانویؒ سے عرض کیا.......... کہ حضرت اس نے کیا کچے والی بات کی ہے.......... اگر پکا ہوتا تو کیا بات کہتا؟.......... تو پھر حضرت نے ترمیم کی.......... فرمایا کہ جب اس نے کہا کہ..........

اگر بخشے زہے قسمت جو نہ بخشے تو رضا اس کی

اگر بخشے تو میری قسمت اور نہ بخشے تو اس کی مرضی .... فرمایا کہ اس

میں استغفار کی بو آتی ہے.........نہ بخشے تو اس کی مرضی فرمایا......... کہ گویا کہ اب مجھے فکر نہیں.........

اللہ کے حضور جب مانگو تو استغفار کی بو بھی نہ ہو.........محتاجگی ہر لہجے اور اشارے میں ظاہر ہو.........تو پوچھا گیا حضرت.........پھر کیا کہنا چاہئے تھا؟......... فرمایا وہ یہ کہے.........

اگر بخشے زہے قسمت جو نہ بخشے کروں زاری

اگر وہ نہ بخشے تو میں زاری کروں گا.........تڑپوں گا.........محتاج جو ہوں......... جب محتاج اور ضرورت مند ہوں......... طالب ہوں......... طالب کا کام ایک طرف کنارہ کشی نہیں......... وہ بار بار تڑپے اور زاری کرے ....کس کے آگے؟.........(مالک کے آگے).........اور مالک کے آگے تڑپنا عزت ہے ذلت نہیں......... تو حضرت نے فرمایا.........وہ یہ ہے کہ.........

اگر بخشے زہے قسمت جو نہ بخشے کروں زاری

اس بندے کی کیوں خواری مزاج یار میں آئے

تو اللہ سے ایک تعلق ہونا چاہیے.........کہ جس میں ہر وقت ہم اس کے محتاج ہیں.........

انسانی جان کی قربانی اصل یا بدل:۔

اور اسماعیلؑ نے جملہ ادا کیا......... سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰابِرِیْنَ......... اے باپ آپ مجھے انشاء اللہ صابرین میں سے پائیں گے ....کئی اور صابر گزرے اللہ کی راہ میں صبر کرنے والے......... میں بھی ان میں سے ایک ہوں......... اس میں خودی کا دم نہ مارا.........اپنے آپ کی

بڑائی کا دم نہ مارا..........

حضرت ابراہیمؑ بیٹے کو لے کر چلے ....اس عقیدے کے ساتھ چلے کہ اس نے واپس نہیں آنا.......... انہوں نے چھری رکھی .... چھری کو نہ چلنا تھا.......... نہ چلی .... ابراہیمؑ کی نیاز مندی اپنا حق ادا کر گئی .... پھر خدا کا فیصلہ دوسرا تھا.......... جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ آ گیا کہ اب یہ جانور ذبح کرنا ہے.......... اب اس پر غور کیجئے تو جانور کی قربانی اصل ہے یا بدل؟ .... بدل کہتے ہیں .... (Substitute).......... بدل کا معنیٰ اصل کی بجائے .... تو اصل قربانی اللہ نے مانگی انسانی جان کی تھی یا جانور کی؟ .... (انسانی جان کی) .... اب اس نے کرم کیا کہ اس کی بجائے جانور قبول کر لیا.......... تو معلوم ہوا کہ قربانی اصل میں ہے انسانی جان کی .... جو انسانی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو.......... اس کی جانور کی قربانی قبول ہے .... نہیں سمجھے؟.......... اب جو قربانی کے دن آ رہے ہیں .... مسلمان قربانی کریں گے.......... اللہ قبول کرے .... لیکن جانور کی قربانی کس کی قبول ہے؟ .... جو اپنی جان کی قربانی کے لئے تیار ہو.......... اور اللہ کے کرم کا شکر ادا کرتے ہوئے جانور کو پیش کرے.......... جس طرح ابراہیمؑ نے جانور کی قربانی کی .... تو اصل قربانی کیا ہے؟.......... (انسانی جان کی) ......

جہاد وقت کی اہم ضرورت:۔

محترم دوستو اور بھائیو .... میں آپ سے ایک بات کہہ رہا ہوں .... یہ وقت کی پکار ہے.......... اس وقت پاکستان پر بڑے نازک حالات ہیں .... بھارت دانت پیس رہا ہے.......... اور بہانے کی تلاش میں ہے

کہ کشمیر کے مسئلے پر یا کسی اور مسئلے پر کسی طرح مجھے بہانا ملے............اور میں حملہ کروں.......... امریکہ اس کی سیاست اور ہے .... جب تک روس تھا اس وقت اس کی سیاست اور تھی .... اور جب روس منتشر ہو گیا..........اور اس کی طاقت تتر بتر ہو گئی..........تو اب یہ اپنے آپ کو دوسرا خدا سمجھتا ہے کہ میں دنیا کو نئی ترتیب دوں گا.......... New Order بھائی New Order کون دے؟..........جس نے بنایا ہے..........امریکہ کہتا ہے..........کہ میں دنیا کو نیو آرڈر دوں گا..........نئی ترتیب دوں گا.......... یہ امریکہ کا پروگرام ہے.......... دنیا کو نئی ترتیب دینے کے لئے وہ سب سے زیادہ اپنا مخالف کس کو سمجھتا ہے؟ ....وہ مخالف سمجھتا ہے..........کہ جس طرح ایک نظریاتی سلطنت.......... روس پامال ہوئی..........اب دوسری سلطنت ہے چین..........وہ بھی نظریاتی طور پر دوسرا ملک ہے.......... تو وہ بھی اسی طرح Down ہو جائے.......... Down Fall اب (China) کی طاقت کو کمزور کرنے کے لئے اس نے زیادہ سے زیادہ مدد دینی ہے کس کو؟.......... (بھارت کو) .... انڈیا کو ....خود تو نہیں لڑنا چائنا سے.......... بھارت کو طاقت دینی ہے.......... اور انڈیا ہمارا ایسا دشمن ہے کہ اس نے وہ طاقت چائنا کے خلاف استعمال نہیں کرنی .... ہمارے خلاف استعمال کرنی ہے..........تو پاکستانی قوم پر.......... ایک عجیب وقت آ گیا..........اور پوری دنیا کے مسلمان..........اس وقت بیرونی قوتوں کی غلط پالیسی کے نرغے میں ہیں .... ایک ایک مسلمان ملک پر ظالمانہ کارروائی ہو رہی ہے..........

یہ ملک اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر بنا تھا..........ہمیں اس ملک میں

صحیح عقیدہ رکھ کر زندہ رہنا ہے یا نہیں؟.......... (رہنا ہے)......... ہماری کیا تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ امتحان کا وقت ہم پر نہ لائے.......... ہم کمزور ہیں.......... لیکن اگر امتحان کا وقت آ گیا.......... تو بحیثیت مسلمان ہم وہ قوم ہیں.......... جو ابراہیمؑ کی ملت ہیں.......... اور قربانی کی اساس پر ہم کہتے ہیں.......... کہ اللہ کی رضا کیلئے اگر جان دینی پڑی.......... ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے..........

جانور کی قربانی اس کی قبول ہے.......... جو جان کی قربانی پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے.......... اسلام کی عبادات میں جہاد ایک بہت اہم عبادت ہے.......... نہتے مسلمان اٹھتے ہیں.......... نہتے تھے پھر اللہ نے ہتھیار بھی دیئے.......... افغانستان کے مجاہدین کا خون گرا کہاں؟.......... (افغانستان میں).......... لیکن خون پر بہار کہاں آئی؟.......... (رشیا میں).......... اتنے مجاہدین جن کے پاس معمولی طاقت تھی.......... اور ایک سپر پاور کے ساتھ ٹکرائے.......... خون گرا افغانستان میں.......... اور پھل آیا روس میں.......... روس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوئی ہے.......... توقع ہو سکتی تھی؟.......... (نہیں)..........

ہم کہتے ہیں.......... اے مالک حقیقی اگر تو مجاہدین افغانستان کے خون کی لاج رکھتے ہوئے سلطنت روس کو تار تار کر سکتا ہے.......... اس وقت دنیا میں جو بھی مسلم ممالک ہیں.......... ان پر امریکہ دوسرا خدا ہونے کی وجہ سے ان کے بارے میں غلط سوچ رہا ہے.......... یا اللہ اس کے غرور کو بھی توڑ دے..... (آمین)......

اپنے دین اور ایمان کو بچانے کیلئے ہم میں کوئی عقیدہ بھی چاہیے کہ نہیں؟.......... (چاہیے).......... اپنا عقیدہ.......... ہمارا عقیدہ کیا ہے؟.......... (اہل سنت والجماعت).......... ہم اپنے عقیدے کے تحفظ کے لئے

ایران کے کسی نظریے کو قبول کریں گے؟.......... (نہیں) اس ملک میں اہل سنت والجماعت کی اکثریت ہے..........اور ہم نے اس ملک کو اہل سنت ہی رکھنا ہے .... یہ نہیں کہ بین الاقوامی سیاست میں اگر ایران ہمارا ساتھ دے.......... تو ہم اپنے مذہب میں کمزور پڑ جائیں گے.......... ہمارا ان سے مذہبی جو اختلاف ہے.......... وہ اصولی ہے.......... فروعی نہیں.......... اصولی کسے کہتے ہیں؟ .... (بنیادی).......... شافعیوں کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی ہے.......... مالکیوں کے ساتھ فروعی.......... حنبلیوں کے ساتھ فروعی.......... اب حنبلی "نماز میں ہاتھ اوپر باندھتے ہیں.......... ہم نیچے باندھتے ہیں.......... تو یہ اختلاف فروعی ہے.......... یہ بنیادی نہیں.......... ہمارے اختلافات شیعہ کے ساتھ بنیادی ہیں.......... اصولی نہیں..........

عیسائیوں کا اعتراض اور اس کا جواب:۔

لندن میں عیسائی کہنے لگے کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ دائیں طرف والے جنتی.......... تو یہ کیا کہنے لگے کہ ادھر سے چلیں تو دائیں طرف والے یہ .... اور ادھر سے چلیں تو دائیں طرف والے وہ.......... قرآن نے یہ کہا .... وَاَصْحَابُ الْيَمِيْنِ مَا اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ (پارہ ۲۷ سورۃ واقعہ آیت ۲۷)
.... وَاَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا اَصْحَابُ الشِّمَالِ (پارہ ۲۷ سورۃ واقعہ آیت ۴)
.... کہ بائیں طرف والے جہنمی.......... میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی .... لیکن انہیں سمجھ نہ آئی.......... میں نے کہا کہ.......... پھر ان کے ساتھ ایک چکر چلاؤ کہ.......... میں نے کہا کہ نہ نہ.......... تم نہیں سمجھے.......... دائیں طرف والے کو جو کہتے ہیں جنتی.......... اور بائیں طرف والے کو کہا کہ جہنمی

.... اس سے مراد تم نہیں سمجھے.......... دائیں طرف سے مراد وہ قومیں جن کی لکھائی دائیں طرف سے شروع ہوتی ہے.......... اور بائیں طرف والے وہ جن کی لکھائی بائیں طرف سے شروع ہوتی ہے .... دائیں طرف سے کن کی لکھائی شروع ہوتی ہے؟ .... (عربی' اردو' فارسی) .... اسلامی زبانیں اور بائیں طرف سے کن کی لکھائی شروع ہوتی ہے؟.......... کہنے لگے سمجھ آ گئی ہمارا حال ہمیں معلوم ہوگیا.......... میں نے کہا کہ یہ تھا تمہارا علاج .... تم ہو بائیں طرف والے علم کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی .... اور جب یہ کہا تو یہ نکتہ ان کو سمجھ میں آ گیا..........

تو میں کہا کرتا ہوں .... کہ یہ فطرت کے نشان جو ہیں .... یہ بھی دیکھو..........

ایک سوال کا جواب:۔

آج ہی ایک آدمی سوال پوچھ رہا تھا .... کہ ٹیلی ویژن دیکھنا .... اور سینما دیکھنا یہ کیسا ہے؟..........

میں نے کہا کہ.......... جسے تم سینما کہتے ہو.......... اس کو دیکھنے سے پہلے تم نے ایک حقیقت نہیں دیکھی.......... کیا؟.......... میں نے کہا کہ سینما جب تم کو دکھانا ہو.......... جب تک آپ کو اندھیرے میں نہ لے جائیں سینما دکھاتے ہیں؟.......... (نہیں) .... تو سینما کا کھیل کوئی بھی دکھانا ہو تو پہلے کیا کرنا پڑتا ہے؟.......... (اندھیرے میں جانا ہوتا ہے) .... اگر اس میں کوئی روشن پہلو ہوتا تو پہلے اندھیرے میں کیوں لے جاتے .... یہ اندھیرے میں کیوں دکھایا جاتا.......... میں نے کہا کہ یہ ٹیلی ویژن کی چمک دمک روشنی میں زیادہ ظاہر ہوتی

ہے.......... یا اندھیرے میں؟.......... (کہتا ہے وہ تو اندھیرے میں)..........

پھر میں نے کہا کہ یہ ساری تہذیب اندھیرستان ہے..........

اصولی مسائل میں لڑنا جہاد ہے:۔

اصولی مسائل میں لڑنا جہاد ہے.......... اور فروعی میں لڑنا درست نہیں ہے.......... صحابہؓ میں کتنے فروعی طریقے تھے.......... لیکن وہ لڑتے نہیں تھے ....فروعی مسائل میں لڑنا درست نہیں ہے.......... صحابہؓ نے نہیں لڑائی کی......

بدعت کسے کہتے ہیں؟.......... بدعت اس کام کو کہتے ہیں .... جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہ ہو.......... ایک جگہ دو مسلمان لڑ رہے تھے.......... ایک کہتا ہے.......... نماز میں یہاں ہاتھ باندھیں.......... دوسرا کہنے لگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا.......... کہ سنت یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے جائیں..........

.... اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اخذ الکف علی الکف تَحْتَ السُّرَّةِ..........

ہاتھ نیچے باندھے جائیں .... اور ایک کہنے لگا کہ اوپر باندھنے کی .... روایتیں بھی تو موجود ہیں .... تو سمجھانے والے نے کہا کہ صحابہؓ میں اگر دو تین طریقے ہیں .... تو کیا وہ آپس میں لڑے؟.......... کہنے لگا کہ نہیں .... انہوں نے علیحدہ علیحدہ جماعت بندی کی ؟.......... (نہیں).......... تو ان مسائل میں علیحدہ علیحدہ جماعت بنانا .... اور لڑائی کے مورچے قائم کرنا .... یہ صحیح نہیں اس میں گنجائش پیدا کرو.......... روایات اگر مختلف ہوں .... تو ان میں ترتیب دینا.......... ترجیح دینا مجتہد کا کام ہے.......... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہمارے عقیدے بنیادی ہیں..........

ہم جوڑ کے قائل ہیں :۔

ہم اہل سنت والجماعت ہیں ....تو اہل سنت والجماعت کا امتیاز کیا ہے؟..........کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور آپ کے خاندان میں جوڑ کے قائل ہیں ....توڑ کے نہیں ....ہم جس طرح حضرت ابوبکرؓ کی شان بیان کرتے ہیں..........اسی طرح حضرت علیؓ اور حسینؓ کی بھی شان بیان کرتے ہیں..........اہل سنت کی بنیاد کس پر ہے؟ جوڑ پر..........اور ہم صحابہ کرامؓ کو چھوڑ سکتے نہیں..........دلیل اس کی کیا ہے؟..........

دلیل یہ ہے کہ آپ کا نام ہے اہل سنت والجماعت ....یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ....اور نبی ﷺ کی جماعت کو ماننے والے.......... تو آپ نے جب کہا کہ والجماعت تو آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ سکتے ہیں .... (نہیں)..........آپ کے سامنے کسی صحابیؓ کا عمل آئے ....تو کبھی یہ نہ کہنا..........کہ چھوڑو یہ تو صحابیؓ کا عمل ہے..........رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتاؤ.......... بھائی رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ میں تفرقہ کوئی ڈال سکتا ہے؟ .... (نہیں)..........کسی صحابیؓ کی کوئی روایت آئے ....تو آپ کی زبان سے یہ نہ نکلے کہ بھائی یہ بات تو عمرؓ کی ہے ....تو ہم نے تمام صحابہؓ کو نبیؐ کے ساتھ جوڑ کر چلنا ہے.......... نبی ﷺ کی سنت اور اس کی جماعت دونوں کو مانو..........اہل سنت والجماعت آپ کا نام کیا ہوا؟..........اہل سنت والجماعت ....تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور نبی ﷺ میں توڑ پیدا نہیں کرنا ....نمبر دو..........نبی ﷺ کے صحابہؓ میں اور خاندان رسالت میں اہل بیتؓ میں بھی توڑ پیدا نہیں کرنا..........

شیعہ کہتے ہیں کہ ہم اہل بیتؓ کو مانیں گے خاندان اہل بیتؓ کو صحابہؓ کو نہیں مانتے.......... اور ہم ایک کو مانتے ہیں یا دونوں کو؟.......... (دونوں کو) ....تو ہم کون ہیں .... اہل سنت والجماعت .... صحابہؓ اور خاندان رسالت میں شیعہ توڑ پیدا کرتے ہیں .... اب طالب علموں کو .... نوجوانوں کو .... پڑھے لکھوں کو میں بتاتا ہوں .... کہ ہماری تاریخ میں جوڑ ہے یا توڑ؟.......... (جوڑ)..........

ایک مسئلہ یاد رکھیں.......... سیدنا حضرت عثمان غنیؓ سے بات شروع کرتا ہوں.......... ان کے بیٹے کا نام تھا عمرو .... عمرو کے دو بیٹے تھے .... ایک کا نام ہے زید .... ایک کا نام عبداللہ .... یہ حضرت عثمانؓ کے کیا لگے؟.......... حضرت عثمانؓ کے بیٹے کا نام ہے عمرو.......... (ع' م' ر' و) اگر (ع' م' ر) ہوتو کہتے ہیں .... عمر اگر (ع' م' ر' و) ہوتو کہتے ہیں عمرو .... حضرت عثمان غنیؓ کے بیٹے کا نام عمرو ہے .... اور عمرو کے بیٹے یزید اور عبداللہؓ .... زید کی بیوی کا نام تھا سکینہؓ.......... اور عبداللہؓ کی بیوی کا نام فاطمہؓ .... یہ سکینہؓ اور فاطمہؓ دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں.......... یہ وہی سکینہؓ ہے .... جو کربلا میں موجود تھیں .... حضرت حسینؓ کی بیٹیوں کے نام سکینہؓ اور فاطمہؓ یہ علیؓ کی کیا لگیں؟.......... (پوتیاں).......... زیدؓ اور عبداللہؓ حضرت عثمانؓ کے پوتے.......... تو حضرت عثمانؓ کے پوتے اور حضرت علیؓ کی پوتیاں ان کے آپس میں نکاح جو ہوئے .... تو یہ نکاح جوڑ کی علامت ہے یا توڑ کی ؟.......... (جوڑ کی)..........

تو صحابہؓ میں اور خاندان رسالت میں یا بنو امیہ اور بنو ہاشم میں توڑ ہے یا

جوڑ؟.......... (جوڑ)........... اور یہ جو نکاح میں نے آپ کے سامنے بیان کئے
.... یہ کربلا کے واقعہ کے بعد کی تاریخ ہے.......... جو لوگ کہتے ہیں توڑ کے
قائل ہیں ....ہم توڑ کے قائل نہیں ہم جوڑ کے قائل ہیں .... اور ہماری
دلیل یہ کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی پوتیاں ....اور حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے ان
کے نکاح ہوئے ....اور کربلا کے واقعہ کے بعد ....معلوم ہوا کہ توڑ کوئی
نہیں جوڑ ہی جوڑ ہے..........اب کسی کو حق پہنچتا ہے کہ ان کو توڑے؟ ....
(نہیں) .... اگر ان کو توڑے تو باقیوں کے ساتھ جوڑ رہے گا؟ ....
(نہیں)..........میں ان کو کہا کرتا ہوں.......... جو ان کو جوڑتے ہیں.......

تم نے ان کے گریبان دریدہ کئے
جو تمہارے گریبان سیتے رہے
یہ انہی کا جگر تھا کہ ہر حال میں
مسکراتے رہے زہر پیتے رہے
جب تمہی نے بہار چمن لوٹ لی
تو نئے پھول بونے سے کیا فائدہ

برادران اسلام!..........حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام کیا
تھا؟ .... (عمرو)..........عمرو کے بیٹے زید اور عبداللہ .... زید کی بیوی
کا نام سکینہ..........عبداللہ کی بیوی کا فاطمہ یہ دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی
بیٹیاں تھیں..........تو ان میں جوڑ ہے یا توڑ؟.......... (جوڑ).......... یہ ایک
ہیں یا علیحدہ علیحدہ؟.......... (ایک ہیں)..........

سنو!..........حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام کیا تھا؟..........

ابانؓ یہ دوسرا بیٹا ہے عمرو کی بات ہو چکی ' ابانؓ بن عثمانؓ.......... ابانؓ کون ہے؟ ....(حضرت عثمانؓ کا بیٹا).......... ابانؓ بن عثمانؓ کی بیوی کا نام تھا ام کلثوم.......... ام کلثوم کون ہے ؟.......... یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ .... جو حضور ﷺ کی زندگی میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے.......... یہ حضرت جعفرؓ کی نواسی ہے. ام کلثومؓ .... جو ابانؓ کے نکاح میں تھی .... اور بھائی جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد علی المرتضیٰؓ اپنی بھتیجی کے ولی تھے .... ان کے ذریعے یہ نکاح ہوئے.......... حضرت ابانؓ بن عثمانؓ کے نکاح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی کی نواسی، نام کیا ہے؟ .... (ام کلثوم).......... یہ جوڑ کا نشان ہے.......... یا توڑ کا؟.......... (جوڑ کا)..........

تعارف امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ:۔

آپ نے بہت سنا ہو گا.......... کہ فقہ جعفریہ بھی ایک فقہ ہے.......... یہ فقہ جعفریہ کس کے نام پر ہے؟.......... (امام جعفرؒ کے نام پر).......... تو امام جعفر صادقؒ کی بھی تو آپ کو کوئی پہچان ہو امام کون تھے؟.......... ان کی ماں کا نام ہے ام فروہ .... ام فروہ کون تھی؟.......... (قاسم کی بیٹی).......... اور قاسم کون؟ ....(ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) .... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کے پوتے قاسم .... مدینہ کے سات بڑے عالموں میں سے تھے.......... ان کی بیٹی ہے ام فروہ.......... جو امام جعفر صادقؒ کی ماں ہے .... اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم ایک بیٹے سے .... اور حضرت صدیق اکبرؓ کی پوتی اسماء یہ دوسرے بیٹے سے.......... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی ہے.......... اس قاسم اور اسماء کے نکاح سے ام فروہ پیدا ہوئی

............تو ام فروہ کی ماں اسماء کا رشتہ بھی صدیق اکبرؓ سے ....اور والدہ ان کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ....اور باپ امام باقرؒ ....علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے ....حضرت جعفر صادقؒ کہا کرتے تھے کہ

ولدنی ابوبکر مرتین

مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ جنا ہے............ یہ آپ کی ان سے ....دوگنی نسبت تھی .... میں کہتا ہوں کہ یہ توڑ ہے یا جوڑ؟ ....
(جوڑ)............ اگر آدھوں کو چھوڑو گے تو باقی آدھے بھی گئے............ تو ایسی مثال تو نہ ہو............

کہ ایک مولوی صاحب تھے .... ان کی داڑھی ضرورت سے زیادہ لمبی تھی ....تو کہیں جنتری میں انہوں نے پڑھا............ کہ جس کی داڑھی لمبی ہو............ وہ بے وقوف ہوتا ہے ....وہ جنتری کی بات ہے .... چھوڑو یہ کوئی وحی ہے؟............(نہیں)............ یہ بات رات کی تنہائی کی تھی .... ڈرا ہوا تھا کہ جس کی داڑھی لمبی ہو بے وقوف ہے .... تو آج ڈر رہا تھا ....تو اس نے سوچا بھی کچھ نہ............عقل بھی ایسی تھی .... سمجھ والے نہ تھے .... داڑھی پکڑی ہاتھ میں اور جتنی داڑھی تھی مٹھ سے زیادہ ....وہ ساری کی ساری چراغ کے اوپر رکھ دی............ وہ ڈر رہا تھا .... کہ یہ جل جائے ....کوئی مجھے کہنے نہ پائے بے وقوف............ اور جلانے کے لئے بھی رکھی .... اور ہاتھ کو گرمی لگی .... آگ کی گرمی لگی ہاتھ کو............ تو بے ساختہ ہاتھ چھوٹ گیا اور باقی بھی گئی .... تو نیت اس کی کیا تھی؟............ آدھی رہے یا ساری ؟............ (آدھی) .... نیت تو تھی کہ

آدھی جائے .... لیکن گئی ساری جو لکھا تھا......... اس کی عملی صورت حضرت نے اپنے عمل سے کر دی.........

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا نہ ہو
(اے رونے والی آنکھ ذرا غور تو کر)

جوڑ کیسے ممکن ہے؟

برادران اسلام !......... اس وقت ہمیں جوڑ کی ضرورت ہے......... حکومت کے ایک آدمی نے پوچھا کہ اس زمانے میں کوئی ایسی ترتیب ہو سکتی ہے کہ......... شیعہ سنی جوڑ ہو جائے .... میں نے کہا کہ ان کا اختلاف کس نام سے ہوتا ہے کہ سنی تو خلفاء راشدین کا نام لیتے ہیں .... اور شیعہ زیادہ خاندان رسالت کا نام لیتے ہیں .... تو میں نے کہا کہ ان کے جوڑ کا صرف یہی طریقہ ہے کہ پاکستان میں اس بات کی تبلیغ ہو کہ صحابہؓ اور خاندان رسالت آپس میں جڑے ہوئے تھے......... تفرقہ نہیں تھا .... تو اوپر تفرقہ نہیں تھا .... تو آج تفرقہ ہوگا؟......... (نہیں) .... اور اگر ان کا اوپر تفرقہ تھا......... تو آج بھی ہوگا......... شیعہ کا لٹریچر جو کہتا ہے کہ صحابہؓ اور اہل بیتؓ میں دشمنی تھی .... علیحدہ علیحدہ تھے .... انتشار تھا......... اختلاف تھا......... جب تک یہ نعرہ ہوگا نیچے صلح ہو سکتی ہے؟......... (نہیں)......... تو حقیقی صلح کی صورت یہی ہے کہ صحابہؓ اور اہل بیتؓ شیر و شکر تھے .... ان میں توڑ نہیں تھا .... ان میں توڑ پیدا کرنے والی تحریک کو دبایا جائے......... ناکام کیا جائے .... اور حکومت کی ایسی پابندی ہو کہ کوئی شخص صحابہ اور خاندان رسالت میں

تفرقہ پیدا نہ کر سکے.......... آج جوڑ ہو گا .... میں ۳۰ سال پہلے جب پاکستان میں رہتا تھا.......... اس وقت بھی میں نے قوم کو آواز دی تھی اوپر جوڑ ہے توڑ نہیں.......... توڑ کی بات شیعہ کی بنائی ہوئی ہے.......... اور غلط ہے..........

مودت کی دعوت:۔

آج سے تیس سال پہلے میں نے دعوت پیش کی تھی.......... مودت و محبت اور جوڑ کی.......... یہ وہ تعویز ہے جو میرے ہاتھ میں ہے.......... اس کا نام ہے شجرہ مودت.......... مودت کا معنی محبت جوڑ.......... جب میں نے یہ لکھا تو اس وقت کے شیعہ لوگ میدان میں آ کر کہنے لگے.......... اس نے مودت کی دعوت دی ہم عداوت کی دیں گے.......... لکھیں گے "شجرہ عداوت" .... میں نے کہا کہ جن کی قسمت میں مودت ہے.......... وہ مودت لکھیں گے.......... اور جن کی قسمت میں عداوت ہے.......... وہ عداوت لکھیں گے.......... لیکن ۳۰ سال ہو گئے عداوت کا شجرہ نہیں آسکا.......... اور یہ تمام رشتے جو میں نے آپ کے سامنے بیان کئے.......... یہ "اسمائے متبرکہ" ان کے رشتے اور نکاح جو ہوئے ان کا جوڑ بیان کیا.......... اور پاکستان میں ایک قوم بننے کے لئے ضروری ہے.......... کہ صحابہؓ اور خاندان رسالت میں جوڑ کی بات نشر عام کی جائے.......... پھیلائی جائے.......... اور جو لوگ توڑ کی کوشش کرتے ہیں.......... ان کی بات غلط ہے..........

تعویز دینے والے نے جو تعویز دے دیا.......... اس کے بعد اپنی طرف سے وہ موڑا نہیں جاتا.......... چونکہ یہ اسمائے متبرکہ ہیں.......... کہ جس گھر میں بھی ہوں گے.......... ان شاء اللہ جوڑ کی بات ہو گی توڑ کی نہیں.......... اس لئے اس کو وہی لے کہ جس نے اس کو تہہ نہیں کرنا.......... اور وہ لے جس نے آگے کم

از کم پانچ افراد کو پڑھانا ہے..........خواہ..........

بھائی ہو

بہن ہو

بیٹی ہو

بیوی ہو

ہمسایہ ہو

لیکن صرف پانچ تک یہ چند نسخے ہیں.......... یہ میری جوڑ کی دعوت ہے کہ توڑ کی.......... بات غلط ہے.......... اور میں نے تاریخ کی روشنی میں یہ کہا ... اب یہی بات میں نے لاہور میں ایک دن کہی..........تو ایک شخص کہنے لگا.......... کہ ان باتوں کو چھوڑو پچھلی تاریخ کیا کہتی ہے..........آج ان میں کوئی جوڑ ہوسکتا ہے.... میں نے کہا کہ ہاں آج بھی ہوسکتا ہے.......... میں نے کہا کہ حضرت مہدی کی آمد کو دونوں مانتے ہیں.......... جب تک امام مہدی نہیں آتے.......... یہ ہمارے ساتھ ہوجائیں.......... جب تک امام مہدی نہیں آتے..........اس وقت تک تمام شیعوں کو چاہیئے کہ وہ سنی ہو جائیں.......... اور جب مہدی آئیں گے..........ہم امام مہدی کے ساتھ ہو جائیں گے.......... کہنے لگے کہ اس وقت اگر آپ نہ ہوں؟.......... میں نے کہا کہ ہم سے وعدہ لے لو قسمیں لے لو.......... جتنے بھی اہل سنت کے ممتاز علماء ہیں..........ان سے پوچھ لو جب میں نے یہ کہا تو پھر کہنے لگے کہ بات تو ٹھیک ہے..........لیکن آپ تو نقد مانگتے ہیں.......... کہ ہمارے عقیدے میں آجاؤ.......... اور جو آپ کہتے ہیں..... وہ ادھار ہے.......... معلوم نہیں امام آئیں یا نہ آئیں..... پہلے تم کہتے تھے کہ وہ ضرور

آئیں گے.......... اب کہتے ہو کہ شاید نہ آئیں .... ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ملکی حالات ایسے ہیں کہ اس میں ہم تفرقے کے ساتھ نہیں چل سکتے .... اس ملک کو بچانا ہے.......... اور اس کا تحفظ کرنا ہے.......... تو ہمیں اختلافات کو کم کرنا پڑے گا.......... اور اس کی یہی ایک صورت ہے کہ جب تک امام نہیں آتے تم ہمارے پیچھے آجاؤ .... وہ جب امام آئیں گے .... ہم امام کے پیچھے ہو جائیں گے.......... اور یہ بات نہ کہو معلوم نہیں کہ وہ آئیں یا نہ آئیں..........

آیئے! اپنے اصل موضوع کی طرف پھر لوٹیں..... بات قربانی کی ہو رہی تھی..... اصل اللہ کی راہ میں انسانی جان دینا ہے یہ اس کا کرم ہے کہ اس کے بدلے جانور قبول کرلے.....

بدل کا بدل نہیں ہوتا:۔

اللہ کے بندو!.......... ہمارا عقیدہ ہے کہ جانور کی قربانی بدل ہے .... انسانی جان کی قربانی کے بدلے میں.......... اصل قربانی تھی اسماعیلؑ کی .... اللہ نے اس کی بجائے قبول کرلی جانور کی .... اور جب تک یہ عقیدہ نہ ہو کہ.......... اے اللہ تیرے دین کے لئے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے .... اگر جان قربان کرنے کا موقع آئے تو میں اپنی جان قربان کروں گا.......... یہ جذبہ اندر ہو تو خدا پھر تو قربانی قبول کرے گا.......... اور اگر یہ جذبہ نہ ہو تو جانور کی قربانی کیا ہے؟.......... یہ قربانی بدل ہے.......... اور اصل انسانی قربانی ہے.......... اصل اور بدل میں فرق کیجئے..... انسانی قربانی اصل اور جانور کی قربانی بدل ہے.......... اور جو لوگ کہتے ہیں کہ قربانی نہ دو اتنے پیسے غریبوں کو دے دو.......... تو جو غریبوں کے لئے پیسے ہیں .... جو قربانی کی

بجائے غریبوں کو دیتے ہیں......... اس کا نام کیا ہوگا؟......... اس کا نام ہوگا بدل کا بدل......... اصل انسانی قربانی......... بدل جانور کی قربانی اور جو پیسے دیئے جائیں وہ بدل کا بدل تو قانون یہ ہے کہ.........

لیس للبدل بدل

بدل ہمیشہ اصل کا ہوتا ہے......... بدل کا بدل نہیں ہوتا......... اور جو بدل ہو اس کا آگے بدل نہیں......... تو اب اسلام میں قربانی جانور کی ہی ہے......... پیسے اتنے دیدو......... ہرگز قبول نہیں......... ان تین دنوں میں......

قربانی کے متعلق فرمان رسالت ﷺ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......... کہ سب سے بہترین عمل ان تین دنوں میں ہی ہے......... مَاعَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَیَاتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا .... وَ اِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا .... اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ....

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......... کہ ابن آدم کا کوئی عمل ان ایام نہر میں جانور کے ذبح کا خون گرانے سے بہتر نہیں......... اور قیامت کے دن .... صرف ان جانوروں کا گوشت تمہارے نیکیوں کے پلڑے میں نہیں......

ان کے کُھر

ان کی کھال

ان کے بال

اوران کی وہ چیزیں جوتم پھینک دیتے ہو..........نیکیوں کے پلڑے میں وہ بھی آئیں گی..........

معلوم ہوا کہ قربانی ان دنوں میں جانور کی ہی ہے ....اور اس کا بدل آگے مقرر کرنا کہ اتنے پیسے دے دو.......... یہ بدل کے بدل کی تلاش ہے ....اور اہل علم نے کہا ہے کہ بدل کا بدل نہیں ....تو اصل قربانی کس کی؟ ....(انسانی جان کی)اس کا نام ہے جہاد..........تو عبادتیں ہیں پانچ

نماز

روزہ

حج

زکوۃ

جہاد

ہماری کتابوں میں جو پانچ عبادتیں لکھی ہیں.......... وہ یہ ہیں..........

کلمہ عبادات میں نہیں وہ ایمان میں ہے.......... ان میں پہلی چیز ہے..........

عقیدہ.......... لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰه ....

آگے جو اعمال ہیں .... وہ کتنے ہیں؟.......... (چار) ....تو ان کو کلمے کے ساتھ شامل کرو..........تو پانچ ارکان ہیں .... اور صرف عبادات کرلوتو چار یہ اور پانچویں عبادت جو ہے..........وہ جہاد ہے..........اس کو مستقل طور پر اس لئے شامل نہیں کیا گیا.......... کہ جہاد کی نوبت کبھی آتی ہے اور کبھی نہیں .... لیکن یہ جو چار عبادتیں ہیں .... وہ ہمیشہ کیلئے ہیں ....اور کلمہ بھی ہمیشہ کیلئے.......... اس لئے پانچ ارکان میں کلمے کو ساتھ رکھا

گیا........ ان چار عبادتوں میں افضل عبادت کون سی ہے؟ .... (نماز) ....اب اگر نماز اور جہاد میں کبھی ٹکراؤ ہو گیا.........تو پھر دیکھئے کس کو آگے رکھنا پڑا.........

جہاد افضل عبادت:۔

حضور ﷺ میدان جہاد میں تھے.........نماز کا وقت آ گیا..........اور جنگ جاری تھی.........آپ ﷺ نے جنگ کو جاری رکھا نماز کو پیچھے کرلیا......... معلوم ہوا کہ جہاد اتنی اونچی عبادت ہے کہ اگر نماز سے بھی ٹکرائے .... تو حضور ﷺ نے نماز کو موخر کر دیا.........اور ان کے لئے یہ بد دعا کی.........

یااللہ.........اس قوم پر اپنی پکڑ اتار.........انہوں نے تیرے نبی ﷺ کو نماز سے دور رکھا.........جتنا وقت نماز سے دوری ہوئی .... حضور ﷺ کو اس کا افسوس ہوا.........لیکن آپ ﷺ نے اپنا معرکہ نہیں چھوڑا.........معلوم ہوا کہ جہاد وہ چیز ہے کہ جس کی اپنی جگہ بڑی عظمت ہے.........نماز کی قضا ہے جہاد کی قضا نہیں.........

فوج کی نگرانی:۔

ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ....نماز جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لائے ....حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضور......... اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں......... یہ آدمی اچھا نہیں تھا......... آپ نے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اے لوگو تم بتاؤ.........هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ اَهْلَ الْاِسْلَامِ ....تم نے اس کو کوئی کام مسلمانوں والا کرتے دیکھا؟.........آج جو میت سامنے ہے.........اس کو مسلمانوں والا کوئی کام کرتے دیکھا؟.........ایک شخص

کھڑا ہوا......... نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ......... ہاں اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ میں
نے دیکھا......... اِنَّ حَرَسَ لِلْاِسْلَامِ......... ایک دن اس نے اللہ کی راہ میں
فوج کا پہرہ دیا تھا......... آپ ﷺ جنگ سے آ رہے تھے......... فوج تھکی
ہوئی تھی......... وہ سو رہے تھے......... اور یہ ساری رات ہتھیار اٹھا کر.........
مسلمانوں کی فوج کا پہرہ دیتا رہا کہ کہیں دشمن شب خون نہ مارے......... رات
کو حملہ نہ کر دے......... حضور ﷺ کے چہرے پر خوشی آئی......... آپ نے نماز
جنازہ پڑھائی......... اور میت کو خطاب کر کے کہا......... اَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ
.... تیرے ساتھی یہ گمان کر رہے ہیں......... اِنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ....
کہ تو جہنمی ہے......... وَ يَشْهَدُكَ رَسُوْلَ اللّٰه......... اور میں اللہ کا پیغمبر ﷺ
گواہی دیتا ہوں......... اِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ .... کہ تو جنتی ہے کیوں؟
.........تم نے وہ کام کیا ہے کہ جس سے قوم کو زندگی ملتی ہے.........
تو اللہ تعالیٰ پاکستان پر فضل و کرم کرے......... اور مسلمان ممالک پر اپنا
فضل و کرم کرے......... اس وقت جو دشمن سوچ رہے ہیں......... ان کے
بارے میں .... اللہ تعالیٰ ان کی سوچ کو ناکام کرے......... بھارت کے
عزائم کو ناکام کرے.........

ساری عبادات اللہ کیلئے:۔

نماز کس کے لئے
جہاد کس کے لئے
زکوٰۃ کس کے لئے
روزہ کس کے لئے

حج کس کے لئے

عبادت کس کے لئے

عبادات ساری اللہ کے لئے.......... اور کوئی عبادت کرنا اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ شرک ہے.......... کسی اور کو راضی کرنے کے لئے عبادت کرنا ہے تو یہ شرک ہے.......... اور خدا کی ذات میں کوئی شریک نہیں.......... اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں.......... یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں.......... کہ پھر تو خدا کی ذات میں شریک نہیں.......... لیکن فرشتے شریک ہیں.......... میں کہتا ہوں کہ فرشتے ہیں؟.......... (نہیں)..........

نہ فرشتے

نہ پتھر

نہ پیغمبر

نہ ولی

نہ پیر

کوئی شریک نہیں.......... خدا کا کوئی شریک نہیں.......... جب آپ نے کہا کہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.......... پھر کوئی شریک رہا؟ (نہیں).......... یہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلوار ہے.......... حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ علیہ نے عجیب بات کہی ہے کیا؟.......... کہ لا سلطان الا ھو..........

اے مومن تیرے ہاتھ میں جب.......... لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.......... کی تلوار ہو تو تم اس ایک کے سوا کسی اور سے مدد نہ مانگو.......... کیونکہ اس کے سوا حقیقی بادشاہ کوئی نہیں.......... تو آپ کا اپنا ارادہ یہ ہونا چاہئے کہ عبادت کا تعلق

..........فوق الاسباب مدد مانگنے کا تعلق صرف خدا سے ہے..........

سوال کا جواب:۔

یہ ایک رقعہ ہے..........لکھا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں ....تو اور گناہ بخش دیں گے..........تو شرک کے بارے میں جو کہا کہ میں نہیں بخشوں گا ....جواب شرک کا گناہ تبھی مٹے گا کہ انسان شرک چھوڑ دے.......... جب تک یہ چھوڑے نہ گناہ ساتھ لے جائے گا..........تو پھر اس کی بخشش نہیں ہے..........

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ..........ہمیں حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے......

اور پھر سن لیں..........ہم امت ہیں حضور ﷺ کی.......... اور ملت ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی.......... ہمارا ان کے ساتھ بھی تعلق ہے.......... ابراہیم علیہ السلام کے عقیدے میں قربانی تھی.......... ہمارے بھی عمل میں قربانی ہے..........اللہ تعالیٰ قبول فرمائے..........

مناظرہ کی باتیں:۔

اس پر میرا ایک بڑا عظیم مناظرہ بلیک برن میں ہوا.......... بریک برم انگلینڈ کا ایک شہر ہے.......... تو وہاں ایک بڑے پادری بشپ اور ربائی یہودی..........اور ہم نے مل کر ایک جلسہ کیا تھا کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد منائیں تینوں..........تو وہاں مختلف پینل ہوتے ہیں.......... ہر مذہب کے نمائندے وہاں بیٹھے ہیں.......... یہودیوں کی کرسی ہے.......... یہ عیسائیوں کی کرسی ہے.......... اللہ تبارک و تعالیٰ نے بارہا مجھے وہاں اسلام کی کرسی پر بیٹھنے کا موقع دیا ہے کہ وہ جو اعتراض کرتے ہیں..........اس کے جوابات دینے ہوتے ہیں .... ارادہ تھا کہ وہ مناظرہ آپ کو سناؤں لیکن وہ بہت لمبا ہے..........

اور معرکہ خیز ہے.......... خلاصہ یہ ہے کہ اسلام جیتا وہ ہارے..........

فضیلت والے دن:۔

آنے والے دنوں کے بارے میں یاد رکھیں.......... کہ عید کس تاریخ کو ہے؟.......... (۱۰ ذوالحج کو).......... لیکن جو فضیلت والے دن ہیں.......... یہ پہلے دن بھی فضیلت والے ہیں.......... عید کے انتظار میں رہنا یہ تو پہلے نو دن ہیں.......... جب چاند ہو جائے ذوالحج کا تو یہ سارے دن نیکی کے ہیں.......... گناہ کرو تو عذاب ڈبل ہے.......... اور نیکی بھی کرو تو ثواب اور فضل بھی ڈبل ہے.......... یہ اللہ کے قرب کے دن عید سے شروع ہیں.......... یا پہلے سے؟.......... (پہلے)..........

اللہ نے ان دنوں کی عظمت کی قسم کھائی.......... قرآن کریم میں.......... ایک سورت ہے.......... ''سورۃ الفجر''.......... فرمایا.......... وَالْفَجْرِ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ والشفع والوتر.......... وَالَّيْلِ اِذَا يَسْر.......... وَالْفَجْرِ.......... اس فجر کی قسم.......... یہ فجر وہی ہے جو دسویں تاریخ کی فجر ہے.......... جس کے بعد جانور اللہ کی راہ میں قربان ہوں گے.......... وَ لَيَالٍ عَشْرٍ.......... اور اس سے پہلے جو دس راتیں ہیں.......... ان کی بھی قسم ہے.......... اور تین دن تو تشریق کے ہیں ان کی قسم ہے.......... تو اللہ نے قسم کھائی ان دنوں کی..........

آپ ابھی ارادہ کریں کہ ان دس راتوں کی یا دس دنوں کی تعظیم اور عزت کو قائم رکھنا ہے.......... (انشاء اللہ)..........

زندگی بے وفا ہے:۔

رمضان میں کتنے لوگ تھے.......... جو نمازی تھے.......... لیکن جب

رمضان جاتا ہے تو نماز چھوڑ دیتے ہیں.........تو میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج ارادہ کریں کہ کم از کم جو دس دن آنے والے ہیں..........ان میں تو کم از کم پابندی کریں......... یہ مبارک وقت ہے..........معلوم نہیں کہ کب زندگی کا چراغ بجھ جائے..........

یقین وعدہ فردا سے دل ہر دم دھڑکتا ہے
مبادہ شام کوئی آجائے شام بے سحر ہوجائے

ہر انسان کی زندگی میں ....ایک شام ایسی بھی آنے والی ہے ....جس کی صبح نہیں ہوگی.........آج صبح ہوتی ہے تو آپ شام کی امید میں ہیں......... شام ہوتی ہے آپ صبح کی امید میں ہیں......... لیکن یاد رکھو ایک صبح ایسی بھی آنے والی ہے.........جس کی شام نہیں ہوگی.........
وقت تیزی سے گزر رہا ہے آپ ارادہ کریں کہ ان دس دنوں میں .... ہر گناہ سے بچنا ہے.........اور جو نماز کے پابند نہیں......... اللہ ان کو بھی پابند کرے ....ان دنوں کا گناہ بھی بڑا.........اور ان دنوں کا ثواب بھی بڑا......

فرض نماز دوسروں کی طرف سے نہیں پڑھی جاتی:۔

آپ جو بھی نیکی کریں......... اس کا ثواب مرحومین کو پہنچا سکتے ہیں.........مثلاً حج ہے.........حج کی عبادات بیشتر بدنی ہیں.........اس میں طواف ہے......... بدنی عبادت ہے.........تو حج کی عبادت دوسرے کی طرف سے بدل کے طور پر کرنا جائز ہے کہ.........عمل یہ کرے اور ثواب اس کو ملے ....اس سے یہ اصل کے قائم مقام ہوجاتی ہے کہ بدنی عبادت جو ہے......... یہ بھی دوسرے کی طرف سے کی جاسکتی ہے......... ہاں فرض نماز دوسروں کی طرف

سے نہیں پڑھ سکتا.......... نفل عبادت آپ کر سکتے ہیں اور اس کا ثواب مرحومین کو بھیج سکتے ہیں.......... اللہ اس کو قبول فرمائے.......... (آمین)......

حاجیوں کو نصیحت:۔

جو بھی حج کا ارادہ کرے.......... میں اس کو ایک نصیحت کیا کرتا ہوں کہ بھائی.......... حج پر جانے والو کہ تم نے جو جو قربانی وہاں کرنی ہے.......... تو اس نیت سے نہیں کرنی ہے.......... جو ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی.......... یہ جو قربانی ابراہیمؑ والی ہے.......... یہ وہ نہیں حج والی جو لوگ حج کی قربانی یہ سمجھ کر کرتے ہیں.......... غلطی پر ہیں.......... پتہ کیوں.......... اسماعیلؑ کی قربانی کا واقعہ اس وقت پیش آیا.......... جب حضرت اسماعیلؑ بچے تھے.......... اور باپ ان کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے.......... یہ واقعہ اس وقت کا ہے.......... اس وقت نہ خانہ کعبہ بنا تھا.......... نہ حج تھا.......... اسماعیلؑ جب بڑے ہوئے اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی دیواریں بنائیں..........

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْل

اور جب خانہ کعبہ بن گیا.......... پھر حج کی آواز لگائی.......... ابراہیمؑ نے ادھر دیکھا.......... صحرا اور جنگل کوئی انسانوں کی آبادی نہیں.......... یا اللہ یہ آواز میں کن کو دوں.......... تو اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ آواز لگانا تیرا کام.......... پہنچانا میرا کام..........

عالم ارواح میں ان تمام روحوں کو جن کے لئے.......... حج مقدر تھا.......... آواز پہنچائی گئی.......... حج کی عبادت کب شروع ہوئی.......... جب خانہ کعبہ بن گیا.......... اور اسماعیلؑ کی قربانی کا واقعہ کب پیش آیا.......... جب

خانہ کعبہ نہیں بنا تھا.........تو یہ قربانی حج کا تتمہ نہیں ہے.......... یہ مستقل عبادت ہے.......... جو حاجی لوگ کرتے ہیں..........

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ.......... کہ وہ حج تمتع یا حج قیران کرے تو اس خوشی میں وہ دم دے کہ اس نے دونوں کو جمع کیا عمرہ کو اور حج کو یہ دم ہے.......... اس شکرانے کا کہ اے اللہ.......... تو نے حج اور عمرے کو جمع کرنے کا موقع دیا ہے.......... وہ دم ہے دم شکرانہ تو اس کو اس نیت سے کرنا چاہئے.......... اگر کسی نے وہ قربانی ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی میں کر دی.......... تو اس کے حج میں ایک بہت بڑا خلا رہ گیا.......... اگر کسی نے پہلے سے کی ہو تو اس کے ذمے اب تک قربانی باقی ہے......

قسم تیری بخش و عطا کی
فقیر ہیں تیرے در کے داتا
جو ہم کو دینا ہے بے طلب دے
سخی کے در پر سوال کیسا؟

اللہ عمل کرنے کی توفیق دے.......... آمین..........

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

دعوتِ حق

خطبہ:۔

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی .... خُصُوۡصًا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاء ....وَ عَلٰی اٰلِہِ الۡاَتۡقِیَاء وَ اَصۡحَابِہِ الۡاَصۡفِیَاء............

اَمَّابَعۡدُ............فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ............بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .... سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بَارَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ہُوَالسَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ............ وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتَابَ وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا............ ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا............

(پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۔۳)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ ....وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ ....وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ .... وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن............

تمہید:۔

صاحب صدر

گرامی قدر

واجب العزت

علمائے ملت

بزرگان قوم

سامعین عزیز

دوستو

بھائیو

اور طالب علمو

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس زمین پر.......... دو جگہوں کو یہ شرف بخشا کہ انسان خدا کے آگے جھکنے کیلئے اس طرف رخ کرے.......... اس زمین پر اس صفحہ ارضی پر صرف دو جگہیں ہیں جن کی طرف رخ کر کے جبین انسانیت خدا کے آگے جھکتی رہی.......... وہ دو جگہیں کون سی ہیں؟.......... ایک کا نام بیت اللہ شریف ....اور دوسری کا نام بیت المقدس.......... ایک کا نام مسجد حرام .... اور ایک کا نام مسجد اقصیٰ.......... ان دو جگہوں کے علاوہ اور کوئی جگہ پوری صفحۂ زمین پر نہیں.......... کہ جدھر رخ کر کے انسانوں نے خدا کو سجدہ کیا ہو..........

چار قبلوں کا تعارف:۔

ابتداء میں پیغمبر.......... بستی بستی.......... علاقہ علاقہ.......... مختلف طور پر آتے تھے.......... لیکن خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر ساری دنیا One Unit بنی تھی.......... کہ اب دنیا میں......

بستی بستی

علاقہ علاقہ

میں پیغمبر نہیں آئیں گے.......... بلکہ مشرق و مغرب .... شمال و جنوب .... ساری دنیا کے لئے اور سارے جہان کیلئے ایک ہی پیغمبر ہو .... تو جب ایک ہی پیغمبر ہو تو دنیا ہدایت حاصل کرنے کیلئے ایک یونٹ بنے .... ایک پیغمبر ہے تو دنیا ساری کی ساری ایک یونٹ بنے .... اس کیلئے ضروری تھا.......... کہ دونوں قبلوں کو ایک کیا جائے .... اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ایک رات مقرر فرمائی.......... اس رات کو کہتے ہیں معراج کی رات......

میں نے عرض کیا.......... کہ دونوں قبلے ایک ہو جائیں.......... اس لئے اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات.......... راتوں رات اپنے آخری پیغمبر کو ایک قبلے سے اٹھایا.......... دوسرے قبلے پہنچایا.......... معراج النبی کا جو زمینی حصہ ہے.......... وہ کیا ہے؟.......... جمع بین القبلتین .... وہ قبلہ .... اور یہ قبلہ.......... ایک قبلے سے اٹھے.......... دوسرے قبلے گئے .... مسجد حرام سے آئے.......... مسجد اقصیٰ گئے.......... بیت اللہ شریف سے اٹھے .... اور بیت المقدس پہنچے..........

دونوں قبلے جو جمع ہوئے.......... کس پیغمبر کے قدموں کے نیچے؟ .... (حضور اکرم ﷺ کے).......... گویا معراج کی رات یہ اعلان تھا.......... کہ اب جو پیغمبر ہے.......... وہ ساری دنیا کا پیغمبر ہے .... جس طرح خدا ایک .... کتاب ایک .... پیغمبر ایک .... تو دنیا بھی ایک یونٹ ہے .... اب دنیا تقسیم نہیں..........

ایک لفظ قبلہ یاد رکھیں.......... کہ کتنے قبلوں کا تعارف ہو گیا؟.......... (دو).......... ایک قبلہ مسجد حرام.......... اور ایک قبلہ مسجد اقصیٰ .... اور ایک

قبلہ دعا ہے.......... آپ کہیں گے کہ.......... یہ قبلہ کہاں سے آیا ہے؟..........
سنیں قبلۂ دعا ہے آسمان.......... متکلمین نے لکھا ہے کہ جس طرح کعبہ قبلۂ نماز
ہے.......... آسمان قبلۂ دعا ہے..... جب حضور ﷺ بھی دعا کرتے.......... تو
دھیان اوپر آسمان کی طرف ہوتا.......... قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ
.... اے میرے محبوب ﷺ ہم آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھتا دیکھتے ہیں
..........اس تمنا کے ساتھ کہ میرا کعبہ.......... مسجد اقصیٰ کی بجائے مسجد حرام ہو
جائے..........تو حضور ﷺ نے دعا کے لئے کدھر رخ کیا؟.......... (آسمان کی
طرف) ....تو یہ کون سا قبلہ ہے؟.......... (قبلۂ دعا).......... اور ایک
آسمانی مخلوق ہے.......... جنہیں کہتے ہیں فرشتے .... وہ جب عبادت کرتے
ہیں..........تو ان کا قبلہ ہے قبلہ بیت المعمور.......... کتنے قبلے ہو گئے؟..........
(چار)..........ایک قبلہ مسجد حرام..........ایک قبلہ مسجد اقصیٰ.......... ایک قبلہ
دعا..........ایک قبلہ بیت المعمور.......... یہ چار قبلے یاد رکھیں..........

روحانی قیادتیں:۔

پہلے ایک قبلہ تھا.......... بیت المقدس.......... اب ہمارا قبلہ آیا
..........تو اللہ نے قبلے کو قبلے سے بدلا.......... اور جس طرح اللہ تعالیٰ قبلہ قبلے
سے بدلتا ہے.......... اللہ تعالیٰ قوموں کو قوموں سے بدلتا ہے.......... اللہ تعالیٰ
نے قرآن کریم میں قبلے بدلنے کا مسئلہ کہاں بیان کیا؟.......... دوسرے پارے
کے شروع میں فرمایا.......... سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ.......... یہ بے وقوف لوگ کہیں
گے.......... مِنَ النَّاسِ ....لوگوں سے .... مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ
الَّتِيْ..........کس چیز نے ان کو پھیرا .... اس قبلے سے اس قبلے کی طرف

.........تو فرمایا .... مشرق اور مغرب کا مالک خدا ہے .... اس نے اس قبلے سے اس قبلے کی طرف بدلا .... تو آگے کیا فرمایا .... غور کرو .... فرمایا .... وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ ....اے اصحاب رسول ﷺ اسی طرح تم وہ قوم ہو کہ جن کو میں نے قوم سے بدلا ہے .... سَيَقُوْلُ السُّفَهَاۗءُ .... میں قبلے سے قبلے کو بدلنے کا بیان ہے .... اور آگے حرف تشبیہ کے ساتھ فرمایا .... وَكَذٰلِكَ .... اسی طرح .... جَعَلْنٰكُمْ .... اے اصحاب رسول ہم نے تمہیں بنایا اسی طرح .... اُمَّةً وَّسَطًا .... ایک درمیان امت .... بہترین امت .... لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ .... تا کہ تم دوسرے لوگوں کیلئے ....

قبلہ بنو

گواہ بنو

یہاں قبلے کی مناسبت سے یہ بات سامنے آئی .... کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس طرح قبلے سے قبلے کو بدلا .... قوم کو قوم سے بدلا .... دوسرے لفظوں میں .... بنو اسرائیل کی روحانی قیادت ختم .... تو کس قوم کی روحانی قیادت شروع ہوئی؟ .... (اصحاب رسول کی) .... حضور ﷺ کے ساتھی تو یہی لوگ تھے .... تو وہ جو بنو اسرائیل تھے .... وہ تورات پر قائم نہ رہے تھے .... اللہ نے اس قوم کے ساتھ اس قوم کو بدلا .... اب اگر اصحاب رسول بھی خدا کے تابع دار نہ ہوں اور قرآن پر چلنے والے نہ رہیں ....تو تاریخ پوچھے گی کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے اس قوم کو کیوں بدلا؟ ....

وہ قوم بنو اسرائیل غلط تھی .... ان کی روحانی قیادت ختم ہوئی .... تو صحابہؓ کی روحانی قیادت شروع ہوئی .... تو جو لوگ صحابہؓ پر تنقید کرتے ہیں .... ان کے نقائص نکالتے ہیں .... تو ان سے سوال کیا جا سکتا ہے .... کہ تم بتاؤ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قوم سے قوم کو جو بدلا .... تو اگر یہ قوم وہ تھی .... اگر مسلمان قوم یا صحابہؓ ان کا یہ حال ہے .... کہ آخری وقت میں پیغمبر وصیت کرنا چاہیں .... تو یہ وصیت نہ کرنے دیں .... پیغمبر اپنے مصلیٰ امامت پر علیؓ کو کھڑا کرنا چاہیں .... تو یہ ابو بکرؓ کو کھڑا کر دیں ....
وفات ہو جائے .... تو جنازہ نہ پڑھیں .... خلافت کے فیصلے غلط کریں .... تو اگر یہی قوم تھی تو اللہ نے بنی اسرائیل کی قیادت کیوں چھینی .... اور اس قوم کی بجائے اس قوم کو کھڑا کیوں کیا؟ ....

تاج قیادت کے حامل افراد:۔

معراج کی رات ہمیں بتا گئی .... کیا بتا گئی؟ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اب اس قوم کی قیادت ختم کی .... اور اس کی بجائے اسماعیل کی قیادت جو تھی .... وہ شروع ہوئی .... اور بنو اسرائیل کی بجائے دنیا کی روحانی قیادت کا تاج کن کے سر آیا؟ .... (صحابہ کرامؓ کے سر پر) .... تو اس کا مطلب یہ ہے کہ .... کہ تمام اصحابؓ سچے تھے .... اس لئے بنو اسرائیل کی قیادت ختم کر کے اصحاب رسول کو قیادت کا اہل بنا دیا گیا ....

مسئلہ فاتحہ خلف الامام:۔

ابھی میں تقریر کیلئے آیا نہیں تھا .... تو کسی نے سوال کیا .... کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ ....

میرا موضوع ہے معراج النبی .... تو میں پوچھتا ہوں .... کہ اتنے پیغمبروں نے مسجد اقصیٰ میں حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی تھی .... انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی تھی؟ .... اگر ان کی نماز ہو سکتی ہے .... تو ہماری نہیں ہو سکتی؟ .... وجہ اس کی کیا ہے؟ .... وجہ اس کی یہ ہے کہ .... سورۂ فاتحہ ان کو دی نہیں گئی تھی .... یہ خصوصی طور پر حضور علیہ السلام کو عطا ہوئی .... اللہ تعالیٰ نے فرمایا .... وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۸۷) .... اے میرے محبوب .... اے میرے پیغمبر علیہ السلام .... ہم نے آپ کو سورۂ فاتحہ دی اور قرآن عظیم ....

قرآن عظیم اور الحمد شریف یہ عطیہ ہے حضور علیہ السلام کے لئے .... پہلی امتوں کے لئے نہیں .... پہلے پیغمبروں کے لئے نہیں .... تو سورۂ فاتحہ اور قرآن کس کو ملا .... (حضور علیہ السلام کو) ....

اب جو پیچھے پیغمبر کھڑے تھے .... ان کو تو یہ ملی نہیں .... لیکن نماز انہوں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے پڑھی یا نہیں؟ .... (پڑھی) .... تو اگر ان کی نماز ہو جاتی ہے .... تو ہماری نماز بھی ہو جاتی ہے .... معراج کا واقعہ خود بتا رہا ہے .... کہ پیغمبروں کی نماز حضور علیہ السلام کے پیچھے ہوئی .... اور بغیر سورۃ فاتحہ کے ہوئی ....

میں ان مسائل میں اختلاف کو پسند نہیں کرتا .... جس میں آئمہ کا اختلاف رہا ہو ....

سائل کا سوال اور جواب:۔

ایک مجلس میں گئے .... تو ایک صاحب کہنے لگے .... نماز اس

کے بغیر ہوتی ہی نہیں .... کریں کیا؟............ مجھ پر بڑا رعب ڈالا .... تو میں نے کہا کہ اچھا جی میں تیار ہو جاتا ہوں .... پڑھنے کے لئے .... لیکن مجھے طریقہ آتا نہیں .... مجھے طریقہ تو سمجھا دو .... امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا طریقہ مجھے آتا نہیں .... تو مجھے طریقہ سمجھا دو .... مولوی جب کہے .... اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ .... تو میں پیچھے کیا کہوں .... کہنے لگے تم بھی کہو .... اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ .... میں نے کہا جزاک اللہ .... جب امام کہے .... اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .... تو میں کیا کہوں؟ .... تم بھی کہو .... اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .... میں نے کہا کہ امام کہہ رہا ہے .... مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ .... تو میں کیا کہوں؟ تم بھی کہو .... مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ .... میں نے کہا کہ ٹھیک ہے؟ .... منظور .... آگے امام جب کہتا ہے .... اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ .... تو میں نے کہا .... کیا کہوں؟ .... تم بھی یہی کہو .... اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ .... آگے امام کہے .... اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ .... تو میں کیا کہوں؟ .... تم بھی کہو .... اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ .... ٹھیک ہے میں خوش ہو رہا تھا .... کہ مجھے طریقہ سمجھا رہے ہیں .... میں نے کہا امام جب کہے .... صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ .... تو میں کیا کہوں؟ .... صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ .... امام جب کہے کہ .... غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ .... تو میں کیا کہوں؟ .... تم بھی کہو کہ .... غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ....

میں نے کہا .... کہ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے ....

حضورﷺ نے فرمایا کہ.........امام جب کہے.........غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن.........تو تم آمین کہو.........اگر میں حضورﷺ کی بات مانوں ....تو پھر آخری حصہ تو میں نہ کہہ سکا.........اور اگر آخری کہوں ....تو بخاری کی حدیث کے خلاف ہے.........تو مجھے کوئی ایسا طریقہ بتاؤ.........کہ جو بخاری شریف کے خلاف نہ ہو.........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.........اِذَا قَالَ الْاِمَام.........جب امام کہے .... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن .... تو تم کہو ....آمین.........اب یہ تقسیم ہوگئی.........کہ امام وہ کہے گا.........اور ہم کہیں گے.........آمین.........

اگر میں بھی کہوں......... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن ....تو یہ حکم پیغمبر کے خلاف ہوگا یا نہیں؟.........ہوگا.........صحیح بخاری کے خلاف ہوگا یا نہیں؟.........ہوگا.........اب وہ کہنے لگے کہ ہوگا تو صحیح ....لیکن تم پڑھو.........میں نے کہا کہ کیوں پڑھوں؟.........

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا مجھے طریقہ بتا دو.........لیکن شرط یہ ہے کہ صحیح بخاری کے خلاف نہ ہو.........دیکھئے میں آپ کو کہتا ہوں.........کہ امام کہتا ہے......... سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه.........تو تم کہو.........رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد.........تو تقسیم ہوگئی نا؟.........(ہوگئی).........اب جب تم مقتدی ہو تو تم.........سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه......... کہتے ہو؟.........نہیں.........امام کہے......... سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه.........تو تم کہو.........رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد ....امام کہے......... غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن .... فَلْیَقُلْ

مَنْ خَلْفَهٗ اٰمِیْن...........تو جو پیچھے ہے...........وہ آمین کہے...........

جب ہم آخر میں دعا کرتے ہیں...........کوئی جلسہ ہوتو دعا کرتے ہیں ....تو جن کو دعائیہ کلمات نہیں آتے........... وہ پڑھ نہیں سکتے ....تو پیچھے کیا کرتے رہتے ہیں؟...........آمین...........تو معلوم ہوا کہ...........آمین .... یہ وہ ذریعہ ہے کہ اس نے جو پڑھا ہے........... وہ میرے کھاتے میں بھی آجائے...........

اب جب امام نے الحمد شریف پڑھی ....تو آمین اس کے بعد ہی ہے نا؟...........(جی)...........اگر اس کی پڑھی سورہ فاتحہ آمین کہنے سے ہمارے کھاتے میں نہیں آتی...........تو آمین نہیں کہی جائے گی...........قل ہو اللہ کے آخر میں تو امین نہیں ....اور کسی میں نہیں سورہ فاتحہ میں ہے...........تو معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ مقتدیوں کو امام کے پڑھنے پر آمین کہنے پر ملے گی ....تم کہو آمین آ گئی...........کسی کی نماز سورہ فاتحہ سے خالی نہ رہی...........

آمین کی برکت سے:۔

ایک طالب علم نے ایک دفعہ اس پر سوال کیا اور میں نے جواب دیا .... میں قرآن کریم کے طالب علموں کے لئے یہاں ایک بات کہتا ہوں ....قرآن کریم میں ایک مقام پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ....قَالَ مُوْسٰی...........موسیٰ نے دعا کی ....رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ........... مخالفین کے بارے میں ایک کا ذکر کیا...........قَالَ مُوْسٰی...........کہا موسیٰ نے .... میں طالب علموں سے پوچھتا ہوں...........قَالَ مُوْسٰی........... یہ واحد کا صیغہ ہے یا جمع کا؟ ....(واحد کا) ....قَالَ ایک نے کہا یا زیادہ

نے؟.........(ایک نے) اب دیکھئے.........قَالَ.........اس نے کہا.........
موسیٰ نے .... قَالَ مُوْسٰی .... یہ صیغہ واحد کا ہے.........موسیٰؑ کی
جب پوری دعا ختم ہوئی ....تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں کہا.........
اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا......... تم دونوں کی دعا .... پکار.........قبول کرلی گئی
.........دعا دونوں نے کی تھی......... یا ایک نے؟.........(ایک نے).....

قَالَ مُوْسٰی.........قرآن کریم کی نص ہے .... قَالَ مُوْسٰی
.........موسیٰ نے کہا......... آگے ساری دعا ہے .... اللہ رب العزت
فرماتے ہیں......... اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا ....تم دونوں کی دعا قبول کرلی
.........تو یہاں قرآن کریم کے طالب علم حیران ہوتے ہیں......... کہ دعا
کرنے والا تو ایک تھا.........قبول دونوں کی کیسے ہوگئی.........

قربان جائیں اصحاب رسولؐ کے ....حضرت ابن عباسؓ نے یہ
تفسیری نکتہ بیان کیا.........فرمایا کہ.........حضرت موسیٰؑ دعا کرتے جاتے تھے
.... تو حضرت ہارونؑ آمین کہتے تھے.........تو چونکہ آمین کہنے والے کو دعا
خود ملتی ہے.........تو خدا نے کہا.........اُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا.........تو دونوں
کی دعا قبول کرلی.........

قرآن کریم سے معلوم ہوا کہ جو بات کہی نہ جائے ....مگر آمین کہی
جائے .... اللہ رب العزت اس کو اپنی شمار کرتے ہیں......... اگر حضرت
موسیٰؑ کی دعا حضرت ہارونؑ کے آمین کہنے پر خدا تعالیٰ کے ہاں اس طرح شمار
ہوتی ہے .... کہ دعا حضرت ہارونؑ نے بھی کہی ....تو جب ہمارا امام
الحمد شریف پڑھے......... ہم پیچھے آمین کہیں ....تو اس کی پڑھی پڑھائی

الحمد شریف ہمارے کھاتے میں نہیں آئے گی؟.......... (آئے گی) تو بھائی ان باتوں پر جھگڑا کیا؟.......... ان باتوں پر اختلاف کیا؟.......... ائمہ مجتہدین کا احترام کیجئے..........

رکوع، سجدہ، عاجزی اور مقتدی ماتحتی کا نشان:۔

..........میں تو یہ عرض کرتا ہوں..........

دوستو

عزیزو

بزرگو اور بھائیو

ذرا اس مسئلے پر غور کرو.......... کہ قرآن کی شان کیا ہے؟..........

جواب میں ایک بات کہتا ہوں چھوٹی سی .... وہ یہ کہ پہلے یوں سمجھیں کہ .... قرآن پڑھنا عبادت ہے یا نہیں؟.......... (ہے) .... اور رکوع کرنا؟.......... (عبادت ہے).......... سجدہ کرنا؟.......... (عبادت ہے)..........

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ.......... رکوع اور سجدے میں قرآن نہ پڑھو.......... رکوع بھی عبادت .... سجدہ بھی عبادت .... اور قرآن پڑھنا بھی عبادت..........

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے .... نَھٰی عَنِ الْقِرَاءَۃِ فِی الرُّکُوْعِ .... کہ رکوع میں قرآن نہیں پڑھنا.......... سجدے میں قرآن نہیں پڑھنا.......... لَا قِرَاءَۃَ الْقُرْآنَ فِی السَّجْدَۃِ.......... منع کیا..........

اس پر علماء میں حیرت ہوئی .... کہ رکوع بھی عبادت .... سجدہ بھی عبادت .... اور قرآن پڑھنا بھی عبادت.......... تو قرآن پڑھنے سے

روکا کیوں گیا؟..........

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں حافظ ابن تیمیہ پر.......... حافظ ابن تیمیہ نے عجیب بات کہی .... فرمایا کہ پوری نماز میں رکوع اور سجدہ انتہائی عاجزی کے نشان ہیں.......... ویسے تو ساری نماز عبدیت ہے .... لیکن رکوع اور سجدہ انتہائی عاجزی کے نشان ہیں.......... تو مظروف ظرف کے تابع ہوتا ہے.......... پانی کو بالٹی میں ڈالو.......... تو پانی کی شکل کیا ہوگی؟ .... (بالٹی والی) .... پانی کو تھالی میں ڈالو.......... تو پانی کی شکل کیا ہوگی؟.......... (تھالی والی) .... پانی کو پیالے میں ڈالو.......... تو اس کی شکل کیا ہوگی؟ .... (پیالے والی).......... تو مظروف ظرف کے تابع ہوتا ہے..........

تو رکوع اور سجدہ انتہائی عاجزی کے نشان ہیں.......... خدا نے نہ چاہا کہ .... قرآن کو عاجزی کے عمل میں اتارا جائے .... رکوع عاجزی کا نشان .... سجدہ عاجزی کا نشان.......... ان میں تسبیحات کہو.......... اس میں دعا مانگو.......... لیکن اس میں قرآن نہ پڑھو.......... کیوں؟.......... یہ اس لئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے..........

اللہ قیوم ہے .... اور قیوم کی جھلک پڑتی ہے حالت قیام پر .... تو جب حالت قیام میں ہو تو قرآن پڑھو.......... رکوع اور سجدے میں قرآن نہ پڑھو..........

میں کہتا ہوں کہ.......... اگر رکوع اور سجدہ عاجزی کا نشان ہے.......... تو مقتدی ہونا کیا ماتحتی کا نشان نہیں؟ .... اگر ماتحتی کا نشان ہے.......... تو جو مقتدی ہے .... اس کے لئے قرآن پڑھنا درست نہیں یہاں قرآن پڑھنا

.........قرآن کے ماتحت ہونے کو قبول کرنا ہے.........

تو دیکھئے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے.......... کہ قرآن ماتحتی کے انداز میں آئے یا نہ؟.......... مقتدی امام کے ماتحت ہوتا ہے یا نہیں؟.......... (ہوتا ہے)

..........تو اب اگر رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں .... کیونکہ یہ عاجزی کا نشان ہے.......... تو میں کہتا ہوں کہ مقتدی ہونا بھی تو ماتحتی کا نشان ہے.......... اس میں بھی قرآن نہ آئے .... قرآن کے بارے میں ہماری تمنا ہو کہ قرآن امام رہے..........

مسجد میں بھی

مدرسے میں بھی

عدالتوں میں بھی

منڈیوں میں بھی

اسمبلیوں میں بھی

جہاں بھی ہو قرآن امام رہے.......... قرآن کو مقتدی نہ بناؤ..........

جب تم اکیلے نماز پڑھو.......... بے شک سورۃ فاتحہ پڑھو.......... قرآن کریم بھی پڑھو.......... لیکن جب تم ماتحت ہو .... تو ماتحتی میں نہ پڑھو ....امام پڑھے مقتدی نہ پڑھے..........

قرآن امام ہے اور امام ہی رہے:۔

ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا .... کہنے لگا.......... کہ آپ نے قرآن کو امام کیسے بنادیا؟.......... میں نے کہا کہ خدا کی کتابیں کیا امام نہیں ہوتیں؟.......... کہتے ہیں نہیں .... میں نے کہا سنو.......... وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتَابُ

مُوسٰی اِمَامًا وَّ رَحْمَۃً.........اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے......... کِتَابُ مُوسٰی اِمَامًا.........موسیٰ کی کتاب امام ہو سکتی ہے.........تو ہمارے پیغمبر ﷺ کی لائی ہوئی کتاب امام نہیں ہو سکتی؟.........جن کا عقیدہ ہے کہ قرآن امام ہے وہ ہاتھ کھڑا کریں.........

مسئلہ فروعی اختلافات کا نہیں .... میں فروعی مسائل میں بحث کرنا پسند نہیں کرتا......... میں تو اصولی بات کہتا ہوں کہ آپ جس امام کی پیروی کریں ....اپنی جگہ......... ہم روکنے والے نہیں .... لیکن اصولی مسئلہ ہے کہ قرآن امام ہے......... یہ ہمیشہ امامت میں رہے......... جہاں ہو امامت میں رہے.........نہ عاجزی کے محل میں.........نہ ماتحتی کے محل میں.........

بات چلی تھی .... قبلہ سے.........تمام انبیاء نے جو حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو سورۃ فاتحہ پڑھی تھی؟.........(نہیں).........

حضور ﷺ کی نماز:۔

یہاں ایک واقعہ یاد آتا ہے......... حضور ﷺ نے آخری وقت میں ....آخری دنوں میں .... بیماری کے ایام میں......... ارشاد فرمایا تھا .... مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ......... ابوبکر کو کہو کہ میرے مصلیٰ پر آ کر نماز پڑھائیں......... حضور ﷺ نے کہاں کہا تھا؟......... حضور ﷺ بیمار تھے ....اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تھے.........صدیق اکبرؓ نے نماز پڑھانی شروع کی.........

آپ نے علماء سے سنا ہوگا کہ تقریباً سترہ کے قریب نمازیں پڑھائی تھیں ....اللہ تعالیٰ کی حکمت بھی عجیب ہے......... ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو کچھ افاقہ ہوا......... افاقہ کا معنی بیماری میں کچھ کمی ہوئی......... آرام آیا
.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ میں خود جا کر نماز میں شامل ہو جاؤں
.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آئے ....تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
حکمت کیا تھی؟......... کہ دنیا خود دیکھ لے......... کہ میں نے خود اپنی آنکھوں
سے ابوبکرؓ کو نماز پڑھاتے ہوئے اور لوگوں کو پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا
ہے......... تاکہ کوئی آئندہ نہ کہہ سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بیمار تھے
.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھی ....
باپ بیٹی نے مل کر سازش کی .... اور مصلیٰ امامت پر قبضہ کرلیا کہ بیٹی نے جو
کہا تھا کہ......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں .... کہ ابوبکرؓ کو آگے کرو
.........تو ابوبکرؓ بیٹی کے کیا لگتے تھے؟......... (باپ)......... تو باپ بیٹی نے
کوئی سازش کر کے امامت اور خلافت پر قبضہ کرلیا.........

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمتوں پر قربان جائیں......... اس نے ایک دن
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ دیا......... تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جائیں
.........اور پھر اپنی مسجد کی بہار دیکھیں......... ابوبکرؓ کی امامت دیکھیں ....
صحابہؓ کی اقتداء دیکھیں......... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں یہ سب ٹھیک ہے
.... یہ حقیقت لوگوں پر منکشف ہوگئی .... کہ یہ باپ بیٹی کا شاخسانہ نہیں
.... بلکہ پیغمبر علیہ السلام کا حکم تھا.........

حضرت صدیق اکبرؓ کی عادت تھی .... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
ان کو خوشبو آجاتی تھی .... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے .... تو ان کی
خوشبو آگئی......... معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ کا احساس بتاتا تھا......... کہ آپ

ہر وقت ہر جگہ موجود نہیں .... حاضر و ناظر نہیں .... ورنہ خوشبو آنے پر فرق کیوں پڑتا؟.........

صدیق اکبرؓ نے محسوس کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے .... خوشبو آ گئی .... حضور ﷺ نے کہا .... مَکَانَكَ .... ابوبکرؓ نماز پڑھاتا رہ .... لیکن صدیق اکبرؓ سے یہ برداشت نہیں ہو سکا .... رقیق القلب تھے .... صدیق اکبرؓ پیچھے ہٹے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بھی .... لیکن وہ ادباً اور احتراماً پیچھے ہٹے .... جب پیچھے ہٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے امامت کی .... لیکن شروع سے نہیں کی .... جتنی نماز ابوبکر صدیقؓ پڑھا چکے تھے اس نماز پر بناء کی .... اور حدیث میں آتا ہے ....

فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ اِلَيْهِ اَبُوْبَكْرٍ اَوْ كَمَا قَالَ .... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت وہاں سے شروع کی جہاں سے ابوبکر صدیقؓ نے چھوڑی تھی.........

اب حضرت ابوبکر صدیقؓ سورۃ فاتحہ پڑھ چکے ہوں گے .... یا اس کا کچھ حصہ پڑھ چکے ہوں گے .... تو اگر حضور ﷺ نے قرأت وہاں سے لی .... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فاتحہ جو پہلے پڑھی جا چکی تھی نہ پڑھی .... اسے کافی سمجھا جو پہلے پڑھی ہوئی تھی .... وہ صرف اس لئے ملے کہ انہوں نے ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء کی نیت کر لی تھی .... اس نیت پر ان کی پڑھی پڑھائی ان کو مل گئی .... جب ابوبکرؓ پیچھے ہٹے ان کو آگے کیا .... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت وہاں سے شروع کی .... جہاں سے ابوبکر صدیقؓ نے چھوڑی تھی.........

اب ظاہر ہے کہ.........سورۃ پہلے ہوتی ہے یا فاتحہ؟ ....(فاتحہ)
.........تو فاتحہ یا پوری پڑھ چکے ہوں گے......... یا کچھ پڑھ چکے ہوں گے
.........تو وہ انہوں نے نہیں پڑھا.........صدیق اکبرؓ کا پڑھا ہوا انہوں نے لیا
.........اور آگے سے قرأت شروع کی.........

میں کہتا ہوں.........کہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نماز فاتحہ خود پڑھنے کے بغیر ہو سکتی ہے.........تو ہماری کیوں نہیں ہو سکتی ہے؟.........جب کہ ہم آمین کہہ لیتے ہیں.........

نبیؐ وصدیقؓ کی نماز:۔

لوگ پوچھتے ہیں.........کہ ابوبکر صدیقؓ کی شان کیا ہے؟.........
میں کہتا ہوں کہ.........نبی ﷺ کی نماز کے ساتھ شرکت.........کہ آدھی ان کی اور آدھی ان کی مل کر ایک نماز ہو.........پوری امت میں یہ شرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا کسی اور کو ہے؟.........(نہیں).........

تو بھائی نماز اگر قبول ہوگی.........تو ساری ہوگی.........تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ آدھی نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئی.........اکٹھی ہوئی.........جزو بنی.........تو کس کی نماز؟.........
(حضرت ابوبکرؓ کی).........تو حضرت ابوبکر صدیقؓ پوری امت میں شان رکھتے ہیں کہ ان کی نماز اور نبی ﷺ کی نماز.........دونوں کی ایک نماز بنی.........
اب کوئی نبی ﷺ کی نماز کو کہہ سکتا ہے کہ قبول نہیں؟.........(نہیں).........
جب کوئی نہیں کہہ سکتا.........تو جب ان کی نماز قبول ہوگئی.........تو ابوبکرؓ کی بھی ساتھ قبول ہوگئی.........کیونکہ دونوں کی ساتھ مل کر ایک نماز تھی.........

نبیؐ و صدیقؓ کا ایمان:۔

اچھا آپ یہ بتائیں کہ میرے دل کی بات کا آپ کو پتہ ہے؟..........
(نہیں) ....آپ کے دل کی بات کا مجھے پتہ نہیں .... میں قسم کھاتا ہوں
.... میں ایمان سے کہتا ہوں .... کہ میں کس کے ایمان پر کہہ رہا ہوں؟
.... اپنے ایمان پر .... آپ ایمان سے فرما رہے ہیں؟.......... آپ
بات کریں گے اپنے ایمان کی ....تو ہر کسی کا ایمان اس کے ساتھ ہے
..........ہر کوئی اپنے دل کو جانتا ہے..........دوسرے کی شہادت کون دے سکے؟
لیکن صدیقؓ کی کیا شان ہے..........حضورﷺ جب بھی فرماتے
.... یہ نہ کہتے کہ میں اس پر ایمان لایا.......... فرمایا.......... اٰمَنْتُ اَنَا
وَاَبُوبَکْرٍ .... میں ایمان لایا.......... اور ابوبکرؓ ایمان لائے.......... میں
کہتا ہوں کہ ابوبکرؓ تو اور فرد ہے..........حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہیں ....تو
یہ اپنے دل کی بات تو کہیں ....اٰمَنْتُ اَنَا.......... یہ کیوں کہتے ہیں ....
کہ میں ایمان لایا.......... اور ابوبکرؓ.......... معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کا باطن اور ان کا
قلب اور ان کا سینہ اس قدر مصفّٰی اور مجلّٰی تھا.......... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس
کو پڑھتے تھے.......... اور کہتے تھے.......... کہ اندر ایمان ہے..........

ایمان اور نماز کی شرکت:

ابوبکر صدیقؓ کے ایمان کی گواہی کس نے دی؟..........(نبی ﷺ
نے) .... جب کہا .... اٰمَنْتُ اَنَا وَاَبُوبَکْرٍ.......... میں ایمان لایا اور
ابوبکرؓ ....تو ایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کس
کی؟.......... (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی)..........نماز میں ان کے ساتھ شرکت

کس کی؟............ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کی)............

وقت نہیں کہ میں بتاؤں کہ پنجگانہ ارکان جو ہیں............ ان میں سے ایک ایک میں صدیقؓ ....اور نبی ﷺ کس طرح اکٹھے ہیں؟............

انبیاء کی امامت:۔

تو میں عرض کر رہا تھا............ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سارے انبیاء نے نماز پڑھی یا نہیں؟............(پڑھی)............ اب میں یہ نہیں پوچھتا کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی تھی یا نہیں............ کیوں؟............ یہ قرآن .... وَمَا سورة فَاتِحَه............ یہ پچھلے پیغمبروں کو نہیں ملا............ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے............ حضرت عیسیٰؑ کو قرآن کا علم دیا گیا............ کیوں؟............ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں............ کہ حضرت مریمؑ کو جب خبر دی گئی کیا خبر؟............ کہ تیرے ہاں بچہ پیدا ہوگا............ تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا............ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ .... اے مریمؑ تیرے اس بیٹے کو اللہ تعالیٰ سکھائے گا............ کیا؟............ کتاب و حکمت اور قرآن و حدیث............ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ............ اور تورات اور انجیل اس کے علاوہ............ اب اللہ تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت کیوں سکھائے گا؟............ میں قادیانیوں کو کہا کرتا ہوں............ قادیانی تو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے دنیا میں دوبارہ نہیں آنا............ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور نہیں پانا............ میں نے کہا کہ اگر انہوں نے دوبارہ آنا نہیں تھا............ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور پانا نہیں تھا............ تو ان کو قرآن کی تعلیم کیوں دی گئی ....اور بشارت کیوں دی گئی؟............

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰؑ آئیں گے.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے .... اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دی.......... تو حضرت عیسیٰؑ کا آنا برحق ہے..........

فلسفۂ معراج:۔

یہ کہہ رہا تھا.......... کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ میں گئے ....اور آپ نے وہاں نماز پڑھائی..........اور یہ سیر اللہ نے کس لئے کرائی؟ .... لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا .... تا کہ ہم اپنے پیغمبر کو اپنے کچھ نشان دکھائیں ....تو قدرت کا نشان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں کیا دیکھا؟ ....آپ نے وہاں باغ دیکھے؟.......... جو آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے؟.......... جب بچپن میں شام کا سفر کیا تھا..........تو کیا وہ باغ نہیں دیکھے تھے؟.......... اگر زمین کا فرش دیکھا .... تو کیا پہلے جیسا نہیں دیکھا ہوا تھا؟..........اگر یہ بلڈنگ کہ مسجد اقصیٰ ہے.......... یا ایک بلڈنگ ہے.......... یا بیت المقدس ہے.......... یا دیوار ہے.......... اگر بلڈنگ دیکھی ....تو کیا پہلے اس طرح کی کوئی بلڈنگ نہیں دیکھی تھی؟.......... تو یہ جو اس رات کہا ....کہ ہم نے اس لئے سیر کروائی کہ اپنے نشان دکھائیں ....تو وہ نشان کیا ہیں؟..........

میں طالب علموں کو پڑھا رہا تھا.......... یہ واقعہ سامنے آیا ....تو طالب علموں نے سوال کیا.......... اور کہنے لگے کہ سوال یہ ہے..........کہ وہاں کون سی چیز تھی.......... جو عجیب تھی؟..........

کیا درخت عجیب تھے؟ .... (نہیں)

بلڈنگ عجیب تھی؟ .... (نہیں)

فرش عجیب تھا؟ .... (نہیں)

مصلیٰ امامت عجیب تھا .... (نہیں)

کوئی عجیب چیز تھی .... (نہیں)

صفیں .... (نہیں)

تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو بات کہی .... کوئی بات زائد ہو سکتی ہے؟ .... کوئی بات فضول ہو سکتی ہے یہ جو فرمایا .... لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا .... تاکہ ہم اپنی قدرت کے نشان دکھائیں .... قرآن نے کہا ....

میں طالب علموں سے پوچھتا ہوں کہ .... غور کرو اور سوچو کہ وہ کیا بات ہے .... جس کی اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے؟ .... اگر آپ کو سمجھ آ گئی .... تو سمجھو کہ آج کی محفل کا خلاصہ مل گیا .... سنیں ....

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟ .... عالم دنیا میں .... جب آپ نے سفر اختیار کیا اور معراج کے سفر پر آپ بلائے گئے .... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟ .... اس دنیا میں .... اور جو پیغمبر تھے سارے .... وہ اس دنیا کی حد پار کر کے اور بیشتر موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اگلے جہان جا چکے تھے .... تو باقی پیغمبر کہاں تھے؟ .... عالم برزخ میں .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟ .... عالم دنیا میں .... باقی سارے پیغمبر سوائے حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کے وہ سارے کے سارے پیغمبر عالم برزخ میں تھے .... امام کہاں کا؟ .... عالم دنیا کا .... مقتدی کہاں کے؟ .... عالم برزخ کے ....

تو دنیا اور عالم برزخ .... ان کا تداخل .... ان کا جوڑ ....
ان کو ملانا .... اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات بتایا .... کہ میری قدرت کا
نشان یہ کہ .... جب میں چاہوں .... اپنے اس پیغمبر ﷺ کی خاطر عالم
دنیا اور عالم برزخ کو ملا سکتا ہوں .... اگر یہ پیغمبر اس دنیا میں رہتا ہوا عالم
برزخ میں شامل ہو سکتا ہے ..... تو جب وہ خود عالم برزخ میں پہنچے تو کیا وہ وہاں
حیات و دنیوی جیسی حیات نہیں پا سکتا .... اور اگر وہ حیات دنیوی جیسی حیات
پائے تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ ......

میرے دوستو

عزیزو

بزرگو

اور بھائیو

میں یہ عرض کرتا ہوں .... یہ شریعت کے مسئلے کوئی ضد سے نہیں
.... بلکہ حقیقت پسندی سے حل ہوتے ہیں ....

ایک اعتراض کا جواب:۔

میں نے ایک دفعہ معراج النبی کا واقعہ بیان کیا .... تو ایک طالب علم
نے سوال کیا کہ ٹھیک ہے .... ہم آپ کی بات مانتے ہیں کہ .... اللہ
معراج کی رات اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گیا .... لیکن یہ بتائیں کہ ہم
نے سائنس میں پڑھا ہے .... کہ جب زمین سے اوپر جائیں .... پرواز
اوپر کریں .... اڑیں .... تو پہلے ہے ہوا .... پھر جب آپ پہنچیں
فضا میں .... خلا سے پہلے .... یا خلا کو بھی عبور کریں ....

............تو

ایک زون

ایک کرہ

ایک قطعہ

آتا ہے............

جہاں آگ ہی آگ ہے............اسے کہتے ہیں کرۂ نار............اس سے کسی زندہ کا گزرنا ناممکن ہے............

اور اس کرۂ نار سے اوپر ایک جگہ آتی ہے............ جہاں سردی ہی سردی ہے............ ایسا ٹکڑا ہے............ جہاں ٹھنڈ ہی ٹھنڈ ہے............ کہ کوئی زندہ وہاں سے گذر ہی نہیں سکتا............تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات گئے............تو ان کروں سے کیسے گذرے ہوں گے؟............

میں نے کہا............ کہ ابھی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو انسانوں سے بسایا نہیں تھا............اللہ تعالیٰ نے اس کا حل پہلے کر دیا تھا............ کہ سب سے پہلے پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے............

بنایا اوپر

پیدا کیا اوپر

ڈھانچہ بنایا اوپر

جان عطا فرمائی اوپر

روح داخل ہوئی اوپر

اور جب اوپر سے نیچے اترے تھے............ان کروں سے گذر کر نکلے

تھے یا نہیں؟.......... کہنے لگا کہ ان کروں سے گذر کر نکلے..........

تو میں نے کہا کہ اگر پہلا پیغمبر ان تمام کروں سے ہوتا ہوا نیچے آ سکتا ہے..........تو کیا آخری پیغمبر ان کروں سے ہوتا ہوا اوپر نہیں جا سکتا؟..........
ہم ان کا آنا بھی حق مانیں..........اور ان کا جانا بھی حق مانیں..........اس میں کوئی تردد کی بات نہیں..........اب تسلی ہوگئی..........

کذب بیانی کی انتہاء:۔

جب میں نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کب کہا کہ میں گیا؟ ....تو ایک پرچی آ گئی.......... کہنے لگے کہ ہمارے تو مولوی صاحب نے بیان کیا تھا..........کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گئے ہیں..........اور آگے دلیل کیا بیان فرمائی تھی..........کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نور تھے..........اور نور کا وزن نہیں ہوتا..........تو حضور ﷺ اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رکھتے تھے..........

حدیث میں آتا ہے..........کہ آپ نے جنگ کے میدان میں پیٹ پر پتھر باندھے تا کہ.......... بھوک غالب نہ آئے..........اور صحابہؓ کے لئے نمونہ ہو جائے..........تو پیٹ پر پتھر باندھنا یہ تو ثابت ہے..........

لیکن مولوی صاحب نے بات سنائی کہ تھے چونکہ نور..........پیٹ پر پتھر باندھے رکھتے..........ایک رات پتھر باندھنا یاد نہ رہا..........تو معراج کی سیر ہوگئی..........تو معراج کی سیر اس طرح ہوگئی..........کہ پیٹ پر پتھر باندھنا یاد نہ ہو..........

میری عادت ان مسئلوں میں جھگڑا کرنے کی نہیں..........میں نے جھگڑا نہیں کیا..........میں نے کہا کہ ان سے یہ پوچھو..........کہ تمہاری بات ہم

مانتے ہیں .... لیکن یہ بتاؤ کہ وہاں کون سا پتھر باندھ کر پھر واپس آ گئے ؟ .... یا کہو کہ آئے ہی نہیں .... اور اگر تم کہتے ہو کہ آ گئے .... تو وہاں کوئی پتھر بندھا تھا؟ .... کہنے لگے جی نہیں .... تو میں عرض کرتا ہوں .... کہ غلط بیانی جو ہے .... وہ خود ظاہر ہو جاتی ہے ....

سیرت راحتوں سے نہیں غموں سے بنتی ہے:۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ معراج النبی کا واقعہ کب پیش آیا؟ .... حضور ﷺ مکہ میں تھے .... یا مدینہ میں؟ .... (مکہ میں) .... تو حضور ﷺ کی مشکلات کا دور مکہ والا ہے .... یا مدینہ والا؟ ....

مکہ والا .... اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کو مکہ میں جن حالات میں رکھا .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی مشکلات کا سامنا کیا ....

اور وہ پریشانیاں اٹھائیں اور .... الامان والحفیظ ....

یہ سختیاں کیوں تھیں؟ اشارہ ہے .... کہ کسی کی سیرت خوشیوں سے پختہ ہوتی ہے یا غموں سے .... (غموں سے) .... جس نے پریشانیاں دیکھی ہوں .... غم دیکھے ہوں .... اس کی جو سیرت پختہ ہوتی ہے وہ خوشی والے کی نہیں .... آپ نے کسی انسان کو آگے کرنا ہو تو کہتے ہیں .... کہ ان کو آگے کرو .... اپنوں نے بڑے سرد گرم دیکھے ہیں .... بڑے حالات دیکھے ہیں .... کبھی کسی کے بارے میں یہ بھی سنا کہ اس نے بڑے آرام پائے ہیں؟ .... تو سیرت پختہ ہوتی ہے غموں سے ....

غم کا نغمہ دیرپا ہے
خوشی کی لہریں عارضی ہوتی ہیں

مسرت کی تانیں سطحی ہوتی ہیں

پریشانیوں اور غموں نے جو سیرتیں بنائیں .... ان کا ثانی نہیں ملتا .... اللہ تعالیٰ کو منظور تھا .... کہ اس پیغمبر کی سیرت پوری دنیا کے لئے نمونہ بنے گی .... حکمت کا تقاضہ ہوا کہ اس کو سختیوں سے گزارا جائے ...... جب سختیوں کا وہ دور ختم ہونے کے قریب تھا .... علم الٰہی میں فیصلہ ہو چکا تھا کہ کل پیغمبر ﷺ کو ہجرت کا حکم ہو گا .... یہ مدینہ جائیں گے .... اللہ تبارک تعالیٰ نے چاہا کہ ہجرت کے سفر سے پہلے اشارۃً ایک اور سفر کرا دوں .... تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرے اس پیغمبر کا مکہ سے نکلنے کا وقت قریب آرہا ہے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کہاں سے نکلے؟ .... (مکہ سے) .... تو نکلنا تو تھا مدینہ کی طرف .... لیکن وہ سفر ہجرت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے راتوں رات ایک پہلا سفر کرایا .... یہ سفر معراج ہے .... سفر معراج ہجرت کا مقدمہ .... اور اس کا پیش خیمہ ہے .... اب میں آپ سے پوچھتا ہوں .... کہ سفر معراج پہلے یا سفر ہجرت؟ .... (سفر معراج) ......

ہجرت و معراج کے ساتھی:۔

سفر معراج میں آپ کے ساتھ کتنے تھے؟ .... (ایک) .... اور سفر ہجرت میں؟ .... (ایک) .... اللہ تعالیٰ نے پہلے سفر معراج کرایا .... اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ساتھی پہنچایا .... ایک ساتھی دلایا .... لوگوں کو بتایا کہ جب پیغمبر ایک ساتھی لیکر سفر کرے .... تو وہ ساتھی کیسا ہوا کرتا ہے .... جب اس ساتھی کا دنیا میں تقدس کا اعلان ہو گیا .... کہ

سفر معراج میں ساتھی ہے جبرائیلؑ .... تو لوگوں نے دیکھا کہ جب نبی ﷺ کا سفر میں ایک ساتھی ہو......... وہ کیسا ہوا کرتا ہے؟......

تو پھر اس کے بعد سفر ہجرت کروایا......... تاکہ سفر ہجرت میں بھی ساتھی ایک ہوگا......... اس کے بارے میں کوئی لب کشائی نہ کرے......... اگر سفر معراج کے ساتھی کے بارے میں تم بات نہیں کرتے .... تو سفر ہجرت کے ساتھی کے خلاف بھی نہ کرو......... سفر معراج کا پیش خیمہ اور مقدمہ کون بنا؟......... جبرائیل .... فرق صرف اتنا ہے......... کہ سفر معراج میں ساتھی خود نبی ﷺ کے پاس آیا......... سفر معراج میں خود جبرائیل نبی ﷺ کے پاس آئے......... اور سفر ہجرت میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبرؓ کے پاس گئے .... ایک یہ فرق ہے.........

علماء دیوبند حضور ﷺ کی ترقیٔ شان کے قائل ہیں:۔

یہ سفر معراج کیا ہے؟......... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو حصے.........

ایک راحتوں کا

ایک مشکلات کا

ایک مکے والی زندگی

ایک مدینے والی زندگی

دونوں میں حد حاصل کیا ہے؟......... معراج کی رات .... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے راتوں رات سیر کروائی ....

اب میرے ایک سوال کا جواب دیں کیا؟......... کہ حضور ﷺ کے

بارے میں اگر یہ عقیدہ ہو.......... کہ تھے تو نور ذات کا حصہ.......... نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِاللّٰہ.......... اور انسانوں کی ہدایت کیلئے آپ ﷺ آئے بشری لباس میں .... تو تھی تو شان اونچی.......... لیکن انسانوں کی بھلائی کیلئے.......... آپ نیچے آئے تو اس کا نام ترقی ہے یا تنزلی؟.......... (تنزلی) .... اس کا نام پستی ہے..........

میں علمی تقریر کرنے کی بجائے.......... اگر میں آپ حضرات میں سے عام لوگوں کا لحاظ کر کے چھوٹی سطح پر بات کروں .... تو میں کہوں .... کہ بیٹا میں تمہاری خاطر بات کرتا ہوں.......... تو مجھے اپنے مقام سے نیچے آنا پڑا یا نہیں؟.......... (آنا پڑا).......... اس کو بولتے ہیں تنزلی.......... اور پستی ......

اگر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوں .... اللہ کی ذات کا جزو .... نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِاللّٰہ.......... اور انسانوں کی ہدایت کیلئے .... انسانی لباس پہنیں تو اس کا نام کیا ہے؟.......... (تنزلی).......... اور اگر ہوں انسان مگر یہ عروج پائیں.......... اور یہ شان پائیں.......... کہ جبرائیل بھی ایک مقام پر پیچھے رہ جائیں .... تو اس کا نام کیا ہے؟.......... (ترقی).......... تو نور بشری لباس میں.......... یہ ہے تنزلی اور پستی کا عقیدہ..........

اور بشر معراج کی شان میں یہ ہے ترقی کا عقیدہ.......... اب بتائیں کہ علماء دیوبند جو ہیں .... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ترقی شان کے قائل ہیں یا پستی کے؟.......... (ترقی کے).......... اور جو کہتے ہیں کہ نیچے آئے .... وہ ہیں پستی کے .... تو علماء دیوبند شان کے قائل ہو۔ .... پستی کے قائل نہیں.......... میں نے بزرگوں سے بارہا پوچھا کہ..........

نور بشری لباس میں .... یہ ترقی ہے یا تنزلی؟........... سب نے کہا یہ تو پستی ہے .... اور اگر بشر نوری شان میں؟........... بشر نے عروج اور معراج پایا .... تو یہ کیا ہے؟........... (ترقی)........... ہم ترقی کے قائل ہیں .... اور وہ پستی کے .... اور یاد رکھو .... علماء دیوبند یہ کہتے ہیں کہ .... پیغمبروں کی شان اور بلندی کا اقرار کرنا........... پستی کا عقیدہ ہمارا نہیں........... اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وہ عروج عطا فرمایا........... کہ اس کی مثال نہیں ....

جبرائیلؑ تو معراج کی رات ساتھ چلے .... لیکن آخر تک نہیں جا سکے .... ایک مقام پر ٹھہر گئے .... قربان جائیں صدیقؓ پر........... کہ جو آخر دم تک ساتھ تھے........... اور اب تک ساتھ ہے...........

معراج کا تحفہ:۔

اور میں عرض کرتا ہوں .... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معراج کا تحفہ پایا........... معراج کا تحفہ کیا تھا؟........... (نماز)........... تو نماز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کا معراج ٹھہرایا........... اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن .... کہ نماز مومن کی معراج ہے........... ہمیں بھی کچھ نہ کچھ حصہ دیا ....

السلام علیکم........... میں نے آپ سے عرض کی .... السلام علیکم........... آپ حیران ہوئے یا نہیں؟........... (ہوئے)........... کیوں؟........... اس لئے کہ........... السلام علیکم .... وہ کہتا ہے کہ .... جو پہلے یہاں نہ ہو بلکہ اب یہاں آئے وہ کہتا ہے........... السلام علیکم .... آپ کہیں گے کہ دو گھنٹے سے تیری تقریر سن رہے ہیں .... اور سلام اب یاد آیا........... تو پھر کیا مسئلہ معلوم ہوا .... کہ سلام کون کہتا ہے؟........... جو نیا آئے........... جو پہلے نہ

ہو..........وہ کیا کہتا ہے؟..............(السلام علیکم)..............

تو آپ جب نماز پڑھتے ہیں ....تو جب نماز ختم کرتے ہیں ....تو آخر میں کہتے ہیں ....السلام علیکم و رحمتہ اللہ..........السلام علیکم و رحمتہ اللہ ....یہ اشارہ بتا رہا ہے کہ آپ پہلے یہاں نہیں تھے..........کہیں اور پہنچے ہوئے تھے .... جب اس دنیا میں لوٹے ....تو کہا ....
السلام علیکم و رحمتہ اللہ..........نماز ختم..........

کہا کرتے ہو؟..........السلام علیکم ورحمتہ اللہ .... جب میں مجلس میں ہوں تو ....آپ حیران ہوں گے ....تو آپ کا السلام علیکم کہنا یہ حیرانی ہوگی .... وہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے .... کہ آپ نماز میں یہاں نہیں.......... بلکہ آپ کا بدن فرش خاکی پر ہے.......... لیکن آپ کی پرواز اوپر ہے .... اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن .... نماز مومنین کی معراج ہے..........اونچائی ہے..........

ہر نمازی شخص نماز میں پرواز کرتا ہے ....تو جو بزرگ ہیں وہ تو پرواز کرتے ہیں ....ملاء اعلیٰ میں ....اور جو کمزور ہیں .... وہ سیر کرتے ہیں دو کانوں کی..........

لطیفہ:۔

ایک امام صاحب تھے .... انہوں نے نماز پڑھائی چار رکعت کی بجائے تین رکعت اور سلام پھیر دیا..........تو پہلی صف میں سے کوئی بولا ہی نہیں ....وہ تو خیر معذور تھے..........سوئے ہوئے تھے..........لیکن پچھلی صف کا ایک آدمی بولا .... کہنے لگا حضرت!..........رکعتیں تین ہوئی ہیں ....

امام صاحب کو بھی یاد آ گیا کہ ہاں ہاں تین ہوئی ہیں ....تو پہلی صف والوں نے کوئی لقمہ ہی نہیں دیا.........پہلی صف پوری کی پوری لقمہ نہیں دے رہی......

اس نے پیچھے سے لقمہ دیا.........اب دور سے وہ بولتا ہے.........تو امام صاحب نے کہا کہ دیکھو ایک اللہ کا بندہ وہ بھی ہے.........کہ دوسری صف میں تھا.........وہاں سے اس نے بتایا ہے اور امام صاحب بہت خوش ہوئے ....تو انہوں نے پوچھا اس کو کہ بھائی حاجی صاحب.........آپ کو کیسے یاد رہا.........آپ بڑے اللہ والے ہیں.........

کہنے لگا میں اللہ والا تو کوئی نہیں .... میری دوکانیں ہیں چار ....تو میں ہر ایک کا حساب ہر رکعت میں کرتا ہوں.........تو میری تین رکعتیں اور تین دوکانوں کا حساب ہو گیا.........اور ایک کا ہوا نہیں ....ایک تو پھر گئی نا؟.........

تو مؤمن کی جو معراج ہے.........اونچی معراج ہے......... اوپر ....وہ تو اوپر جاتی ہے.........اور ہماری دکان پر.........

کسی کی .... مکان میں

کسی کی .... کاروبار میں

کسی کی .... منڈی میں

خوشی کیسی؟

تو نماز کی شان کیا ہے؟......... اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن ....

نماز مومنین کی معراج ہے.........تو نماز تب ہوتی ہے کہ اگر انسان اپنے.........

خیال کو

تصور کو

دھیان کو

..........اونچا کرے..........

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا تحفہ کہاں سے لائے تھے؟..........

(معراج سے)..........ایک جگہ معراج النبی کا جلسہ تھا ....اور کالج کے لڑکے کرا رہے تھے ....تو میں نے پوچھا کہ ان کو خوشی کس بات کی ہو رہی ہے؟..........میں نے کہا بھئی تمہیں کیا خوشی؟..........کہنے لگے کہ آج ہم اس لئے خوشی منا رہے ہیں ....کہ آج کی رات ۴۵ نمازیں معاف ہوئی تھیں ....میں نے کہا کہ باقی پانچ ....یہ اوروں سے پوچھیں ہم تو اتنے جانتے ہیں..........آج کی رات ۴۵ نمازیں معاف ہوئی تھیں..........اگر باقی پانچ بھی ہو جائیں..........تو ہم ہمیشہ ہی خوشیاں مناتے..........

دیدار خداوندی کی پیاس میں:۔

ایک آدمی تھا یہودی ....یہودی مولوی ....یہودیوں کے مولوی کو کہتے ہیں ربائی ....ہندوؤں کے پنڈت ....عیسائیوں کے پادری..........تو ان کا تھا ربائی..........تو ربائی نے ایک سوال کیا کہ کہیں معراج النبی کا قصہ سنا ہوگا علماء سے..........کہنے لگا کہ دیکھا مسلمانو..........جب تمہارے نبی معراج کی سیر سے واپس آ رہے تھے..........تو ہمارے نبی علیہ السلام موسیٰ راستے میں کھڑے ہو گئے اور کہا..........اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی ....آپ جائیں اور اللہ کو کہیں کہ کم کریں..........تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر گئے تو پھر نمازیں کم ہوئیں ....تو

کہنے لگے کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو پچاس ہی لا رہے تھے .... یہ تو ہمارے نبی کھڑے ہو گئے .... اور آپ کا کام ہو گیا .... تو شکریہ ادا کریں ہمارے نبی موسیٰؑ کا .... مسلمانو! .... جس نے تمہارا کام کر دیا ....

ہم نے کہا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی پورا احترام کرتے ہیں .... کسی نبی کی بے ادبی اسلام میں نہیں .... تو حضرت موسیٰؑ کے احسان کے ہم قائل ہیں .... لیکن میں نے ان کو کہا کہ آپ بتائیں کہ سارے پیغمبروں میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوں کھڑے ہوئے؟ .... یہی کیوں کھڑے ہوئے؟ .... کہنے لگے کہ یہ معاملہ زیر غور ہے .... میں نے کہا کہ زیر غور ہے .... آپ نے غور کیا بھی ہے یا نہیں؟ .... کہنے لگے کہ آپ ہی بتائیں ....

میں نے کہا کہ ہمیں جو سمجھ آتی ہے .... وہ یہ کہ زندگی کا جو بڑا اہم واقعہ ہو وہ کبھی بھولتا نہیں .... تو میرے خیال میں .... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا اہم واقعہ ایک یہ ہے .... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا .... رَبِّ اَرِنِیْ .... مجھے اپنا آپ دکھا .... اللہ ایسا موقع دے .... اَنْظُرْ اِلَیْكَ .... میں تجھے دیکھوں .... کیا جواب ملا؟ .... لَنْ تَرَانِیْ .... تو مجھے دیکھ نہیں سکے گا .... اس فانی جہان میں کوئی نہیں دیکھ سکتا ....

یہ زندگی کا اہم ترین واقعہ ہے .... تو یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھولا ہو گا؟ .... (نہیں) .... اب موسیٰؑ تو آ گئے عالم برزخ میں .... وہ دیکھ رہے ہیں .... کہ ایک میں ہوں .... جو پکارتا رہا خود

عرض کرتا رہا......... اور ایک وہ ہے......... جس کو خود جگا کر بلا لیا......... ایک وہ ہے......... کہ جبرائیل کو بھیجا......... انہوں نے جگایا......... اور پھر بلایا اور میں دیکھتا ہی رہا......... جبرائیلؑ میری طرف نہیں آئے ادھر گئے.........

وہ راہ بدل کر چل دیئے راہ دوسرے
تکتی رہی دیر تک میری چشم انتظار

موسیٰؑ کو یہ بات بھولی تو نہیں تھی......... کہ موسیٰؑ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں سچے فنا تھے......... انہوں نے کہا......... اچھا اگر میں دیکھ نہیں سکا......... تو جو آنکھیں دولت دیدار پا کر آ رہی ہیں......... ان آنکھوں کو ہی دیکھ لوں......... وہ راستے میں کھڑے ہو گئے......... کیوں؟......... اس لئے کہ جب کسی نے حسن مطلق اور جمال مطلق کو دیکھا......... تو جن آنکھوں کے پردوں پر وہ حسن لازوال اترا......... تو ان آنکھوں میں بھی چمک آ جائے گی......... اسے دیکھتے ہی آنکھیں خوبصورت ہو گئیں......... معلوم ہوا کہ کسی حسین کو دیکھتے ہوئے دیکھنے والے کی آنکھوں میں بھی جلوہ آ جاتا ہے.........

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں کھڑے ہوئے تھے......... کہ اگر میں نہیں دیکھ سکا......... تو جو آنکھیں دولت دیدار پا کر آ رہی ہیں...... ان آنکھوں کو دیکھ کر اپنی پیاس بجھا لوں.........

تو میں نے کہا پادری صاحب......... ربائی صاحب......... یہودی پادری......... حضرت موسیٰؑ کا احترام اپنی جگہ......... لیکن وہ کھڑے تھے اپنے کام کیلئے......... یہ علیحدہ بات ہے کہ ساتھ ساتھ ہمارا کام بھی ہوتا گیا......... کہنے لگے اس پر دلیل......... میں نے کہا سنو......... حضرت موسیٰؑ نے ایک ہی

دفعہ نہیں کہہ دیا کہ اے پیغمبر ﷺ آپ پچاس کی بجائے پانچ نمازیں کرا لائیں .... اِرۡجِعۡ اِلٰی رَبِّكَ وَاسۡئَله التَّخۡفِيۡف............ لوٹیں رب کی طرف اور کمی مانگیں .... یہی کہا نا؟ .... (جی) .... دس نمازیں کم ہوئیں ....

پھر جائیں

پھر آئیں

پھر جائیں

پھر آئیں

تو موسیٰؑ نے ایک ہی دفعہ نہیں کہا............ کیوں نہیں؟............ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ بھی چاہتے تھے کہ بار بار جاتے رہیں............ اور بار بار ان آنکھوں کو دیکھ کر دل کی پیاس بجھاتا رہوں............

یہ جو سوال بار بار کرنا ہے .... اس سے پتہ چلتا ہے کہ .... موسیٰ اپنے کام کے لئے کھڑے تھے .... ساتھ ساتھ ہمارا کام بھی ہوتا گیا .... تو نمازیں آخر میں کتنی رہ گئیں؟............ (پانچ)............

میں علماء حضرات سے پوچھتا ہوں............ کہ ان نمازوں کے اوقات کیا تھے؟............ پانچ نمازوں کے اوقات .... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بعد میں آکر بتائے یا اسی رات؟............ جبرائیل آئے .... انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت کروائی .... اور نمازوں کے اول و آخر بتائے............ یہ اوقات بعد میں بتائے گئے............ اور پانچ نمازیں فرض پہلے ہوئیں............ کیوں؟............ اس لئے کہ جہاں نمازیں فرض ہوئیں .... وہاں وقت نہیں تھا............

وقت کی حقیقت کیا ہے؟.......... زمانہ کیا ہے؟.......... ہم زمانے کو کیا سمجھیں؟.......... ہم تو یہی کہتے ہیں .... ماضی مستقبل اور حال..........

اقبال نے کہا تھا..........

جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہو گا
یہی ہے اک حرف محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی
اسی کا مشتاق ہے زمانہ

زمانہ خود کہتا ہے..........

میری صراحی سے قطرہ قطرہ
نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیح روز و شب کا
شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

کہ جس طرح یہ گھنٹے اور منٹ ہیں .... اس طرح میری تسبیح ہے ہے اپنی.......... تو میں عرض کر رہا تھا کہ.......... زمانہ کیا ہے؟ .... اقبال نے تو اپنی بات کہی .... لیکن آؤ..........

زمانہ کیا ہے؟

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی بات سنو .... ان سے پوچھا گیا کہ زمانہ کیا ہے؟.......... علماء حضرات اس جواب کی لذت لیتے رہیں گے.......... طالب علم اس کو سوچتے رہیں گے .... مولانا

نے فوراً فرمایا.......... زمانہ کیا ہے؟.......... فرمایا..........

''وہ ارادہ خداوندی کی مسافت کا نام ہے''

جتنے بڑے لوگ اتنی بڑی بات.......... جن کی اردو تحریر کا ایک پیرا سمجھنا علماء کے لئے بہت کام رکھتا ہے.......... آج ان کو چیلنج کرنا عام ہو گیا ہے......

ستارۂ ہدایت:۔

برادران محترم! اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں حضورؐ کے آسمانی معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا .... وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی.......... قسم ہے ستارے کی .... اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھالیں.......... تو اس کو بطور شہادت کے پیش کرتے ہیں .... کیا مطلب.......... فرمایا.......... اگر میرا پیدا کیا ہوا ستارہ اپنے ہی راستے پر جاتا ہے .... مجال ہے کہ ادھر یا ادھر ہو ....تو اگر ہدایت کا ستارہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رات کو چلے.......... تو اپنے راستے سے مجال ہے کہ ادھر یا ادھر ہو .... مجھے ستارے کی قسم ہے .... جو خدا ستارے کو مقررہ کردہ راستے پر چلا سکتا ہے.......... تو اس نے اپنے محبوب کو راتوں رات ایک راستے پر چلایا.......... وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی .... قسم ہے ستارے کی .... اِذَا هَوٰی .... کیا معنی؟ کہ وہ ڈھلے .... جب غروب ہو..........

میں کہتا ہوں کہ چمک غروب میں ہوتی ہے یا طلوع میں؟..........طلوع میں..........اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنی تھی ....تو چاہیے تھا .... کہ لفظ ظاہری طور پر طلوع کا ہو.......... غروب کا نہ ہو..........لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ .... قسم ہے ستارے کی جب غروب ہو .... تو

غروب کی قسم کیوں کھائی؟............

امام رازیؒ نے اس کا جواب دیا ہے.......... بڑے بڑے علماء نے اس پر بحث کی ہے.......... میں امام فخر الدین رازیؒ کا جواب عرض کرتا ہوں.......... انہوں نے اس پر جواب دیا.......... فرمایا.......... کہ ٹھیک ہے کہ شان طلوع میں ہے.......... غروب میں نہیں.......... اللہ تعالیٰ نے ستارے کی قسم کھائی.......... جب غروب ہو.......... یہ بتانے کے لئے کہ جب ستارے طلوع ہوتے ہیں...... رات آتی ہے.......... جب غروب ہوتے ہیں صبح ہوتی ہے.......... اس میں بتایا گیا کہ اے بنی آدم.......... اے اولاد آدم.......... اس پیغمبر کے ذریعہ تمہاری صبح ہونے والی ہے.......... ستارے کا غروب صبح کی علامت ہے.......... پیغمبر ﷺ کا وجود.......... تمہاری صبح ہے.......... اے اولاد آدم تمہاری صبح ہے.......... تم خیر بن رہے ہو.......... اور اس کی وحدت کے نغمے گاؤ..........

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى.......... قسم ہے ستارے کی.......... جب وہ غروب ہو.......... مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ.......... تمہارا ساتھی راستے سے ادھر ہوا نہ ادھر.......... کن کا ساتھی؟.......... (صحابہؓ کا ساتھی).......... اصحابؓ رسول کو کہا گیا.......... کہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک معراج کی آسمانی شان پر پہنچا.......... لیکن تمہارا ہی ساتھی ہے.......... اس میں صحابہؓ کے مقام کو سمجھو.......... یہ اللہ نے نہیں کہا کہ میرا نبی ﷺ راستے میں نہیں بھولا.......... فرمایا.......... صَاحِبُكُمْ.......... تمہارا ساتھی..........

معلوم ہوا کہ معراج کی بلندیوں کے باوجود.......... اے اصحاب رسول ہے وہ تمہارا ہی ساتھی.......... اور تم اسکے ساتھی.......... فرمایا.......... وَمَاضَلَّ

صَاحِبُكُم .... نہیں بھولا ....وَمَا غَوٰی .... اور نہ راستے سے
بہکا......... بھولنا اور چیز ہے......... بہکنا اور چیز ہے......... یعنی اس کا عمل
پورا محفوظ .... اور صرف عمل ہی محفوظ نہیں......... اس کا نطق بھی محفوظ
.... وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی......... اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ....
کیوں؟......... اس لئے کہ سفر میں ساتھ لے کر چلنے والا کون تھا؟ ....
عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی .... ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰی ....وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی
.........اس میں جبرائیلؑ نبی پاک ﷺ کے ساتھ چلا ....معراج کی رات
کس حیثیت میں؟.........(خادم کی حیثیت سے) .... کیوں؟ ....
اگر یہ معراج کا واقعہ نہ ہوتا......... تو دنیا کہتی جبرائیل علیہ السلام استاد ہے
.........نبی ﷺ شاگرد.........خدا نے دیا جبرائیلؑ کو .... جبرائیلؑ نے
دیا نبی ﷺ کو.........تو جبرائیل استاد رہا......... نبی ﷺ شاگرد رہے.........

مقام مصطفوی:۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس رات نبی ﷺ کو ایک مقام پر براہ راست بلایا
.........جس میں اب جبرائیل کا واسطہ بھی نہیں .... ایک مقام آیا.........
جب جبرائیل نے کہا کہ.........حضرت ہم آگے نہیں جا سکتے ....وَمَامِنَّا اِلَّا
لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْم ....ہمارے لئے حدیں مقرر ہیں......... اور پھر وہ اللہ
تبارک وتعالیٰ کے عالم لاہوت کا مسافر اکیلا اڑا.........

یہ جہان جس میں ہم رہتے ہیں .... یہ عالم ناسوت ہے ....
اَلنَّاس .... لوگوں کی دنیا ....اوپر جائیں تو عالم ملکوت ہے ....
فرشتوں کی دنیا اور اس کے اوپر جائیں.........تو پھر عالم لاہوت ہے.........

جہاں فرشتوں کا بھی گذر نہیں .... پھر عالم لاہوت کا مسافر اکیلا اڑا..........
جبرائیل پیچھے رہ گئے .... لوگوں کو بتایا گیا لوگو......... جبرائیل کو استاد نہیں
سمجھنا .... جبرائیل کو اگر اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے .... تو وہ درجہ قلم
میں ہے......... پیچھے ہاتھ قدرت کا کام کر رہا تھا.........

بڑی اچھی تحریر لکھی جائے .... تو تعریف کس کی کرتے ہیں؟
.........تعریف کرتے ہیں تحریر کی......... یا لکھنے والے ہاتھوں کی .... یہ
بڑا کاریگر ہے......... بڑا خطاط ہے......... تعریف ہاتھوں کی ہوتی ہے.........
یا تحریر کی ہوتی ہے......... بڑی اچھی تحریر ہے......... قلم کی تعریف نہیں ہوتی
.... قلم تو استعمال ہوا......... عمل کے طور پر......... تعریف کس کی ہوتی
ہے؟......... ہاتھوں کی یا تحریر کی......... تو تختی کیا تھی؟......... حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا سینہ مبارک .... لکھنے والا ہاتھ خدا کی قدرت کا تھا......... خدا کی
قدرت کا ہاتھ لوح مصطفویؐ پر لکھ رہا تھا......... اور جبرائیل تو قلم کے درجے میں
تھے......... اس لئے اس کو استاد نہیں سمجھنا......... نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَا
اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ .... وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ .... وَاِنَّكَ
لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ .... فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ .... بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ.........

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ .... نٓ کے معنی دوات .... دوات
اور قلم کی قسم .... یہ جو نبی ﷺ نماز پڑھتے ہیں .... اس کو تم دیوانہ نہ سمجھو
.... قلم کی کیا حالتیں ہیں......... قلم جب دکھایا جائے تو قیام......... جب
لکھ رہا ہو تو رکوع......... اور جب فارغ ہو جائے تو سجدہ.........

ان حرکات نے اشارہ کیا کہ......... اس وقت آپ صرف اتنی بات

جانیں کہ قلم کی حیثیتیں دو ہیں.......... سیاہی لینا اور کاغذ پر لکھنا.......... ادھر لینا .... ادھر دینا.......... جبرائیل کا کام ادھر سے لینا.......... ادھر دینا..........
لیکن پیغمبر ﷺ کی شان ہے اپنی جگہ.......... وہ جبرائیل سے بہت اونچی جبرائیل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت اونچا..........

اور اگر یہ معراج کا واقعہ نہ ہوتا تو یہ مقام کبھی نہ کھلتا.......... یہ مقام کھلا اس لئے کہ نبی پاک ﷺ نے جب جبرائیل کو چھوڑا.......... اور آگے بڑھے......

تجلیاتِ خداوندی:۔

مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ عجیب بات فرماتے ہیں.......... فرمایا کہ جبرائیل تو پیچھے رہ گئے.......... اب اللہ پاک کی تجلیات پڑ رہی تھیں.......... تجلیات کے پردے تھے.......... جس طرح سورج کو دیکھیں.......... تو کرنیں نظر آتی ہیں.......... اس طرح بغیر تشبیہ کے ایک عجیب منظر سامنے تھا.......... لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ.......... میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جمالی تجلیات .... کروڑوں تجلیات پھیل رہی تھیں.......... ان تجلیات کے جلووں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہ منزلیں طے کرتے گئے.......... اب تجلیات کے جلووں میں آپ نے وہ منزلیں کیسے طے کیں؟......

اکھوں کرا مجال کہ پر سد باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا کرد

یہ مقام انہی لوگوں کا ہے.......... جو اس مقام کو جانتے ہوں.......... اس لئے کہ اللہ رب العزت کی محبت اور تلاش میں کون نہیں دوڑا.......... ایک نہیں ہزاروں انسانوں کی پیشانیاں.......... اس لازوال جلوہ کے آگے تڑپی ہیں......

یہ بجا کہ خلوت دل میں ہے وہ ہزار رنگ سے جلوہ گر
ذرا سامنے آ کے بیٹھ جا کہ نظر کو خوئے مجاز رہے

انسان تڑپتا ہی رہا کہ میں دیکھوں .... اب شاہ صاحب فرماتے تھے .... کہ اللہ پاک کی تجلیات دور تک پھیل رہی تھیں .... ان تجلیات کے جلوؤں میں بیٹھ کر پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آگے پہنچے .... اور آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے پھر دیکھا؟ .... فرمایا .... نُورٌ اَنّٰی اَرَاہٗ .... وہ ذات نور مطلق تھی .... میں اس کو کیسے دیکھ سکتا تھا ....

اس کا معنی یہ کہ دیکھا بھی .... اور نہیں بھی دیکھا .... آنکھیں اس کے آگے قرار نہیں پکڑتیں .... نُورٌ اَنّٰی اَرَاہٗ .... لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا .... مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی .... کہ آپ کی آنکھ جو دیکھ رہی تھی نہ ٹیڑھی ہوئی .... نہ طغیانی میں آئی .... لَقَدْرَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی اَفَتُمَارُوْنَہٗ عَلٰی مَایَرٰی .... وَلَقَدْرَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَسِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی .... قرآن نے سارا نقشہ کھینچ دیا ہے ....

دوستو .... عزیزو بزرگو اور بھائیو .... بخاری شریف کے ختم کی آج کی تقریب کا چونکہ موسم کے لحاظ سے اور اعلان کے لحاظ سے معراج النبی کا ہفتہ منایا جانا ہے .... تو میں نے سوچا کہ یہاں کے دوست بھی کچھ سن لیں .... میں نے چند باتیں جو منتشر سی کہی ہیں .... کوئی موضوع صحابہؓ کا تھا کوئی واقعات کا تھا .... کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا تھا .... کچھ مسائل کا تھا .... تو بہت سے موضوع میں نے آپ کے سامنے بکھیر دیئے .... تاکہ آپ کو کچھ یاد بھی رہے .... تو ان باتوں کو کچھ جوڑنا بھی چاہیے یا

نہیں؟.......... (چاہیے) .... اب یہ جوڑنے کا کام اس وقت جبکہ آپ اتنی دیر سے سن رہے ہیں .... اور کچھ تھکاوٹ کا بھی اثر ہوگا.......... مناسب معلوم ہوتا ہے کہ Taste کچھ تبدیل کرلیں.......... کھانے پر بیٹھیں تو کہتے ہیں .... کہ لو جی اب منہ میٹھا کرلیں .... اور مٹھائی کھائیں تو کہتے ہیں .... منہ نمکین بھی کرلیں .... اب آپ اتنا عرصہ بیٹھے تو اب Taste Change کرنا چاہیے .... بھائی اپنا ذائقہ تبدیل کرنا چاہیے.......... تو آپ میرے ساتھ پورا تعاون کریں اور آخر میں دعا کے بغیر کوئی نہ جائے .... جب تک سارے دلشاد ہو کر نہ جائیں .... اس وقت تک مولانا بشیر شاد صاحب کا بیان ختم نہیں ہوگا .... مولانا فرماتے ہیں کہ ارشاد تو ہو چکے ہیں ....اب ذرا دلشاد ہونا چاہیے..........

اگر آپ میرے ساتھ وعدہ کریں .... تو میں مولانا سے عرض کرتا ہوں کہ دعا مانگیں .... بعض اوقات جلدی بات کی جائے .... تو بات کی وضاحت کرنے کا موقع نہیں ملتا.......... جس طرح اخبار نویس کرتے ہیں ......

غلط فہمی:۔

میں نے کہیں بیان کیا تھا کہ اگر کوئی شخص شرط لگائے .... دوڑ کی ....لیکن شرط ہے یک طرفہ.......... کہ اگر تم اتنا دوڑو تو ہم یہ دیں گے تو اس کو انعام بھی کہا جاتا ہے .... یک طرفہ شرط بھی کہا جاتا ہے .... تو شریعت میں یک طرفہ شرط تو جائز تھی.......... تو یہ تو تھی ایک طرفہ.......... اخبار والوں نے اس طرح لکھ دیا کہ شرط لگانا جائز ہے.......... شرط کا معنی لوگ سمجھتے تھے کہ دو طرفہ ہے.......... اب اخبار والے بھی ایسے ہیں.......... کہ لوگوں کو غلط

فہی میں ڈالنے کے لئے ایسی سرخی جماتے ہیں .... کہ معلوم نہیں کیا بات ہے؟........ حالانکہ یک طرفہ شرط کے ساتھ گھڑ دوڑ .... کھیل ہے کسی کو انعام دیں یہ جائز ہے........ اور دو طرفہ شرط .... بغیر محلل کے ہو........ شریعت کے طریقے کے بغیر تو یہ قمار ہے........ حرام ہے........ اور کوئی شخص اس کو جائز نہیں کر سکتا........

تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے جو چیزیں حلال کیں .... کوئی اس کو حرام نہیں کر سکتا .... جو حرام کیں .... اس کو کوئی حلال نہیں کر سکتا........ تحریم و تحلیل کا اختیار اسی ایک ذات کے سوا کسی اور کو نہیں .... ہاں اس کی طرف سے جو اس کا پیغمبر ﷺ بیان کرے .... ہم اس کو بھی مانتے ہیں........

تو بات یہیں ٹھہرتی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا........ جو کچھ کیا........ ہمیں اسے اسی طرح لینا چاہیے........ یہ نہیں کہنے والا کچھ کہہ رہا ہو........ اور سننے والا کچھ اور سن رہا ہے........ اس کا ایک لطیفہ ہے........

لطیفہ:۔

میرے پاس آ کر کسی نے مسئلہ پوچھنا چاہا........ کہا کہ مسئلہ پوچھنا ہے........ میں نے کہا کیا؟........ اس نے کہا ایک شخص ہے وہ اپنی بیوی کو کہتا ہے والدۂ ماجدہ .... تو نکاح قائم رہا؟........ میں نے ابھی نہیں کہا ”نہیں“ میرے ساتھی بیٹھے تھے کہنے لگے نہیں .... نہیں........ وہ کہتے ہیں نکاح ٹوٹ گیا..... میں نے کہا کیسے؟........ کہتے ہیں کہ وہ بیوی کو کہتا ہے........ والدہ ماجدہ........ میں نے کہا کہ اس کو بلا کر لاؤ........ اس کو بلا کر لائے........ میں

نے اس سے پوچھا کہ تیرے بارے میں انہوں نے کہا ہے.......... کہ تو بیوی کو کہتا ہے..........والدہ ماجدہ ....ٹھیک ہے؟.......... اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے؟ .... میں جب جاتا ہوں.........کہتا ہوں والدہ ماجدہ..........

میں بڑا حیران ہوا .... میں نے کہا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ .... کہنے لگا سات .... میں نے کہا کہ لڑکیاں کتنی ہیں؟.......... کہنے لگا تین.......... میں نے کہا کہ ان کے کیا نام ہیں؟.......... کہنے لگا ایک کا نام ہے سلمٰی.......... میں نے کہا دوسری کا .... کہنے لگا سکینہ.......... ایک ہے تیسری اس کا نام کیا ہے.......... کہنے لگا ماجدہ.......... تو میں نے کہا کہ جب تو بیوی کو کہتا ہے .... والدۂ ماجدہ تو اسی طرح ہے کہ کسی کی بیٹی کا نام ہے بشیراں .... وہ بیوی کو کہے ''بشیراں دی ماں'' تو جب وہ بشیراں کی والدہ کو یہ کہے تو یہ ناجائز ہے؟.......... (جائز ہے)..........

تو جب تو بلاتا ہے.......... اپنی بیوی کو تو تیری نیت کیا ہوتی ہے کہ ماجدہ کی ماں یہی نیت ہوتی ہے یا کچھ اور؟.......... کہنے لگا کہ آپ عالم ہیں .... تو کہا میں نے اس کو اپنی ماں بنا کر رکھا ہوا ہے؟.......... آپ خود ہی سوچیں کہ میری ماں تو وہ نہیں ہے....... تو جب میں کہتا ہوں .... والدہ ماجدہ تو ماجدہ کی ماں ہے.......

تو دیکھیں اب جس شخص نے پہلے مسئلہ پوچھا والدہ ماجدہ کا .... تو اس وقت ہمارے سامنے یہ بات تھی؟.......... (نہیں).......... ہمارے ساتھی نے جھٹ کہہ دیا کہ.......... نکاح ٹوٹ گیا.......... لیکن جب ہم نے تشریح کی .... تو کہا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے..........

اسی طرح علماء دیوبند کی عبارتیں ہیں .... جو لکھا ہوا ہوتا وہ کچھ اور ہوتا ہے............ ہمارے بعض دوست کہتے ہیں .... کہ دیکھو دیوبندیوں نے یہ لکھا ہے .... یہ لکھا ہے............ میں کہتا ہوں کہ لکھنے والے نے صحیح لکھا............ تم نے غلط پڑھا ہے............ یا غلط سمجھا ہے............

ایک نقطے نے انہیں محرم سے مجرم کر دیا

محرم اور مجرم میں کیا فرق ہے .... صرف ایک نقطے کا .... لکھا ہوا تھا محرم .... پڑھا اسے مجرم ....

ایک نقطے نے انہیں محرم سے مجرم کر دیا
ہم دعا کرتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے

دعا اور دغا میں کیا فرق ہے؟ .... اس لئے کسی کا لکھا .... کسی کا اعتراض .... اخبار کی سرخی کچھ پڑھو .... تو یہ اصول یاد رکھو .... علماء حق بات کہتے ہیں .... پڑھنے والے پڑھتے ہیں .... اور بعض یوں ہی شور کرتے ہیں .... نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں ....

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
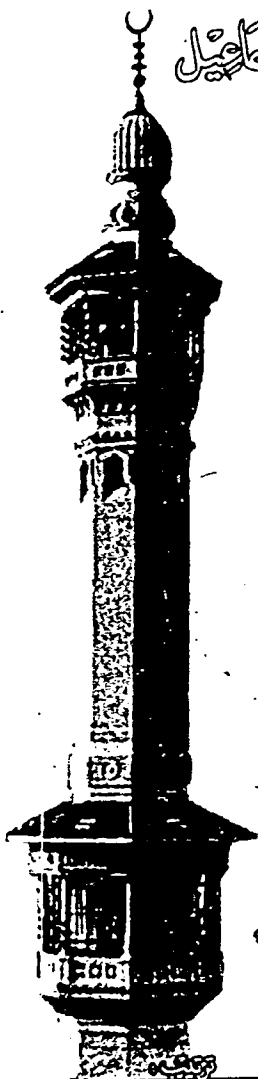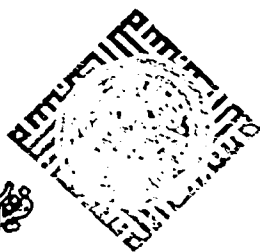
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ
بنائے کعبہ
از افادات
فضیلۃ الشیخ محمد خیر محمد مکی حجازی
شیخ حرم مکہ مکرمہ
ترتیب
حافظ محمد ندیم قاسمی
انتخاب
حافظ عبدالحمید یوکے
ناشر: ادارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ
ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ یوکے
زیر اہتمام: مجاہد فضل اکیڈمی
فیصل آباد، پاکستان

مقصد رسالت

خطبہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِالْمُرْسَلِيْنَ .... وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْن وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن .... اَمَّابَعْدُ .... فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ......... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.........

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ .... قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ......... وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ......... فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ.........اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَ هُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ......... فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.........

(پارہ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۶۔۱۵۷)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ......... اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ عَلَى الْاَرْضِ......

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَاالْعَظِيْمِ......... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ .... وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰ لِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ ....
وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.........

تمہید:۔

بزرگان قوم

سامعین عزیز

دوستو اور بھائیو

ابھی ابھی آپ کے سامنے جمعیت طلباء اسلام کے جیالے نوجوان ....اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے............اور پورے ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے............ وہ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے تھے ....اور کرا رہے تھے کہ اس ملک میں اسلام عملاً کیسے نافذ ہو؟............اس کو عملاً کس طرح زندگیوں میں اتارا جائے............ اور اس کے لئے ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟............

وہ آپ کے سامنے اس حقیقت بلکہ تلخ حقیقت کی طرف توجہ دلا رہے تھے............کہ ہمارا جو قدم اٹھ رہا ہے............اسلام سے دور سے دور جا رہے ہیں............ ان کی تقریریں سن کر میں اس تصور میں کھو گیا............ کہ آج تو یہ نوجوان یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام عملی طور پر نافذ کیوں نہیں ہوتا؟............اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جس چیز کے نافذ ہونے کے لئے ....قربانیاں ہوتی وہی ہیں............ اور ان قربانیوں سے جذبات بھی معمور ہیں .... اس چیز کے محفوظ نہ رہنے کا اب خطرہ اس درجے لاحق ہو گیا ہے کہ آپ تو رونا رو رہے ہیں کہ .... اگلی نسل کا نوجوان پہچان ہی نہیں سکے گا............ کہ اسلام کیا ہے؟............ یہ بات کہ اسلام زندگیوں پر نافذ ہو یہ تو تبھی ہو سکتا ہے............ کہ اسلام اپنی جگہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہو............جس کی اپنی حقیقت میں کوئی

اختلاف نہ ہو ....اور اس وقت دنیا کے حالات .... اور اس ملک میں ہمارے حالات ....مسلمانوں کے حالات ....اس طرح بدل رہے ہیں ....کہ خود اسلام کیا ہے؟............اگلی نسل جان نہیں سکے گی؟............

آپ کا رونا تو یہ ہے کہ اسلام نافذ کیوں نہیں ہوتا .... میں کہتا ہوں............ کہ اسلام میں وہ تحریف کی جارہی ہے ....کہ اگلی نسل اس کو پہچان ہی نہ سکے............

وہ شاخ گل پہ زمزموں کی دھن تراشتے رہے
نشیموں سے بجلیوں کا کارواں گذر گیا

ہم تو یہ رو رہے ہیں .... کہ اسلام زندگیوں میں نہیں آرہا............ ہم کہتے ہیں کہ اسلام کیا ہے؟............آج اپنے نوجوانوں سے پوچھئے کہ اسلام کیا ہے؟............ اچھے خاصے طالب علم اور نوجوان یہ جواب دیتے نظر آئیں گے............ کہ اسلام نام ہے .... سال کے بعد ''میلاد النبیؐ'' پر جھنڈیاں لگانے کا؟............اسلام نام ہے............سال کے بعد حضور ﷺ کی پیدائش پر اس طرح جلوس نکالنے کا............کہ

شہر شہر

قریہ قریہ

محلہ محلہ

جھگڑے ہوں

فسادات ہوں

لڑائیاں ہوں

سیرت طیبہ اور ہماری ذمہ داری:۔

اور ابھی ابھی جیسا کہ ذکر کر رہے تھے............ کہ ساہیوال میں اسی جلسہ کے ضمن میں ایک جگہ فساد ہو گیا............اور آپ دیکھیں کہ اسلام کا تعارف جس طرح ہم کرا رہے ہیں............ اگلی نسل نے اسلام کو اسی طرح پہچاننا ہے کہ اسلام اسی طرح ہے............ آپ کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے............ کہ خاص طور پر سیرت النبی پر یہ اجتماع منعقد ہے............تو سیرت کے موقع پر سب سے اول ہماری ذمہ داری یہ ہے............ کہ ہم یہ جانیں کہ اسلام ہے کیا؟............اور اسلام کو بدلنے اور اس میں تحریف کرنے اور اس کا حلیہ بگاڑنے کی............کون لوگ کوشش کر رہے ہیں؟ .... اس میں آگے کون ہے؟............ حکمران طبقہ............ یا خود دینی قیادتیں؟............

............حکمران طبقہ سے ہمارا............

گلہ یہ ہے

شکوہ یہ ہے

مطالبہ یہ ہے

تقاضہ یہ ہے

کہ اسلام کو عملی طور پر نافذ کیا جائے............لیکن اسلام کا حلیہ بگاڑنے میں کیا خود ہماری اور آپ کی دینی قیادتیں شامل نہیں؟............ جب ہم یہ دیکھتے ہیں............کہ اسلام کا حلیہ بگاڑنے میں اسی منبر و محراب کو استعمال کیا جا رہا ہے............اور جب یہ موقع آتا ہے............تو ایسے واعظ نما افراد............ عالم نما افراد............ میں عالم تو نہیں کہوں گا............ عالم نما افراد............ گلے

پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں .... کہ جھنڈیاں لگانے کا نام اسلام ہے .... جلوس نکالنے کا نام اسلام ہے .... نعرہ بازی کا نام اسلام ہے .... اور اسلام عملی طور پر یہ ہے کیا؟ .... اس طرف نہیں .... نوجوانوں کو جذبات دے دے کر .... ان کے جذبات ابھار ابھار کر .... یہ دینی قیادتیں .... غلط قیادتیں .... اس مقام پر لے آئی ہیں .... کہ اسلام کا مستقبل خود اسلامی ملکوں میں تاریک ہو کر رہ گیا .... آئندہ کا نوجوان یہ نہیں جان سکے گا کہ اسلام ہے کیا؟ .... اگر اس کے ذہن میں یہی نقشہ رہا .... تو وہ اصل اسلام سے بالکل دور ہو جائے گا ....

موجودہ دینی صورت حال:۔

ایک اچھا خاصا پڑھا لکھا آدمی دنیوی طور پر .... دینی طور پر کچھ زیادہ جانتا نہیں تھا .... وہ دنیوی لحاظ سے اچھا تعلیم یافتہ تھا .... وہ ایک مجلس میں ایک بات کہہ رہا تھا .... سننے والوں نے مجھے بات سنا دی .... کہ وہ بچوں کی اسلامی حالت پر بات کر رہا تھا .... کہ ہمارے بچے اسلام سے بالکل ناواقف ہیں .... اور گلہ کس سے کر رہا تھا .... کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے .... اور کہہ رہا تھا .... کہ آج زمانہ یہ آ گیا .... کہ ہمارے بچے اسلام کو جانتے ہی نہیں .... جب دوسرے نے پوچھا کہ مثلاً .... تو کہنے لگا .... کہ میں نے اپنے بیٹے سے پوچھا .... کہ تو گیارہویں شریف کو جانتا ہے؟ .... اس نے کہا نہیں .... میں اسی وقت تڑپ اٹھا .... کہ ہمارے بچے تو اسلام کو جانتے ہی نہیں .... تو جس نے مجھے سنائی بات .... میں نے کہا کہ بچے جانتے ہیں یا نہیں اسلام کو؟ .... لیکن باپ

نہیں جانتا؟.......... جس نے اپنے بچے کے بارے میں بڑا شکوہ یہ کیا کہ .... میرا بچہ دین سے اتنا بے خبر ہے کہ اس کو گیارہویں شریف تک کا پتہ نہیں.......... تو جو باپ یہ شکوہ کر رہا ہے.......... اس باپ کو خود پتہ ہے.......... کہ اسلام کیا ہے؟.......... ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوب .... نہ باپ کو پتہ ہے .... نہ بیٹے کو .... باپ نے اپنے باپ سے یا کسی سے سنا ہو گا کہ دین کا سب سے بڑا رکن گیارہویں شریف ہے .... اگر یہ ادا کر دو.......... تو بس تم اب مسلمان ہو

زکوٰۃ معاف

صدقات معاف

صدقۂ فطر معاف

ساری ذمہ داریاں معاف

کسی جاہل نے یہ بات کہی ہوگی دادا نے سن لی ہوگی.......... تو آپ کے ذہن میں یہی تصور رہا.......... کہ اسلام گیارہویں کا نام ہے .... اور جب اس کے بیٹے کو اتنا بھی پتہ نہیں .... تو وہ شکوہ کر رہا ہے.......... کہ آج زمانہ اتنا آگے نکل گیا.......... کہ ہم دین سے بالکل بے خبر.......... میرے بیٹے کو پتہ ہی نہیں کہ گیارہویں شریف کیا ہے؟..........

اس نے کہیں سے سن رکھا تھا .... یا اخبار میں پڑھا ہوگا..........

ایم اے او کالج میں کوئی پروفیسر خالد محمود تھے .... وہ آج کل اس ملک میں آئے ہوئے ہیں.......... تو وہ اس بچے کو لے کر میرے پاس آگیا.......... اور کہنے لگا .... کہ میں نے آپ کا نام سن رکھا تھا .... تعارف تو نہیں

تھا.........میرا بچہ دین سے بالکل واقف نہیں ....اس کو تو گیارہویں شریف تک کا پتہ نہیں ....تو میں نے آپ کا نام سنا ہوا تھا.........میں اس کو لے آیا ہوں.........اس کو کچھ دین کی باتیں بتائیں......

میں نے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہی جاہل نہیں ....اس کو گیارہویں کا نہیں پتہ......... بلکہ مجھے بھی کوئی پتہ نہیں کیا ہے؟......... وہ حیران ہو کر کہنے لگا ....کہ آپ کو بھی پتہ نہیں کیا ہے؟......... میں نے کہا مجھے نہیں پتہ کیا ہے؟.........اب اس کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ کیا بات ہے......... یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟......... میں نے کہا کہ دیکھو......... قرآن شریف ناظرہ تم پڑھے ہوئے ہو؟......... کہنے لگا ہاں .... میں پڑھا ہوا ہوں.........لیکن کبھی پڑھا نہیں ہے.........تو میں نے کہا کہ.........اگر کھولا جائے تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ یہ قرآن شریف ہے؟......... کہنے لگا ہاں .... یہ تو پتہ چلے گا.........تو میں نے کہا کہ .... میں ایک بات پوچھتا ہوں .... زبانی بتاؤ خواہ دیکھ کر.........قرآن شریف میں کہیں "گ" ہے؟.........حروف ابجد جو تم نے پڑھے ہوئے ہیں.........ا'ب'ت'ث' کہیں ان میں "گ" ہے......... کہنے لگا کہ........."گ" تو نہیں ہے.........تو میں نے کہا کہ عربی زبان میں کہیں گاف نہیں ہے .... نہ قرآن میں نہ حدیث میں ....عربی حروف میں "گ" نہیں ہے......... تو میں نے دین ....بحمد للہ تعالیٰ پڑھا پڑھایا ہے......... وہ عربی دین ہے......... ہمارے پیغمبر ﷺ بھی عربی تھے......... قرآن کریم بھی عربی میں ہے......... تو ہم نے عربی دین پڑھا پڑھایا ہے.........تو عربی میں "گ" نہیں ہوتا......... کہنے لگا نہیں ....تو میں

نے کہا کہ میں نے جو کہا .... کہ مجھے گیارہویں کے مسئلے کا پتہ نہیں .... یہ جو ''گ'' والے مسئلے ہیں یہ عربی دین کے نہیں .... اگر یہ عربی دین ہوتا تو کم از کم گ عربی لفظ ہوتا .... اب میں گ والا مسئلہ کہاں سے جانوں .... نہ میں جانوں نہ تیرا بیٹا جانے .... وہ کہتا ہے کہ میں تو مانوں میرا مولوی نہ مانے .... کہ اگر میں یہ بات لے کر اپنے مولوی کے پاس جاؤں .... تو نہیں مانے گا کہ یہ ''گ'' والا مسئلہ ہی کوئی نہیں .... آپ ہی کہہ رہے ہیں ....

میں نے کہا کہ ہم نے جو دین پڑھا ہے .... وہ تو عربی میں ہے .... تو ''گ'' والا مسئلہ ہمیں تو سمجھ نہیں آتا .... تو تم نے جو پوچھا ہے .... ہم حدیث اور فقہ کی کتابوں میں تلاش کریں گے .... لیکن اس کا نام عربی بتاؤ؟ .... یا کہیں سے پوچھ کر آؤ .... یا عربی نام لاؤ .... پھر ہمارے ذمہ لگاؤ .... ہم قرآن اور حدیث میں اور فقہ میں اس کی تلاش کریں گے .... ہاں یا ناں ہم جواب دیں گے .... یہ گیارہویں کا مسئلہ ہمیں نہیں آتا ....

وہ کہنے لگا کہ میں پوچھ کر آتا ہوں .... وہ اپنے کسی مولوی صاحب کے پاس گیا اور کہا مولوی صاحب .... میں تو سمجھتا تھا کہ میرا بیٹا ہی نہیں جانتا .... میں تو ایک پروفیسر کے پاس گیا ..... اور میں نے ان سے پوچھا .... وہ کہنے لگا کہ میں بھی یہ مسئلہ نہیں جانتا .... میں تو عربی جانتا ہوں .... عربی میں میں نے دین پڑھا ہے .... اور پڑھایا بھی ہے .... لیکن یہ گ والی بات مجھے نہیں آتی .... تو آپ بتائیں کہ اس کو عربی میں کیا کہتے

ہیں؟......... تا کہ میں پروفیسر صاحب سے جا کر پوچھوں .... اب مولوی صاحب نے سوچا......... اور جھنجھلا کر کہنے لگے .... عرب میں یہ گیارہویں ہوتی نہیں کہ اس کیلئے کوئی لفظ ہو......... پہلے کوئی عمل ہو کوئی حقیقت ہو تو اس کا کوئی نام ہو......... جب یہ وہاں (عرب میں) ہوتی ہی نہیں .... تو اس کے لئے وہاں لفظ کیا ہو؟......... تو اسے بات سمجھ میں آ گئی......... اب اس نے جواب سنایا......... کیوں کہ میرے ساتھ بھی ایک ایسا واقعہ گزرا تھا.........

طالب علم کا سوال:۔

جب میں پہلی دفعہ انگلینڈ سے پاکستان آیا .... تو میرے کالج کے دور کے پرانے طالب علم آئے بیٹھے تھے .... تو ایک طالب علم نے ایک انگریزی لفظ پوچھ لیا......... کہنے لگا علامہ صاحب غیرت کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟......... میں نے کہا کہ یہ وہاں ہوتی ہی نہیں کہ وہاں اس کے لئے کوئی لفظ ہو......... جو مغرب اور یورپ کی تہذیب ہے......... جو لندن میں تہذیب کارفرما ہے......... تو میں نے کہا کہ غیرت وہاں ہوتی ہی نہیں کہ .... اس کے لئے وہاں کوئی لفظ ہو......... پہلے ....

کسی دور میں

کسی حلقے میں

کسی ملک میں

کسی علاقے میں

کسی شہر میں

کوئی حقیقت .... معنی اور عمل ہوتا ہے......... تو اس کیلئے لفظ بنتے

ہیں.........تو مجھے پتہ ہے کہ غیرت وہاں نہیں.........اس کیلئے (Proper Word) کوئی نہیں.........کوئی لفظ نہیں.........

وقار اور عزت اس کے لئے لفظ ہوں گے.........لیکن (غیرت) اس کے لئے کوئی لفظ نہیں یورپ میں.........

مولوی صاحب نے جھنجلا کر کہا کہ گیارہویں وہاں ہوتی ہی نہیں.........میں اس کیلئے لفظ کہاں سے بتاؤں.........تو میں نے کہا کہ اللہ کے بندو.........تمہارا دین عربی دین نہیں؟.........

سارا دین عربی ہے:۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خود عراق میں تھے.........بغداد شریف میں ان کی قبر مبارک ہے.........بغداد شریف میں ان کی اپنی زبان کیا تھی؟.........(عربی).........ان کی کتاب.........''غنیۃ الطالبین''.........کس زبان میں ہے؟......... فتوح الغیب ان کی کتاب کس زبان میں ہے؟.........تو اگر کوئی گیارہویں کا مسئلہ ہوتا.........تو نام تو اس کا کوئی نہ کوئی ہوتا.........جب تک کوئی نام نہ ہو تو میں مسئلہ کیسے بتاؤں؟......... ہمارا دین جو ہے اس کے سارے عنوان عربی ہوں گے.........آپ نے ابھی نماز کے لئے اذان سنی تھی.........

.........تو.........

اذان کس زبان کا لفظ ہے؟ .... عربی

جمعہ؟ .... عربی

خطبہ؟ .... عربی

حج؟ .... عربی

عمرہ؟ .... عربی

نکاح؟ .... عربی

طلاق؟ .... عربی

یہ جو الفاظ ہیں .... Terms ہیں .... یہ عربی ہیں .... تو اگر گ والی کوئی بات ہو تو ہم بھی بتائیں .... لیکن ہمیں تو پتہ ہی نہیں چلتا ہے کیا؟ .... تو میں نے علی الاعلان کہا .... اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے .... میں نے کہا کہ جو لفظ عربی نہیں .... وہ دین کا جزو نہیں ہو سکتا .... تو فوراً ایک شخص اٹھا کہ ہو سکتا ہے؟ .... میں نے کہا کیوں؟ .... کہنے لگا کہ "گ" اگر عربی نہیں تو "ڑ" بھی تو عربی نہیں .... میں نے کہا نہیں .... تو کہنے لگا کہ اگر "ڑ" دین میں آ سکتی ہے .... تو کیا "گ" نہیں آ سکتا؟ .... تو میں نے کہا کہ "ڑ" کب آئی ہے؟ .... تو کہنے لگا کہ دیکھو مذہبی جگہوں کے نام نہیں ہوتے .... "امام باڑہ" .... تو امام باڑہ میں کیا آ گئی؟ .... "ڑ" .... تو کہنے لگا کہ "ڑ" ہوتی ہے .... تو اگر امام باڑہ .... اگر دین کا ستون ہو سکتا ہے .... تو گیارہویں کیوں نہیں؟ ....

اس نے جب یہ بات میرے سامنے پیش کی .... تو میں نے کہا بھئی دیکھو .... ہم تو صاف بات کہتے ہیں کہ .... امام باڑہ بھی دین کا جزو نہیں .... اور امام باڑے میں جو بنایا جائے وہ دین نہیں .... اگر تو ہم امام باڑے کو مانتے تو پھر گ والی بات میرے سامنے دلیل تھی .... لیکن ہم تو اس

کوبھی نہیں مانتے.......... اس کو کہتے ہیں .... بنافأسد علي الفاسند
.... کہ خود گاف والا ہی مسئلہ غلط تھا اور ثابت کرنے کیلئے ''ڑ'' ...... سے اب
ایک نیا راستہ راستہ تلاش کرلیا گیا۔

تو ایک شخص مصلح اٹھا اصلاح کرنے والا.......... کہنے لگا.......... اصل لفظ امام باڑہ نہیں ہے.......... اصل لفظ ہے.......... امام بارگاہ.......... تو میں نے کہا .... کہ اگر امام بارگاہ تو ''گ'' پھر یہاں آ گیا.......... تو نے تو جان چھڑائی تھی ''ڑ'' سے.......... لیکن ''گ'' پھر آ گیا.......... پھر ڈھیلا منہ کر کے کہنے لگے.......... ہاں آ گیا..........

دین رسومات کا نام نہیں:۔

تو میں نے کہا کہ بھئی اللہ کے بندو.......... دو تین باتیں بنیادی طور پر ذہن میں رکھو کہ ہمارے پیغمبر کہاں پیدا ہوئے .... (عرب میں) .... کہاں مدفون ہوئے؟ .... عرب میں .... کہاں کہاں رہے؟ .... مکہ اور مدینہ میں .... یہ دونوں شہر بھی عربی میں .... آپ پر جو کتاب اتری وہ بھی عربی .... حدیث کی کتابیں بھی عربی .... شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زبان؟ .... (عربی) .... ان کی اپنی کتابیں بھی عربی.......... مگر گیارہویں پنجابی..........

اگر یہ عربی کی بات ہوتی.......... شیخ جیلانیؒ کی بات ہوتی .... نام تو کم از کم عربی میں ہوتا.......... تو میں نے کہا کہ یہ گیارہویں کا مسئلہ ہمیں تو نہیں آتا.......... تو وہ صاحب کہنے لگے .... آپ ہی کو نہیں آتا؟.......... میں

نے کہا کہ کسی کو بھی نہیں آتا.......... کہنے لگے کیسے؟........... میں نے کہا جب کسی مسئلے میں فیصلہ نہ ہو تو کہتے ہیں کہ اس بات کا فیصلہ نہیں ہو رہا......... ہم شش و پنج میں نہیں.......... تو شش و پنج کیا ہے؟.......... شش کا معنی چھ پنج کا معنی پانچ.......... چھ اور پانچ گیارہ تو گیارہویں کا مسئلہ جو ہے.......... یہی شش و پنج ہے.......... اسی لئے تو یہ محاورہ بنا......

جو مسئلہ حل نہ ہو.......... اس کو کسی پہلو سے بھی حل کرنے کی کوشش کی جا سکے تو جواب ملے گا شش و پنج.......... جو جدھر سے بھی جائے .... شش و پنج .... اب وہ کہنے لگا کہ آپ کی بات تو سمجھ میں آئی.......... لیکن ہمارے مولوی کہتے ہیں کہ .... دین گیارہویں ہے تو ہم کیا کریں؟.......... تو میں نے کہا کہ تم اپنے حلقوں میں یہی کہا کرو.......... کہ یہ شش و پنج میں ہیں.......... جھگڑو نہ .... فرقہ بندی نہ کرو اسلام کے نام پر .... فرقے کے نام پر جھگڑنا ٹھیک نہیں .... جو مولوی بھی گ کو.......... یا ''ڑ'' کو. خواہ مخواہ اسلام میں لائے .... تم یہ کہو کہ شش و پنج میں ہے.......... جھگڑا جو ختم کرنا ہے.......... بات جو ختم کرنی ہوئی..........

دین کا مرکز عرب:۔

میرے دوستو.......... یہ بات اپنی جگہ پکی رہے کہ ہمارا دین عربی ہے.......... اور دین کا مرکز عرب .... پیغمبر عربی .... کتاب عربی ....اور دین کا مرکز عرب..........

ایک جگہ یہی میں نے بات کی .... کہ پیغمبر عربی.......... کہنے لگے

ٹھیک ہے.......... قرآن عربی .... کہنے لگے ٹھیک ہے.......... میں نے کہا دین کا مرکز وہ کہنے لگے .... ایران .... میں نے کہا کہ باقی سارے تو عربی .... تو دین کا مرکز بھی تو عرب ہونا چاہیے.......... بھئی اگر قرآن عربی .... پیغمبر عربی .... تو دین کا مرکز بھی عرب .... اب یہ کیسے مان لیا جائے کہ کتاب بھی عربی.......... پیغمبر بھی عربی .... لیکن دین کا مرکز ایران.......... یہ کوئی ماننے والی بات ہے؟..........

یاد رکھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے توفیق عطا فرمائی.......... اب تک ہم دین کا مرکز عرب کو مانتے ہیں.......... ایران کو نہیں مانتے .... اور اگر ہم یہ کہیں کہ دین کا مرکز ایران ہے.......... تو اس کا معنی یہ کہ ہم اسلام کو خود مرکز سے نکال لائے.......... اسلام کو مرکز سے نکالنا اچھی بات نہیں ہے..........

حرم کا تقدس پامال کیوں؟:۔

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ.......... ابھی اس دفعہ اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی .... سعادت بخشی حج کی .... اور میں حرم شریف میں تھا .... تو مکہ مکرمہ آ کر جلوس نکالتے تھے.......... حکومت بہت روکتی کہ تم عبادت کے لئے آئے ہو .... یہاں جلوس بندی ٹھیک نہیں .... لیکن وہ جلوس نکالتے .... اور بڑی کثیر تعداد میں.......... حکومت کی پوری کوشش کہ حج کے دنوں میں مکہ اور مدینہ کا تقدس پامال نہ ہو.......... پوری احتیاط .... مگر ادھر جلوس نکل رہے ہیں .... یہ اس سال کی بات ہے .... اس کے پچھلے سال بھی بحمداللہ میں حج پر تھا .... تو پچھلے سال سعودی حکومت نے احتجاج کیا

تھا......... کہ ایران کے حاجی آ کر یہاں امن کو کیوں پامال کرتے ہیں
............؟

تو ایران کی حکومت نے کہا......... کہ امن کو پامال نہیں کرتے ....
انہوں نے دو باتیں لکھی تھیں......... کہ آپ کے بعض حاجی آ کر ہمارے ملک کے امن وامان کو پامال کرتے ہیں .... اور جلوس نکالتے ہیں .... حالانکہ مکہ مکرمہ عبادت کی جگہ ہے.......... تو حکومت ایران نے جو اس کا جواب دیا .... وہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے پڑھا.......... وہ جواب یہ تھا کہ.......... آپ کی یہ بات کہ ایران کے حاجی یہ کرتے ہیں .... یہ صحیح نہیں.......... آپ کو آپ کے افسروں نے غلط اطلاع دی ہوگی.......... لیکن یہ جو آپ نے لکھا ہے.......... کہ مکہ مکرمہ عبادت کی جگہ ہے صرف .... یہ صحیح نہیں .... یہ مسلمانوں کی سیاست کا مرکز ہے .... مسلمانوں کی عبادت کا مرکز بھی ہے.......... اور مسلمانوں کی سیاست کا مرکز ہے .... تمام سیاسی فیصلے یہیں ہونے چاہئیں.......... اس لئے یہ جو تم نے کہا کہ یہ عبادت کی جگہ ہے.......... یہ غلط ہے.......... ان کا یہ جواب ان کے ایک پولیس آفیسر کے پاس تھا.......... تو وہ میرے پاس لائے .... میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ کیا یہ جواب صحیح ہے؟ .... آپ کی کیا رائے ہے؟ شرعی طور پر.......... آپ عالم ہیں بتائیں کہ یہ مکہ مکرمہ جو ہے .... یہ سیاست کا بھی مرکز ہے اور عبادت کا بھی .... یہ جواب صحیح ہے یا غلط؟.......... میں نے کہا یہ بات مجھ سے نہ پوچھ.......... یہ بات پوچھو کعبہ کو بنانے والوں سے؟.......... کعبہ کی بنیادیں کس نے اٹھائیں؟..........

ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے............

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۷)............ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے کعبہ کی دیواریں اٹھائیں .... ان سے پوچھا کیوں اٹھائی تھیں؟............ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں .... کہ ہم نے دونوں کو کہا تھا............ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (پارہ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵)............ میرے گھر کو پاک بناؤ............

طواف والوں کے لئے

اعتکاف والوں کے لئے

اور نماز والوں کے لئے

تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ کا نصب العین کہ کعبہ کس لئے ہے؟............ ان دو پیغمبروں کی زبانی بتایا کہ کتنی باتیں .... طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْد............

طواف

اعتکاف

اور نمازیں

کوئی اور چیز ہے؟............(نہیں)............ یہ عبادت ہے یا سیاست؟

............عبادت............

کعبہ مرکز عبادت ہے:۔

تو اللہ نے کعبہ کو مرکز بنایا عبادت کا یا سیاست کا؟............ عبادت کا .... سیاست کا نہیں .... اور جب اللہ کو منظور تھا............ کہ............

میرے پیغمبر

آخری پیغمبر

خاتم النبیین

کے ذریعہ پوری دنیا پر اسلام کا جھنڈا لہرائے............حق کا بول بالا ہو............اسلامی سلطنت قائم ہو............ تو اللہ تعالیٰ نے خود ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ چلے گئے............تا کہ جتنے بھی سیاسی فیصلے ہوں............ وہ مدینہ میں ہوں............ مکہ میں نہیں............

بدر کی لڑائی لڑی گئی .... حضورؐ مدینہ میں

احد کی لڑائی لڑی گئی .... حضورؐ مدینہ میں

احزاب کی صف بندی ہوئی .... حضورؐ مدینہ میں

جتنے بھی سیاسی فیصلے ....جتنی بھی جنگیں .... جتنے بھی جہاد .... جتنے بھی اعلان ....سارے کے سارے مدینہ میں ہوئے ....تو مدینہ بنا اسلامی سلطنت کا مرکز............ اسلامی دارالحکومت .... مکہ کا تقدس وہی تھا............لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ............

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کر لیا............تو مکہ والوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی .... کہ اے اللہ کے پیغمبر آپ اب یہیں آ جائیں............ حضور ﷺ نے قبول نہیں کیا............ وہیں رہے .... کیونکہ آپ کی بصیرت دیکھ رہی تھی .... کہ آئندہ مسلمانوں کی مہمات......

شام کی طرف

روم کی طرف

ایران کی طرف

مصر کی طرف

افریقہ کی طرف جائیں گی .... تو حضور ﷺ نے یہ پسند کیا کہ ہمارے سیاسی قافلے چلیں .... اور فتوحات کے لئے جب لشکر روانہ ہوں تو مکہ سے نہیں مدینہ سے جائیں ....

تو اب آپ بتائیں مکہ عبادت کا مرکز ہے یا سیاست کا؟ .... عبادت کا .... اللہ نے حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی زبان سے طواف .... اعتکاف .... اور نمازوں کیلئے اسے عبادت کا مرکز قرار دیا یا سیاست کا؟ .... (عبادت کا) .... حضور ﷺ نے سیاسی قیادت فرمائی تو مکہ میں یا مدینہ میں؟ .... مدینہ میں .... جب تک مکہ میں رہے .... توحید کے جھنڈے اونچے کرتے رہے .... جب تک مکہ میں رہے .... اس وقت تک عقائد پر زور دیتے رہے .... نماز پر زور دیتے رہے .... لیکن سیاسی نظام کے طور پر ایک ملک قائم ہوا .... مملکت قائم ہوئی .... مدینہ چنا گیا .... تو سیاست کا مرکز مکہ ہے یا مدینہ؟ .... مدینہ ....

آپ بتائیں آپ کا ملک کون سا ہے؟ .... (پاکستان) .... پاکستان کی زبان کون سی ہے؟ .... (اردو) .... مسلمانوں کی دینی اور سرکاری زبان کون سی ہے؟ .... (عربی) ....

ان کی اذانیں .... عربی

ان کی نمازیں .... عربی

ان کی تراویح؟ .... عربی

ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی .... عربی

یہ ہمارے دین کی سرکاری زبان ہے.......... اس لئے ہم جہاں ہوں
گے..........اس کو قائم رکھیں گے..........اور اگر یہ تحریک اٹھے کہ اذانیں اردو میں
کردو.......... کرو گے؟..........(نہیں)..........اذان میں تبدیلی ہوسکتی ہے؟
..........(نہیں).......... دن رات اذانیں سنتے ہو تبدیلی ہوئی؟..........نہیں
.... پہلے کہا کہ اذان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی.......... آپ نے کہا کہ نہیں
..........اگر اردو میں تبدیلی نہیں ہوسکتی..........تو عربی میں جو ہے.......... اس
میں بھی تبدیلی نہیں ہوسکتی..........

اذان حضرت بلالؓ کون سی دیتے تھے؟..........(عربی)..........لیکن یہ
بتاؤ کہ اس وقت مسجدوں میں اذانیں ہو رہی ہیں مختلف.......... کسی میں کوئی
..........کسی میں کوئی.......... میں جھگڑے میں نہیں پڑتا.......... میں یہ کہتا ہوں
..........اپنے دل سے پوچھا کریں کہ بلالؓ والی اذان کن کی ہے؟.......... جب
اذانوں کے مختلف الفاظ کانوں میں آئیں..........تو اپنے دل سے سوال کیا کرو کہ
..........بلالؓ والی اذان کون سی ہے وہ یا یہ؟.......... مجھ سے کیا پوچھتے
ہو؟.......... کہ کون سا طریقہ صحیح ہے..........اور کون سا صحیح نہیں؟.......... میں تو
اختلاف میں پڑتا نہیں.......... میں فیصلہ آپ پر ہی چھوڑتا ہوں.......... کہ جب
اذانیں ہو رہی ہوں آپ دل سے پوچھیں کہ حضرت سیدنا بلالؓ والی اذان کونسی
ہے؟.......... آپ کا دل صحیح سچ بولے گا..........اگر علم بھی ہے.......... پھر بھی
پوچھو..........ایمان تازہ ہو گا.......... اور جہاں سے انتشار پیدا ہو پھر پوچھئے

.... کون سی اذان ہے.......... حضرت بلالؓ والی.......... میں یہ کہتا ہوں.......... ذرا ایک بات کا جواب دیں..........

دین کامل ہے:۔

کہ ہمارا دین حضور ﷺ پر مکمل ہوا.......... حضور ﷺ نے اعلان فرمایا .... خدا کا نام لے کر.......... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ .... آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا.......... یہ اعلان کس نے کیا؟ حضور ﷺ نے .... کس کے کہنے پر؟.......... اللہ کے کہنے پر.......... اس وقت جس وقت دین مکمل ہوا.......... اس وقت مسلمانوں کی خلافت قائم ہوئی تھی؟ .... (نہیں).......... جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف فرما تھے.......... قرآن نازل ہو رہا تھا.......... آخری آیت نازل ہوئی.......... کہ آج میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے.......... اس وقت تک کوئی خلافت قائم ہوئی تھی؟.......... نہیں..........

پہلی

دوسری

تیسری

چوتھی

خلافت تھی.......... نہیں.......... جب کوئی خلافت نہ تھی.......... اس وقت حضور ﷺ تشریف فرما تھے.......... تو اس وقت تک جو اذانیں ہوتی تھیں .... حضرت بلالؓ.......... حضرت ابن ام مکتومؓ.......... یا مسلمان اس وقت جو اذان دیتے تھے حضور ﷺ کی موجودگی میں.......... اس میں خلافت کا لفظ تھا

نہیں..........

آج جو اذان آپ امام باڑوں سے سنتے ہیں ....اس میں ....خلیفہ بلا فصل کا لفظ آتا ہے یا نہیں؟ .... (آتا ہے) .... میں نہیں کہتا.......... کیونکہ اس وقت خلافت میرا موضوع نہیں .... میں خلافت کے موضوع پر نہیں بول رہا.......... لیکن صرف اتنا کہ خلافت ابوبکر صدیقؓ کی ہو یا حضرت علیؓ کی.......... اس وقت موضوع نہیں .... لیکن خلافت شروع ہوئی حضور ﷺ کے بعد اور اذان مکمل ہوئی حضور ﷺ کی وفات سے پہلے ....حضور ﷺ کی وفات سے پہلے دین مکمل ....اذان مکمل ....

خلافت کا سوال تو بعد میں پیدا ہوتا ہے..........

اب سنی مسلمانو.......... میں آپ سے پوچھتا ہوں .... اگر آپ کی اذان میں یہ اعلان ہو کہ .... ابو بکرؓ خلیفہ اول ہے.......... اذان قبول کرو گے؟.......... نہیں .... تمہارا عقیدہ نہیں ہے.......... کہ خلیفہ اول ہے؟.......... (ہے).......... آپ کہیں گے.......... کہ عقیدہ ہمارا ہے.......... حضرت ابوبکر صدیقؓ اول خلیفہ ہیں.......... لیکن یہ اذان کا جزو نہیں.......... اذان مکمل ہوئی تھی..........

حضور ﷺ پر

حضور ﷺ کے سامنے

حضور ﷺ کی زندگی میں

حضور ﷺ کی وفات سے پہلے اذان مکمل تھی .... خلافت کی ضرورت تو بعد میں پیش آئی.......... یہ ٹھیک ہے.......... کہ صدیق اکبرؓ خلیفہ اول

ہیں .... لیکن یہ اذان کا حصہ نہیں .... میں کہتا ہوں کہ.......... اگر یہ اذان کا جزو نہیں .... تو پھر چوتھے خلیفہ کے خلافت کے دور میں یہ اذان کا جزو کیسے ہو گیا؟.......... اسے کیا کہتے ہیں؟.......... اسے کہتے ہیں دین بدلنا.......... اور عربی زبان میں کہہ لیں.......... "تحریف دین".........

اذان میں اضافے ہوں	....	تحریف دین
اول وآخر اضافے ہوں	....	تحریف دین
اذان اردو میں کہی جائے	....	تحریف دین
اذانوں میں خلافتوں کی بحثیں ہوں	....	تحریف دین

دین اگر اسی شکل میں باقی رکھا جائے.......... جو حضور علیہ کے زمانے میں دین کی شکل تھی .... اسی شکل میں رکھا جائے .... تو اسے کہتے ہیں .... "سیرت" .... کی پیروی..........

سیرت کیا ہے؟

سیرت کسے کہتے ہیں؟.......... کہ جو حضور علیہ کا دین تھا.......... جو اس کی شکل تھی..........

جو عقائد تھے

جو اعمال تھے

جو اخلاق تھے

جو دعوت تھی

جو آپ کی عبادت تھی

.... وہی دین ہے..........

حضور ﷺ کی سیرت آپ کی عملی زندگی.......... وہ چلتا پھرتا ہوا دین تھے.......... ایک اللہ کا قرآن وہ جو جبرائیل امینؑ لے کر آئے .... اور ایک اللہ کا قرآن وہ جو مدینہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا تھا.......... جبرائیل امین جو قرآن لے کر آئے.......... علمی شکل میں.......... اور جو قرآن عملی شکل میں چلتا پھرتا تھا ....وہ قرآن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے..........

..........تو

حضور ﷺ کا عمل

حضور ﷺ کی ہر ادا

حضور ﷺ کی سیرت

حضور ﷺ کا کھانا پینا

حضور ﷺ کا سونا جاگنا

حضور ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا

اس کا نام اسلام ہے

اسی کا نام سیرت ہے

اور اس میں ادل بدل اس کا نام ہے تحریف

میں کہتا ہوں کہ اگر ہماری دینی قیادتیں.......... اسلام کو تحریف سے بچالیں.......... پھر ناممکن ہے کہ حکمران طبقہ اسلام کو نافذ نہ کر سکے.......... حکمران طبقے سے اگر اسلام کو نافذ کرانا ہے.......... تو خود اپنی دینی قیادتوں کو اس مقام پر لائیں کہ.......... کوئی بھی تحریف دین نہ کرے.......... دین میں کمی واضافہ نہ

کریں.........اہل سنت کہلائیں کوئی آپ کو اہل بدعت نہ کہہ سکے......

قرآن کی دو شکلیں:۔

میں عرض کر رہا تھا.........کہ ایک قرآن ہے علمی شکل میں جو جبرائیل لے کر آئے......... اور ایک عملی قرآن جو مدینہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا تھا ....ان کا نام کیا تھا؟.........حضور ﷺ.........وہ علمی قرآن یہ عملی قرآن اور.........کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن.........ایک بات کا جواب دیں.........ابھی ابھی آپ نے نماز پڑھی.........یا آپ صبح نماز پڑھیں گے.........امام نماز پڑھا رہا ہو.........اور زبر کی بجائے زیر پڑھ جائے.........غلطی کر جائے.........تو مقتدی ٹوکیں گے.........ضرور؟.........کیوں؟ وہ امام ہے.........اور امام نے جو پڑھا ہے اس میں غلطی کی ہے.........آپ کیوں ٹوکیں گے؟......... آپ تو مقتدی ہیں.........یہ ٹھیک ہے کہ وہ غلط پڑھ رہا ہے.........تو بتائیے امام کا احترام کریں گے؟.........یا قرآن کا احترام کریں گے؟......... (قرآن کا احترام کریں گے).........اگر امام کو نہ ٹوکیں تو قرآن کا احترام گیا ....اگر ٹوکیں گے تو قرآن کا احترام امام کے احترام پر فوقیت لے گیا......

قرآن کا احترام:۔

انگلینڈ میں ایک تراویح کا موقعہ آیا.........ایک آدمی کو تراویح پڑھانے کا بہت شوق تھا.........میں جب پیچھے ہوتا تو میں ان کو لقمہ برابر دیتا ....تو ایک دن اس بزرگ نے تنہائی میں مجھے کہا.........وہ بہت بوڑھے بزرگ تھے.........کہنے لگے دیکھو.........میں سفید پوش ہوں.........اتنا بوڑھا ہوں.........لوگ میری عزت کرتے ہیں.........تم اتنے لقمے دیتے

ہو.......... میری بڑی بے عزتی ہوتی ہے.......... تو اس طرح کرو.......... کہ کوئی کوئی لقمہ دے دیا کرو.......... اور کبھی معاف بھی کر دیا کرو.......... اس نے بڑی لجاجت سے کہا کہ کچھ لقمے دے دیا کرو.......... اور کچھ نہ.......... لوگ یہ نہ کہیں کہ اتنا بوڑھا ہو گیا ہے.......... کیا یہ حافظ ہے.......... اور اتنی غلطیاں کرتا ہے.......... تو میں نے اسے کہا کہ یہ اللہ کا حکم ہے.......... اس کا احترام زیادہ ہے یا تمہارا؟.......... میں تمہیں لقمہ کیوں نہ دوں؟.......... اس لئے نہیں کہ تو بزرگ ہے اور معمّر ہے.......... یہ اللہ کی کتاب ہے.......... تیرا احترام زیادہ ہے یا اللہ کی کتاب کا؟.......... تو کہنے لگا.......... آپ کی بات تو ٹھیک ہے.......... لیکن دنیا تو رکھنی ہوتی ہے.......... تو آپ مجھے لقمہ نہ دیا کریں.......... جب اس نے مجھے یہ بات کہی.......... تو مجھے ایک بات سمجھ آئی..........

مقتدی ہے.......... عالم نہیں.......... حافظ نہیں.......... اگر کوئی امام نماز پڑھا رہا ہو.......... صبح کی.......... شام کی.......... یا عشاء کی اور غلطی کر رہا ہو.......... تو مقتدی اس کو لقمہ دیں گے.......... یا خیال آئے گا.......... کہ یہ ہمارے امام صاحب ہیں.......... لقمہ نہ دیں.......... تو اگر علمی قرآن جو امام پڑھ رہا ہے.......... اس میں امام غلطی کرے.......... تو مقتدی لقمہ دیتے ہیں.......... لیکن جو عملی قرآن ہے.......... سیرت النبی اس کے بارے میں واعظ اور امام غلطیاں کریں.......... دن رات کہیں کہ.......... پیغمبر ﷺ کی سیرت.......... صحابہؓ کی سیرت.......... جھنڈیاں لگانا.......... اور جلوس نکالنا ہی ہے.......... تو کیا وہاں مقتدی خاموش رہے.......... وہاں مقتدی لقمہ نہ دے.......... تو دین کا احترام ہوا یا امام کا؟.......... امام کا.......... یہ امام کا

احترام ہے.......... دین کا نہیں .... جب کہا جاتا ہے.......... کہ منبر و محراب سے دین کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے.......... جو دین نہیں اس کو دین کہا جا رہا ہے.......... تو مقتدی کہتے ہیں .... کہ ہم کیا کریں.......... مجبوری ہے .... امام صاحب جو ہوئے.......... میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن میں زیر و زبر کا فرق آ جائے.......... مقتدی برداشت نہیں کرتے .... امت برداشت نہیں کرتی.......... اور یہاں پورا دین اور اس کا حلیہ بگاڑا جائے .... شکل بگاڑی جائے .... تحریف ہو جائے.......... نہ اذانیں اصل شکل میں.......... نہ نماز اپنی اصل شکل میں رہیں .... اور کئی مسجدوں میں باوضو امام بھی امام کی اصلی شکل میں نہ ہوں .... آج اکثر لوگوں میں جنازے کی نماز وہ نہیں .... جو حضور ﷺ کے زمانے میں ہوتی تھی .... نماز جنازہ کی شکلیں بدلی جا رہی ہیں.......... جہراً قرأت کی جا رہی ہے اور اسے سنت کہا جا رہا ہے.......... اذانوں کی شکلیں بدلی جا رہی ہیں.......... اور امت خاموش ہے کیوں؟ .... اس لئے کہ تمہارے ہاں اسلامی نظام نہیں ہے.......... کوئی نہیں پوچھتا کہ بھئی .... یہ وہ دین نہیں .... جو حضور اکرم ﷺ نے پیش کیا تھا..........

غلط تاویلیں:۔

ایک نوجوان اٹھا اس نے کہا .... کہ میں امام صاحب کو لقمہ دوں گا .... امام صاحب نے نماز پڑھائی اور نماز پڑھانے کے بعد با آواز بلند کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا.......... ایک مقتدی اٹھا .... اس نے کہا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں کیا نماز کے بعد کلمہ شریف اونچی آواز میں پڑھتے تھے؟.......... تو آپ نے اس کو دین میں کس طرح داخل کیا؟.......... امام صاحب کو یہ کہنے کی

تو ہمت نہ ہوئی کہ یہ حضور ﷺ والی نماز ہے.......... کہنے لگے کہ یہ حضور ﷺ والی نماز اور طریقہ نہیں ہے.......... لیکن اس میں حرج کیا ہے؟.......... یہ مانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں نماز کے بعد کلمہ شریف با آواز بلند پڑھنے کا رواج نہیں تھا.......... لیکن حرج کیا ہے؟.......... کیا حضور ﷺ کے زمانے میں اذان سے پہلے صلوۃ وسلام تھا؟.......... کہتے ہیں حرج کیا ہے؟.......... وہ سر پٹا گیا.......... اور کہنے لگا .... کہ کیا ہمارے لئے صرف دین یہی ہے.......... کہ حرج کیا ہے؟.......... حرج کیا ہے؟..........

نبیؐ کے نام پر

سنت کے نام پر

سیرت کے نام پر

ہمارے پاس تعلیم نہیں ہے.......... حضور ﷺ کا طریقہ کیا ہے؟ .... اور تم کو ایک یہی جواب یاد کرایا گیا ہے کہ حرج کیا ہے؟.......... حرج کیا ہے؟.......... جب وہ گھبرایا تو مولوی صاحب نے اعلان کیا.......... لوگو.......... یہ بے دین ہو گیا ہے.......... وہابی ہوگیا ہے.......... اس کو مسجد سے نکال دو.......... اور اب جب اس کو پتہ چلا کہ اعلان ہو گیا ہے.......... کہ اسے مسجد سے نکال دو .... کہنے لگا اس کی ضرورت نہیں .... میں خود ہی جاتا ہوں.......... اتنی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں......

آپ ذرا سوچیں کہ.......... جب تک دینی قیادت پر اس قسم کے لوگ مسلّط رہیں گے.......... آپ کی اگلی نسلیں اسلام سے آشنا ہو سکیں گی؟ .... نہیں .... یہ سیرت کے جلسے کس لئے کرتے ہو؟.......... پھر سیرت کی بجائے

تمہارے جلسے کا عنوان ہو.......... کوئی حرج نہیں .... یہ ہمارا اسلام ہے..........اور جو علماء دیوبند کے خادم ہیں..........وہ جلسے کریں .... ''سیرت النبیؐ'' ....''سیرت النبیؐ'' .... کے عنوان سے اور ادھر جلسے ہوں .... ''لاحرج'' .... ''لاحرج'' ....اگر امت دو طبقوں میں تقسیم ہو جائے .... ایک طرف ہوں سنت والے .... اہل سنت .... ایک طرف .... لاحرج ....لاحرج ....نہیں کہ جو مسئلہ بھی چلانا ہو گا کوئی حرج نہیں ....اگر کوئی پوچھے کہ یہ کہہ کر چلا دیں حضور ﷺ کے زمانے میں یہ بات تھی؟..........تو کہو یہ بے دین ہو گیا ہے..........جو بار بار سنت کا پوچھتا ہے..........

تو دین کی شکل کیا ہونی چاہیے.......... جو اصل ہو..........اس میں اپنی طرف سے ہم نے کمی بیشی نہیں کرنی ....تو دین میں کوئی اضافہ کرنا نہیں چاہیے..........تو مولوی صاحب نوجوان کو کہنے لگے..........اس نے کہا مولوی صاحب حضور ﷺ یہ کرتے تھے؟..........اس نے جو ہاتھ اٹھایا..........تو لگی ہوئی تھی گھڑی..........اس نے پوچھا مولوی صاحب..........کیا اسلام میں یہ عمل اس طرح ہے..........حضور ﷺ کے زمانے میں کیا یہ بات تھی؟..........تو مولوی صاحب کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں گھڑی تھی؟ .... یہ جو تو نے باندھی ہوئی ہے..........وہ کہنے لگا کہ ہم گھڑی باندھنے کو دین نہیں سمجھتے .... تو مولوی صاحب کہنے لگے میں جواب دوں گا.......... نماز کے بعد مجھے ملنا..........وہ نماز کے بعد اکیلا ملا ....تو مولوی صاحب کہنے لگے..........

ہم بھی جو کچھ کرتے ہیں..........ہم بھی اسے دین نہیں سمجھتے ....

اب وہ نوجوان کہنے لگا......... کہ آپ میرے کان میں کیوں کہہ رہے ہیں؟......... یہ اسی وقت آپ کو کہنا چاہیے تھا......... جب آپ نے سب کے سامنے کہا تھا......... کہ اگر میں نے اذان میں اضافہ کیا......... تو تم نے گھڑی کیوں باندھی؟......... تو میں نے کہا......... کہ گھڑی باندھنا دین نہیں......... آپ بھی کہتے ہیں کہ یہ اذان دین نہیں......... اب مجھے جو کان میں کہہ رہے ہو......... کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں......... کہ یہ دین نہیں امام صاحب نے کہا اس طرح کہہ دیں......... اسے علی الاعلان کہہ دیں......... کہ یہ دین نہیں......... تو مقتدی ناراض ہوتے ہیں......... ہم سے جو لوگ یہ کراتے ہیں......... صحیح جواب دینے پر ہم سے بگڑتے ہیں......... ہم سے ناراض ہوجاتے ہیں پھر ہمارے چندے کم ہوجاتے ہیں......... اس قسم کی باتیں جب مجھے پہنچیں......... تو میں نے کہا کہ بھئی......... اختلاف میں نہیں پڑنا چاہیے......... خدا ان مولویوں کو ہدایت دے.........

اختلاف کی اقسام:۔

یوں سمجھو کہ اختلاف دو قسم کے ہیں......... ایک اختلاف علمی ....اور ایک اختلاف شکمی......... شکم کہتے ہیں پیٹ کو......... علمی اختلافات تو دلائل اور افہام و تفہیم سے حل ہو جاتے ہیں......... اور شکمی اختلافات حل نہیں ہوتے......... اب ہمارے لئے کسی مسئلے کو سمجھنا اور سمجھانا کیسے ہوگا؟......... زیادہ سے زیادہ ہم کریں گے......... تو علم ہی استعمال کریں گے......... لیکن ایک طرف علم ہو اور ایک طرف شکم ہو.........

ایک آدمی دور بیٹھا ہوا کہنے لگا......... حقہ پی رہا تھا......... ہمارا بھی

نام لے لیں.......... میں نے کہا کہ تمہارا نام کیا ہے؟......... کہتا ہے کہ چلم.......... ایک طرف علم ہو اور ایک طرف شکم ہو.......... اور پھر ایک طرف چلم اور وہ بھی پوری گرم ہو.......... میں نے کہا کہ یہ چلمی کہاں سے آ گئے؟.......... معلوم ہوا کہ ان مولویوں کے علاوہ ایک ملنگوں کا بھی طبقہ ہے.......... وہ کیا ہے؟.......... وہ کوئی شکمی ہے کوئی چلمی ہے.......... اور کوئی علمی ہے.......... تو امت تین حصوں میں بٹ گئی..........

اب ہوتا کیا ہے؟.......... کہ شکمی اور چلمی میں ہو جاتا ہے سمجھوتہ.......... کہ ہم نے دیکھا ہے کہ ایک ملنگ آ جائے.......... تو اچھے خاصے لوگ سمجھدار بھی ڈر جاتے ہیں.......... یعنی ملنگ کوئی بات کرے.......... تو اچھے خاصے لوگ ڈر جاتے ہیں.......... کہتے ہیں کہ شرافت ہے.......... ہمیں اپنے آپ کو بھی تو بچانا ہے؟..........

صحابہؓ پر تبرے کا انداز:۔

میں جا رہا تھا ڈیرہ اسماعیل خان.......... کوئی سات آٹھ سالوں کی بات ہے.......... تو دریا خان سے آگے کشتیوں پر جانا ہوتا ہے.......... لاؤنج چلتی ہے.......... تو برسات کے موسم میں کافی دیر انتظار کرنا پڑتا ہے.......... کافی عرصہ وہاں رکنے کا اتفاق ہوا.......... اتنے میں ایک ملنگ آ گیا.......... چمٹا ہاتھ میں.......... اور چوڑیاں پہنی ہوئی ہیں.......... اور آتے ہی کہا.......... دم دم مست قلندر.......... علیؓ دا پہلا نمبر.......... تو میں نے دیکھا کیا؟ کہ سب لوگ جو بیٹھے ہوئے تھے.......... کوئی دو آنے کوئی چار آنے.......... سب نکال کر اس کو دے رہے ہیں.......... سائیں جی آ گئے.......... ان کو کچھ دینا تو ہے نا؟..........

اور جب وہ لے کر چلا گیا.......... تو میں نے کہا کہ بھائی میں ایک بات کہوں......... اگر تم برا نہ مناؤ.......... تم نے یہ جو پیسے دیئے .... ہمارا جو عقیدہ ہے اہلسنّت والجماعت کا .... اس نے اس کے خلاف تبرا کیا.......... کہنے لگے وہ کیسے؟.......... میں نے کہا کہ جب کہہ رہا تھا .... دم دم مست قلندر.......... علیؓ کا پہلا نمبر.......... تو تم نے سوچا نہیں صحیح ہے کہ علیؓ کی محبت ہمارا ایمان ہے.......... لیکن علیؓ کا خلافت میں چوتھا درجہ ہے .... پہلا نہیں .... تو یہ جو کہہ رہا تھا کہ علیؓ کا پہلا نمبر تو اس کا مطلب ہی یہ تھا کہ.......... تمہارے عقیدے میں ابوبکرؓ .... عمرؓ .... عثمانؓ .... تینوں غلط .... علیؓ کا پہلا نمبر .... یہ تو کھلا تبرا ہے.......... تمہارے اہل سنت و الجماعت عقیدے کے خلاف .... اور تم نے خود اس کو پیسے دیئے .... کہنے لگے اچھا وہ ظالم یہ کہہ رہا تھا.......... وہ تو بڑا ہی برا تھا.......... مین نے کہا کہ اب وہ برا ہے؟.......... (کب) .... جب چلا گیا ہے.......... اس کے ہوتے ہوئے کوئی بولتا تھا؟ .... (نہیں) .... اس کے ہوتے ہوئے کوئی نہیں بولتا تھا.......... اس کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی..........

تو پھر جب میں نے ان کو کہا.......... کہ قوالیوں میں اور پھر اس قسم کے تکیوں میں اور پھر ملنگوں کی مجلس میں جو اکثر باتیں ہوتی ہیں .... تو پھر وہ ساری کی ساری اہل سنت عقیدے کی تردید میں ہوتی نہیں.......... ایک برائی عقیدے کی نشر و اشاعت ہے.......... میں نے کہا ہاں کیوں نہیں؟ .... کسی جگہ چلے جائیں.......... میں نے کہا کہ میں تو جاتا نہیں .... آپ کسی قوالی میں .... کسی ایسی مجلس میں .... ملنگوں کی مجلس میں نے جاؤ .... وہ

لاکھ کہیں .... کہ ہم بات نہیں کرتے ہیں .... بتادوں گا کہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ملنگ ایک سازش پر اترے ہوئے ہیں..........
اوراب یہ بات جو ہے..........

دم دم مست قلندر
علیؓ کا پہلا نمبر

وہ تو دل لگی کے طور پر کہہ رہا تھا.......... لیکن وہ حقیقت میں سمجھتا تھا .... کہ میں کیا کر رہا ہوں.......... افسوس کہ ہم ان ملنگوں سے مرعوب ہیں.......... ان کو تو اپنی ہوش نہیں.......... سارا دن وہ کیا کرتے ہیں؟.......... کہتے ہیں؟.......... بھنگ پیتے ہیں اور سر مار کر کہتے ہیں..........

گھوٹ گھوٹ پیتیاں
تے رب نال گلاں کیتیاں

آپ ایمان سے بتائیں.......... کہ یہ جو پینے پلانے والے اس سرشت کے لوگ ہیں.......... وہ خدا سے باتیں کرنے والے ہیں؟.......... نہیں.......... لیکن یہ ملنگ ایسی باتیں کرتے ہیں یا نہیں؟.......... کرتے ہیں.......... اور آپ ہی سوچیں ان ملنگوں کو کن مولویوں کی حمایت حاصل ہے؟.......... آج ہم اگر یہ کہیں کہ یہ دین نہیں.......... تو انہی ملنگوں کی حمایت میں مولوی بول اٹھیں گے کہ تاویل کرو علی کا پہلا نمبر.......... اس سے مراد کوفہ کی خلافت مدینہ کی نہیں مدینہ میں تو آپ کی بیعت چوتھے نمبر پر ہوئی تھی.......... اور کہیں گے جو لوگ ان ملنگوں کو برا کہتے ہیں وہ .... پیروں فقیروں کو مانتے نہیں .... بھئی بیشک ہم ایسے جو لوگ ہیں.......... ہم ان کو نہیں مانتے.......... کیا مانتے

ہو؟............نہیں............

ملنگ کا جنازہ:۔

کسی قصبے میں کوئی ملنگ مر گیا............تو اس کا جنازہ ملنگوں نے ہی اٹھانا تھا............تو ملنگ جو ہیں............انہوں نے پی ہوئی تھی............آنکھیں بند ہیں............وہ میت کو اٹھا کر لا رہے ہیں............اور اتفاق سے میت جو تھی گر پڑی............ اور یہ چلتے ہی گئے............ اور جب چارپائی رکھی تو ایک دوسرے کو کہنے لگا............ کہ سائیں جی کہاں گئے کہنے لگا قبول ہو گئے............اور اب جو تھا اتنا پریشان بھی نہیں کہ کیا ہوا .... ہوا کیا نہیں؟............کہتا ہے............ذات کے ساتھ ذات مل گئی اور اشارہ آسمان کی طرف کر دیا............ ہوش نہیں ہے یعنی ہوش اپنی نہیں............اور بے آبرو دین پیغمبر کو کر رہے ہو؟............ اب خدا کا پتہ کس نے بتایا تھا؟............ حضورﷺ نے............یا اس قسم کے ملنگوں نے

تو اللہ کی باتیں اور اللہ کی پہچان تو وہی ہے............ جو حضورﷺ نے بتلائی ہے؟............اب ہوش ان کو اپنی نہیں .... کہنے لگے سائیں جی کہاں گئے............ذات نال ذات مل گئی............اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن............

دین کا حلیہ بگاڑ دیا ہے کیا............ شکمی مولوی کم تھے ....کہ ان کے ساتھ چلمی طبقہ بھی شامل ہو گیا............ اب یہ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے کہ ملنگ ایک طرف ....اور حرج کیا ہے؟ یہ ایک طرف .... ان دونوں کا ہو گیا سمجھوتہ............تو ان کا نام کیا ہو گیا؟ .... میں اس بحث میں نہیں جاتا............

ماننے کا انداز:۔

کہتے ہیں کہ جو دیوبند کے پڑھے ہوئے لوگ ہیں .... یہ پیروں فقیروں کو مانتے نہیں .... ایک شخص نے مجھ سے بھی پوچھا کہ آپ ان کو مانتے ہیں؟......... میں نے کہا کہ تم کچھ پڑھے لکھے بھی ہو تھوڑے بہت؟ .... کہنے لگے کیوں کیا بات ہے؟......... میں نے کہا کہ تم لفظ غلط بول رہے ہو......... تم نے جو پوچھا ہے......... کہ مانتے ہو کہ نہیں .... ماننا جو ہے اس کے لئے دو مفعول چاہئیں......... کہ جب کہا جائے کسی کو ماننا عمر اس میں دو باتیں فاعل ہیں کسی کو ماننا......... دوسرے کیا ماننا؟......... مثلاً کوئی حافظ قرآن ہے؟......... مثلاً یہ ہے......... اب یہ ہے حافظ قرآن......... ان کا نام ہے .... قدرت اللہ .... میں کہتا ہوں کہ میں قدرت اللہ کو حافظ قرآن مانتا ہوں......... تو اب میں مانتا ہوں یہ ہے فعل اور فاعل'' میں فاعل ہوں......... اور''مانتا ہوں'' فعل ہے......... اور اس کے فعل کا مفعول یہ ہے میں قدرت اللہ کو حافظ مانتا ہوں .... قدرت اللہ اس معفول کے ایک ہے کسی کو ماننا......... قدرت اللہ کو؟......... کیا ماننا؟......... حافظ......... تو مفعول کتنے ہوئے؟ (دو) .... تو ماننے کا لفظ تبھی صحیح رہتا ہے جب دو مفعول ہوں......... کس کو ماننا ہے اور کیا ماننا ہے؟......... مثلاً ایک شخص ہے......... میں کہتا ہوں کہ میں الف کو بادشاہ مانتا ہوں......... تو میرے اس ماننے میں مفعول کتنے ہیں؟......... (دو)......... ایک الف اور ایک بادشاہ......... آپ کسی عالم کی تقریر سن رہے ہیں......... مولانا اجمل صاحب تقریر کر رہے ہیں .... تو آپ تقریر سن کر بہت خوش ہوئے ہیں .... تو آپ کہتے ہیں کہ ہم

مولانا اجمل صاحب کو بہت بڑا مقرر مانتے ہیں .... تو آپ نے دو مفعول ذکر کئے .... ایک مولانا اجمل صاحب اور ایک بہت بڑے مقرر ہیں .... اور اگر میں آپ سے کہوں کہ آپ مولانا محمد اجمل صاحب کو مانتے ہیں؟ .... آپ پوچھیں کیا؟ .... میں کہوں بادشاہ؟ .... تو جواب ہوگا آپ کا؟ .... (نہیں) .... مولانا اجمل صاحب کو نہیں مانتے؟ .... مانتے ہیں .... میں نے کہا عالم دین؟ .... آپ کہیں گے .... کہ مانتے ہیں .... میں کہتا ہوں بزرگ؟ .... آپ کہیں گے مانتے ہیں .... میں کہوں بادشاہ؟ آپ کہیں گے .... نہیں ....

فرمانِ رسالت مغالطہ نہ دو:۔

تو میرے دوستو .... صحابہؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مغالطہ دینے سے منع فرمایا .... تو جو دوسرے کو مغالطہ دے .... وہ سیرت پر نہیں .... آج آپ سیرت کے نام پر جمع ہیں .... تو آپ کو سیرت کا سبق دیا جاتا ہے .... کہ سیرت میں مغالطہ دینا نہیں .... اگر کوئی بات کرے تو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے .... مثلاً ....

ایک صحابی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی میں .... مدینہ میں بروقت پابندی کے ساتھ نماز پڑھنے آتے .... پانچ وقت .... لیکن ان کا اپنا گھر مدینہ سے ذرا باہر تھا .... اب آپ بتائیں کہ پابندی سے آئے .... مدینہ کے باہر سے آئے .... اور یا دور سے چل کر آئے .... اور حضور علیہ السلام کی مسجد میں آ کر نمازی نماز پڑھے .... پھر جائے پھر پڑھے .... وقت کتنا لگتا ہوگا؟ .... اب چونکہ ان کا بہت وقت لگ جاتا ہے

...........تو ایک صحابی نے ان کو مشورہ دیا........ کیا مشورہ دیا........ کہ آپ جو اتنی دور سے چل کر آتے ہیں .... اور اتنی پابندی سے آتے ہیں .... تو آپ حضور ﷺ کی مسجد کے قریب ہی مکان کیوں نہیں لے لیتے؟ .... بھئی آخر دیہات میں مکان چھوڑا بھی تو جا سکتا ہے........ اس صحابی نے کیا کہا؟........

میں پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر حضور ﷺ کے گھر کے قریب ہو........ میں اس کو پسند نہیں کرتا........ اب یہ جملہ جب دوسرے صحابہؓ نے سنا پریشان ہوئے........ یہ کیا؟........ وہ ذات رسالت لوگ جن کا قرب ڈھونڈتے ہیں .... جن کی خدمت میں حاضری بڑی سعادت سمجھی جاتی ہے........ تو ایک صحابیؓ نے بہت دل کھول کر کہا........ میں پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر حضور ﷺ کے گھر کے قریب ہو........ سننے والوں کے دل دھل گئے یہ کیا کہا؟........ لیکن وہ سارے کے سارے نیک تھے........ تربیت یافتہ تھے........ ان کے قلوب مزکی مصفی اور مجلی تھے........ انہوں نے خود کوئی ایکشن نہیں لیا........ نہ اس صحابیؓ کو مارا نہ پکڑا سیدھے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس........ اور حضور ﷺ کو کہا کہ ایسا واقعہ ہوا........ اور اس نے یہ کہا حضور ﷺ بھی حیران ہوئے........ کہا کہ بلاؤ؟........ بلایا گیا اس کو کہا کہ تو نے یہ کہا ہے؟........ اس نے بڑے اطمینان سے کہا کہ ہاں........ کوئی پریشان نہیں تھا وہ حضرات........ اور پریشان ہوئے........ حضور ﷺ بھی پوچھ رہے ہیں........ حضور ﷺ نے حیران ہو کر اس سے پوچھا کہ بھائی تیرا کیا مطلب ہے........ اور تو کیا کہنا چاہتا ہے........ یعنی جب تو نے یہ جملہ کہا........

جب یہ فقرہ تو نے کہا.......... تو آخر تیری مراد کیا ہے؟.......... اور تو کیا کہنا چاہتا ہے.......... اس نے کہا حضور ﷺ جو آپ نے فرمایا تھا اسی لئے.......... آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کیا کہا تھا؟.......... آپ نے فرمایا تھا کہ نماز کے لئے کوئی جتنے قدم بھی دور سے چل کر آئے.......... تو ہر قدم پر فرشتے نیکی کا شمار کرتے ہیں.......... تو اس وقت سے میں نے ارادہ بنایا تھا.......... کہ جتنے دور سے چل کر آؤں اتنا ثواب ملتا ہے.......... تو میں نے تو یہ بات کہی.......... میرے دل میں جناب کے دربار سے دوری یہ کوئی مطلوب نہیں.......... میں یہ نہیں چاہتا تھا کیا مجھے آپ سے محبت نہیں.......... میں نے کہا کہ میں زیادہ ثواب سے نہ رہ جاؤں.......... میرے دل میں تو یہ بات تھی.......... او کما قال رضی اللہ عنہ..........

کون مسلمان ہے جو نبی ﷺ کے ساتھ محبت میں کمی رکھے.......... حضورؐ نے فرمایا.......... اِنَّ لَکَ مَاحتسبت.......... تم نے جو سمجھا ہے اس کے مطابق تم سے معاملہ ہوگا.......... تیرے لئے وہ حق ہے..........

اور ہمارے جیسا کوئی ہوتا تو کیا کہتا؟.......... کہ دیکھو حضور ﷺ کی بے ادبی کی.......... نبی ﷺ کی بے ادبی کی.......... گستاخ.......... گستاخ.......... یہ گستاخ رسول ہے.......... اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن.......... پیغمبر ﷺ اور صحابہؓ کا طریقہ سیکھو..........

حضور ﷺ کے نقش پا میں نجات ہے:۔

سیرت النبی کا اجتماع یہ دعوت دیتا ہے.......... کہ حضور ﷺ کی سیرت اور صحابہؓ کی سیرت پر تم چلو.......... اگر کوئی ایسی بات آئے تو سمجھنے کی کوشش

کرو........ گھر بیٹھے گستاخ رسول........ گستاخ رسول کے آوازے نہ کسو
.... اللہ کے بندو .... اللہ نے عقل استعمال کے لئے دی ہے........
سنبھالنے کے لئے نہیں........ اگر خدا نے عقل دی ہے تو استعمال کرو........
جو کوئی بات کرے اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے........

ہم اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ سیرت النبی کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا جو طریقہ ہے........ وہ لائق انتخاب ہے........ اپنانے کے لائق ہے........ حضور ﷺ کی سیرت پر چلنا سعادت ہے........ اور حضور ﷺ کے نقش پا میں نجات ہے........

یہ سیرت کے جلسے کیوں ہیں؟........ اسی لئے تو ہیں کہ........ لوگو حضور ﷺ کے طریقے پر چلو اب بتاؤ کہ حضور ﷺ کے طریقے پر چلنا ہے یا .... لاحرج والوں کے طریقے پر چلنا ہے؟........ (حضور ﷺ کے طریقے پر) اور یہ نہیں کہ حرج کیا........ حرج کیا........ اس پر نہیں جو مولوی صاحب یہ کہتے ہیں........ وہ دین کا حلیہ بگاڑتے ہیں........

میں کہتا ہوں........ کہ جو لوگ دین کا حلیہ بگاڑتے ہیں........ ان کو اگر یہ کہا جائے کہ یہ دین کا حلیہ بگاڑتے ہیں........ تو ان کو بُرا منانا چاہیے؟........ (نہیں)........ میں نے کسی مولوی صاحب کے بارے میں کہہ دیا کہ یہ دین کا حلیہ بگاڑتے ہیں .... تو وہ میرے پاس آئے اور کہا .... کہ آپ نے یہ کہا ہے........ میں نے کہا کہ ہاں کہا ہے؟ .... انہوں نے کہا کہ تم پیغمبر ﷺ کی بات بدلو........ تم کہو کہ حرج کوئی نہیں .... کہنے لگے کہ اس میں میری بدنامی ہوگی........ تو میں نے کہا........ کہ

حرج کیا ہے؟..........اب وہ چپ ہیں .... میں نے کہا.......... کہ تم پیغمبر ﷺ کی بات بدلو تو کوئی حرج نہیں ....اور میں تمہاری صحیح بات بھی کروں..........تو تم کہو کہ اس میں بھی حرج ہے؟.......... کہنے لگا کہ میں پھر کبھی آپ کو ملوں گا نہیں .... آپ نے یہ جو میرے بارے میں بات کی ہے.......... یہ صحیح نہیں.......... میں نے کہا حرج کیا ہے؟.......... نہ ملو گے تو حرج کیا ہے؟.......... میں نے اتنی دفعہ اس کے سامنے یہ لفظ دوہرایا.......... مولوی صاحب تھے تو پریشان اور ان کی بھی ہنسی نکل گئی.......... میں نے کہا بندۂ خدا سوچو.......... سارے دین کی عمارت تم نے اسی پر کھڑی کردی کہ حرج کیا ہے؟..........

اور سیرت کے جلسے کس لئے ہیں؟.......... اب مولوی صاحب چونکہ ہنس پڑے.......... اب آگے جواب تھا .... کہنے لگے میں جواب دوں.......... بُرا تو نہیں منائیں گے.......... میں نے کہا کہ نہیں مناتا .... آپ بتائیں.......... کہتے ہیں کہ سیرت کے جلسے تو آپ ہی کرتے ہیں .... ہم تو نہیں کرتے.......... ہم کرتے ہیں تو صرف میلاد کے کرتے ہیں .... سیرت کے نہیں .... میں نے کہا خوب جواب دیا.......... کہ ہم اپنے جلسوں میں سیرت کا لفظ کبھی استعمال نہیں کرتے.......... کیوں؟.......... سیرت کو نہ جاننا ہے نہ اس پر چلنا ہے.......... نہ دعوت دینی ہے.......... تو جلسہ کیوں کریں؟.......... اگر کوئی سیرت کا جلسہ کرتے تو سیرت کی دعوت دینی ہو گی؟.......... اگر سیرت پر چلنا نہیں تو جلسہ کیوں کریں .... وہ کہتا ہے کہ ہم جلسے کرتے ہیں .... میلاد شریف پر.......... ولادت پر.......... میں نے کہا

کہ ولادت پر خوشی ہر مسلمان کو ہے........ لیکن ولادت پر کچھ کرنا پڑتا ہے..........(نہیں)..........

یعنی حضور علیہ پیدا ہوئے........ ہمیں بڑی خوشی ہے........ تو خوشی ہے یہ تو دل کی حالت ہے........ کچھ کرنا پڑا؟........(نہیں)........ لیکن اگر کہو سیرت تو. کچھ کرنا پڑتا ہے........ یہ کرو وہ نہ کرو........ اللہ تعالیٰ نے پوری سیرت حضور علیہ کی بیان کی .... کہ حضور علیہ کی سیرت کیا ہے؟ .... یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)........ یہ پانچ چیزیں حضور علیہ کی سیرت ....تورات میں ہیں........ تو سیرت ہو تو کچھ کرنا پڑتا ہے........ ولادت ہو تو کچھ کرنا نہیں پڑتا........ جب میں نے یہ کہا........ اب مولوی صاحب بھی خوشی میں آئے کہنے لگے کرنا پڑتا ہے .... میں نے کہا کیا ....جھنڈیاں لگانی پڑتی ہیں .... جلوس نکالنے پڑتے ہیں .... قمقمے لگانے پڑتے ہیں........ اور کہیں مکہ مکرمہ کی شبیہہ بنانی پڑتی ہے کہ لوگ طواف کریں........ اس میں بہت کچھ کرنا پڑتا ہے .... آپ کس طرح کہتے ہیں........ کہ کرنا نہیں پڑتا........ میں نے کہا کہ پھر وہ کچھ کرنا پڑتا ہے .... جو صحابہؓ نہیں کرتے تھے........ اگر یہ کرنا مان لیں .... اور سیرت کا عنوان ہے........ تو پھر یہ ہے کہ وہ کچھ کریں........ صحابہؓ کرتے تھے........

ایمان کی تازگی کیلئے ذکر رسول:۔

اب آپ ہی بتائیں کہ........ آج سیرت النبی کیلئے آپ یہاں جمع

ہوئے .... تو اس کی غرض اور غایت کیا تھی؟ کہ حضور ﷺ کے طریقوں پر ہم چلیں اور اس کی راہ دیکھیں .... اگر حضور ﷺ کے طریقوں پر نہیں چلنا .... تو پھر سیرت کے جلسے نہیں .... پھر کیا جلسے ہوں گے .... میلاد اور ولادت کے .... اب ولادت کی خوشی ہر مسلمان کو ہے .... اور حضور ﷺ کی ولادت اور پیدائش کا ذکر کرنا یہ بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے .... اور ایمان کی تازگی ہے .... کوئی شخص اس کو برا نہ سمجھے .... لیکن صرف یہی چیز نہیں .... اس لئے کہ صرف ولادت کی خوشی منانے میں ابولہب بھی آگے آگے تھا .... حضور ﷺ جب پیدا ہوئے .... تو ابولہب اتنا خوش تھا .... حضور ﷺ کا چچا .... کہ میرے فوت شدہ بھائی کے ہاں بیٹا ہوا .... تو جس لونڈی نے جا کر اسے خبر دی .... اے ابولہب عبداللہ کے ہاں بیٹا ہوا ہے .... سنتے ہی اس نے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا .... تو نے مجھے خوشخبری سنائی ہے .... تو حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانے میں ابولہب بھی تھا ....

لیکن سوچنے کی بات ہے .... کہ کیا وجہ کہ ولادت پر خوشیاں منانے والے تلواریں لے کر سامنے آ گئے .... یہ یہی خوشیاں منانے والے تھے .... جنہوں نے مکہ میں حضور ﷺ کی زندگی تنگ کر دی .... اور حضور ﷺ کو مدینہ جانا پڑا .... وہ کیا بات تھی .... وہ وحدانیت کا اعلان تھا .... خدا کی توحید کی پکار تھی .... اس کے وحدہ لاشریک ہونے کی آواز تھی کہ اپنے پرائے ہو گئے .... رشتے دار خون کے پیاسے ہو گئے .... اور ولادت پر خوشی منانے والے تلواریں لے کر سامنے آ گئے ......

اب ہمارے لئے ولادت صرف ولادت نہیں .... ابولہب نے ولادت کو ولادت کے طور پر دیکھا.......... ہم نے ولادت کو رسالت کے طور پر دیکھا.......... ہمیں اس ولادت میں رسالت کی روشنی نظر آتی ہے.......... اور ہم یہی کہتے ہیں .... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کو پیدا کر کے وہ چراغ روشن کیا.......... وہ سورج روشن کیا.......... کہ اوروں کے سورج طلوع بھی نہ ہوئے تھے کہ.......... غروب ہو گئے .... لیکن یہ وہ سورج ہے.......... جس پر غروب نہیں ....

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گذر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گذر گیا

روشنی وہیں ہے
محبتیں وہیں ہے
نجات وہیں ہے
ہدایت وہیں ہے
سعادت وہیں ہے
نیک بختی وہیں ہے
خوش بختی وہیں ہے

جہاں حضور ﷺ کا طریقہ ہے.......... اور جہاں حضور ﷺ کا طریقہ نہیں وہاں کچھ بھی نہیں..........

حسرت:۔

برادرانِ محترم!........... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر میں نے ارادہ کیا تھا........... تین باتیں کہنے کا........... ایک یہ کہ تاریخ رسالت بیان کروں........... کہ حضورﷺ کا رشتہ سابقہ انبیاء کی تاریخ سے کیا ہے...........
دوسرا ارادہ یہ کیا تھا........... کہ سیرت جو تورات انجیل اور قرآن میں منقول ہوئیں........... پانچ چیزیں وہ ذکر کروں........... تیسرا ارادہ یہ کیا تھا کہ حقوق رسالت بیان کروں........... جو چار ہیں...........فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَ عَزَّرُوۡهُ وَ نَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ....لیکن تمہید ہی میں سارا وقت صرف ہو گیا...........اور...........

حسرت ہے اس مسافر بے بس کے حال پر
جو تھک کر رہ گیا ہو منزل کے سامنے

ضرورت تھی کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مضمون کا آغاز کرتا ....لیکن سردیوں کی طویل راتوں میں........... اور اس سردی میں آپ کو زیادہ دیر تک بٹھانا........... (کوئی حرج نہیں)........... یہ تو وہی بات ہے کوئی حرج نہیں...........

اب ایک بات ہے........... کہ کوئی حرج نہیں........... اور ایک بات ہے........... کہ سنت کیا ہے؟........... مشکوۃ شریف میں حدیث ہے........... کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ........... کَانَ یُذَکِّرُ النَّاسَ کُلَّ خَمِیۡس........... کہ ہر جمعرات کو وہ درس دیتے...........تو لوگوں نے کہا کہ آپ روز درس دیا کریں .... ہم سننا چاہتے ہیں........... آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ تم تو اپنے

جذبات کا اظہار کر رہے ہو........لیکن اور لوگوں میں کہیں سستی نہ پیدا ہو جائے کہ وہ آئیں ہی ناں؟........اس لئے آپ نے ان کی بات نہیں مانی........تو ایک طرف ہے "کوئی حرج نہیں" اور ایک طرف ہے سنت .... اب بتایئے؟........

موسیٰؑ کے حواریوں کی دعاء:۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے دعا کی .... انہوں نے کیا دعا کی؟........ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً ....اے اللہ اس دنیا میں بھی ہمیں کامیابی عطا فرما........وَفِي الْاٰخِرَةِ .... اور آخرت میں بھی .... اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ........ہم تیری طرف چل نکلتے ہیں........ہم نے تیری بات مان لی .... اے اللہ ہم نے تیری راہ اختیار کی........ تیری طرف ہم آئے........ ہمیں دنیا میں بھی سرخروئی اور کامیابی عطا فرما........ اور آخرت میں بھی .... یہ دعا کس نے کی؟........ (موسیٰؑ کے صحابہ نے)........

اللہ رب العزت نے فرمایا ....نہیں .... دعا انہوں نے کی .... کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی کامیابی عطا فرما اور آخرت میں بھی سرخروئی عطا فرما........ہم تیری طرف چل نکلے ہیں........خدا نے کہا نہیں جواب مل گیا........ فرمایا کہ تم نے جو کچھ مانگا ہے .... فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ........ کہ یہ میں دوں گا ان کو جو یتقون کے مصداق ہوں گے اور وہ........ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ........تقویٰ والے ہوں گے........ یہ بات جو تم نے مانگی ہے یہ دوں گا ان کو........

پوچھا وہ کون ہوں گے؟.......... تو فرمایا...... اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ.......... جو اس نبی امی کو ماننے والے ہوں گے.......... یہ دعا جو تم نے مانگی.......... دوں گا ان کو.......... دعا کیا مانگی تھی؟.......... دعا یہ مانگی کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی کامیابی عطا فرما..........اور آخرت میں بھی..........تو اب آخرت کی کامیابی تو ہر سچے کو ہے.......... جو بھی سچ بولنے والا ہے..........اور جو بھی کوئی سچے پیغمبر کی بات میں ہاں میں ہاں ملانے والا.......... اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا.......... آخرت کی کامیابی تو سب کے لئے معین ہے..........سب کے لئے وعدہ ہے..........

لیکن دنیا کی عزت اور کامیابی خدا کسی کو دیتا ہے کسی کو نہیں.......... چاہے تو سلیمانؑ اور داوٗدؑ کو تخت پر بٹھا دے.......... کامیابی دے.......... اور چاہے تو حسینؓ کو کربلا میں لٹا دے.......... اور تخت پر آنے نہ دے.......... سلیمانؑ اور داوٗدؑ کو تخت پر بٹھانے والا کون؟.......... (اللہ)..........اور حضرت حسینؓ کو کربلا میں شہادت کا مقام دینے والا کون؟.......... (اللہ).......... جس کو چاہے اٹھائے..........جس کو نہ چاہے نہ اٹھائے.......... خدا کی ذات بے نیاز ہے..........جس کو چاہے دے..........جس کو نہ چاہے نہ دے..........

اللہ کی بے نیازیاں:۔

حکیم سنائیؒ ایک بہت بڑے عارف گزرے ہیں.......... انہوں نے خدا کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے خدا کی عادت بتائی.......... کہا

گاہے در افگنیم ، بہ آتش خلیل را
قرباں کند اگرچہ پسرِ رضائے ما

خدا کہتا ہے کہ .... ہماری یہ شان ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ ہم ابراہیمؑ کو آگ میں گراتے ہیں ..... تو آگ گلزار بن جاتی ہے .... لیکن حالات تو ایسے پیدا ہوئے کہ ان کو آگ میں پھینکا گیا..........

گاہے در افگنیم ، بہ آتش خلیل را
قربان کند اگرچہ پسر در رضائے ما

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام اتنا کہ بیٹا تک ہماری راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار........ لیکن ہماری حالت کیا؟.......... کہ ہم نے ان کو تکوینًا آگ میں چھلانگ لگانے کا حکم دیا......... ظاہرًا بادشاہ نے حکم دیا تھا.......... ہم نے کہا اے ابراہیمؑ تم میرے نمائندے ہو......... تم نے حق کی بات کہنی ہے .... بادشاہ اگر آگ میں گرائیگا......... ہم آگ کو حکم دینے پر بھی قادر ہیں......... تجھے حکم مل رہا ہے.......... آگ میں چھلانگ لگا........ اور آگ کو حکم دے رہا ہے......... یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا.......... اے آگ ٹھنڈی ہوجا.......... اور اتنی ٹھنڈی بھی نہ ہو کہ ٹھنڈ سے ابراہیمؑ پریشان ہو .... وَسَلٰمٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْم .... ابراہیمؑ سلامت رہے..........

تو اللہ تبارک تعالیٰ کی عادت بیان کرتے ہوئے......... حکیم سنائیؒ نے فرمایا کہ ہماری شان بے نیازی کی ہے .... چاہیں تو ابراہیمؑ کو......... آگ میں چھلانگ لگانے تک کے حالات تک لے آئیں .... اور اس کا مقام یہ ہے..........

قرباں کند اگرچہ پسر در رضائے ما
ما پروریم دشمن و ما می کشیم دوست

خدا کی شان یہ.......... ما پروریم دشمن.......... دشمنوں کو بھی ہم پالتے ہیں.......... اوپر لاتے ہیں.......... وما می کشیم دوست..........اور جو ہمارے دوست ہیں..........ان کو قربانی اور امتحان میں ڈالنا.......... یہ ہماری مشیت رہی ہے..........تو کہتے ہیں..........

ما پروریم دشمن و مامی کشیم دوست
کس را مجال نیست بہ چوں و چرائے ما

ہمارے دربار میں کسی کو چوں چرا کرنے کا موقع نہیں.......... اے اللہ تو نے فرعون کو کہاں بٹھایا؟..........

فرعون را نہ داد ایم اے دوست درد سر

چارسو سال فرعون کی عمر ہوئی..........اور چارسو سال میں ایک دفعہ بھی دردسر تک نہیں ہوا..........اور موسیٰؑ کیساتھ ہم نے کیا کیا؟..........کہ کتنے سال گڈریوں کی طرح بھیڑیں چراتے رہے.......... اور ہم امتحان میں ڈالتے رہے..........تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ جس کو چاہیں..........سلیمانؑ کے تخت پر بٹھائیں.......... اور نہ چاہیں تو حسینؓ کربلا میں شہید ہو جائیں.......... خدا بے نیاز ہے.......... آخرت کی کامیابی سب کیساتھ ہے.......... دنیا کی کامیابی کبھی خدا کسی کو دیتا ہے..........کبھی نہیں..........

اب موسیٰؑ کے ساتھیوں نے مانگا کیا تھا؟.......... مانگا تھا.......... وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً..........اس دنیا میں بھی ہمیں کامیابی دے اور.......... وَفِي الْاٰخِرَةِ.......... اور آخرت میں بھی.......... اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ.......... اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں.......... یہ تم نے جو کچھ مانگا.......... یہ دوں

گا............ان کو............ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ............

تاریخ رسالت کا آغاز:۔

اب یہاں سے تاریخ شروع ہوتی ہے............تاریخ رسالت اور سیرت رسالت ....حضور صلی اللہ علیہ وسلم باقی تمام انبیاء سے جو ممتاز سیرت لے کر آئے ....وہ یہی کہ دنیا اور آخرت دونوں کی سربلندی آپ کو ملے گی............حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی .... اس میں دونوں کی سربلندی تھی............اور پیغمبروں نے جو تعلیم دی .... وہ زیادہ آخرت کی سر بلندی کی رہی............ خدا کی رضا ....لیکن دنیا میں بھی سربلندی ہو یہ سیرت النبی اور سیرت رسالت مصطفیٰ ہے............اور آپ اب تک دونوں جہانوں کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں............

آپ نے دیکھا کہ............جس طرح حضور ﷺ کے خادم بحر و بر میں دوڑے............ان کے جھنڈے عرب و عجم میں لہرائے............قیصر و کسریٰ کے تاج وتخت ان کی پاؤں کی ٹھوکروں سے پامال ہوئے............ جو شان و شوکت............اور جو عروج ....اور جو بلندی .... اور دنیا کی سربلندی .... اور دنیا کی سرخروئی............ اور جو غلبہ اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر............اور اس کے جانشینوں کو عطا فرمایا............پچھلے پیغمبروں کی تاریخ میں نہیں ملتا............

موسیٰؑ کے صحابہ نے یہ مقام مانگا تھا............ خدا سے .... اے اللہ ....وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ............

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں .... عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ .... میرا عذاب جو ہے............ وہ جس کو میں چاہوں گا .... اس کو اس میں ڈالوں گا

..........رحمت میری ہر ایک کے شامل حال ہے..........لیکن جو کچھ تم نے مانگا یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو.......... یَتَّقُوْنَ..........کا مصداق ہیں.......... یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ .... اور.......... یُؤْمِنُوْنَ .... اور وہ کون ہیں؟ .... اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ.......... یہاں سے حضور ﷺ کی رسالت کی تاریخ شروع ہوتی ہے.......... یہ نرالی شان ہے..........

اور پیغمبروں کی نجات برحق.......... آخرت کی سرخروئی برحق .... انکے ماننے والوں کی نجات بھی برحق .... ان کے درجات برحق..........لیکن دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا سورج طلوع کرے جس کو غروب نہیں..........یہ شان اور مقام..........اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا..........

تورات میں ذکر پیغمبر:۔

اور اس کے لئے بھی تورات میں ایک آیت ملتی ہے..........سورۃ کتاب پیدائش.......... حضرت موسیٰؑ تقریر کر رہے تھے.......... حضرت موسیٰؑ نے تقریر کرتے ہوئے کہا اسرائیل کو .... "اے اسرائیل خدا تمہارے بھائیوں میں میرے جیسا ایک پیغمبر پیدا کرے گا.......... اب ذرا اس بات کو سمجھو .... تمہارے بھائیوں میں..........اس کا معنی کیا ہے؟..........

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام آپ نے سنا ہوا ہے؟.......... (جی) ....حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے؟.......... (دو)..........بعض تاریخوں میں تین بھی ملتے ہیں..........لیکن مشہور یہی ہے کہ دو ہیں..........ایک کا نام اسماعیلؑ .... ایک کا نام اسحاقؑ .... اسماعیلؑ سے کون سی جگہ آباد ہوئی ؟.......... مکہ.......... تو عرب لوگ جو ہیں.......... وہ زیادہ بنو اسماعیلؑ

ہیں.........حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں.........اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحاق......... اسحاقؑ کے بیٹے یعقوبؑ.........حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ......... ان کا لقب تھا اسرائیل.........اسرائیل کس کا نام ہے؟.........حضرت یعقوب علیہ السلام کا.........حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد بنو اسرائیل ہیں......... اور اسماعیلؑ کی اولاد؟......... بنو اسماعیل ہیں.........تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کتنی لڑیاں چلیں؟......... (دو) ....ایک بنو اسماعیل اور ایک بنو اسرائیل......... دونوں ابراہیمؑ کی اولاد ....اور بنی اسرائیل.........حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد.........عرب والے کن کی اولاد ہیں؟.........حضرت اسماعیل علیہ السلام کی.........اور یہ فلسطین اور شام والے یہ کن کی؟.........حضرت اسرائیل کی اولاد.........

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام تقریر کر رہے تھے.........تو سامنے مجمع کن کا تھا؟.........جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدا تمہارے بھائیوں میں مجھ جیسا ایک پیغمبر بھیجے گا.........تو اسرائیل کے بھائی کون ہوئے؟......... (اسماعیل) ....حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے بھائیوں کے بارے میں ایک بات کہی.........

"God will rise a Prophet from among you. God will rise prophet like me from among your borther."

تورات میں دو مقام پر یہ آیت ہے......... انگریزی تورات سے میں نے یہ حوالہ دیا......... کہ خدا تمہارے بھائیوں میں سے ایک مجھ جیسا پیغمبر کھڑا کرے گا.........اب جب مخاطب تھے اسرائیل تھے.........تو وہ خود آ سنے

والا پیغمبر ہے............ وہ کن میں آئے گا؟............ بنو اسماعیل میں............ اگر وہ اسرائیل میں آنا ہوتا............ تو پھر موسیٰ علیہ السلام کی تقریر یہ ہوتی کہ خدا تمہاری اولادوں میں ایک میرے جیسا پیغمبر بھیجے گا............ لیکن یہ کہا کہ تمہارے بھائیوں میں میرے جیسا ایک پیغمبر بھیجے گا............ یہ بنو اسماعیل کے بارے میں ایک خبر ہے............

میں یہ عرض کرتا ہوں............

مسجد میں ہوں

یورپ میں

انگلینڈ میں

پادریوں نے ان کے اجتماعات میں............ اور مناظروں میں............ میں نے ایک ایک کا دروازہ کھٹکھٹا کر کہا............ اے یہود و نصاریٰ............ تورات اور انجیل کو ماننے والو............ تمہاری کتابوں میں موسیٰؑ کی یہ تقریر کہ............ خدا اسرائیل کے بھائیوں میں میرے جیسا ایک پیغمبر بھیجے گا............ یہ پیشین گوئی ہے............ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں............ اگر اس سے مراد پیغمبر خاتم المرسلین نہیں............ تو تم ایک نام لو............ جو اسماعیلیوں میں پیغمبر ہو کر آیا ہو............ اور میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں............ الحمدللہ! اب تک ان کے علماء میں سے کوئی کسی میدان میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکا............ سب عاجز ہیں............

اور امریکہ میں بھی ہم اس بات کی خبر دے رہے ہیں............ بحر و بر میں دنیا کے مختلف ممالک میں اپنی بساط اور ہمت کے مطابق کوشش کر رہے ہیں

............اللہ تعالیٰ قبولیت فرمائے............(آمین)............

ہم جب غیر ملکوں میں جاتے ہیں ....تو وہ پوچھتے ہیں کہ اسلام کا پیغام کیا ہے؟............ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ............تورات اور انجیل گواہی دے رہی ہے............اور قرآن بھی کہتا ہے .... اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ .... یہ قرآن میں ہے ....آؤ ہم پیغمبر کی سیرت کی طرف دعوت دیتے ہیں ....جو بنو اسماعیل میں آیا اور حضرت موسیٰ کی بشارت کا مصداق ٹھہرا............

اسلام گیارہویں کا نام نہیں:۔

اور ایسے لوگ بھی ہیں............ جو بیرون ممالک جا کر کوئی ان سے پوچھے کہ اسلام کا پیغام کیا ہے؟ .... کہتے ہیں گیارہویں دلایا کرو .... میں کہا کرتا ہوں............اس طرح تو یہ شش و پنج میں رہ جائیں گے............لیکن ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم اپنے آقا کا نام لیں............اور ہوش کریں......

میرے دوستو! بزرگو............ اس تاریخ کے حوالے کی بناء پر کہتا ہوں .... اب بھی اس کا ذمہ دار ہوں .... کبھی کسی عیسائی سے ملک یا بیرون ملک بات چل نکلے یہ حوالہ ہے .... اور اس پر عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے............Johawa Witnes اس کے ساتھ اسی موضوع پر پورا دن ایک مناظرہ بھی ہوتا رہا............اسی ایک کتاب پر............اور انگریزی میں وہ طبع شدہ ہے............

اور جس نے کہا کہ اسلام یہ ہے کہ گیارہویں دلاؤ............تو میں ان

کے ایک بڑے کو ملنے گیا.......... بڑا ان کا عمامہ اور جبہ تھا........... تو میں نے کہا کہ مجھے کچھ ہدایت کریں.......... انہوں نے کہا تھا .... گیارہویں ضرور کریں.......... میں نے کہا.......... بھائی اس کا ترجمہ کرو.......... میں سمجھ سکوں کہ گیارہویں کا عمل کیا ہے.......... انہوں نے کہا .... Eleven , Eleven , Eleven , Eleven.......... مجھے کہنے لگا .... ایک کہنے لگا.......... What is ELeven?.......... میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے غلط کہا.......... گیارہویں شریف ایک اصطلاح ہے اور Eleven اس عمل کا ترجمہ نہیں ہے.......... ہمارے نزدیک تو بارہ سال سے پہلے بالغ ہی شمار نہیں ہوتا .... تو یہ Eleven,Eleven کیا ہوا؟.......... یہ کن نابالغوں کی بات کر رہے ہو؟..........

حضرت موسیٰ کی تقریر اور بشارت پیغمبر:۔

برادران محترم !.......... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بنیاد کہاں سے شروع ہوتی ہے .... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر سے اور یہ بیان ہے میرا.......... تقریباً تین دن کا .... کہ اگر تین دن میں متواتر بیان کروں .... ہر روز رات کی مجلس ہو.......... تو یہ تاریخ وہاں سے شروع کر کے ہم اس تقریر کو ختم کرتے ہیں پطرس حواری پر.......... کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمانوں پر اٹھائے گئے .... تو اس وقت ان کے ایک شاگرد پطرس نے .... جس کو انگریز (Peter) کہتے ہیں .... کیا کہا اور کیا تقریر کی..........

بائبل میں رسولوں کے اعمال ایک سورت ہے.......... اس میں اس کا

نام Peter آتا ہے.......... تو پطرس نے تقریر کی تھی.......... اب ہم وہاں سے شروع کرتے ہیں.......... تین دن کا مضمون ہے.......... اور تیسرے دن پطرس حواری پر یہ بات ختم کرتے ہیں.......... تو میں چونکہ مختصر کر رہا ہوں.......... تو میں درمیانی باتیں چھوڑ کر پطرس پر آ جاتا ہوں..........

جب حضرت عیسیٰؑ اٹھائے گئے.......... مسلمان کہتے ہیں.......... زندہ اٹھائے گئے.......... اور عیسائی کہتے ہیں.......... کہ سولی چڑھانے کے بعد اٹھائے گئے.......... لیکن دونوں قومیں مانتی ہیں.......... کہ اٹھائے گئے.......... حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اٹھائے گئے.......... تو ان کے شاگردوں کا دل غم سے بھرا ہوا تھا.......... یہ پریشان تھے..........

استاد کہاں ہے؟

استاد کہاں گیا؟

باپ کہاں گیا؟

.... پطرس اٹھے اور تقریر کی..........

اے میرے ساتھیو!.......... میں سمجھتا ہوں کہ.......... تمہارے دل غم سے بھر گئے.......... آج استاد ہم میں نہیں.......... مگر میں سچ کہتا ہوں.......... (کون کہہ رہا ہے).......... پطرس.......... اور یہ حوالہ بائبل عیسائیوں کی انجیل.......... ”رسول کے اعمال“.......... کے ایک Chapter میں اس طرح ملتا ہے.......... Peter نے کیا کہا؟.......... میں جانتا ہوں کہ.......... تمہارے دل غم سے بھر گئے.......... آج استاد ہم میں نہیں.......... لیکن تم سے سچ کہتا ہوں کہ ضروری ہے کہ وہ اس وقت آسمان پر ہی رہے.......... جب تک

وہ تمام وعدے جو خدا نے پہلے پیغمبروں سے کئے تھے .... پورے نہ ہو جائیں .... اور خدا کی طرف سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا .... کہ اے اسرائیلیو؟ .... خدا تمہارے بھائیوں میں میرے جیسا ایک پیغمبر بھیجے گا.........

پطرس حواری نے یہ حوالہ کب دیا؟ .... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ بھی چکے اور آسمان پر جا بھی چکے .... اس وقت پطرس نے کہا کہ وہ اس وقت تک آسمانوں پر رہے گا .... جب تک وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام والی بشارت پوری نہ ہو .... اس سے کیا نتیجہ نکلا؟ .... کہ اس وقت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام والی بشارت پوری نہیں ہوئی تھی .... اگر پوری ہوئی ہوتی تو اس کا حوالہ اس طرح کیوں دیا جاتا؟ .... اور پطرس نے حوالہ اس وقت دیا جب سارے اسرائیلی پیغمبر آ چکے .... حتیٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آ چکے .... اور آسمانوں پر چلے گئے .... جب تک وہ تمام وعدے پورے نہ ہو جائیں .... جو خدا نے پہلے پیغمبروں سے کئے تھے .... اس وقت تک مسیح آسمان پر ہی رہے گا.........

میں نے علماء یہود و نصاریٰ کو کہا .... کہ خدا کا خوف کرو .... تمہاری کتابیں یہ بتا رہی ہیں .... کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے .... اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت والا پیغمبر نہیں آیا تھا .... لیکن جب وہ پیغمبر آیا .... اور آپ کو پتہ ہے کہ مکہ میں کون لوگ رہتے ہیں؟ .... زیادہ بنو اسماعیل .... اور مشرکین مکہ سے پہلے جو پھر مسلمان ہوئے .... یہودی کوئی نہیں تھا .... مکہ میں .... کون تھے؟ ....

بت پرست..........

لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ آئے ....تو مدینہ کے گرد یہودیوں کی بستیاں تھیں یا نہیں؟.......... تھیں .... بنو قریظہ اور بنو نظیر کی بستیاں تھیں یا نہیں؟.......... تھیں .... یہ کیوں؟.......... یہ تو اسرائیل تھے.......... یہودی تو اسرائیل یعقوبؑ کی اولاد تھے.......... یہ یہاں کیسے آگئے؟..........

اللہ علم تاریخ کا ذوق ہمارے نوجوانوں کو عطا کرے .... اور تاریخ پڑھو.......... پھر پتہ چلے گا کہ تورات میں بشارت تھی.......... جو موسیٰ نے کہا تھا .... کہ خدا تمہارے بھائیوں میں میرے جیسا ایک پیغمبر بھیجے گا.......... تو جب موسیٰ نے یہ بشارت دی تھی .... اس بشارت کو اٹھانے والے یہودی علماء یہ چاہتے تھے.......... کہ ہم اس پیغمبر کا استقبال کریں.......... اور وہ نشان ڈھونڈتے ڈھونڈتے فاران پہاڑ کے گرد آئے.......... اور انہوں نے ان علاقوں میں اپنی بستیاں ڈالیں.......... کہ جب وہ پیغمبر موعود آنے والا ہے .... جو اسرائیلیوں کے بھائیوں میں آئے گا.......... بنو اسماعیل میں آئے گا.......... وہ پورے جلال کے ساتھ آئے گا.......... خدا کی نصرتیں لے کر آئے گا .... خدا کا آخری پیغمبر ہوگا.......... خدا کی امانت اسرائیل سے بنو اسماعیل میں منتقل ہوگی.......... وہ خدا کی اس امانت کا استقبال کرنے کے لئے راستوں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مدینہ کے گرد آباد ہوگئے تھے..........

لیکن اے اللہ یہ تیری عطا ہے.......... ہدایت تیری عطا ہے کہ..........

جس کو چاہے دے جس کو نہ چاہے نہ دے......... وہ استقبال کی تیاریاں کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار کرنے والے .... پچھلی بشارتیں سننے .... اور اپنے وطنوں کو چھوڑنے والے.......... اور مدینہ آباد ہونے والے .... یہ وہ شہر ہے .... یہ اس آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن ہوگا .... یہاں اس کا دارالہجرت ہوگا .... یہاں وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آباد ہوگا.......... لیکن جو اتنی تمناؤں کیساتھ چلنے والے تھے.......... جب وہ پیغمبر آیا .... وہی حسد کے ساتھ کھڑے ہوگئے.......... اور آپ کے خلاف سازشیں کرنے لگے..........

جس سے پتہ چلتا ہے.......... کہ ہدایت خدا کی تقسیم ہے جس کو چاہے دے.......... جس کو چاہے نہ دے .... چاہے تو اس شخص کو دے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل یہاں تک دکھایا کہ آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے ان کا کلیجہ نکالا .... وحشی نے .... اللہ نے اس کو بھی اسلام کی توفیق دے دی.......... خدا دینے پر آئے تو اس کو دے دے .... اور نہ دے تو ....

زمانہ جاہلیت کا عظیم شاعر:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شاعر .... اَعشیٰ .... نامی تھا بڑا اونچا شاعر تھا.......... اس نے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو اس کو خیال آیا کہ میں جاؤں اور جا کر آپ ﷺ کو پیغمبر مان لوں.......... وہ آ رہا تھا.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنی ہوئی تھیں..........

تو راستے میں اس کو ابوجہل ملا............کدھر جا رہے ہو؟............(مکہ)
............سنا ہے کہ وہاں ایک پیغمبر علیہ السلام مبعوث ہوا ہے؟............تو میں اس کو ملنے
کے لئے جا رہا ہوں............تا کہ میں بھی اپنی خدمات پیش کرسکوں............ اور
اس کا دل ذوق وشوق سے بھرا ہوا تھا............اَعشیٰ نے کہا......

فالیت لا أرثی لها من کلالة
ولا من حفی حتی تلاقی محمداً
نبی یری ما لا یرون و ذکره
اغار لعمری فی البلاد وانجدا[1]

وہ سوز میں پڑھتا چلا آ رہا ہے............ایک درد میں پڑھتا چلا آ رہا
ہے............تو ابوجہل نے کہا............سوچا اس نے کہ اتنا بڑا آدمی............اگر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو جائے............تو یہ تو اپنے اشعار سے پورے
عرب میں آگ لگا دے گا............اس نے کہا کہ اَعشیٰ چار سو اونٹ میرے
پیچھے ہیں............ میں سارے تجھے دیتا ہوں............تو اس کے پاس نہ جا
............اس کے دل میں خیال آیا............کہ چلو اونٹ تو لوں............اگر میں
چلا بھی جاؤں تو مجھے کون روکے گا............اس نے اونٹ لے لئے............واپس
ہولیا راستے میں پیشاب کی ضرورت ہوئی............کہیں اترا پیشاب کیا............
وہیں سانپ نے ڈسا اور وہیں مرگیا............
اب بتائیں کہ ہدایت اس کی قسمت میں تھی؟............نہیں............ذرا

---

[1] قال الاعشی ابو بصیر میمون بن فیس

سا لالچ آیا ....تو اس نے ابدالاباد کی جنت گنوادی........ تو اللہ رب العزت دینے پر آئے تو قاتل حمزہؓ وحشیؓ کو دے دے.......... اور نہ دے تو اعشٰی کو نہ دے.......... جو شعر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہہ رہا ہے.......... اس کو نہ دے تو ہدایت جو ہے.......... وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے.......... اس کی عطا ہے..........

حضور ﷺ کی جلی خصوصیت:۔

ہمارے آقا کی سیرت میں جو چیز جلی طور پر سامنے آتی ہے.......... کہ آپ نے خدا کا پتہ بتایا.......... یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے بڑی چیز کیا ملی؟.......... کہ خدا کا پتہ ملا..........

اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے.......... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی کرتے ہوئے.......... آپ ﷺ کی مدح و ستائش کرتے ہوئے.......... خدا کا پتہ نہ ملے.......... اور سب کچھ ملے تو سیرت سے ہم نے کچھ پایا؟.......... (نہیں).......... اگر توحید ہی نہ ملے.......... تو ہم نے رسالت سے کیا پایا اس کے لئے لازم تھا.......... توحید کے جھنڈے اونچے ہوں..........

جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا.......... کہ میں نے تاریخی طور پر کچھ بیان کر دیا.......... اور تورات میں.......... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت .... اور انجیل میں بھی آپ کی آمد کی جو خبر دی گئی تھی کچھ بیان کر دی..........

یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ

الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ.......... پانچ
عنوان ہیں .... اگر سیرت کی کتابیں .... سیرت کی تقریریں ....
پانچ چیزوں پر ہوں تو تورات میں بھی پانچ .... انجیل میں بھی پانچ ....
اور قرآن میں بھی پانچ ....

اللہ ہمیں سمجھ اور عمل کی توفیق بخشے .... (آمین) ....

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

معراج النبی

(حصہ اوّل)

خطبہ مسنونہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی .... خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاء .... وَ عَلٰی اٰلِہِ الْاَتْقِیَاء وَ اَصْحَابِہِ الْاَصْفِیَاء ....

اَمَّابَعْدُ.........فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم.........بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ....سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْر.........وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ وَ جَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا......... ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا.........(پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۔۳)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم ....وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم .... وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن.........

تمہید:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کا بہت بڑا کرم اور فضل واحسان ہے ....کہ اس نے ہمیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا

فرمایا......... ہم یہ تعبیر تو اختیار نہیں کرتے .... کہ ہمیں امت بنایا.......... بلکہ امت میں پیدا فرمایا کہ ہم مسلمانوں کے ہاں پیدا ہو گئے .... اور مسلمان چلے آرہے ہیں .... اپنی کاوش سے اور اپنی محنت سے مسلمان ہونا ہوتا .... مسلمان بننا ہوتا .... تو شاید ہم اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکتے .... نہ کر پاتے .... تو ہر وقت اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے .... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں مسلمانوں کے گھر پیدا کر دیا .... اور پھر دعا ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے اسی حالت میں اٹھائے .... کہ ہم حضور ﷺ کی امت ہوں .... تاکہ آخرت میں بخشش کے امیدوار ہوں.....

حضور ﷺ کی امت میں ہونا بہت بڑی نعمت ہے .... اور اس امت ہونے کی حالت پر .... ایمان کی حالت میں مرنا ایک بہت بڑی نعمت عظمیٰ ہے .... جو اللہ تبارک وتعالیٰ خوش قسمتوں کو عطا فرماتا ہے .... بہت سے لوگ ہیں جو بالکل آخری وقت میں اپنے ایمان کی لٹیا الٹ دیتے ہیں .... اللہ تبارک وتعالیٰ سوئے خاتمہ سے بچائے.....

سب سے بڑی جو دعا ایک مسلمان کے لئے ہو سکتی ہے .... وہ سوئے خاتمہ سے بچاؤ .... اور ایمان پر خاتمہ ہے ....

حضور ﷺ کے دو بڑے معجزے:۔

جس پاک نبی کی امت ہونے کا ہمیں شرف حاصل ہے .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نبی پاک کو جو معجزات عطا فرمائے .... ان میں ایک معجزہ معراج النبی کا بھی ہے .... معراج شریف ایک معجزہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے نمایاں ہے .... سب سے بڑے معجزے کتنے

ہیں؟............ (دو)............ آپ سے معجزات تو بہت صادر ہوئے .... لیکن نمایاں معجزے زیادہ مشہور و معروف غالب دو ہیں............

ایک کا نام ہے .... قرآن کریم

اور ایک کا نام ہے .... معراج النبی

اور دیگر بہت سے معجزے ہیں............

جادو برحق ہے:۔

یہ بات پیش نظر رہے............ کہ ہر نبی کو معجزہ اس بات میں دیا جاتا ہے .... جو اس کے وقت کی آواز ہو............ تا کہ وقت کے دیگر بنی آدم کو دیگر انسانوں کو اس بات میں نیچا دکھایا جا سکے............ جس پر وہ زمانہ فخر اور ناز کرتا ہے............ مثلاً............

ایک فن

ایک ہنر

ایک مشق

جسے کہتے ہیں جادو............ جادو کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ جادو برحق ہے............ کرنے والا برا ہے............ جادو کرنا حرام ہے............ یہ باتیں اپنی جگہ............ لیکن جادو برحق ہے............ سحر جو ہے یہ برحق ہے............ اس کے وقوع کا انکار نہیں کیا جا سکتا............ اس کے موجود ہونے کا انکار نہیں............ یہ (Varity) ہے............ ایک عالمی حقیقت ہے............ اور اس نے کمال پایا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں............ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ اور افلاطون کا زمانہ قریب قریب کا ہے............

افلاطون (Plato) جس نے سب سے پہلے انسانوں کو جمہوریت کا تصور دیا.......... وہ افلاطون ہے.......... اور اس نے جو کتاب لکھی اس وقت اس کا نام ہے ''جمہوریہ'' انگریزی میں ''Republic'' کے نام سے وہ کتاب موجود ہے.......... اس نے سب سے پہلے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ تم طاقت کا سرچشمہ تم ہو.......... اس پر یہ بات چلی عوام طاقت کا سرچشمہ ہیں.......... اس زمین کے مالک اور وارث ہیں.......... اور یہ طاقت کا سرچشمہ ہیں.......... یہ افلاطون نے اور فلاسفہ نے پہلا سبق دیا انسانوں کو.......... قوموں کو.......... کیا؟ کہ تم طاقت کا سرچشمہ ہو..........

اور پیغمبروں نے پہلا سبق یہ دیا کہ خدا طاقت کا سرچشمہ ایک اللہ رب العزت ہے.......... جتنے پیغمبر آئے وہ اس نقطے پر جمع تھے.......... ہر ایک نے یہی آواز دی.......... اور ہر ایک کی تعلیم کی صدا تھی کہ طاقت کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے..........اور فلاسفہ نے انسانوں کو (Materialist) ہونے کے اعتبار سے یہ بات سمجھائی کہ انسان طاقت کا سرچشمہ رہے ہیں ....انسان طاقت کا سرچشمہ ہوں تو اس نظام کا نام ہے جمہوریت.......... اور خدا کو طاقت کا سرچشمہ مانا جائے تو اس کا نام نظامِ اسلام ....طاقت کا سرچشمہ اللہ رب العزت کی ذات..........

یہ ہے دین

یہ ہے اسلام

یہی صدائے عوام

یہ ہے جمہوریت

تو افلاطون اس اعتبار سے ایک (Four past histoical Fieure) ہے.........موسیٰ علیہ السلام اس کے زمانے میں ہوئے.......... اور جادو کا علم اس وقت اپنے پورے عروج پر تھا.........

ساحرین کا عروج:۔

اور اس وقت کے جادوگر کے بارے میں.......... بعض لوگوں نے قصہ نقل کیا کہ ایک دن جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ مجھے معلوم کرنے کیلئے زمین میں بھیج کہ میں دیکھوں کہ جادو کتنا پھیلا ہوا ہے.......... فرشتے اللہ کے حکم کے بغیر نقل و حرکت نہیں کر سکتے .... کہ یا اللہ ہمیں موقع دیں کہ دنیا میں دیکھیں کہ جادو کتنا ہے ؟ .... خدا نے اجازت دے دی .... تو جبرائیلؑ نے کہا کہ لوگ کتنا جادو سیکھتے ہیں؟ .... کتنے منہمک ہیں؟.........تو جا رہے تھے ایک گاؤں میں ....ایک کسان ملا .... کسان کو بلایا تو جبرائیلؑ نے کہا..........انسانی شکل تھی کہا کہ بوڑھے .... میں ایک بات پوچھتا ہوں کہ خدا کا کوئی فرشتہ جبرائیل ہے؟ .... اس نے کہا کہ ہاں ہے ....ابراہیمؑ پیغمبر کی باتوں میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے ....اور کہتے ہیں کہ ہے..........تو جبرائیل نے پوچھا کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟..........اس نے اپنے فن کی جادو کی نظر ڈالی ....ایک نظر مشرق پر ڈالی اور ایک مغرب پر ڈالی ....تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ وہ نہ آسمانوں میں نظر آ رہا ہے اور..........

نہ مشرق میں

نہ مغرب میں

نہ شمال میں

نہ جنوب میں

نہ عروج میں

نہ صعود میں

نہ زمین میں

وہ مجھے نظر نہیں آیا .... اس نے پوچھا کہ وہ ہے ہی نہیں؟ .... اس نے کہا کہ ہے .... میں حیران ہوں .... یوں محسوس ہوتا ہے کہ جبرائیلؑ میں ہوں .... یا تو ہے؟ ....

اوروں پر تو میری نظر گئی .... کہیں نظر نہیں آیا .... تو اب میں سوچ رہا ہوں کہ میں ہوں یا تو ہے؟ .... تو جبرائیلؑ حیران ہو گئے کہ جب ایک صحرائی اور ایک دیہاتی اس درجے کا ماہر ہے .... تو اس وقت؟ یہ فن کتنا عروج پر ہوگا؟ ....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات:۔

اس وقت جادو اور معجزے کی حقیقت پر بحث کرنا موضوع نہیں .... لیکن توجہ اس طرف کیجئے کہ جادو کا علم اپنے پورے عروج پر تھا .... تو اللہ نے وقت کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو معجزات وہ دیئے .... جو اس جادو کو پامال کر کے رکھ دیں کہ لاٹھی سانپ بن جائے .... لاٹھی ہے لکڑی کی .... سانپ بن جائے .... موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ آستین سے باہر یوں کریں .... فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ .... سورج کی طرح چمکتا ہاتھ دکھائی دے کہ یہ کیا ہے؟ ہاتھ .... لہرا رہے ہیں ہاتھ .... کبھی کسی نے ہاتھ کو اس طرح چمکتے نہیں دیکھا ....

فرمایا اے میرے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام.......... جب کسی کو بھیجا جاتا ہے سفیر کے طور پر.......... تو اس کو حکومت سفارت کی سند دیتی ہے.......... تجھے ہم نے دو سندیں دے کر میدان میں بھیجا.......... للکار فرعون کو.......... اور تیرے پاس دو سندیں ہیں.......... ایک لاٹھی جو سانپ بنے.......... ایک ہاتھ جو چمک دکھائے.......... ذٰلِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ.......... یہ دو نشان تیرے پروردگار کی طرف سے..........

کہنے کا یہ مقصد ہے کہ وقت کا سب سے بڑا ہنر جادو تھا.......... اس وقت پیغمبر وہ آیا کہ جس کے معجزات اس درجے کے تھے کہ جادو پامال اور اعجاز نبوت.......... سب کو عاجز کر کے رکھ دے..........

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات:۔

عیسیٰ علیہ السلام کا جب دور آیا.......... تو اس وقت علم طب.......... یعنی (Science of Medicine) سائنس اور علم علاج بہت ترقی پر تھا.......... بہت اونچا تھا.......... اس ترقی پر ہونے کے ساتھ.......... اللہ تعالیٰ نے وقت کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ معجزات عطا کئے کہ نابینا کی آنکھوں پر ہاتھ پھیریں.......... وہ بینا ہو جائے اور مردے کو کہیں کہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو تو وہ زندہ ہو جائے اور مٹی کے پرندے اڑنے لگیں..........

بڑے بڑے ڈاکٹر گزرے
بڑے بڑے حکیم گزرے
بڑے بڑے معالج گزرے
لیکن..........

کوئی مردوں کو زندہ کرنے والا نہیں

اس وقت ان کا علم طب (Science of Medicine) اپنی انتہا پر تھا..........تو وقت کا پیغمبر آیا..........تو وہ انتہا کر دکھائی کہ

ان کی معلومات

ان کے ہنر

ان کے علم

عاجز آ گئے..........تو ان کے معجزات اس وقت کے عروج کو عاجز کرنے والے تھے..........اس لئے ان کو معجزات کہتے ہیں..........

آخری دور علم کا دور:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم میں تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جادو..........اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں علم علاج..........اپنے نقطہ عروج پر تھا..........تو علم الٰہی میں یہ بات تھی کہ اب آئندہ جو دور آ رہا ہے..........وہ علم کا دور ہوگا..........علم اپنے عروج پر پہنچے گا..........شاخیں نہیں..........علم کی بہت Kinds' انواع اور (varities) ہیں اب وہ نہیں..........بلکہ علم خود اپنے انتہائی عروج پر پہنچے گا..........

سائنس کیا ہے؟

یہ جو سائنس ہے..........سائنس کیا ہے؟..........اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو طاقتیں پیدا کر رکھی ہیں اپنی مخلوق میں..........اللہ نے جو طاقتیں پیدا کر رکھی ہیں مادے میں..........اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کی قدرت سے..........وہ طاقتیں جو دبی ہوئی تھیں..........جو چھپی ہوئی تھیں..........سائنس

کے کرشموں سے وہ ظاہر ہوگئیں.......... پردے اٹھے.......... سائنس دان اور کچھ نہیں کرتا.......... ذرہ بھر چیز کو پیدا کرنے پر قادر نہیں..........یعنی سائنسدان ذرہ بھر کوئی چیز بنا نہیں سکتا.......... کسی چیز میں تاثیر نہیں..........وہ تاثیر دکھا نہیں سکتا..........تو سائنس کا کمال کیا ہے؟.......... کچھ نہیں..........سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ نے جو مادے میں تاثیرات رکھی ہیں.......... اور پردے پڑے ہوئے ہیں..........تو سائنس دان اپنی محنت سے وہ پردہ اٹھاتا ہے.......... اور حقیقت ظاہر ہوتی ہے..........

اب ایٹم ہے.......... ایٹم میں بڑی طاقت ہے.......... یہ ایٹم میں جو طاقت ہے یہ پیدا کس نے کی؟ (اللہ نے) اور یہ دکھائی کس نے؟.......... (سائنس دان نے) کھولی کس نے؟.......... یہ ظاہر کرشمے کن ہاتھوں سے ہوئے؟.......... (سائنس دانوں کے ہاتھوں سے).......... تو طاقت پیدا کرنے والا خدا ہے.......... اور پردے کھولے انہوں نے اپنی محنت سے.......... تو طاقت پیدا کرنے والا خدا ہے.......... اور پردے کھولے انہوں نے اپنی محنت سے.......... دنیا کے سامنے کرشمہ ظاہر ہوا کہ (What is atom) ایٹم کیا ہے؟.......... اسکی حقیقت کیا ہے؟.......... سائنس کے بارے میں اقبالؒ نے کہا ہے کہ یہ فکر ہے.......... بڑی اونچی خدا تعالیٰ کی معرفت.......... یہ نبوت کے راستے سے نہیں آئی.......... یہ آئی ہے سائنس اور انسانی علم کے راستے سے.......... اس کا نام رکھتا ہے کہ یہ ہے فکر انسانی.......... لیکن ہے فکر گستاخ

..........جو خدا کی راہ میں نہیں آتی..........

اس فکر گستاخ کے نتائج کیا رہے.......... اور جو پیغمبروں سے ملے..........

وہ فکر ادب والی فکر ہے.........

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

اسی فکر گستاخ یعنی سائنس نے جس نے یہ کام کیا تھا......... اب اسی کی بے تاب بجلیوں سے اس کا شیانہ خطرے میں ہے......... اسی سائنس نے اس عالم کو اب لے ڈوبنا ہے......... اس کا کام کیا تھا کہ فطرت کی طاقتوں کو.....

کھولنا

ننگا کرنا

عریاں کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں جو تاثیر رکھی......... اس کو نمایاں کر دینا .... تو کام تو اچھا تھا......... اللہ تعالیٰ کی معرفت کے دروازے کھلے......... قدرت کی خفیہ طاقتوں کا سراغ معلوم ہوا......... لیکن اس کا صدور چونکہ نبوت کی راہ سے نہیں تھا......... اب اسی سے یہ ایٹم بم......... ہائیڈروجن بم بنے......... انسانی تباہی کا کام زیادہ لیا گیا......... یا خدا کی پہچان جس علم سے ہے اس میں انسانی تباہی کا یہ المیہ نہیں ہے.........

آپ اخبارات میں پڑھتے ہیں......... یہ ہمارے لڑنے والے جہاز اڑتے ہیں......... فلاں طیارے لڑا کے......... فلاں طیارے لڑا کے......... یہ ہوا......... وہ ہوا......... یہ سارا نظام جو جمع کیا جا رہا ہے......... تو انسانی فکر......... انسانوں کی تباہی میں زیادہ لگی یا عروج میں؟......... (تباہی میں) .... سائنس کو زیادہ فائدے پر استعمال کیا گیا یا نقصان پر؟......... (نقصان

پر) .... تو اس سے کلام نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے انسان کو........... یہ جوہر عطا فرمایا تھا........... یہ کمال عطا فرمایا تھا........... لیکن اس سے...........

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ
شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خسوں ہے جوئے خسوں ہے
جیسے فرنگی مقاروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

علمی دور میں حضور ﷺ کا علمی معجزہ:۔

تو بات کہنے کا مقصد یہ تھا........... کہ اور پیغمبروں کے وقت میں علم کے مختلف اجزاء مختلف اطراف اور مختلف انواع کا عروج ہوا........... لیکن اللہ کے علم میں تھا کہ اب آخری دور ہوگا...........

قیامت سے پہلے
دنیا کے مٹنے سے پہلے
عالمگیر زلزلے سے پہلے

وہ علم کا دور ہوگا........... پردے اٹھیں گے........... اور خدا کی تخلیق میں جو راز ہیں وہ کھلیں گے........... سائنس انتہائی عروج پر ہوگی........... ہر فن میں صرف...........

فزکس میں نہیں
کیمسٹری میں نہیں
بیالوجی میں نہیں

استرنومی میں نہیں

علم ہیئت میں نہیں

ہر ایک چیز میں علم اپنا اندر کے کمالات اگلے گا.......... اور عروج پر ہوگا .... آخری زلزلہ آنے سے پہلے ہر لائن کا علم جو ہے.......... وہ بے حجاب ہوگا پردوں کے اندر رہنے والی طاقتیں .... پردوں سے باہر آئیں گی کہ خدا نے کیا کچھ پیدا کیا ہے.......... ایک ذرے میں یہ طاقت ہے کہ اس سے ایٹم بم بنا .... ایک ذرے کو پھاڑنے میں ایک پورے جہان کی تباہی آسکتی ہے .... تو علم اپنے پورے عروج پر ہوگا.......... یہ آخری دور ہے.......... تو اللہ تعالیٰ نے اس دور کیلئے .... آخری دور کے لئے جس کو پیغمبر بنایا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم .... اس کو علم کا وہ عروج بخشا کہ قرآن کی سب سے بڑی نمایاں خصوصیت جو ہے.......... وہ یہ کہ یہ علم کا خزانہ قیامت تک باقی ہے..........

اب تک کسی کتاب کی ایسی حفاظت نہیں ہوئی.......... جو اس کی ہوئی ہے چودہ سو سال گزر چکے.......... اس کی کوئی بات غلط ہوئی ہے؟ .... (نہیں) .... ہماری اسمبلی میں سارے ممبر حزب مخالف اور حزب اقتدار مل کر ایک قانون بناتے ہیں.......... کچھ سالوں کے بعد **(Amendment)** یہ ترمیم .... یہ ترمیم .... ضرورت پیش آجاتی ہے یا نہیں؟ .... (آجاتی ہے) .... پھر کچھ سال گزرے یہ بات رہ گئی .... یہ پوری کرلو .... اچھا یہ بات رہ گئی .... وہ پوری کرو.......... بنانے والے دانشور تھے.......... ممبر تھے .... اور ایک نہیں سینکڑوں تھے .... اس کے باوجود ترمیم کی ضرورت لاحق آئی .... اور چودہ سو سال سے اتنی ضخیم کتاب

چلی آرہی ہے......... اس کی کوئی بات قابل ترمیم ہو......... اور کبھی ترمیم ہوئی ہو......... یا انسانیت نے اس کے بارے میں کہا ہو کہ......... ہاں اب وقت کی رفتار نے بتایا ہے......... اور سائنس کی ترقی نے بتایا ہے کہ یہ تھیوری غلط نکلی اب نئی تھیوری Should be adopted کبھی ہوا؟......... (نہیں).........

یہ علم کا معجزہ ہے کیوں؟ یہ دور......... جو دور نبوت محمدی ہے......... یہ اپنے آخری دور میں علم کی انتہا ہے......... اور معجزہ اللہ تعالیٰ نے وہ عطا فرمایا جو خود علم سے متعلق ہے......... تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کمال وہ عطا فرمائے......... اور یہ کمال سب سے نمایاں کہ علم کی حقیقتیں جو تھیں......... وہ آپ کے دور میں بالکل کھول دی گئیں کائنات کے ذرے ذرے......... اور سراغ سراغ سے پردے اٹھے......... قدرت کی خفیہ طاقتیں .... جو پھیلی ہوئی تھیں......... اس نے کائنات میں پھیلائی تھیں .... ان سے حجاب اٹھنے شروع ہوئے......... اور جب سارے پردے کھل جائیں گے......... پھر دنیا اس لائق نہ رہے گی کہ باقی رہے......... اور پھر دنیا کو لپیٹ دیا جائے گا کیوں؟ .... کہ اب پردے تو سارے کھل گئے ہیں.........

جب تک یہ طاقتیں پردے میں تھیں......... ایمان قائم .... یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ .... بغیر دیکھے ایمان آرہا ہے......... اور جب ساری چیزیں ظاہر ہوگئیں......... اب دنیا اس لائق نہیں کہ باقی رہے......... پھر قیامت ہوگی......... تو موسیٰ علیہ السلام کے دور کا نقطہ عروج کیا تھا؟......... جادو کا علم......... عیسیٰؑ کے دور کا......... (Science of Medicine) حضور ﷺ کے زمانے کا نقطہ عروج علم کا کھل جانا .... ہر پہلو سے.........

موسیٰ علیہ السلام کو معجزے وہ عطا کیے گئے جو جادو کو نیچے کریں .... مسیح کو وہ معجزات دیئے گئے جو علم طب کو نیچا کریں.......... اور حضور علیہ کو وہ معجزات عطا فرمائے گئے جو علم کو نیچا کریں.......... اور آپ کا علم ہر ایک چیز پر غالب .... آپ کا قرآن ہر چیز پر غالب.......... اور قرآن ایک علم کا خزانہ ہے.......... پھر اس میں دعوت عمل بھی ہے..........

لیکن قرآن ایک ایسا علم کا خزانہ ہے.......... مسلمانوں نے اس کو میدان میں پیش کیا.......... دنیا کی کوئی طاقت .... اب تک اس کا جواب نہیں دے سکی.......... تو حضور علیہ کا یہ بہت بڑا معجزہ ہے.......... اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو علم تھا یا نہیں کہ آخری دور میں انسان اتنا اڑے گا کہ چاند تک جا پہنچے گا .... چاند تک گئے یا نہیں؟ (گئے).......... انسان چاند پر پہنچا.......... علم الٰہی میں تھا کہ انسان ترقی کرے گا.......... سائنس ترقی کرے گی اور چاند تک یہ لوگ جا پہنچیں گے.......... اور ممکن ہے کہ اب اس کے آگے بھی جا پہنچیں .... اس کا نام کیا ہے؟.......... اس کا نام ہے تسخیر کائنات..........

..........تسخیر کائنات کا معنی یہ کہ انسان..........

اپنے علم کے ساتھ

اپنی دوڑ کے ساتھ

اپنی محنت کے ساتھ

اپنی دانش کے ساتھ

اپنے تجربوں کے ساتھ

اس درجے میں آگے بڑھے گا کہ کائنات ساری اس کے ماتحت ہو

سَخَّرَ لَكُمْ مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا........ اے انسان تجھے ہم نے وہ مقام دیا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ جو ہے......... وہ انسان کے آگے مسخر ہوگا........ ماتحت ہوگا........ جب بڑے بڑے بحری جہاز سمندروں میں چلتے ہیں........ تو مسافر بیٹھا اوپر سے سوچے کہ پانی کو تو دیکھ کر ڈر آتا ہے........ سمندر کا پانی جب اچھلتا ہے........ اور دکھائی دیتا ہے........ اور اوپر بحری جہاز تیر رہا ہے تو........

پانی کی ہیبت کو دیکھو

اڑتی ہوئی لہروں کو دیکھو

چلتے ہوئے پانی کے رعب اور دبدبہ کو دیکھو

پانی کے اڑتے ہوئے پہاڑ نظر آ رہے ہیں........ لیکن اوپر جو جہاز چل رہا ہے وہ کن کا بنایا ہوا ہے؟........ (انسانوں کا)........ تو انسان نے پانی پر اتنا قابو پایا کہ اس پر اتنے اس طرح کے جہاز چلائے........ کہ دیکھنے والے حیران ہوتے ہیں کہ کس طرح پانی مسخر ہے........

ہوا نرم ہے........ یہ بوجھ نہیں اٹھاتی........ لیکن ہوا پر اڑتے ہوئے جہازوں کو دیکھو........ تو کائنات انسان کے آگے مسخر ہوئی یا نہیں؟........ (ہوئی)........ یا اللہ یہ انسان عجیب اشرف المخلوقات ہے........ ہوا پر آئے اس پر بڑے بڑے جہاز اڑائے........ پانی پر آئے اس پر بڑے بڑے جہاز تیرائے........ اللہ تعالیٰ نے مادے کے اندر جو خصوصیتیں رکھیں........ انسان نے ان سے پردے اٹھائے........ اور ایٹم اور ذرات کی طاقتیں جو ہیں........ وہ دنیا کے سامنے ظاہر ہوئیں........ اس کا نام کیا ہے؟ (تسخیر کائنات)

............اس کا عنوان ہے تسخیر کائنات............ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اس آخری دور میں قیامت سے پہلے کائنات کو مسخر کیا............

تو اس دور کا پیغمبر بھی وہ چاہئے تھا............ کہ جس کی تسخیر کائنات کے اس درجے میں ہو کہ پیدا زمین پر ہو............ اور اس کا معراج آسمانوں سے بھی آگے کہ انسان کے قدم تسخیر میں آگے پہنچے یا نہ پہنچے ہوں............ لیکن پیغمبر اس کا وہ ہو کہ وہ پہلے سے وہاں بلکہ اس سے آگے جا چکا ہو............

آسمان کی حدود تو اپنی جگہ رہیں............ ارض سے آگے............ وہاں تک جس کو لامکاں کہتے ہیں کہ وہاں داخلہ کس طرح ہوا؟............ کہاں داخلہ ہوا؟............ جہاں عالم لاہوت کے مسافر اڑا کرتے ہیں............

میں عرض کرتا ہوں کہ اس زمین پر انتہائی عروج یہ ہے کہ علم سے پردے اٹھیں............ اور تسخیر کائنات میں انتہائی عروج یہ ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات جارہی ہے اس تک قدم پہنچیں............ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مقام عطا فرمایا............ علم کا وہ خزانہ دیا جس کو کہتے ہیں قرآن............ کہ دنیا کے علوم اس کے آگے عاجز آگئے............ اور یہ شان عطا فرمائی کہ معراج میں نبی پاک ﷺ کے قدم وہاں پہنچے کہ ساری کائنات مسخر ہوگئی............ اور اس جہان میں رہتے ہوئے............

اسی زندگی میں

اس عنصری زندگی میں

اس مادی زندگی میں

وفات سے جو پہلے کی زندگی ہے............ اس کا یہ کمال اس نے دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا............ مسلمانوں نے مانا کہ آپ ﷺ وہاں تک پہنچے......... وفات کے بعد پہنچے......... یا وفات سے پہلے پہلے؟ .... (پہلے)......... اس جسد عنصری کے ساتھ......... اس بدن (Physical Body) کے ساتھ کہ جو پہلے تھا......... اس کے ساتھ کہ یہ نہیں کہ کوئی خواب تھا......... اور یہ نہیں کہ روح کی پرواز تھی.........

تو میں طالب علمانہ طور پر......... یہ عرض کرتا ہوں کہ یاد رکھیں کہ اس آخری دور کی خصوصیت کیا ہے؟......... علم کا عروج اور تسخیر کائنات علم کے عروج کا منتہی کیا ہے؟......... (قرآن)......... اور تسخیر کائنات کا نقطہ انتہا کیا ہے؟

.... (معراج).........

لسان نبوت غلط نہیں ہوسکتی:۔

تو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات .... بے شمار .... لاتعداد .... اور سب معجزات برحق......... معجزہ تھا (حکم الٰہی) .... لیکن اس میں ....

آرام

اعزاز

عزت

تصدیق

اثبات رسالت کا

اعزاز رسالت کا

اکرام رسالت کا

تو آپ کے معجزات میں دو چیزیں نمایاں ایسی ہیں......... کہ اس کو ہم یورپ میں......... یورپین قوموں کے سامنے رکھیں......... پیش کر سکتے ہیں کہ علم کے تحفظ کی جو شان قرآن میں پائی جاتی ہے......... نا قابل ترمیم وہ یہ ہے کہ اب تک اس کی ترمیم نہیں ہوئی......... جو کچھ اس میں ہے جو خبریں دی گئیں......... جو کچھ فرمایا......... وہ ہو کر رہا......... اور جو اب تک نہیں ہوا .... وہ ہو کر رہیگا......... بھائی جو چیزیں ہونے کی تھیں .... جن کی خبر دی گئی......... وہ یا تو ہو گئیں......... اور جو اب تک نہیں ہوئیں .... ان کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟......... وہ ہو کر رہیں گی .... ہر ناممکن بات ممکن ہو سکتی ہے......... زمین اپنے محور سے ٹل سکتی ہے .... لیکن لب مصطفیٰ کی جنبش غلط نہیں ہو سکتی.........

آپ نے اللہ کا نام لیکر جو بات کہی......... قرآن کریم جس شان میں پیش کیا......... زمانہ کتنی منزلیں کیوں طے نہ کرے......... لیکن اس کی شان عجیب ہے......... اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں

معجزات پیغمبر آپ کی شان کے مطابق:۔

تو حاصل کلام یہ کہ ہر نبی کو......... معجزات وہ دیئے گئے جو نمایاں طور پر اس.........

وقت کی دیگر شانوں

وقت کی دیگر طاقتوں

وقت کے دیگر انکشافات

پر قابو......... یا پس ظاہر ہو مخالفوں نے اس پر بحثیں کیں جتنی جرح

ہو سکتی تھی کی............ اسے کسی طرح مجروح نہ کیا جا سکا

ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی نمایاں طور پر؟ ....

زیادہ نمایاں معجزے کتنے رہے؟............ (دو)............

ایک علم کا خزانہ

ایک تسخیر کائنات کا اعلان

اور جب آپ معراج کی رات اوپر گئے آسمانوں پر............ تو آسمانوں میں کوئی اور مخلوق بھی ہے یا نہیں؟ .... (ہے) فرشتے .... تو جو پہلے آسمان کے فرشتے تھے............ پھر دوسرے آسمان کے فرشتے............ پھر تیسرے کے............ ہر آسمان میں فرشتے ہیں یا نہیں؟............ (ہیں)............ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اس زمین سے ایک ہستی کو اٹھایا گیا............ زمین کے رہنے والے کو اٹھایا گیا............ زمین میں چلنے پھرنے والے کو لے جایا گیا............ اور پہلے آسمان کے فرشتے دیکھتے رہ گئے کہ وہ ہم سے بھی آگے یہ کون ہے؟ آیا ہے یا بلایا گیا ہے............ اتنا بتایا کہ آیا زمین سے ہے............ لیکن ہم اوپر رہنے والے .... یہ ہم سے بھی آگے............ یہ دیکھتے رہے وہ دوسرے آسمان پر............ اور دوسرے آسمان والے دیکھتے ہی رہ گئے یہ تیسرے آسمان پر............ تیسرے آسمان والے دیکھتے ہی رہے کہ ہم تو اونچے تھے............ یہ زمین سے اور پہلے آسمان پر .... پھر دوسرے پر............ پھر تیسرے پر............ ساتوں آسمانوں کے فرشتے دیکھتے رہ گئے............

یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں............ یہ انسانوں کی دنیا ہے............

اسے کہتے ہیں عالم ناسوت............ عالم ناسوت کا معنی انسانوں کی دنیا............

اَلنَّاس ....لوگ..........

عالمِ ناسوت

انسانوں کی بستی

اور اوپر جائیں..........ساتوں آسمانوں میں جو فرشتے ہیں..........تو فرشتے کو کہتے ہیں ملک.......... وہ عالمِ ملکوت ہے..........عالمِ نسو ناسرت سے آگے جائیں تو اوپر عالمِ ملکوت ہے.......... پھر آگے ایک حصہ آتا ہے.......... جہاں فرشتہ بھی قدم نہیں رکھ سکتا..........اور جبرائیل علیہ السلام کہتا ہے کہ میں ذرا آگے جاؤں تو اس کی تجلی سے میرے پر جلتے ہیں..........میں آگے جا ہی نہیں سکتا..........

آپ عالمِ نسوت کو عبور کر کے عالمِ ملکوت میں پہنچے..........پھر ایسا وقت آیا کہ چھوٹا فرشتہ نہیں..........سب سے بڑا رشتہ کہتا ہے کہ

؎ گر یک سرِ مُوئے بر تر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

اور یہ عالمِ نسوت سے چلا ہوا عالم مسافر الملکوت کو عبور کر کے پھر اس وادی میں قدم رکھنا ہے.......... جہاں عالمِ ملکوت کا مسافر اڑ نہیں سکتا..........اور اس کے حالات کیا تھے؟.......... فرشتے نے تو دیکھے نہیں آگے جا نہیں سکتا..........اور جس نے دیکھا وہی جانے..........اس سے ایک بات کا پتہ چلتا ہے اقبال نے کہا ہے کہ

؎ عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

کہ یہ زمین پہلے چاند کا ایک حصہ تھی.......... یا چاند اس کا ایک حصہ

تھا........ اور ان دونوں کے درمیان ایک (FAMILIARITY) ہے
.... یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے........

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے حضورﷺ کو تسخیر کائنات بخشی ....
ہر قسم کی مخلوق کی حدود کو آپ عبور کر کے وہاں پہنچے........ جہاں عالم لاہوت کے مسافر اڑتے ہیں........ ملکوت کا وہاں کوئی تصور نہیں لیکن گئے کہاں سے......

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

قوموں پر قیادت کا تاج:۔

میں ایک بات تمہید کے طور پر کہہ کر معراج النبی کا بیان انشاء اللہ العزیز ذکر کروں گا........ اس وقت صرف تعارف کے طور پر ایک بات کہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر دور میں........ کسی نہ کسی قوم کے سر پر عزت کا تاج رکھا ہے........ افراد پر جب اللہ تبارک و تعالیٰ عزت کا تاج رکھیں........ یہ نبوت و رسالت ہے........ اور جب کسی قوم پر اللہ تبارک و تعالیٰ عزت کا تاج رکھیں........ یہ سیادت و قیادت ہے........ تو اللہ تبارک و تعالیٰ قوموں پر بھی عزت کا تاج رکھتے رہے........ کبھی کوئی قوم اٹھا دی گئی جو خدا کی نمائندہ بنی پھر جب انہوں نے عہد توڑا تو وہ آئندہ آنے والوں کے دستہ سے بنا دی گئی......

ہم حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں:۔

مسلمانو........ یہ جو ہم مسلمان ہیں ہمارا (Origin) کیا ہے؟ یعنی ہم کہاں سے آئے........ اس کا تفصیلی جواب تو تاریخ کچھ اور دے گی........ لیکن میں ذہنوں میں بات اتارنے کے لئے بات کہتا ہوں........ ہمارا

(Origin) ہے بنو اسماعیل کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ....
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہم اولاد نہیں یہ ہماری (Origin) ہے .... گو
اور نسلیں بھی ہوں .... کتنی اور نسلیں حضور ﷺ کی امت میں داخل ہوئیں
.... لیکن (Origin) جہاں سے یہ قوم چلی .... وہ کیا ہے؟ ....
(حضرت اسماعیلؑ کی اولاد) ....

حضور ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد .... قریش مکہ
اسماعیلؑ کی اولاد .... یہ سارے صحابہؓ .... ان صحابہؓ کے سوا جو دوسری نسلوں
سے .... صحابہ ہوئے

بلال حبشیؓ ہوں

صہیب رومیؓ ہوں

سلمان فارسیؓ ہوں

جو اسلام میں آئے .... وہ ایک جامعیت کے اظہار کے لئے اس
میں آئے .... لیکن (Origin) ہماری قوم کی کیا ہے؟ بنو اسماعیلؑ ....
یہ بنو اسماعیلؑ پھر دنیا میں پھیلے .... اور قومیں مسلمان ہوتی گئیں .... تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پھیلی .... پوری دنیا اور دنیا کے کناروں تک
پہنچی .... لیکن اس کی اوریجن کیا تھی؟ بنو اسماعیل .... اور آن سے پہلے
موسیٰؑ کے زمانے میں جو قوم خدا کی برگزیدہ تھی .... جس کو خدا نے چنا اور
.... جس قوم میں داؤدؑ اور سلیمانؑ جیسے پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ نے بھیجے یہ بادشاہ
تھے یا نہیں؟ .... (تھے) ....

سلیمانؑ کی بادشاہی میں کلام ہے؟ .... (نہیں)

داوٗدؑ کی بادشاہی میں کلام ہے؟ .... (نہیں)

تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کس قوم میں بھیجے؟......... یہ عروج یہ شان کس کو عطا فرمائی؟......... (بنو اسرائیل کو)......... تو بنو اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے سیاست کا تاج بھی رکھا تھا......... پیغمبر بھیجے......... بطور قوم کے خدا کی لاڈلی اور پیاری قوم کون تھی؟......... (بنو اسرائیل)......... اس کے بعد حضور ﷺ کے آنے پر......... پھر خدا کی پسندیدہ جماعت .... اور برگزیدہ جماعت......... جس قوم پر خدا نے سیادت کا تاج رکھا وہ اور ہوئے .... وہ کون تھے؟ (بنو اسماعیل)......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت......... پہلے عروج کس کا تھا؟ .... (بنو اسرائیل کا)......... اب عروج کس کا ہوا؟ (بنو اسماعیل کا).........

مسلمانوں کے بڑے دشمن کون؟

تو جو سرداری اور بزرگی کا تاج خدا نے اب اسماعیل کی اولاد پر رکھا .... یہ تاج چھنا کن سے؟......... (بنو اسرائیل سے)......... تو جس سے سیٹ چھن جائے .... کوئی اور لے جائے......... تو ان میں عداوت ہوجاتی ہے؟......... (ہوجاتی ہے)......... تو مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن کون ہے؟......... (یہود بنو! اسرائیل).........

یہ جو آج عربوں اور اسرائیل کی کشمکش ہے......... وہی تو ہے......... دنیا کی اور قومیں کہاں جائیں......... لیکن اسرائیل سب قوموں سے زیادہ عربوں کے دشمن ہیں......... سب سے زیادہ اس امت کے دشمن جس کی (Origin) اسرائیل ہے کیوں؟ .... عزت کا تاج ان کے سر تھا......... اب آگیا ان

کے سر...... دنیا کی اور قوموں نے دیکھا...... حق اور باطل کے معرکے کو...... سچائی اور باطل کے معرکے کو...... لیکن اسرائیل نے دیکھا......

خاندانی ضد

تاریخی ضد

تاریخی دشمنی

اس کے آئینہ میں مسلمانوں سے ...... لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ...... ان کا سب سے زیادہ مسلمانوں کے دشمن یہودی ہیں ...... ان سے بڑا دشمن کوئی نہیں ہے...... اور تاریخ بولتی ہے...... اور میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہودیوں کا قبلہ کون سی جگہ تھی؟ ...... (بیت المقدس)...... اور ہمارا قبلہ؟...... (خانہ کعبہ! بیت اللہ شریف)

دو قبلے:۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی زمین میں یہ دو جگہیں ایسی ہیں...... جن کو یہ شرف عطا فرمایا کہ انسان کی پیشانی ...... خدا کی عبادت کے لئے جب جھکے تو ادھر رخ کر کے...... یا بیت المقدس یا خانہ کعبہ...... اور دنیا میں تیسری جگہ

......

پوری زمین پر

صفحہ کائنات پر

روئے زمین پر

صرف دو جگہیں ہیں...... جن کو یہ مقام حاصل ہوا کہ انسان خدا کے آگے جھکے...... اس طرف رخ کر کے...... یا بیت المقدس کو یہ شرف

حاصل رہا یا خانہ کعبہ کو..........تو یہ کتنے قبلے ہیں؟..........(دو)......

معراج کی اہمیت:۔

معراج کی اہمیت کیا ہے؟.......... اس کا طالب علمانہ جواب یہ میں بات مختصر کرتا ہوں .... لیکن اس طرح ذہن میں بات جمانی چاہیئے ....

معراج کی اہمیت کیا ہے؟ جواب دونوں قبلوں کو جمع کرنا .... اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو ایک قبلے سے اٹھایا بیت اللہ شریف سے .... مسجد حرام سے..........اور مسجد اقصیٰ پہنچایا..........تو دونوں قبلے ایک پیغمبر کے قدموں کے نیچے جمع کیے..........

اب تک کوئی ایسا پیغمبر نہیں کہ جس کیلئے دونوں قبلے جمع ہوں .... اسرائیل کے پیغمبر جتنے تھے وہ بیت المقدس کے گرد..........اور اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ بنایا یہی رہے..........ابراہیمؑ تو ادھر آ گئے..........لیکن اسماعیلؑ یہیں رہے .... تاریخ نبوت میں یہ پتہ چلتا ہے کہ آمنہؓ کے لعل یہ وہ پیغمبر ہیں.......... اللہ تعالیٰ نے جن کے ذریعے دونوں قبلوں کو جمع کیا .... دونوں قبلوں کو جمع کرنے کا مطلب یہ کہ پہلے دنیا مختلف خطوں میں بٹی ہوئی تھی..........

مختلف دوروں میں

مختلف حلقوں میں

مختلف ملکوں میں

مختلف علاقوں میں

مختلف شہروں میں

لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اب دنیا اتنی ترقی کر چکی ہے علم میں..........

کہ دنیا کو ایک (Unit) بنایا جائے..........

جب تک سائنس کی اتنی ترقی نہیں تھی.......... انسان کی اتنی ترقی نہیں تھی.......... آنے جانے کے ذرائع اتنے نہ تھے.......... جو آج کل ہیں تو دنیا رہی مختلف یونٹوں میں.......... لیکن جب آخرالزمان پیغمبر کا دور آنا تھا.......... تو خدا نے چاہا کہ اب دنیا کو ایک یونٹ قرار دیا جائے.......... تو ایک یونٹ قرار دینے کے لئے اس کا عنوان یہ ہوا کہ دونوں قبلے جمع کر دیئے جائیں.......... آمنہ کے لعل کے قدموں کے نیچے راتوں رات جبرائیلؑ آئے .... اور اس نے پیغمبر کو ایک قبلے سے لیا.......... اور دوسرے قبلے پہنچایا.......... یہ نوٹس تھا بنی اسرائیل کو.......... اے بنو اسرائیل.......... اے اسرائیلی لوگو.......... تم نے آسمانی کتابوں میں خیانت کی.......... تم نے تورات اور انجیل میں تبدیلیاں کیں.......... تم نے پیغمبروں کو قتل کیا.......... تم حق ادا نہیں کر سکے.......... خدا نے جو تمہیں عزت دی تھی.......... خدا نے جو بزرگی دی تھی.......... جو سیادت کا تاج تمہارے سروں پر رکھا تھا.......... تم اس لائق نہیں رہے کہ اس امانت کے حامل ہو.......... اب میں اسماعیلی کو لا رہا ہوں.......... راتوں رات.......... اور تمہیں جس قبلے پر ناز ہے.......... اور اس کا مصلیٰ امامت تمہارا امتیاز ہے.......... میں اس پر کھڑا کروں گا اس کو.......... اور جن پیغمبروں کی تاریخ پر تم فخر کرتے ہو.......... میں اپنی قدرت کاملہ سے راتوں رات ان کو بھی بلاؤں گا.......... اور اس پیغمبر کی امامت ہوگی.......... اور وہ پیچھے کھڑے کئے جائیں گے.......... اور یہ امامت کروائے گا.......... یہ اعلان ہوگا کہ آج کے بعد بنو اسرائیل کی..........

امامت ختم

ان کی سیادت ختم

ان کی قیادت ختم

ان کی سربراہی ختم

اب اللہ تعالیٰ نے جو نئی قوم پر اپنے پیار کا ہاتھ رکھا.........اور ان پر بزرگی کا تاج رکھا.........وہ اب اسماعیلی ہیں

؎ نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر
عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر
جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

کہ پہلے پیغمبر اپنے وقت میں آئے.........اور ان کی روحانی سلطنت تھی.........لیکن آج کی رات معراج کی رات.........

؎ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر
جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

تو اس بات کی اہمیت کا یہ معنی ہے کہ اس میں دونوں قبلوں کو جمع کیا جائے ایک پیغمبر کے آگے.........اور اسرائیل کو اطلاع دے دی گئی کہ آج کے بعد تمہاری بزرگی اور قیادت ختم......... اب روحانی قیادت اسماعیلی کی ہے.........اس کے لئے یہ جو فیصلہ تھا کہ بنو اسرائیل پیچھے ہٹا دیئے جائیں.........اور بنو اسماعیل اب آگے آئیں.........تورات کا دور ختم.........انجیل و زبور کا راج ختم.........اور اب اس کا دور کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود بھی آجائیں

..........تو اس پیغمبر کی تابع داری کے سوا کوئی چارہ نہ ہو..........اس کے لئے جو رات چنی گئی..........اس رات کو کہتے ہیں معراج کی رات......

تو ہمیں اس پوری تاریخ کی روشنی میں..........اس کا جواب بڑا آسان طور پر سامنے ہونا چاہئے کہ..........

معراج کی رات ہے کیا؟ .... دونوں قبلوں کو جمع کرنے کی رات

معراج کی رات ہے کیا؟ .... بنواسرائیل کی قیادت کے خاتمہ کی رات

معراج کی رات ہے کیا؟ .... بنواسماعیلؑ کے روحانی عروج کا اظہار

معراج کی رات ہے کیا؟ .... تسخیر کائنات

اس ایک عنوان پر غور کریں..........تو اس کے اندر بیسیوں نئے عنوان ہیں کہ ہر عنوان پر تقریر ہو سکتی ہے..........

تو معراج کی شان ....جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی .... یہ کوئی معمولی نہیں.......... اس میں تسخیر کائنات کے سارے پہلو لئے ہوئے ہیں.......... اور اسی جہت سے انسان دنیا کی دوسری قوموں کو مخاطب کر کے اسلام کا پیغام (Message) دے..........تو معراج کے نیچے اسلام کی ہر عظمت پیش کی جا سکتی ہے..........اور ہر اعتراض کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے..........

مقامِ حیرت سوچیے!

لیکن آج کا مسئلہ صرف یہ نہیں کہ معراج کہاں سے شروع ہوا اور آپ پہنچے مسجد اقصیٰ تک.......... آج کا مسئلہ یہ بھی ہے کہ ذرا کبھی یہ سوچو کہ مسجد اقصیٰ

اب کن کے پاس ہے.......... پہلو دو ہیں.......... ایک ہے مسجد اقصیٰ کی شان اور اس کی تاریخی اہمیت .... اور ایک مسلمان کی سوچ کہ اب مسجد اقصیٰ کہاں ہے؟ .... ہم لاکھ پچھلی باتیں بیان کریں.......... لیکن وقت کا ساز کیا کہتا ہے؟ .... اے مردِ مؤمن وقت کی ساعت پر ہاتھ رکھ.......... وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ.......... اور وقت کی صدا کو پہچان.......... معراج کا موقع ہر سال آتا ہے.......... معراج النبی کی یاد ہر رجب میں تازہ ہوتی ہے .... مسلم قوم کروڑوں کی تعداد میں دنیا میں پھیلی ہے.......... لیکن ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ .... اور احساس افسردہ کے ساتھ.......... ہم سوچنے پر مجبور ہیں .... آج مسجد اقصیٰ کہاں ہے؟..........

معراج کی یاد کا وہ مقام جس کی عزت یہ تھی کہ ہمارے نبی ﷺ کے قدموں کے ذریعے جس جگہ کو اور عزت ملی.......... آج وہ کن کے پاس ہے؟ .... اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے نا؟.......... (نہیں).......... سب قصور یہودیوں کا ہے.......... یا مسلم قوم اپنی قومی زندگی میں اتنا پیچھے جا چکی ہے کہ وہ سرمایہ ان کے ہاتھ میں دے دیا.......... میں ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ آپ کے ٹوٹے ہوئے دلوں کے زخموں پر نمک نہیں رکھنا چاہتا.......... لیکن معراج کے حقوق میں.......... ایک یہ حق ہے کہ مسجد اقصیٰ کی حالت زار پر بھی کبھی آنکھیں نہیں تو دل تو آنسو بہائے.......... کبھی دل میں چٹکیاں آئیں کہ ہماری کون سی قومی سیاہ بختی تھی.......... ہماری کون سی قومی بدعملی تھی.......... کیا نقصان تھا ہمارا جس کی وجہ سے ہم نے وہ دور دیکھا کہ مسجد اقصیٰ پر پھر جھنڈے اسرائیل

کے آ گئے............

آقا آمنہ کے لعل کے قدم وہاں پہنچے............تو بنو اسرائیل کی قیادت کا خاتمہ تھا............لیکن کیا اب پھر انہوں نے اس پر قبضہ کر کے یہ قیامت کا نشان نہیں قائم کر دیا؟............

اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اگلی دفعہ معراج النبی کا بیان ہوگا............ یہ چند باتیں تمہید کے طور پر کہیں ہیں............

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

﴿معراج النبی﴾

(حصہ دوم)

<u>خطبہ:۔</u>

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى .... خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاء .... وَ عَلٰى اٰلِهِ الْاَتْقِيَاء وَ اَصْحَابِهِ الْاَصْفِيَاء............

اَمَّا بَعْدُ............ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ............ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .... سُبْحَانَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِىْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ............ (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ .... وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ .... وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن............

<u>تمہید:۔</u>

پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو............

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .... مسجد حرام سے

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى .... مسجد اقصیٰ تک

رات کے ایک حصہ میں............ یہاں سب سے پہلے یہ بات سمجھیں

کہ پاک ہے.......... اس کا معنی کیا ہے؟.......... اللہ پاک ہے.......... جس نے سیر کرائی.......... پاک کا معنی کیا ہے؟.......... عام طور پر پاک کا معنی سمجھا جاتا ہے کہ بے عیب.......... کہ اللہ کی ذات بے عیب ہے.......... ہر عیب سے پاک ہے.......... یہ درست نہیں.......... یہ معنی درست نہیں.......... پورا جامع نہیں..........

پیغمبر پاک ہے کیا مطلب؟

جب پیغمبر کو کہا جائے کہ پیغمبر پاک ہے تو یہ معنی ہے کہ

ہر عیب سے پاک ہے

ہر گناہ سے پاک ہے

انبیاء پاک ہیں کس سے؟.......... (ہر عیب سے).......... ہر گناہ سے.......... صغیرہ کبیرہ سے.......... گناہ عمل کا ہو یا نیت کا ہو.......... یا ارادے کا ہو.......... اللہ تعالیٰ نے اس طبقے کو پاک رکھا ہے.......... تو جب پیغمبروں کے بارے میں کہا جائے تو معنی ہے کہ وہ عیب سے پاک ہیں..........

خدا ہر کمزوری سے پاک ہے:۔

لیکن جب خدا کے بارے میں کہا جائے کہ اللہ پاک ہے تو وہاں یہ معنی نہیں.......... وہاں معنی یہ ہے کہ ہر کمزوری سے پاک ہے.......... کمزوری عیب نہیں ہوتی..........

آپ بیٹھے ہیں مجلس میں.......... تو سو کیوں رہے ہیں؟.......... نیند آ گئی.......... یہ ایک بشری کیفیت انسان پر وارد ہو گئی.......... بھائی ذرا جگا دو.......... تو اب نیند جو ہے.......... وہ عیب ہے یا کمزوری؟.......... یہ عیب

نہیں .... اگر یہ عیب ہوتا .... تو پیغمبروں کو نیند نہ آتی .... پیغمبروں پر نیند وارد نہ کی جاتی .... پیغمبر پاک لوگ ہیں .... عیب کی نسبت بھی ان کی طرف نہیں .... تو اگر نیند عیب ہوتی تو پیغمبر سوتے؟ .... (نہیں) .... تو نیند عیب نہیں .... لیکن کمزوری ہے .... سارا دن آپ کام کرتے ہیں .... جب شام کو آئے تو نیند آ گئی تھکاوٹ تھی .... تو تھکاوٹ خود عیب ہے یا کمزوری؟ .... تھکاوٹ کمزوری تو ہے لیکن عیب نہیں ....

آپ آرام سے بیٹھ نہیں سکتے؟ .... مجھے بھوک لگی ہے .... میں جا رہا ہوں .... برداشت کرو .... نہیں مجھے بھوک زیادہ لگی ہوئی ہے .... تو بھوک کمزوری ہے یا عیب ہے؟ .... (کمزوری) .... اور پیاس؟ .... (کمزوری) .... یہ بھی کمزوری ہے عیب نہیں ....

اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنی شان قرآن کریم میں ہے .... لَا تَاخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْم .... اللہ کو نہ نیند آئے نہ اونگھ آئے .... اونگھ بھی کمزوری ہے .... اس کو نہ نیند آئے نہ اونگھ .... اونگھ تو بہت عام کمزوری ہے .... بیٹھے ہیں اونگھ رہے ہیں کیوں؟ .... دماغ تھکا ہوا ہے .... تھکا ہوا نہ ہو تو اونگھ نہ آئے ....

تو اللہ رب العزت کے بارے میں جب کہا جاتا ہے کہ اللہ پاک ہے .... اس کا حاصل ہے کہ ہر کمزوری سے پاک ہے .... نہ اس کو نیند آئے نہ اونگھ .... نہ کھانے کی ضرورت .... نہ پینے کی ضرورت .... نہ گرمی کا اثر .... نہ سردی کا اثر .... گرمی اور سردی کو تو وہ پیدا کرنے والا ہے .... کھانے اور پینے کو وہ پیدا کرنے والا ہے .... بھوک اور پیاس کو

وہ پیدا کرنے والا ہے..........

وہ چاہے تو اصحاب کہف سالہا سال سوتے رہیں.......... اور بھوک نہیں لگ رہی.......... ورنہ بھوک لگے تو انسان جاگے نہ؟.......... وہ جو سینکڑوں سال سوتے رہے.......... تو بھوک تو نہیں لگی؟.......... تو بھوک پیدا کرنے والا بھی وہی ہے.......... اور جب حکم نہ ہو سو رہے ہیں.......... سال در سال گزر رہے ہیں.......... اور بھوک نہیں لگ رہی..........

مرض اور شفاء.......... موت وحیات.......... ان کا پیدا کرنے والا اللہ ہے.......... تو اللہ رب العزت کو جب ہم کہتے ہیں کہ پاک ہے.......... تو معنی یہ ہے کہ ہر کمزوری سے پاک ہے.......... اور پیغمبروں کو جب کہا جائے تو ہر عیب سے پاک ہے.......... جو عیب سے پاک ہو وہ معصوم ہے.......... اور جو کمزوری سے پاک ہو وہ خدا ہے..........

عیسائیت کا باطل عقیدہ:۔

یہ عیسائی لوگ جو عیسیٰ بن مریمؑ کو کہتے ہیں خدا.......... ہم عیسائیوں کو کہا کرتے ہیں کہ بھائی ان کو نیند آتی تھی یا نہیں؟.......... نیند تو آتی تھی.......... اور حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کھانا کھاتے تھے یا نہیں؟.......... قرآن نے کہا کہ.......... کَانَا یَأْکُلَانِ الطَّعَامَ.......... کہ ماں بیٹا دونوں کھانا کھایا کرتے تھے.......... جب ماں بیٹا دونوں کھانا کھایا کرتے تھے.......... تو پھر خدائی کے دعویدار.......... یا خدائی میں حصہ دار ہو سکتے ہیں؟.......... (نہیں)..........

کیوں؟ کھانا کھانا یہ ایک ضرورت ہے.......... پہننا ایک ضرورت ہے.......... ایک کمزوری ہے.......... اور اللہ رب العزت ہر کمزوری سے پاک ہے..........

اور جو مسیحؑ کھائے اور پیئے وہ خدا نہیں .... جو مریمؑ کھائے اور پیئے وہ خدا نہیں.......... کیوں؟.......... خدا کے لئے بنیادی تصور آپ کے ہاں یہ ہونا چاہئے.......... کہ اللہ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے..........

مسلمان کیلئے پاک کا لفظ آئے تو......

اور پیغمبر ہر عیب سے پاک ہے..........اور آپ بھی پاک ہیں یا نہیں؟ .... (پاک ہیں).......... آپ بھی پاک ہیں.......... آپ مسجد میں جب آئے تو کیوں آئے؟ .... اس لئے بیٹھے ہیں کہ آپ پاک ہیں..........تو جب مسلمان کے بارے میں پاک کا لفظ آئے..........تو اس کا معنی ہے کہ جنابت سے پاک ہے کہ غسل آپ پر فرض نہیں.......... جب غسل فرض ہو تو آپ پاک نہیں..........اور جب آپ نے غسل کیا ہوا ہو تو آپ پاک ہیں......

تو جب عامتہ المسلمین کیلئے اور عوام کیلئے یہ لفظ آئے پاک ....تو معنی ہے جنابت سے پاک..........پیغمبروں کیلئے پاک کا لفظ آئے تو عیب سے پاک .... اور خدا کیلئے آئے تو کمزوری سے پاک .... اور زمین کیلئے آئے تو نجاست سے پاک..........

لوگ پوچھتے ہیں کہ نماز کہاں جائز ہے اور کہاں ناجائز ؟ .... ہم کہتے ہیں کہ جگہ پاک ہو تو نماز جائز ہے..........اور نجاست وہاں پڑی ہو تو وہاں نماز جائز نہیں..........

تو جگہ پاک ہوتی ہے	....	نجاست سے
مسلمان پاک ہوتا ہے	....	جنابت سے
پیغمبر پاک ہیں	....	عیب سے

اور خدا پاک ہے .... کمزوری سے

تو لفظ ایک ....اور معنی کئی........ اپنی اپنی جگہ........ اپنے اپنے محل کے اعتبار سے........ اس کے معنی ہیں......... اللہ رب العزت نے فرمایا .... سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ .... پاک ہے وہ جس نے اپنے بندے کو سیر کروائی معراج کی........ تو یہاں اللہ رب العزت نے اپنی پاکی بیان کی کہ اللہ پاک ہے........ کیا معنی؟ کہ ہر کمزوری سے پاک ہے.........

اللہ پاک ہے:۔

کہیں یہ نہ پوچھنا کہ اللہ کس طرح لے گیا اپنے بندے کو........ رات کے ایک حصے میں........ آسمانوں پر........ ایک فزیکل باڈی .... ایک جسم جس کا وزن ہو وہ ہوا کو عبور کرتے ہوئے........ اور ہوا کو چیرتے ہوئے کیسے اٹھا........ جس چیز میں وزن ہو........ وہ تو نیچے آئے .... ہوا لطیف ہے........ ہوا کی لطافتوں میں ہوتا ہوا کوئی وجود جس کا وزن ہو........ فزیکل باڈی ہو........ مادی جسم ہو........ وہ کس طرح اٹھ کر اوپر گیا؟ .... اور خدا کیسے لے گیا........ تو اللہ نے فرمایا کہ اتنی بات ذہن میں رکھو کہ اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے........ اس کے بارے میں نہ کہنا کہ کیسے لے گیا کیوں؟ .... اگر لے جانے کے لئے اس کو ضرورت ہو ہوا کی........ اس کو ضرورت ہو مادی چیزوں کی .... تو پھر اس میں کمزوری آگئی........ اور جب وہ ہر کمزوری سے پاک ہے........ تو یہ سوال نہ کرنا کہ کیسے گیا؟........ یہ کیسے کا سوال کہاں ہوتا ہے؟........ کیسے کا سوال وہاں ہوتا ہے........ جہاں کوئی کمزوری ہو .... جہاں ضرورت ہو یا حاجت ہو........ اور جو حاجت اور

کمزوری سے پاک ہے.......... وہاں کیسے کا سوال نہیں..........

تو قرآن کریم نے اللہ کے باب میں بتایا.......... لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ .... کہ اس سے پوچھا نہیں جائے گا کہ وہ کیا کرے وہ جو چاہے کرے .... اس سے پوچھا نہیں جائے گا.......... وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ.......... یہ بندوں کی شان ہے کہ ان سے پوچھا جائے کہ ایسا کیوں؟.......... ایسا کیوں؟.......... افسر اپنے ماتحت سے پوچھے.......... بندوں کی شان ہے کہ پوچھے جائیں کہ ایسا کیوں؟.......... اللہ کی شان یہ ہے کہ ان سے پوچھا نہ جائے.......... اس سے پوچھنا کہ ایسا کیوں ہے.......... اس کی سخت بے ادبی اور اس کی توہین ہے ذلت واجبہ ہر کوئی چیز واجب نہیں.......... کیوں؟.......... یہ اس لئے کہ اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے..........

یہ اللہ کا پاک ہونا.......... کسی سے آپ پوچھیں کہ اللہ پاک ہے کیا معنی؟.......... تو ہر کوئی کہے گا کہ ہر عیب سے پاک ہے.......... نہیں! عیب کی نسبت نفی کے باب میں بھی وہاں نہیں.......... نفی کے باب میں اس کی نسبت پیغمبروں کی طرف ہے کہ پیغمبر عیب سے پاک ہیں.......... تو اللہ رب العزت ہر کمزوری سے پاک.......... ہے یہ نہیں اس کے پاک ہونے کے معنی

سبحان.......... مضمون کو اللہ نے شروع کیا لفظ سبحان سے.......... معنی کیا؟ کہ اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے.......... تو اگلا سوال پھر پیدا ہوا ہے کہ کیسے لے گیا؟.......... (نہیں)..........

اعتراض اور اس کا جواب:۔

بعض لوگ طالب علمانہ طور پر پوچھتے ہیں.......... کہتے ہیں کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک وزنی تھا......... وزن ہے تو آپ اوپر کس طرح گئے؟......... آپ اس طرح گئے......... میں نے کہا کہ میں نے کب کہا کہ گئے ہیں .... میں نے تو کہا نہیں کہ گئے......... نہ قرآن نے کہا کہ گئے......... آپ نے یہ نہیں کہا؟......... میں نے کہا کہ نہیں (پوچھتے ہیں) ....تو کیا کہا ہے؟.........تو بھائی کہا یہ ہے کہ اللہ لے گیا.........نسبت کی گئی ہے اللہ کی طرف......... نبی کی طرف کی نہیں گئی کہ نبی گئے......... اس لئے کہ کوئی یہ نہ سوال کرے کہ کیوں......... کیسے گئے؟.........نسبت خدا کی طرف کی گئی.........وہ لے گیا تا کہ سوال ہی نہ اٹھے کہ کیسے گئے؟.........

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعویٰ کیا ہوتا کہ میں گیا تو لوگ پوچھتے کہ آپ کا وزنی وجود کیسے گیا......... اس پر سوال ہو سکتا تھا......... اللہ رب العزت کے قرآن پر قربان جائیں.........اس نے نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی......... اپنی طرف کی کہ میں لے گیا .... اب پوچھو.........

اب کیا کوئی شخص سوال کر سکتا ہے کہ کیسے لے گیا؟......... (نہیں) .... کیوں؟ کہ اللہ کی شان ہے......... لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ .... کہ جو کچھ وہ کرے اس سے پوچھا نہیں جائے گا.........اس کی شان ہے اس کی ذات سے یہ سوال ہی نہیں .... لے گیا بہت قدرتوں والا ہے.........

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا .... راتوں رات۔لے گیا .... کہاں؟......... مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .... مسجد حرام سے......... اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى......... مسجد اقصیٰ تک.........

معراج کے منکر:۔

جو لوگ معراج کے منکر ہیں.......... وہ کہتے ہیں کہ معراج صرف زمین کی ہے.......... مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک.......... آگے نہیں کیوں؟.......... قرآن میں ہے.......... مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.......... مسجد حرام سے.......... اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی.......... مسجد اقصیٰ تک تو جب کہہ دیا ''تک''.......... تو یہیں تک ہے.......... یہ تم کہاں سے لے گئے؟.......... آسمانوں پر جانا؟.......... وہ تو یہاں نہیں..........

اس کا جواب یہ ہے کہ معراج کو اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں دو جگہوں پر بیان کیا.......... ایک سورہ بنی اسرائیل میں.......... یہ زمینی حصہ ہے معراج کا.......... اور دوسرا سورہ النجم میں.......... وہ آسمانی حصہ ہے.......... تو دونوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا.......... (آپ نے پوچھا) کہ سارے قرآن پر ایمان ہے.......... یا پندرھویں پارے تک؟.......... (سارے قرآن پر).......... جب سارے قرآن پر ایمان ہے.......... تو ہم دونوں کو تسلیم کرتے ہیں.......... اور دونوں کا اقرار کرتے ہیں.......... زمینی کا بھی.......... آسمانی کا بھی.......... دونوں کو علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے میں حکمت کیا تھی؟.......... ضرورت کیا تھی؟.......... معراج النبی کے بارے میں اسلام کا دعویٰ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو یہ سیر کروائی.......... راتوں رات.......... لَیْلًا.......... رات کے ایک حصہ میں.......... یہی ہے نا؟.......... (جی).......... کہ راتوں رات سیر کروائی.......... اور تحقیقات بتاتی ہیں.......... جغرافیائی تحقیقات.......... علم ہیئت.......... کی (Astronomy) کی.......... کہ رات کہاں ہے؟..........

رات وہیں ہے .... جہاں سورج اور زمین کا یہ نظام ہے .... سورج سامنے ہو تو دن ہے .... اور سورج سامنے نہ ہو تو رات ہے .... لیکن رات کا تعلق سورج اور زمین کے .... اس

باہمی Relation

باہمی نسبت

اور باہمی تعلق

سے ہے ....

ہم کیسے کہتے ہیں کہ دن ہے؟ .... جب سورج سامنے آجائے .... یا پو پھٹ جائے .... اور جب سورج پس پردہ چلا جائے .... شام ہوگئی .... رات ہوگئی .... تو رات یہی ہے .... لیکن جب اوپر جائیں .... خلا میں جائیں .... جہاں چاند گاڑی اڑتی جارہی ہو وہاں جائیں .... تو وہاں سے زمین بھی نظر آرہی ہوتی ہے .... سورج اپنی جگہ نظر آرہا ہوتا ہے .... تو رات اور دن کے یہ پیمانے .... رات اور دن کے جو فاصلے یہاں ہیں ...... یہ وہاں نہیں .... چاند تک ہی جائیں تو دن اور رات کے یہ فاصلے وہاں نہیں .... رہیں گے ....

اور اگر چاند سے اور اوپر جائیں .... پہلا آسمان آجائے .... تو وہاں رات و دن ہوگا؟ .... (نہیں) .... اور اگر اللہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پاک ہے .... اس نے اپنے بندے کو سیر کروائی راتوں رات .... مسجد حرام سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک .... تو آج کا طالب علم سوال کرتا ہے کہ وہاں تو رات ہے ہی نہیں .... تو راتوں رات سیر کیسے

کروائی........ رات تو اسی علامات زمین میں سے تھی........ اس زمین کے فاصلوں میں سے تھی........ زمین کی حدیں ہیں........ جہاں رات اور دن کا تصور ہے........ تو یہ دن اور رات کا تصور جو ہے یہ تو تھوڑا آگے جائیں تو ختم ہوجاتا ہے........ تو یہ کیسے کہا گیا کہ راتوں رات سدرۃ المنتہیٰ تک سیر کروائی........ وہاں تو رات ہے ہی نہیں........

قرآن پاک پر قربان جائیں........ یہ تحقیقات تو ہیں کہ لوگ چاند تک گئے........ اور پتہ چلا کہ رات اور دن کا نظام وہاں نہیں........ لیکن آج سے چودہ سو سال پہلے........ جب سائنس نے اتنی ترقی کی منزلیں طے نہ کی تھیں........ اور عروج کے زینے عبور نہ کئے تھے........ اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے معراج النبی کو بیان کیا دو حصوں میں........ ایک زمینی حصہ........ ایک آسمانی........ اور رات کا لفظ وہاں بولا جہاں صرف زمینی حصہ تھا........ تاکہ رات جو ہے اس کے بارے میں اختلاف نہ ہو........

تو مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک یہ وہ فاصلہ ہے........ جہاں دن اور رات کا نظام ہے........ تو چونکہ رات کا لفظ بولا........ اس لئے یہ اتنی حد بیان کی جتنا زمینی معراج ہے........ اور جو آسمانی ہے وہاں معراج کا قصہ تو ہے........ لیکن رات کا لفظ نہیں........ وہ اس کے مناسب تھا........

حضور علیہ السلام بشر تھے اللہ کے بندے تھے:۔

تو قرآن پاک کی بلاغت اور صداقت........ اور روشن ہوتی ہے کہ یہ آج کی بات ہوتی........ تو لوگ کہتے کہ یہ سوچ کر ترتیب دی ہے نہیں........ اس سے پہلے کہا گیا........ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ .... یا ہے وہ

ذات ہر کمزوری سے .... سوال نہ کرنا کہ کیسے لے گیا .... لے گیا .... اَسۡرٰی .... لے گیا اور کس کو لے گیا .... بِعَبۡدِہٖ .... اپنے بندے کو ....

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جو لے گیا ....

..........اور..........

کمال بخشا

عروج بخشا

بلندی بخشی

رفعت بخشی

شان بخشی

بہت بڑی .... تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے لئے یہاں رسول کا لفظ نہیں بولا .... کہ راتوں رات لے گیا اپنے رسول کو .... حالانکہ جو رسالت میں شان ہے لفظ رسول میں جو آن ہے .... اور جو اس کا مقام ہے .... وہ بہت اونچا ہے .... لیکن کہا اپنے بندے کو یہاں اس کا اظہار نہیں کیا .... تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کتنا ہی کمال کیوں نہ دیں .... اور کتنا ہی بلندی پر کیوں نہ لے جائیں .... کتنا ہی عروج کیوں نہ بخشیں .... بندہ رہتا بندہ ہی ہے .... بندگی کی حدود نہیں ٹوٹتی .... ان واقعات کو دیکھ کر یہ سمجھو کہ اب بندگی کی حدود ٹوٹ گئیں؟ .... (نہیں) .... اللہ نے درجہ جو دے دیا .... فرمایا نہیں .... معراج کی رات جو شان ہے .... اس سے بڑی

شان کیا ہوسکتی ہے؟.......... اس شان کے بیان پر بھی خدا نے لفظ بندہ بولا ....

معلوم ہوا کہ بندگی کی شان ہے.......... جسے اللہ اٹھاتا ہے.......... اور اتنی بلندی پر پہنچنے کے باوجود بندہ ہے.......... بلکہ جتنا اللہ تبارک وتعالیٰ عروج بخشے.......... اتنی بندگی اور نکھرتی ہے..........

جو گرے ہیں تیری راہ میں
وہ در ہے اصل سنبھل میں

بندگی میں عظمت ہے:۔

بندہ جتنا گرے اتنی ہی اس کی بندگی نکھرتی ہے.......... ہم بندگی کو کیا کہتے ہیں؟.......... اپنی زبان میں ہم بندگی کو کہتے ہیں عبادت.......... ہماری بندگی میں ہماری عبادت میں.......... ہماری نماز میں..........

رکوع بھی ہے
قیام بھی ہے
سجدہ بھی ہے
ہے بندگی..........

لیکن ان تینوں میں سب سے زیادہ شان کس کی ہے؟ ....
(سجدے کی).......... معلوم ہوا کہ جتنا زیادہ گریں.......... جتنی زیادہ بندگی اور عبدیت ہو اتنی عبادت کی شان اور ابھرتی ہے..........

ہے قیام بھی بندگی
ہے رکوع بھی بندگی

لیکن جو انداز سجدے کا ہے.......... یہی وجہ ہے کہ ایک رکعت میں قیام ایک.......... رکوع بھی ایک.......... اور سجدے دو.......... اے عبادت کرنے والے.......... اے مرد مومن.......... اب تو وہ مقام پاچکا ہے.......... جو عبادت کا مقام ہے.......... وہ تو پاچکا ہے.......... لیکن یہ مقام ملتا کب ہے؟ .... (سجدے میں).......... اس لئے سجدے دو ہیں..........

پہلا سجدہ انسان کو اپنے مبداً کا تصور دلاتا ہے.......... کہ انسان پیدا کس سے ہوا؟.......... (مٹی سے).......... عبادت کے وقت تیری نگاہ رہے سجدے کی جگہ پر.......... کہ میں اسی مٹی سے اٹھا ہوں.......... اب میں کھڑا بھی ہوں.......... چلتا پھرتا جو ہوں.......... لیکن ہوں تو اسی مٹی سے.......... تو پہلا سجدہ اپنے مبداً کی طرف لاتا ہے.......... یاد دلاتا ہے کہ انسان تو یہاں سے تھا.......... اور دوسرا سجدہ بتاتا ہے کہ پھر یہیں آنا ہے.......... دوسرے سجدے نے متوجہ کیا.......... دوسرے سجدے نے بتایا کہ اے مردِ مؤمن.......... اے انسان یہیں سے تجھے اٹھایا گیا.......... اور یہیں پھر آنا ہے.......... اور دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ کتنا ہوتا ہے؟.......... (تھوڑا سا).......... قلیل سا.......... تو جو دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ ہے.......... یہ دنیا کی زندگی ہے.......... اگر انسان غور کرے.......... تو دنیا کی زندگی یہی ہے کہ جو دو سجدوں میں وقفہ ہے.......... پہلے سجدے نے یہ تصور دلایا کہ تو یہیں سے آیا..........

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۵۵).......... اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں دوبارہ لائیں گے .... اور اسی سے پھر اٹھانا ہے.......... اٹھنا بھی پھر تمہیں اسی مٹی سے ہے

...........تو عبادت کی انتہا کیا ہے؟........... (سجدہ)

تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو........... وہی شانیں عطا فرمائیں........... لیکن جو زیادہ مقام بخشا........... جہاں عبدیت اور بندگی اور نکھرے اس لئے فرمایا کہ معراج کی رات........... ہم نے سیر وہاں تک کروائی لیکن کس کو کروائی؟........... اپنے آگے جھکنے والے کو........... اپنے بندے کو........... بندگی سے اس کو نہیں نکالا........... کیونکہ بندگی وہ ہے جس پر اثرات آئیں...........

جس طرح پیغمبر بندگی سے نہیں نکلتے........... فرشتے بھی نہیں نکلتے .... حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک مقام پر کہا تھا کہ اے پیغمبر .... اگر میں ذرا آگے جاؤں تو میرے پر جلتے ہیں........... معلوم ہوا کہ فرشتوں کا وجود بھی اثر لیتا ہے........... اس پر اثر آتا ہے........... وہ اثر سے پاک نہیں........... تو یہ بھی ایک بندگی کا اقرار ہے...........

حضور ﷺ کے لئے فرمایا........... عَبْدُہٗ........... اور جبرائیلؑ کی بندگی کا اقرار یہ کہ آگے نہیں جا سکتے........... وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک بال کے برابر بھی میں اونچا ہو جاؤں........... تو وہاں وہ تجلیات ہیں کہ میرے پر بالکل جل جائیں گے........... قرار نہ ہو........... تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو جو سیر کروائی جو نام رکھا کہ اپنے بندے کو سیر کروائی .... بتانے کے لئے کہ بندگی کی حدیں ٹوٹتی نہیں........... یہ نہ سمجھو کہ معراج کی رات جو ہو آئے تو وہ بندگی سے نکل گئے...........

باطل عقیدہ:۔

جس طرح آج لوگ درویش کو سمجھتے ہیں........... کوئی درویش ہے تو

کہتے ہیں کہ اللہ اللہ کرنے والا ہے............ اب کیا ہوا؟ کہ ذات سے ذات مل گئی............

اور جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ اتنا عروج بخشنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بندہ بندہ ہی ہے............ اب یہ کون کہتا ہے کہ ذات سے ذات مل گئی............

تو اللہ تبارک وتعالیٰ............ اپنی رحمتوں سے بندوں کے قریب آ جائے............ کتنا ہی قریب کیوں نہ آئیں............ وہ رہتا رب ہی ہے............ مثلاً حدیث میں ہے کہ............

اللہ رب العزت شعبان کی پندرھویں رات پہلے آسمان پر اترتے ہیں............ اور مسئلہ یہی ہے کہ جس طرح اللہ کی ذات بے مثال............ اس کی کیفیت کوئی بیان نہیں کرسکتا............ اسی طرح اس کی صفتیں بھی بے مثل ہیں............ اس کا اترنا بھی اسی طرح بے مثل ہے............ تو اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے آسمان پر بے مثال انداز میں اتریں............ تو رہتا پھر بھی رب ہی ہے............

اور بندہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے............ رہتا پھر بھی بندہ ہی ہے......

تو............

رب .... رب ہے

بندہ .... بندہ ہے

رب بندوں کے قریب ہو تو .... بندے خدا نہیں ہوتے

اور بندہ خدا کے قریب ہو تو .... وہ خدا نہیں بنتا

اس کا ارادہ تو خدا کے ماتحت ہو جاتا ہے............

اس کا دیکھنا خدا کے ساتھ

اس کا سننا خدا کے ساتھ

لیکن بندگی سے نکلتا نہیں............

تو یہاں اللہ رب العزت نے عبدہ.........کی تعبیر جو اختیار کی .... وہ بڑی عجیب ہے.........فرمایا.........سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی .... پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کروائی ....راتوں رات اپنے بندے کو.........مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام .... مسجد حرام سے............

واقعہ شق صدر:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں سوئے ہوئے تھے.......... یا حطیم کعبہ میں لیٹے تھے......... رات کا وقت ہے کیا دیکھتے ہیں کہ جرائیل آئے.........اور جرائیل نے کہا کہ آئیں میرے ساتھ.........چلیں .... اب حضور علیہ السلام کو علم ہے کہ یہ خدا کا بھیجا ہوا ہے.........تو جو خدا کا بھیجا ہوا ہے ....تو اس کے ساتھ نہ نہیں ہوسکتی ہے.........کہاں جانا ہے؟.......... یہ بھی نہیں پتہ......... چلنا ہے.........تو ایک طرف لے گئے .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ....تو جرائیلؑ نے کیا کیا؟ کہ آپ کے سینہ مبارک کو شق کیا.........اپریشن ہوگیا.........لیکن خون کا بہنا اور تکلیف نہیں کیوں؟.......... اس لئے کہ جب کسی کا بدن کٹے تو خون بہتا ہے خدا کے حکم سے......... یہ از خود نہیں خدا کے حکم سے.........اور جب وہ نہ چاہے تو نہیں بہتا............

جس طرح آگ جلاتی ہے......... خدا کے حکم سے اور خدا چاہے تو ابراہیمؑ کے قدموں پر آگ ہو لیکن جلائے نہ......... کیوں؟............

آگ جلاتی ہے .... خدا کے حکم سے

خون بہتا ہے .... خدا کے حکم سے

آپ دوائیں کھاتے ہیں ڈاکٹر حکیم سے لاکر .... تو دوا اندر جاتی ہے .... لیکن دوا فائدہ دیتی ہے خدا کے حکم سے .... ورنہ دوائیں پاس پڑی رہ جاتی ہیں .... اور ٹیکے لگے ہوتے ہیں .... وقت آجاتا ہے .... ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟ .... (ہوتا ہے) .... تو شفا دوائی میں نہیں .... شفا خدا کے ہاتھ میں ہے .... اس پر کسی کا زور تو نہیں؟ ....

تو بزرگوں کے بارے میں یہ سمجھنا کہ خدا ان کی موڑتا نہیں جو کہیں پوری .... یاد رکھیں .... بڑے سے بڑا بزرگ ہو .... لیکن خدا پھر بھی خدا ہے .... قبول کرلے اس کا احسان .... نہ مانے تو کوئی اس کو مجبور نہیں کرسکتا .... دینے پر آئے تو کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا .... نہ دے تو کوئی اس کو مجبور نہیں کرسکتا .... تو قبضۂ قدرت کس کی؟ .... (اللہ کی) .... تو دوائی میں شفا نہیں .... شفا خدا کے حکم میں ہے ....

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے .... اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کروائی .... راتوں رات .... بعض لوگ کہتے ہیں معراج جسمانی نہیں .... وہ کہتے ہیں کہ چونکہ خون نہیں بہا .... اس لئے جسمانی نہیں .... ہم کہتے ہیں کہ خون نہ بہنا یہ جسمانی ہونے کے تابع نہیں .... خدا کے حکم کے تابع ہے .... خدا کا حکم ہے نہیں بہا .... اگر نہیں بہا تو تم کہو کہ جسمانی ہے بھی نہیں .... تو اللہ رب العزت نے جبرائیلؑ کو بھیجا .... اور انہوں نے شق صدر کیا کیوں؟ .... آپ کو پتہ ہے ....

شق صدر کا مقصد:۔

حاجی جب حج کرنے جاتے ہیں.........تو داخلے سے پہلے جدہ کے مقام پر وہاں کی گورنمنٹ یہ دیکھتی ہے کہ ٹیکہ لگایا ہے یا نہیں؟.......... ٹیکہ لگواتے ہیں یا نہیں؟......... (لگواتے ہیں) کیوں؟......... یہ گورنمنٹ نے کیوں لازم کیا......... اس لئے کہ آب و ہوا میں اچانک تبدیلی......... ہمارے یہاں کا آب و ہوا کا انداز.........اور یک دم جب اڑ کر جدہ اتریں تو وہاں کا انداز اور......... اور خوراک بھی وہاں کی اور.........پانی بھی وہاں کا اور.........تو جب فضا بدلنی ہو......... علاقہ بدلنا ہو.........تو کیا کیا جاتا ہے؟......... ٹیکہ لگایا جاتا ہے......... تاکہ جسم متحمل ہو سکے فضا کا جو آگے آرہی ہے......... بدن اس لائق ہو کہ اس (Situation) کو دیکھ سکے.........اس فضا کو قبول کر سکے جو آگے ہوگی.........

تو آنحضرت ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چونکہ ایک ایسے مقام میں لے جانا تھا......... جہاں یہاں سے پہلے کوئی نہیں گیا......... وہاں سے آئے تو ہوں گے......... حضرت آدم علیہ السلام ....لیکن یہاں سے کوئی ایک گیا ہو؟.........تو حضور ﷺ نے وہاں جانا تھا......... اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے چاہا کہ جہاں ایک ایسا ٹیکہ.........اور انجکشن لگا دیا جائے کہ فرشتوں کی دنیا میں گھومیں.........اور جسم پر کچھ اثر نہ آئے.........

تو شق صدر ہوا.........اور فرماتے ہیں کہ ایک نور بھرا تخت تھا......... جو فرشتوں کے پاس تھا......... جو میرے اندر ڈالا گیا......... تھے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ سلم)......... مقبول پہلے تھے.........لیکن اب وہ توانائی آپ کو

دی گئی .... وہ توانائی اور قوت دی گئی کہ آپ اس نئے ماحول کا سامنا کرسکیں.........

اگر یہ معراج خواب ہوتا.........تو خواب میں جانے کے لئے تو فزیکل اثرات مرتب نہیں ہوتے......... فزیکل اثرات اس وقت مرتب ہوتے ہیں......... جب سچ مچ جانا ہو.........

جنتی سواری:۔

تو جبرائیل امین نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح یہ ٹیکہ اور انجکشن لگایا......... جس طرح خدا کا حکم تھا......... اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......... اوتیت بدابۃ......... ایک جانور میرے پاس لایا گیا......... خچر کے برابر کا......... گھوڑے سے ذرا چھوٹا .... اور گدھے سے بڑا......... اور کہا کہ آپ اس پر بیٹھیں......... جونہی میں اس پر بیٹھا......... وہ اس تیز رفتاری سے چلتا تھا کہ جہاں میری نظر پڑتی وہاں اس کا قدم پڑتا......... اس لئے کہ وہ جانور اس جہان کا نہیں تھا......... وہ اس جہان کا تھا......... جہاں عالم لاہوت کے مسافر اڑا کرتے ہیں .... آیا تھا اس لئے کہ اس زمین کا فاصلہ بھی معاً عبور ہو......... جلدی عبور ہو......

تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر میں بیت المقدس پہنچا......... اور وہاں اترا جہاں جبرائیلؑ نے بتایا .... کہ انبیاء بنی اسرائیل یہاں اپنی سواری کے جانور باندھتے رہے......... بنو اسرائیل کے پیغمبر جہاں اپنے سواری کے جانور باندھتے رہے میں نے وہاں جانور باندھ دیا......... مجھے اس بات کا کہ یہ جانور کیا ہے کیا نہیں؟......... چونکہ سواری تھی......... اس کو روک دیا یہی معنی

ہے............اور یہی حاصل ہے اس کا............

چار جہان:۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا دیکھتے ہیں؟............ ذرا مسئلہ غور طلب ہے............کیا دیکھتے ہیں؟ کہ انبیاء سابقین اس مسجد میں جمع ہیں............ پہلے پیغمبر جو گزرے اس مسجد میں سارے جمع ہیں............ اب یہ دیکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کس جہان میں تھے؟............حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم دنیا میں تھے............ یہ جہان جس میں ہم رہتے ہیں............ اس کا نام کیا ہے عالم دنیا............

اور قیامت کے بعد کا جو جہان ہوگا............ اس کا نام ہے عالم آخرت .... یہ کب شروع ہوگا؟............ (قیامت کے بعد)............تو قیامت کے بعد جو جہان ہے اسے بولتے ہیں عالم آخرت............ اور اس جہان کو کہتے ہیں عالم دنیا............تو عالم دنیا اور عالم آخرت کے درمیان کیا ہے؟............ یہ جو درمیانی دنیا ہے............ قیامت تو ابھی آئی نہیں اور اس دنیا سے فوت ہوگئے............ اس دنیا سے چلنے والا چلا گیا............ مرنے والا مر گیا............تو ہم لوگ جب مرتے ہیں............ تو آخرت تو شروع ہوگی قیامت کے بعد............تو جو درمیان میں ہے............ یہ ایک ایسا جہان ہے کہ جس پر پردہ پڑا ہے............ یہ ہے کیا؟............

عربی زبان میں پردے کو کہتے ہیں............ برزخ............ دو دریا چل رہے ہیں............ دو سمندر چل رہے ہیں............ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان .... درمیان میں ایک پردہ ہے............ حد بندی ہے............تو برزخ کا

معنی؟.........حد بندی.........پردہ.........

تو مرنے کے بعد جو جہان ہے.........قیامت تک.........اس کو کہتے ہیں ایک پردے والا جہان.........کہ انسان مر گیا.........یہاں سے چلا گیا.........کہاں گیا.........پردے میں چلا گیا.........

حضور علیہ السلام نے فرمایا .... اَلْقَبْرُ اَوَّلُ مَنَازِلَ الْاٰخِرَۃ.........آخرت کی جو منزلیں ہیں.........اس کی ابتداء ہے قبر.........تو قبر میں ڈال آئے.........اب قبر جو ہے.........اس وقت تک یہ زیر پردہ ہے.........جب تک کہ اسرافیل قیامت کا بگل نہیں بجاتے.........صور نہیں پھونکتے.........جب پھونکا جائے گا.........سب اٹھیں گے.........حشر ہوگا.........حساب ہوگا.........

تو یہ جو درمیانہ درجہ ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟.........عالم برزخ.........تو یہ جہان جس میں ہم رہتے ہیں یہ عالم دنیا.........مرنے کے بعد عالم برزخ.........قیامت کے بعد عالم آخرت.........اس جہان کا نام کیا ہے؟.........(عالم دنیا).........اس سے پہلے ہم کہاں تھے؟.........(عالم ارواح میں).........

اللہ نے روحیں پیدا کیں.........اور قیامت تک جس نے بھی پیدا ہونا ہے.........اس کی روح آدم کے یہاں آنے سے پہلے پیدا ہو چکی تھی.........تو اس کا نام ہے عالم ارواح.........تو ہمارے اسٹیشن کتنے ہیں؟.........(چار).........

عالم ارواح

عالم دنیا

عالم برزخ

عالم آخرت

گاڑی چل رہی ہے.........اور باری باری گزرنا ہے.........عالم دنیا میں تو اس وقت ہم ہیں.........ایک جہان تو چھوڑ آئے.........

ایک شخص نے حضرت سے کہا!

ایک شخص کہنے لگا کہ پچھلا جہان تو یاد نہیں......... میں نے کہا کہ بعض ایسے بھی کاملین گزرے جن کو یاد ہے.........حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں.........اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے.........ان سے بھی منقول ہے.........وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کسی کی یاد تازہ کردے.........اور نہ ہو تو خدا کی حکمت ہے......... پردے پڑے ہوئے ہیں.........لیکن ایک بات ہے کہ اللہ رب العزت نے عالم ارواح میں جب سب روحوں کو کہا تھا......... پوچھا تھا......... اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ......... کیا میں تمہارا پروردگار نہیں؟ ....تو سب نے کہا تھا کہ ہاں! اے اللہ.........تو ہمارا پروردگار ہے.........تو یہ واقعہ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا......... اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ.........تو کہا......... بَلٰی......... تو سعید روحوں نے کہا کہ ہاں وہ جب دنیا میں بھی آئے.........اور پیغمبروں کی بات پہنچی.........تو سب نے کہہ دیا ہاں.........

تو وہاں کی ہاں تھی......... جس نے یہاں آکر عروج پایا.........

اور یہ کہنا کہ ہمیں تو یاد نہیں.........ایک شخص کہہ رہا تھا کہ مجھے تو یاد نہیں کہ میں

نے کب کہا تھا؟..........(ہاں)........... میں نے کہا..........لکھا ''الف'' یہ کیا لکھا ہوا ہے.......... وہ پڑھا ہوا تھا.......... کہنے لگا.......... ''الف''..........
میں نے کہا کہ اب ایمانداری سے بتا کہ جب تجھے.......... کسی استاد نے بتایا تھا ''الف''.......... تجھے..........

وہ Exist time

وہ استاد

وہ وقت

اور وہ جگہ

صحیح یاد ہے؟.......... کہنے لگا کہ نہیں میں نے کہا ''ب'' یہ بھی یاد نہیں.......... میں نے کہا یہ لکھا ہوا ہے.......... ذٰلِكَ الْكِتَابُ..........تو یہ کس نے بتایا تھا؟.......... وقت صحیح تمہیں یاد ہو؟.......... کہنے لگا کہ یہ تو یاد نہیں..........تو میں نے عرض کی کہ یاد نہ ہونا.......... اس بات کی دلیل نہیں کہ واقعہ ہوا بھی نہیں.......... اگر یہ دلیل ہے کہ تو پڑھا لکھا ہے.......... ''الف'' اور ''ب'' کا فاصلہ.......... ورنہ قرآن نے جو کہا کہ اللہ رب العزت نے کہا تھا..........
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ.......... میں تمہارا پروردگار نہیں؟..........تو ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ نے کہا..........اور ہم نے کہا.......... بَلٰی.......... اور یہاں آ کر بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دے دی..........

تو بات یہ ہے کہ یہ ہے عالم دنیا.......... اور اگلا جہان کیا ہے؟..........(عالم برزخ)..........تو عالم دنیا اور عالم برزخ یہ دونوں اکٹھے ہو جائیں کہیں میل ہو جائے.......... نہ یہ کبھی ہوا نہ سنا..........

عالم دنیا اور عالم برزخ کا ملاپ:۔

لیکن معراج کی رات آنحضرت ﷺ بیت المقدس پہنچے.......... تو وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ پچھلے انبیاء جو گزرے ہیں.......... وہ سارے کے سارے وہاں تھے.......... ان کا جہان کون سا تھا؟.......... ان کا جہان عالم برزخ کا تھا.......... وہ دنیا سے جا چکے تھے.......... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہان عالم دنیا کا..........

اور اب دنیا والے تو دنیا والوں سے ملتے ہیں.......... برزخ والے برزخ والوں سے ملتے ہیں.......... آخرت والے آخرت والوں کو ملیں گے.......... جنت والے جنت والوں کو ملیں گے.......... لیکن ہو دنیا کا.......... اور دوسری مخلوق ہو عالم برزخ کی.......... ان دونوں جہانوں کا ارتقاء جو ہے.......... یہ خدا کی قدرت کا وہ نشان ہے.......... جو معراج سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا..........

تو اللہ رب العزت نے فرمایا.......... پاک ہے وہ ذات جو لے گئی راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک.......... کس لئے.......... لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا.......... تا کہ ہم اپنی قدرت کے نشان دکھائیں.......... وہ قدرت کیا ہے؟.......... وہ قدرت یہی ہے کہ عالم برزخ.......... اور عالم دنیا آپس میں مل رہے ہیں..........

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خواب میں بھی تو ہم ملتے ہیں.......... بھئی خواب میں ملنا صرف روح کی ملاقات ہے.......... خواب میں اگر کسی کو ملیں تو صرف روح کی ملاقات ہے.......... اور بدن کے ساتھ جو ملیں.......... عالم دنیا کے

بدن کے ساتھ بغیر نیند کے جو ملیں .... یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت خاصہ کا ظہور ہے......... عقل نہیں مانتی......... لیکن یہ خدا کی قدرت کا ظہور ہے.........

عام سمجھ نہیں مانتی......... لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جب چاہیں......... اپنی قدرت کا نشان دکھائیں......... اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کا نشان دکھایا کہ عالم دنیا کا مسافر بیت المقدس پہنچا تو عالم برزخ کے لوگ وہاں موجود تھے......

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر
عیاں ہوں معنی اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر
جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

اسماعیلی پیغمبر کا اعزاز:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے اس مصلیٰ امامت پر......... جو تمام انبیاء کا سرمایہ امتیاز اور نشان فخر تھا......... حضور علیہ السلام کو کھڑا ہونے کا حکم دیا.........

حضور علیہ السلام امام کی جگہ پر تشریف لائے......... اور سارے انبیاء پیچھے صف بنا رہے ہیں.........

تو حضور علیہ السلام اسماعیلی پیغمبر تھے......... تو اسماعیلی پیغمبر کی امامت مکے والوں کے ہاں تو سمجھ آتی تھی کہ یہیں کا ہے......... لیکن اسرائیلیوں کے ہاں ان کی مسجد اقصیٰ میں جا کر امامت کے مصلیٰ پر آنا......... دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں......... کہ یہ بنو اسرائیل کی روحانی قیادت کے خاتمہ کا اعلان تھا.........

اللہ نے روحانی بزرگی کا تاج......... جو بنو اسرائیل پر رکھا تھا......... آج کی رات اٹھ گیا......... اے بنو اسرائیل تم نے احکام تورات کو پس پشت ڈالا

.........تم نے اللہ تعالیٰ کے قانونوں کو توڑا.........اور اس کی حدود کا احترام نہ کیا ....اب تم دنیا کی قائد قوم نہیں ہو.........عزت اور قیادت و سیادت اور بزرگی کا تاج.........تم سے اٹھا کر اب اسماعیلی پر رکھا جائے......

اب دنیا میں جو قوم ابھرے گی......... وہ اسماعیلی قیادت میں ہوگی.........گویا معراج کی رات اسرائیلی قیادت کے خاتمہ کا اعلان.........اور اسماعیلی قیادت کا آغاز......... یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ آیت اتاری.........سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ.........اس سے اگلی آیت میں اللہ نے فرمایا.........وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ ....کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی......... وَ جَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا......... ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ......... اے لوگو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں......

بٹھایا تھا

بچایا تھا

ترایا تھا

ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ.........جن کو ہم نے نوحؑ کی کشتی میں بچایا ....اے ان کی اولادو.........سن لو......... کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی......... وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ وَ جَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ....اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے نشان ہدایت بنایا تھا.........اور دی راہنمائی موسیٰ علیہ السلام کو......... یہ آیت کہاں ہے؟.........سورہ بنی اسرائیل میں معراج سے اگلی آیت میں......... معراج کی آیت.........

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡر......... وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ.......... یہ اس سے اگلی آیت ہے..........

تو مفسرین ربط آیات پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ معراج کی آیت جو ہے.......... اس سے اگلی آیت میں موسیٰؑ اور بنو اسرائیل کے قبلہ ہدایت ہونے کا بیان ہے.......... اور اللہ نے پکارا.......... اے ان لوگوں کی اولاد دو.......... جو نوحؑ کے ساتھ کشتی میں بچے تھے.......... ذرا تاریخ ربط کو آواز دو.......... اپنی تاریخ کو پہچانو.......... تم ان کی اولاد ہو.......... اللہ تعالیٰ نے کشتی کو ترایا.......... کچھ صدیوں تک موسیٰؑ کی شریعت تورات قبلہ ہدایت رہی.......... لیکن تم اس کا حق ادا نہیں کر سکے.......... اب ہم نے اسماعیلؑ کو قیادت دینے کا فیصلہ کیا ہے.......... اسماعیلؑ آئے گا راتوں رات .... اور تمہارے گھر تمہارے قبلہ.......... تمہاری مسجد بیت المقدس میں.......... تمہارے مصلےٰ امامت پر .... جن پر تمہاری تاریخ ناز کرتی ہے.......... اس کو کھڑا کیا جائے گا .... یہ امام ہوگا.......... اور سب پہلے پیغمبر مقتدی ہوں گے.......... دنیا ایک یونٹ ہوگی..........

اب اسماعیل اور اسرائیل کا فاصلہ نہیں.......... اب بیت اللہ اور بیت المقدس کا فاصلہ نہیں.......... اب پیغمبر ﷺ وہاں کا اور مصلےٰ امامت تمہارا.......... دنیا ایک یونٹ.......... جس طرح ساری کائنات کے لئے خدا ایک.......... اب کے بعد پیغمبر بھی ایک.......... پہلے پیغمبر اپنے اپنے علاقے میں اپنے اپنے

رہے.........لیکن اب کے بعد پیغمبر ایک مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا،

حضور علیہ السلام آسمانوں پر:۔

تو آپ کا جو سفر تھا......... زمینی معراج کا.......... وہ یہیں تک ہے.........اب جب آپ اوپر گئے .... جبرائیلؑ امین آپ کو اوپر لے گئے.........تو کیا دیکھتے ہیں کہ جن پیغمبروں نے یہاں نماز پڑھی.......... وہ آگے اپنے اپنے آسمان میں موجود ہیں......... کیا حیرت افزاء واقعہ ہے......

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں.......... اس پر بہت بحث کی کہ تم تعجب نہ کرو.......... روح کے معاملات ایسے ہیں کہ یہ وقت کے محتاج نہیں.......... خیال کتنی جلدی اڑتا ہے.......... اس کے لئے کوئی فاصلہ اور وقت ہے؟ .... (نہیں).......... ایک آدمی یہاں بیٹھا ہوا ہے کہ لمحہ کے لئے وہ سوچے کہ میں کراچی گیا.......... تو اب جانے میں خیال کتنی تیز رفتاری سے گیا.......... یا سوچتا ہے کہ میں مکے گیا تو مکہ میں کیا گیا ہے؟.......... (خیال)..........

تو یاد رکھیں جتنی خیال کی پرواز ہے.......... سرعت رفتار.......... تیزی .... اس سے زیادہ روح کی پرواز ہے.......... جب کوئی انسان مرتا ہے .... تو اس کی روح اعلیٰ علیین میں یا سجین میں جہاں بھی جائے .... تو اس کی رفتار گھنٹوں اور منٹوں کی محتاج نہیں.......... یہ فاصلے جسم کیلئے اور جسم مادی کیلئے ہے.......... روح اور خیال کی دنیا بالکل اور ہے......

خواب.......... خیال کے ماتحت ہوتا ہے.......... گو خیال خدا کی طرف سے ہے.......... خواب حقیقت بن کر آتا ہے.......... تو خواب کی حقیقت ایک

اپنی جگہ مستقل تفصیل طلب بحث ہے......... حضور علیہ السلام جب اڑ کر گئے
.........تو حضور علیہ السلام تو گئے براق پر.......... حضور علیہ السلام گئے اس جانور پر..........
جو وہیں سے آیا تھا.......... کیونکہ جسم تھا آپ کا......... اس کو وہ رفتار بخشی گئی کہ
جس کی حقیقت اب سمجھنی کوئی مشکل نہیں......... کیوں؟......... اب بجلی ایجاد
ہو چکی .... اور براق کا لفظ نکلا ہوا ہے.......... برق سے.......... تو برق کا
معنی بجلی..........

تو بجلی کی رفتار کتنی تیز ہے......... ایک لمحہ میں وہ ساری دنیا کے گرد کتنا
چکر لگا سکتی ہے؟ .... آج یہ مسئلہ سمجھنا آسان ہے......... لیکن آج سے
چودہ سو سال پہلے......... جب بجلی کے یہ کرشمے دنیا کے سامنے نہیں آئے تھے
.... لوگوں نے خود اس کو نہیں دیکھا تھا......... ان کے سامنے جب جانور
براق کا تذکرہ آتا تھا......... تو کبھی ذہن ہی اس طرف منتقل نہیں ہوتا
تھا......... کہ یہ لفظ کہاں سے نکلا ہے؟ .... تو آنحضرت علیہ السلام براق پر گئے
.........لیکن جو انبیاء آئے تھے......... ان کی روح......... ان کے لئے اس کی
بھی ضرورت نہیں.........

تو حضور علیہ السلام جب وہاں پہنچے .... تو آگے وہ موجود ہیں......... تو
حافظ ابن حجر عسقلانیؒ .... فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ حضور
علیہ السلام کی ملاقات......... ان پیغمبروں سے بیت المقدس میں بھی ہوئی ....
اور آسمانوں پر بھی ہوئی......... اگر ان دونوں ملاقاتوں میں ایک لمحے کا فرق بھی
ہو......... تو جب وقت مختلف ہو گیا گو.........

ایک لمحہ

دو لمحے

چند لمحے

تو آپ کی ملاقات ان کے ساتھ وہاں ہوئی جہاں اوقات مختلف تھے.........اور جگہیں بھی مختلف تھیں.........اور یہ وہ حقیقت ہے کہ.........لَا یَرُدُّہُ الْعَقْلُ فَقَدْ ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ.........کہ عقل اس کی تردید نہیں ہے.........عقل جس کو کہتی ہے تعارض اس کیلئے سات وحدتیں ہیں.........جس میں سے ایک ہے.........شہادت زمان.........اب نہ اتحاد زماں رہا.........کیونکہ جب وہاں گئے.........تو چند لمحے آگے تھے.........نہ اتحاد مکاں رہا کہ یہ جگہ اور تھی.........وہ جگہ اور ہے تو اس میں تعارض نہیں.........

تو فرماتے ہیں.........لَا یَرُدُّہُ الْعَقْلُ.........کہ یہ عقل اور منطق کے خلاف نہیں.........فَقَدْ ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ.........حضورﷺ نقل میں یہ فرما چکے ہیں کہ میں وہاں چلا.........پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوئی.........اور پہلے آسمان میں آپ کی ملاقات کرانا.........اس جذبہ شفقت پدری سے ہے کہ جو باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے.........حضرت آدم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ لگتے ہیں.........تو باپ اپنے بیٹے کے استقبال کے لئے کھڑا ہے.........گو بیٹا اپنے مقام اور کمالات میں وہ باپ سے بہت آگے جائے گا.........

حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات:۔

اور باپ کو دیکھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ تجلیات دیکھیں اِدھر اور اُدھر.........اور آدم علیہ السلام ایک طرف نظر کرتے تو

آپکے چہرے پر رونق آتی.......... ایک طرف نظر کرتے تو آپ کے چہرے پر غم کے اثرات ہوتے.......... کہ آپ کی اولاد جو آخرت میں جنت کا سامان ہوگی.......... اس کو دیکھتے تو آدم علیہ السلام خوش ہوتے.......... اور آدم علیہ السلام کی اولاد نے اپنے لئے جو جہنم کا سامان اکٹھا کیا.......... تو کیا اپنے اعمال سے.......... اپنے کردار سے.......... لیکن باپ کا احساس کیا ہوگا؟.......... وہی ہوگا جو باپ پر ہوتا ہے.......... تو آپ کی ملاقات ہوئی تو اب آدم علیہ السلام حیران ہیں.......... انہوں نے فرشتے وہاں سے گزرتے دیکھے.......... اور انسان اور روحیں جو آئیں.......... وہ وفات کے بعد آئیں.......... لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ایک انسان فزیکل باڈی دنیا والی کے ساتھ آرہا ہے.......... تو فوراً آدم علیہ السلام نے کہا کہ یہ آئے ہیں.......... یا بلوائے گئے ہیں؟.......... تو آ تو وہاں کوئی نہیں سکتا.......... یہ جہاں ہے دنیا میں.......... اس میں تھوڑے بہت ہمارے اختیارات چلتے ہیں.......... لیکن وہ جہان ہے جہاں کوئی نہیں جاسکتا.......... آدم علیہ السلام نے کہا کہ آئے ہیں یا بلوائے گئے ہیں؟.......... تو.......

ایک آسمان

دوسرے آسمان

تیسرے آسمان

یہ آگے قصہ جاتا ہے.......... وقت اجازت نہیں دیتا کہ میں تفصیل بیان کروں.......... ایک بات کہہ کر ختم کرتا ہوں..........

مشرکین مکہ کا سوال:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے جب واپس آئے.......... تو آپ

پر سوال کیا گیا کہ آپ نے تو بیت المقدس دیکھا ہوا نہیں............اگر آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں .... کہ میں راتوں رات بیت المقدس گیا............تو یہ بتائیں کہ اس مسجد اقصیٰ کے دروازے کیسے تھے؟............ دروازے کتنے تھے؟............اور اس کی کیفیت اور ستون کے بارے میں ....سوال کیا کہ یہ کیسے تھے؟......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں............ فکربت کربة ما کربت مثله قط............ ان کے اس سوال سے مجھے بڑی ذہنی تکلیف ہوئی! کیوں؟ .... یہ سوال بڑا بے محل اور بے ہودہ ہے............ دیکھیں .... میں نے پچھلا جمعہ یہاں معراج پر عرض کی تھی............سب کو پتہ ہے .... اب میں اگر لاہور جا کر کہوں کہ میں نے ....فلاں جگہ معراج کا واقعہ بیان کیا............تو کوئی مجھ سے پوچھے کہ اچھا آپ اگر اس مسجد میں گئے تو بتائیں کہ اس کے روشن دان کتنے ہیں؟ .... میں بتا سکوں گا؟ .... (نہیں) .... کیوں؟ اس لئے کہ میں یہاں تقریر کرنے کے لئے آیا ہوں .... روشن دان گننے کے لئے تو نہیں آیا............

اگر کوئی مجھ سے کوئی ستون پوچھے تو میں وہ بھی نہیں بتا سکتا............ اگر آپ سڑک سے گزریں اور کہیں کہ میں فلاں سڑک سے آیا............ اور کوئی پوچھے کہ وہاں دوکانیں کون کون سی تھیں............ کتنی کتنی چوڑی تھیں............کوئی بیان کر سکتا ہے؟ .... (نہیں) ....تو یہ سوال تو بالکل بے محل سا ہے............

اسی درجے میں وہ سوال بے محل تھا............تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فکربت کربة............ مجھے اس سولل سے اتنی ذہنی کوفت

ہوئی.......... ماکربت مثله قط او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم.......... کہ ایسی مجھے کوفت کبھی نہیں ہوئی..........

اب آپ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کیا تھا؟.......... خواب کا تھا یا سچ مچ بدن کے ساتھ؟.......... (بدن کے ساتھ).......... اگر خواب کا ہو .... تو خواب والے سے کوئی ایسی باتیں پوچھتا ہے؟ ....(نہیں .... آپ میں سے کوئی کہے کہ مجھے خواب آیا کہ میں کراچی گیا.......... تو کوئی پوچھے کہ اچھا بتاؤ.......... وہاں ایئرپورٹ کیسا ہے؟.......... یا ریلوے اسٹیشن کیسا ہے؟.......... خواب کے بارے میں دنیا کا محاورہ ہے کہ پھر یہ تفصیلات پوچھتے ہیں .... اور سچ مچ ہو تو پھر بے شک کسی درجے میں دوسرے سے پوچھنے کا حق ہے..........

تو آنحضرت ﷺ سے جب یہ سوال کیا گیا.......... تو یہ سوال خود بتاتا ہے کہ آپ کوئی خواب بیان نہیں کرر ہے تھے.......... خواب بیان کرر ہے ہوتے تو سوال نہ ہوتا..........

اور پھر خواب سب کو آتے ہیں یا نہیں؟.......... (آتے ہیں).......... تو ابوجہل نے اس کو لقمہ تکلیف کیوں بنایا؟.......... ابوجہل نے جب یہ بات سنی تو بڑا خوش ہوا.......... کہ اب میں اس دعوت اسلام کو روک سکوں گا.......... بالکل کیوں؟.......... اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی بات کہی کہ جواب (Believe able) نہیں.......... ماننے والی نہیں.......... بڑا خوش ہوا ....تو اس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کہا.......... کہ بھائی تو بتا کہ کوئی شخص اس بدن کے ساتھ اوپر جا سکتا ہے؟.......... انہوں نے کہا نہیں جا سکتا..........

اس نے کہا کہ پھر تیرا یار کہہ رہا ہے کہ میں گیا ہوں............ فوراً صدیق اکبرؓ نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے تو پھر آپ گئے ہیں............

تو صدیق اکبرؓ نے تصدیق فرما دی معراج کی............ اور معراج کا معنی ہے جسمانی طور پر............

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

فیه آیات بینات مقام ابراهیم

فضائل زمزم

از افادات:
فضیلۃ الشیخ محمد خیر محمد مکی حجازی
شیخ حرم مکہ مکرمہ

انتخاب:
حافظ عبدالحمید لیکے
ترتیب:
حافظ محمد ندیم قاسمی

ناشر: اِدارہ تعلیم القرآن ٹرسٹ
ایڈنبرا، اسکاٹ لینڈ یوکے
زیر اہتمام: مجاھد فضل اکیڈمی
فیصل آباد، پاکستان

﴿عقیدۂ حیات النبی﴾

خطبہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ....
خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاء ....وَ عَلٰى اٰلِهِ الْاَتْقِيَاء وَ
اَصْحَابِهِ الْاَصْفِيَاء..........

اَمَّابَعْدُ..........فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ..........بِسْمِ
اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .... وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَات
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْن ....(پارہ۲ سورۃ البقرہ آیت۱۵۴)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْن ....
(پارہ۲۳ سورۃ الزمر آیت۳۰)

قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِىْ
قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْن .... اَوْ كَمَا قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم ....وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْم
..........وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ ....وَالْحَمْدُلِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْن..........

تمہید:۔

صاحب صدر
گرامی قدر

واجب الاحترام

علماء کرام

زعماء قوم

بزرگان ملت

سامعین عزیز

محترم دوستو

بھائیو اور طالب علمو

آج ہم سب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مقدس و مطہر عنوان سے معنون پروگرام میں جمع ہیں .... اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ آپ کے خلوص کو قبول فرمائے .... (آمین) .... اور ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پاء پر زندگی کو رواں دواں رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے .... (آمین) ....

منکرین حیات کی دلیل اوّل اور اس کا ردّ:۔

سامعین عزیز .... ایک طبقے نے اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات کا غلط ترجمہ کرنا شروع کر دیا .... جو آیتیں پڑھ کر ان سے غلط استدلال کرتے ہیں .... سب سے پہلی آیت کریمہ ان لوگوں کی طرف سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل نہیں ہیں یہ پیش کی جاتی ہے وہ یہ آیت پڑھتے ہیں .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ .... ہم نے ان سے پوچھا کہ جب یہ آیت اتری .... تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میت تھے یا نہیں؟ .... جب جبرائیل نے آ کر حضور ﷺ کو

یہ آیت سنائی اور کہا.......... اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْن.......... اس وقت حضور ﷺ میت تھے یا نہیں؟.......... (نہیں).......... تو پھر آیت کا معنی کیا ہوگا؟..........

اللہ تعالیٰ کی بات غلط تو نہیں ہوسکتی.......... تو پھر آپ تطبیق کریں.......... واقعہ یہ کہ حضور ﷺ اس وقت میت نہیں تھے.......... اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے.......... اِنَّکَ مَیِّتٌ.......... اب تطبیق بین القولین کیسے ہوگی؟.......... تطبیق یوں ہوگی کہ.......... اِنَّکَ مَیِّتٌ.......... کا لفظ اپنے ظاہر پر نہیں.......... یہ صفت مشبہ کا وزن ہے.......... اور یہ جملہ فعلیہ کے معنی میں ہے.......... اِنَّکَ مَیِّتٌ.......... کا معنی ہے.......... اِنَّکَ تَمُوْتُ.......... آپ پر وفات آئے گی.......... یہ ہے اس کا معنی.......... کیوں؟.......... اگر کہیں کہ آپ اس وقت میت تھے تو یہ تو خلاف واقعہ ہے.......... اِنَّکَ تَمُوْتُ.......... جملہ فعلیہ ہے اور فعلیہ جملے میں صرف ثبوت حدوث ہوتا ہے کہ یہ بات واقع ہوئی یا ہوگی.......... اس میں دوام اور استمرار کا معنی نہیں اس کا معنی ہے.......... اِنَّکَ تَمُوْتُ.......... آپ پر موت آئے گی.......... اِنَّکَ مَیِّتٌ.......... بیشک یہ [illegible] اسمیہ تھا مگر یہ بمعنی اسمیہ کے نہیں.......... تو جب یہ بمعنی جملہ فعلیہ کے ہے اور معنی یہی ہے کہ آپ پر وفات آئے گی.......... اور ہم اس کے منکر نہیں.......... اور کوئی بھی اس کا منکر نہیں.......... اب ہو یہ بمعنی جملہ فعلیہ اور اس سے استدلال کرنا استمرار پر.......... اس سے استدلال کرنا دوام پر.......... یہ [illegible]ل ہے؟.......... (نہیں)..........

آپ ﷺ پر وفات آئی ہے یہ قرآن سے ثابت ہے؟.......... (نہیں)

.... جس پیغمبر ﷺ نے کتاب دنیا میں پیش کی ہو اور زندگی میں پڑھ کر سنائی

ہو.......... اس کتاب میں اس کی وفات کی پیش گوئی تو ہو سکتی ہے.......... لیکن اس کے وقوع وفات کی خبر اس میں نہیں ہو سکتی..........

کیونکہ جب قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوا.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما تھے یا نہیں؟.......... (تھے).......... جب آپؐ نے اعلان کیا کہ خدا نے کہا.......... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ.......... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دنیا میں موجود تھے نا؟.......... (تھے).......... جب آیت اِنَّکَ مَیِّتٌ .... اتری اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے .... جب آیت اتری .... کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی زندہ تھے.......... وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ.......... (پارہ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴).......... اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے..........

تو کسی پیغمبر کی پیش کی ہوئی کتاب میں اس کی اپنی وفات کی داستان ہو سکتی ہے؟.......... (نہیں).......... اگر ہو تو پھر وہ کتاب، کتابِ الٰہی نہیں.....

ہم عیسائیوں کو کہتے ہیں.......... کہ جو انجیل تم پیش کرتے ہو.......... یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی نہیں، اور ہماری دلیل کیا ہے؟.......... یہی کہ اس میں حضرت عیسیٰ کی وفات کی خبر ہے.......... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کتاب پیش کی ہوتی تو انہوں نے اپنی کتاب میں اپنی وفات کی خبر تو نہیں دینی تھی.....

اگر قرآن سے ثابت ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات آ چکی تو اس کا لازم نتیجہ کیا ہے؟.......... کہ پھر یہ اللہ کی کتاب نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ نہیں.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی پیش کردہ کتاب میں آپ کی

اپنی وفات کے واقع ہونے کی خبر کیسے ہوسکتی ہے؟.............

اب بتائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ قرآن میں اپنی وفات ہوچکنے کی خبر ہے؟............ (نہیں)............ تو جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن سے ثابت کرتے ہیں............ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی ہے............ تو جھوٹ بولتے ہیں یا سچ؟............ (جھوٹ)............ کیا اِنَّکَ مَیِّتٌ...... کا معنی ہے کہ آپ فوت شدہ ہیں؟............ (ہرگز نہیں)............ اور یہ وضاحت ہے تواتر اور یقین کے ساتھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فوت شدہ نہیں تھے .... جب آیت اتری، تو پھر جب واقعہ یہ کہ آپ زندہ تھے اور خدا کا فرمان .... اِنَّکَ مَیِّتٌ .... یہ بھی برحق تھا...... تو تطبیق کیسے ہوگی .... تو تطبیق کی صرف یہ صورت ہوسکتی ہے کہ یہ بمعنی............ اِنَّکَ تَمُوْتُ ہے............ بات اب سمجھ میں آ گئی؟ .... (جی)............

اموات غیر احیاء کی تشریح:۔

اس بات کے ساتھ ایک اور بات سمجھا دیتا ہوں............ کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں............ اور دوسری بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں .... کہ جسد عنصری کے ساتھ آپ اٹھائے گئے تھے .... اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں............

اب ایک شخص استدلال کرتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو خدا کی خدائی میں شریک کرتے ہیں .... اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ نہیں............ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ .... وہ سب فوت شدہ ہیں .... وہ زندہ نہیں............ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

............اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے............

قرآن پاک نے ان معبودوں کو جو خدا کی خدائی میں جن کو شریک کر رکھا ہے............اور انسان ان کو حاجت روا اور مشکل کشاء سمجھ کر پکارتے ہیں............ اپنی ضرورتوں میں ان سے فریاد کرتے ہیں............ ان کے بارے میں اللہ نے کہا............ اَمْوَاتٌ .... وہ فوت شدہ ہیں، میت ہیں............ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... وہ زندہ نہیں .... وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ .... اب اس آیت کی روشنی میں ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کے علاوہ خدائی میں شریک کیا گیا یا نہیں؟ ....(کیا گیا)............ خدا کا بیٹا کہا گیا یا نہیں ؟ .... (کہا گیا)............ ان کی لوگ پوجا کرتے ہیں یا نہیں ؟............ (کرتے ہیں) .... ان کو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں یا نہیں؟ .... (کہتے ہیں)............تو حضرت عیسیٰ کی عبادت کی جارہی ہےتو قرآن کہتا ہے کہ جن کی عبادت کی جارہی ہے .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... اس سے کوئی وفات مسیح پر جب استدلال کرے تو اس کا کیا جواب ہوگا؟............ جب حضرت عیسیٰ کو خدا کی خدائی میں شریک کیا گیا تو پھر اس نص قرآن کے مطابق .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ............ حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہوگی یا نہیں؟............ اب ہم نے اس اعتراض سے نکلنا ہے............

اب جو میں جواب دینے لگا ہوں اس جواب کا نام ہے ''تخصیص بعدالتعمیم '' کہ یہ آیت جو ہے یہ عام ہے............اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ............ کہ جن جن پتھر کے معبودوں کو .... معبودانِ باطلہ کو یا فوت شدہ انبیاء کو ....فوت شدہ انسانوں کو ود، یغوث، یعوق اور نسر وغیرہ جن جن کی یہ اللہ کے

سوا عبادت کرتے ہیں اور حاجات میں ان کو پکارتے ہیں .... وہ سارے کے سارے موت کا پیالہ پی کر عالم برزخ میں منتقل ہو چکے ہیں .... اس سے انکار نہیں لیکن جب حضرت عیسیٰؑ کو زندہ مانتے ہیں تو وہ کیوں مانتے ہیں .... باقاعدہ تخصیص بعدالتعمیم .... کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی حیات پر ہمارے پاس مستقل دلائل ہیں .... ان دلائل کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... سے مستثنیٰ ہوئے ....

اور اب ذرا غور کیجئے کہ حنفیہ کے مذہب پر میں سوال کر رہا ہوں .... کہ قرآن پاک کی کوئی آیت ہو عام جس کا حکم ہو عام تو خبر واحد سے کہا اس کی تخصیص جائز ہے؟........... قرآن پاک کی آیت میں ایک بات عام کہی گئی مثلاً کہا گیا .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... اب حضرت عیسیٰؑ کی حیات پر تو ہمارے پاس آیات ہیں لیکن اگر ان آیتوں سے ہم فیصلہ نہ کریں .... حدیث سے ثابت ہو حضرت عیسیٰؑ کا آنا .... تو کیا حدیث " تخصیص بعد التعمیم " کر سکے گی؟........... حدیث سے ہم قرآن کی آیت .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... کی تخصیص کریں گے یا قرآن کی آیت کی تخصیص کیلئے ہم قرآن ہی لائیں گے؟........... تو قاعدہ "تخصیص بعدالتعمیم" کو استعمال کرنے کیلئے کن چیزوں کی ضرورت ہے؟........... کہ جس سے تم نے تخصیص کرنی ہے .... جس معیار اور سند کی وہ بات ہو تو تخصیص کرنے والے کیلئے بھی اتنی قوت والی دلیل ہو .... اگر .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... قرآن سے ثابت ہے تو یہ تعمیم ہے اب اگر .... حضرت عیسیٰؑ کی حیات کے لئے تخصیص لائی جائے تو وہ تخصیص بھی ہو گی .... قرآن سے کیونکہ خبر واحد خبر متواتر یا عموم

قرآن کی تخصیص نہیں کر سکتی .... یہ مسئلہ بھی آپ کے ذہن میں ہے؟......

لیکن آپ نے نور الانوار میں ایک اور قسم پڑھی ہو گی کہ کچھ آیتیں ہیں عام......... اور کچھ آیتیں ہیں ''عام خص منه البعض'' عام خص منہ البعض کا معنی کیا ہے؟ .... کہ ایسا کلمہ عام جس سے کچھ چیزیں بالاتفاق مستثنیٰ ہوں اور ان کی تخصیص ہو......... تو جن کے بارے میں بالاتفاق تخصیص ہو وہ حکم عام نہیں رہے گا......... بلکہ اس کو کہا جائے گا عام خص عنہ البعض.........

اب ذرا میری بات پر غور کریں......... ایک ضمنی بات کہہ دیتا ہوں .... ہے علمی بات لیکن ہے ضمنی ....

قرآن پاک نے ہر شخص کے وارث مقرر کئے .... يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ......... اور ہم نے وارث مقرر کر لئے ....شریعت نے حصے مقرر کر لئے .... تو تقسیم میراث کہاں سے ثابت ہے؟......... (قرآن سے) ....

حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے جب ایک آدمی مطالبۂ فدک کے لئے بھیجا صدیق اکبرؓ کے پاس کہ مجھے باغ فدک سے میراث دی جائے .... میرے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے وراثت ملنی چاہیے......... کہا تھا یا نہیں ؟ .... (کہا تھا) .... حضرت صدیق اکبرؓ نے کیا کہا تھا؟ ....کہ پیغمبروں کی وراثت نہیں ہوتی .... نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ مَاتَرَكْنَا صَدَقَةٌ .... اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی .... اور باغ فدک سے ان کو حصہ نہیں دیا......... اس استدلال میں ظاہری طور پر کیا کمزوری ہے .... کہ آیت میراث کہ مسلمانو

تمہاری جائیداد وراثت میں آئے گی .... یہ حکم عام ہے .... تو یہ حکم وراثت اور میراث کا کہاں ہے؟ .... (قرآن میں) .... اور جو تخصیص والی دلیل صدیق اکبرؓ نے پیش کی وہ کہاں ہے؟ .... (حدیث میں) ......

تو آپ یہ بتائیں کہ حدیث سے خبر واحد سے حنفیہ کے ہاں تخصیص جائز ہے؟ .... تو صدیق اکبرؓ کا جو استدلال تھا .... ظاہری طور پر اس میں کچھ سقم محسوس ہوتا ہے یا نہیں ہے؟ .... (ہوتا ہے) .... ادھر آیت اور ادھر حدیث اور حدیث سے کرنا کیا ہے؟ .... آیت کے عموم کو توڑنا ہے .... جب اس کے عموم کو توڑنا ہے تو اس کی تخصیص کرنی ہے .... جب تخصیص کرنی ہے تو چاہیے کہ کم از کم وہ مخصص کے ہم پلہ ہو .... مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا .... کہ جب اس کا عموم منسوخ کرنا ہے تو ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جب ہم کسی چیز کو منسوخ کریں تو .... نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ......

اب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا استدلال ہے .... اس میں کوئی کمزوری محسوس ہوئی؟ .... (ہوئی) .... اب اس کمزوری کو اٹھاؤ .... صدیق جیسا اَعْلَمُ النَّاس .... صدیقؓ جیسا فرد جس کا علم درجہ دوام میں تھا .... جس کا علم درجہ کامل میں تھا .... اس درجے میں تھا کہ خدا کی صفت علیم کی اس پر تجلی پڑی ہوئی تھی .... انہوں نے جو حدیث سے استدلال کیا .... تو حدیث کا استدلال تو تخصیص بعد تعمیم ہوگی اور تخصیص بعد تعمیم خبر واحد سے جائز نہیں ......

تو اب آپ صدیق اکبرؓ کی طرف سے کیا جواب دیں گے؟ ....
میں اس کا جواب انشاء اللہ دوں گا .... لیکن ان سے پوچھتے ہیں جو صدیق اکبر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم بتاؤ کہ ایک باپ ہے مسلمان .... اس کے دو بیٹے

ہیں ایک بیٹا عیسائی ہو گیا اور دوسرا مسلمان رہا.......... اب اس کی جائیداد دونوں بیٹوں کو ملے یا ایک کو...... جو بیٹا عیسائی ہوا کیا وہ بیٹا نہیں؟.......... قرآن کہتا ہے.......... یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ.......... تو اَوۡلَادِکُمۡ کا لفظ اس عیسائی بیٹے کو شامل ہے یا نہیں؟.......... اس آیت میں کہاں کہا گیا ہے کہ مسلمان یا کافر؟.......... کہا؟.......... (نہیں).......... صرف اولاد ہے اور اگر اولاد ہے تو پھر.......... لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ.......... قاعدہ ہو گا..........

ہم نے ان سے پوچھا جو لوگ صدیق اکبرؓ پر اعتراض کرتے ہیں کہ.......... بی بی صاحبہ کو باغ فدک نہیں دیا.......... تو خبر واحد تھی.......... تخصیص کتاب اللہ.......... اس سے امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جائز نہیں..........

ہم نے پوچھا کہ چلو باغ فدک کی بحث ایک طرف رکھو چلو تم بتاؤ کہ ایک مسلمان باپ فوت ہو گیا.......... اس کے دو بیٹے ہیں.......... ایک مسلمان ایک عیسائی.......... تو جائیداد عیسائی کو ملے گی یا نہیں؟.......... وہ کہتے ہیں نہیں.......... تو ہم نے کہا جب اس کو جائیداد نہیں ملے گی.......... اس کی دلیل کیا ہو؟.......... کہ یہ حدیث.......... لَایَرِثُ الۡکَافِرُ الۡمُسۡلِمِ.......... کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا.......... یہ اتنے طرق سے ثابت ہے.......... اس روایت کا اتنا وزن ہے کہ اس نے تخصیص کر دی تھی تعمیم کی.......... جب اس نے کتاب کی تخصیص کر دی.......... اب یہ آیت.......... یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ.......... یہ عام ہے یا عام مخصوص منہ البعض؟.......... "عام مخصوص منہ البعض".......... جب عام مخصوص منہ البعض ہے تو فقہ حنفی میں یہ ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خبر واحد سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز نہیں.......... تو وہاں حنفیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ

عام جو مخصوص منہ البعض ہو چکا ہو اور کسی وجہ سے اس میں اب وہ قوت نہیں رہی اب خبر واحد سے اسکی تخصیص جائز ہے............

کیوں؟............ اس لئے کہ جب مسلمان کا کافر وارث نہیں بالاتفاق اور یہ مضمون درجہ تواتر میں ثابت ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں............ تو اس یقینی علم کی بنیاد پر آیت .... یُوۡصِیۡكُمُ اللّٰهُ .... عام رہی؟............ (نہیں)............ یہ عام مخصوص منہ البعض ہوگی............ تو عام مخصوص منہ البعض کی دلالت اپنے افراد پر ظنی ہوتی ہے یا قطعی؟............ وہ ظنی ہوتی ہے............ جب ظنی ہے تو پھر اور خبر واحد کیساتھ ہئے مقام میں تخصیص جائز............

تو صدیق اکبرؓ نے یہ جو استدلال کیا کہ پیغمبروں کی وراثت نہیں تو آپ نے جو قرآن کی آیت عام درجے میں تھی .... اس سے استدلال کیا یا عام مخصوص منہ البعض سے استدلال کیا؟............ تو عام مخصوص عنہ البعض سے استدلال کرنا یہ علمی طور پر جائز ہے............ تو صدیق اکبرؓ کی طرف سے جواب ہوگیا یا نہ؟............ (ہوگیا)............

تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ .... یہ عام ہے............ کہ اللہ رب العزت کے سوا جس جس کی بھی عبادت کی گئی وہ مرے ہوئے ہیں .... یہ آیت اپنے عموم پر ہے؟............ (نہیں) کیونکہ حضرت عیسیٰ مستثنیٰ ہیں............

اور پھر بعض جگہوں پر زندہ پیروں کی اب بھی پوجا کی جارہی ہے یا نہیں؟ .... (ہے)............ ہم نے کئی دیہات میں دیکھا کہ زندہ پیر ہے .... اور لوگ پوج رہے ہیں .... اور جب اس کو پوج رہے ہیں تو اس پر آیت

پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں .... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ .... ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہو .... وہ مرے ہوئے ہیں .... تو کوئی کہے یہ تو زندہ پیر ہے .... یہ تو مرا ہوا نہیں .... ہم کہتے ہیں نہیں ہمارا قرآن پر ایمان ہے .... یہ مرا ہوا ہے .... اب کہہ سکیں گے؟ .... (نہیں) .... آپ کیا کہیں گے؟ .... کہ یہ ہے زندہ لیکن آیت جو ہے .... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ .... یہ آیت مخصوص منہ البعض کی دلالت ہے .... تو جب مخصوص منہ البعض ہے آیت اور ایک مستثنیٰ اس میں ایسا ہوا جو بالاتفاق ہے .... وہ حضرت عیسیٰؑ اب وہ آیت کس درجے میں ہوگئی؟ .... اب ہم خبر واحد سے اس کی تخصیص کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ....

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر یا حیات انبیاء پر یہ حدیث پیش کر دے .... اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ .... تو یہ خبر واحد ہے یا متواتر؟ .... خبر واحد .... تو اس کی بناء پر .... اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ .... سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا جا سکتا ہے یا نہیں؟ .... کیوں؟ .... تم نے بالاتفاق اس آیت سے حضرت عیسیٰؑ کو نکالا .... پھر تم نے اس آیت سے ان زندہ پیروں کو نکالا .... جن کو خدا کی خدائی میں لوگوں نے شریک کر رکھا ہے .... تو دو تم نے نکالے .... تو درجہ ہو گیا مخصوص عنہ البعض کا تو اگر ایک ہم نے نکال لیا تو کون سی بڑی بات کی؟ .... یہ ہم نے استدلال نہیں کیا تم پہلے دو استدلال کر چکے ہو ....

مماتی طبقہ کی دو دلیلوں کا رد:۔

اب میں پھر پوچھتا ہوں .... دو آیتوں کا جواب دیں .... ایک

تو یہ کہ وفات النبیؐ کے قائلین یہ کہتے ہیں .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُوْن .... اور پھر کہتے ہیں .... اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ .... ان دونوں آیتوں کا جواب دو........

جواب نمبر ا:۔

پہلی آیت .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُوْن .... یہ آیت جس وقت نازل ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق زندہ تھے .... اور مدینہ طیبہ میں تشریف فرما تھے کہ جرائیل یہ آیت لے کر آئے .... اب یہ بات .... عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاتُرِ وَالْقَطْعِ وَالْيَقِيْن .... ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میت نہ تھے .... جب نہیں تو پھر آیت اپنے ظاہر معنی پر نہیں .... جو آیت اپنے ظاہر معنی پر نہ ہو پھر اس کے معنی کون سے لئے جائیں گے مجازی یا حقیقی؟ .... (مجازی) .... یہ ہے جملہ اسمیہ لیکن اس سے معنی ہم جملہ فعلیہ کے کریں گے تو یہ جملہ اسمیہ سے جملہ فعلیہ کے معنی کرنا ہے .... تو تجوز اور مجاز ہے .... لیکن ہم نے کیا کیا؟ .... کیونکہ مجبوری ہے .... ظاہر کے خلاف ہے .... ظاہر میں ہے پیغمبرؑ زندہ ہے اور خدا کہتا ہے .... اِنَّكَ مَيِّتٌ .... بس اس کے سوا چارہ نہیں کہ اس کا معنی کیا جائے اِنَّكَ تَمُوْتُ .... جب ہم نے یہ معنی کیا تو اس میں حدوث کی دلالت ہوئی .... استمرار اور دوام ختم ہو گئے .... جب حدوث کی دلالت ہوئی تو اس سے استدلال کرنا کہ آپ بعد میں بھی اسی طرح رہے ہوں گے .... دلیل اتصال کیا ہے؟ .... قیاس .... اور قیاس پر عقائد صحیحہ ثابت نہیں ہوتے ....

جواب نمبر۲:۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ ....اس سے بالاتفاق تم اور ہم دو کو مستثنیٰ کر چکے ....ایک حضرت عیسیٰ کو اور ایک ان زندہ پیروں کو جو اس وقت زندہ ہیں ....لیکن لوگ ان کی پوجا کر رہے ہیں..........تو آیت اپنے عموم پر نہ رہی ....آیت آ گئی مخصوص منہ البعض کے درجے میں ....جب مخصوص منہ البعض کے درجے میں آ گئی ....تو خبر واحد کے ساتھ بھی ہمیں اس کی تخصیص کا حق ہے اور ایک صحیح حدیث بھی کہہ دے..........حیات النبیؐ کے حق میں کہ انبیاء زندہ ہیں ....تو پھر ہمیں اس سے تخصیص کرنے کا حق ہوگا کہ..........

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ..........سے وہ نکل گئے..........

اب دونوں آیتوں کا جواب ہو گیا..........اب کوئی اور آیت ہو تو آپ پیش کریں ....اور جواب دینے سے پہلے آپ تمہیداً یہ کہہ دیں کہ ہم وقوع وفات کا انکار نہیں کرتے .... وقوع وفات کے منکر نہیں .... ہم دوام وفات کے منکر ہیں وقوع موت کا انکار نہیں کرتے دوام موت کا انکار کرتے ہیں ....تم دوام موت ثابت کرتے ہو دلیل اتصال سے ....اور وہ قیاس ہے اور قیاس پر عقائد کی بنیاد نہیں ہوتی ....

یہ لوگ علم نہیں رکھتے ہیں اور مغالطہ دینے کے لئے باتیں کرتے ہیں اس آیت سے ٹکراؤ ....اس آیت سے ٹکراؤ ....تو میں کہا کرتا ہوں کہ ان کے بارے میں..........

نئی امنگیں جھول رہی ہیں دلداری کے جھولن میں
یہ ننھی کلیاں کیا جانیں کب کھلنا کب مرجھانا ہے

کہ جن کا علم اتنا کمزور ہو کہ تشبیب عوام کے لئے آیتوں کے درجے کو وہ نہ پہنچانیں .... عام آیتوں میں اور عام مخصوص منہ البعض میں فرق نہ کریں .... اور پھر آیات سے علی وجہ القیاس استدلال کریں اور قیاس پر عقیدوں کی بنا رکھیں تو جن کا علم اتنا خام ہو...........

یہ کچی کلیاں کیا جانیں کب کھلنا کب مرجھانا ہے

اب وفات پر کوئی استدلال کرے ....کوئی اور آیت ہے .... (نہیں)...........تو پھر میں اسی آیت کی تفسیر کرتا ہوں ....

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْن .... کا معنی کیا ہے؟ .... اب میں آپ سے پوچھتا ہوں........... پھر ان الفاظ میں فرق بتائیں .... مَيِّتٌ وَّ. اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْن ....اِنَّكَ ....اے میرے پیغمبر آپ بھی .... وَ اِنَّهُمْ ....اور یہ لوگ جو اس وقت زندہ زمین پر موجود ہیں ....وہ سب اموات ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ تم سب موت کا پیالہ پینے والے ہو تم سب پر موت آئے گی .... اور پھر سارے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے ....حساب کے لئے سب کو لایا جائے گا .... اور آیت .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْن........... دونوں میں کیا فرق ہے معنی کے لحاظ سے؟...........

مثلاً پسینہ ہے یہ اندر ہی اندر بدبو پیدا کرتا ہے .... اور عناصر کی ایک تحلیل ہو رہی ہے........... اس تحلیل کے نیچے پسینہ پیدا ہوتا ہے...........آپ بالکل نہا دھو کر صاف ہوں پھر پسینہ آئے تو پسینہ بو والا ہو گا یا بغیر بو کے؟ ....لیکن حضور ﷺ کے پسینے میں بو تھی یا خوشبو؟ .... (خوشبو) .... معلوم ہوا کہ مٹی یہ نہیں وہ تھی .... اس مٹی میں جو چیز رکھیں .... یہ مٹی

آہستہ آہستہ اس کو کھا جاتی ہے............مٹی میں جو گیا وہ مٹی ہو گیا............

لیکن جنت کی مٹی سے جو مٹی آئی وہ کبھی اس مٹی کا جزو رہی ؟............

(نہیں)............اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاء............

اس مٹی میں طاقت نہیں کہ اس مٹی کو کھا سکے............تو انبیاء کے اجسام عالیہ کس مٹی سے ہیں؟............(جنت کی مٹی سے)............اور آدمؑ کو کہاں بنایا گیا تھا؟............(جنت میں)............ان کی پیدائش کہاں ہوئی ؟............(جنت میں)............ان کو جنت میں بنایا گیا............

حیات النبی پر دلیل اول :۔

بہرصورت ایک چھوٹی سی اور بات کہہ دیتا ہوں............حضور ﷺ پر جو درود ہم پڑھتے ہیں وہ کہاں پڑھتے ہیں؟............زمین پر............اور درود ہم سے لیتے کون ہیں؟............(فرشتے)............تو ہم سے فرشتے جب درود وصول کرتے ہیں تو وصول کر کے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس......

عرض کرنے

پیش کرنے

کہ آپ کے امتیوں نے درود پڑھا ہے............تو فرشتہ پھر زمین سے کہاں جائے گا ؟............تو حضور ﷺ پر درود پہنچانے والے جو ہیں............وہ زمین اور آسمان کے درمیان سیاحت کرتے ہیں؟............یا پھر وہ زمین پر ہی سیاحت کرتے ہیں؟............یا زمین و آسمان کے درمیان؟............زمین پر نہیں ....لیکن حدیث میں یہ نہیں............حدیث میں ہے............اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ............اللہ کے فرشتے زمین

میں ہی سیر کرتے رہتے ہیں .... یعنی درود پڑھنے والا جو ہے .... وہ بھی
زمین پر اور جس کو پیش کرنا ہے وہ روضہ بھی زمین پر .... تو وہ فرشتے زمین پر ہی
سیاحت کرتے رہتے ہیں .... یہاں سے درود شریف لیا وہاں .... وہاں
سے لیا وہاں .... وہاں سے لیا وہاں .... سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ ......

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں ہوتی
.... تو درود پیش کرنے کیلئے فرشتوں کو پھر وہاں جانا پڑتا پھر .... سَیَّاحِیْنَ
فِی الْاَرْضِ .... کی تعبیر نہ ہوتی .... فی الارض والسماء کہا جاتا ......

دوسری دلیل :۔

ایک اور بات کہ شہداء زندہ ہیں اور ایک جگہ ہے کہ نبیوں کا درجہ شہداء
سے اونچا ہے .... اب اگر شہداء زندہ ہیں تو نبی تو پھر بدرجہ اولیٰ زندہ ہوئے
.... آپ کو پتہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے کہ نہیں؟ .... اگر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید قرار دیا جائے تو بنصِ قرآن شہید زندہ ہے ....

شہداء کی جو حیات ہے اس کو تم اس جہان میں ادراک نہیں کر سکتے
.... اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کے اندر دیکھے تو اس میں آپ
اسی طرح لیٹے ہوئے نظر آئینگے .... جیسے کہ بدن کی حیات ہے؟ .... تو
جو آثار حیات اور اعمال حیات ہیں وہ نظر نہیں آتے .... ہمیں اس کا شعور نہیں
شہداء کے بارے میں فرمایا .... وَلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ .... ہیں زندہ لیکن تم
ان کا ادراک نہیں کرسکو گے .... وہ پردے میں سارے کام کرتے ہیں ......

تیسری دلیل :۔

ایک اور دلیل کہ کل قیامت کے دن ایمان والے اپنے ایمان کی روشنی

میں چلیں گے .... اور جو منافق ہیں ان کے پاس کوئی روشنی نہیں ہو گی .... وہ اس وقت اور اس موقع پر کس طرح ہوں گے آپ یوں سمجھیں کہ رات کو سائیکل چلانے والا آگے آگے ایک ہو اس کے ہاتھ میں لائٹ ہو یا اس کے سائیکل میں روشنی لگی ہوئی ہو تو پچھلا اندھیرے والا کیا کہتا ہے .... ذرا ٹھہرو اکٹھے چلیں .... مطلب یہ کہ تیرے روشنی میں ہم بھی چلیں گے ....

اب جب مومن مرد جا رہے ہوں گے .... نور ایمان آگے آگے دوڑ رہا ہو گا .... تو یہ منافق پیچھے پیچھے کہیں گے .... اے لوگو .... اُنظُرُونَا......... ذرا ٹھہر جاؤ .... ہمارا انتظار کر لو .... نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ .... ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ پالیں......... قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاءَكُمْ .... کہا جائے گا کہ اب واپس لوٹو .... روشنی حاصل کرنے کی جگہ وہ تھی جسے تم چھوڑ آئے .... اِرْجِعُوْا وَرَاءَكُمْ .... اگر تم روشنی چاہتے ہو تو دنیا میں جاؤ روشنی لانے کی جگہ وہ تھی یہ نہیں .... معلوم ہوا کہ روشنی کمانے کی جگہ یہ دنیا ہے .... قرب الٰہی حاصل کرنے کے اسباب یہیں ہیں .... اعمال یہیں ہیں .... جنت میں اعلیٰ زندگی تو ہو گی .... لیکن وہ اعمال نہیں ہوں گے جو قرب کے زینے بن سکیں .... قِيْلَ ارْجِعُوْا .... جاؤ دنیا میں وہاں سے روشنی حاصل کرو .... روشنی حاصل کرنے کی جگہ وہ تھی جسے چھوڑ کر آئے .... فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ......... ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جنتیوں میں اور دوزخیوں میں .... بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ .... اس طرف سے تو رحمت میں ہیں جنتی لوگ .... ادھر ادھر سے عذاب ہو گا......... دیوار کھڑی کی جائے گی ....

معلوم ہوا کہ وہ جنتیوں کی روشنی میں چل نہیں سکیں گے .... اس سے پتہ چلتا ہے کہ کمانے کی جگہ یہ دنیا ہے.......... اعمال کمانے کا جہان یہ ہے .... روشنی بنانے اور ٹارچ بنانے کا جہان یہ ہے .... بتیاں اور چراغ جلانے کی جگہ یہ ہے .... جنت کی نعمتیں بہت لیکن یہ مزہ کہ کسی کے لئے تڑپیں اور پھڑکیں یہ عمل وہاں نصیب ہوگا؟ .... (نہیں) .... یہ عمل یہیں ہے..........

کسی کی یاد میں ہم نے مزے، ستم کے لئے
کوئی ہے نا ایسی ہستی جس کی خاطر شہیدان

ان مزوں کو تڑپے گا .... جب کہا جائے گا کہ شہید تو کیا مانگتا ہے .... وہ کہے گا .... اُحییٰ .... میں زندہ ہوجاؤں اور پھر کیا ہو .... ثُمَّ اُقْتَلُ .... مارا جاؤں .... ثُمَّ اُحییٰ .... پھر زندہ ہوں .... ثُمَّ اُقْتَلُ .... پھر مارا جاؤں..........

اب اس حدیث کو لے کر منکرین حدیث نے کہا کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے کیوں؟ .... قرآن تو کہتا ہے کہ ''شہید زندہ ہے اور حدیث کہتی ہے کہ شہید زندگی مانگتے ہیں .... اے اللہ ہمیں زندہ کر پھر مارے جائیں .... پھر زندہ کر پھر ماریں جائیں .... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید زندگی مانگتے ہیں.......... اور قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہیں .... تو جو حدیث قرآن کے خلاف ہو حدیث غلط..........

ہم کہتے ہیں کہ جب شہید کہتا ہے کہ میں زندہ کیا جاؤں .... تو اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس جہان میں زندہ کیا جاؤں .... کیوں؟ .... کہ

مارا جانا تو اسی جہان کی شان ہے.......... برزخ میں تو کوئی لڑائی نہیں.........
برزخ میں تو کوئی جہاد نہیں ہوتا.......... وہاں تو کافروں کا کوئی مقابلہ نہیں ہوتا
.........تو مقابلے میں مارا جانا وہ اگلے جہان کی شان نہیں اس جہان کی ہے.....

اب شہید جو تمنا کرے گا یااللہ مجھے زندہ کر وہ زندگی اس دنیا کی ہے
.... وہ زندگی مانگتا ہے اس دنیا کی.......... تاکہ پھر وہ مارا جاسکے.........
اور ہم جو کہتے ہیں کہ شہید زندہ ہے.......... وہ یہاں یا عالم برزخ میں؟..........
(عالم برزخ میں).......... تو شہیدوں کی جو زندگی ثابت ہے وہ اگلے جہان میں
ہے اور جو شہیدوں کی تمنا ہے وہ اس جہان کی زندگی کی تو تعارض ہوا؟..........
(نہیں).........تو تعارض میں وحدت مقام شرط ہے یا نہیں؟.......... (ہے)
.........وہ عالم اور یہ عالم اور تو کوئی ٹکراؤ ہوا.......... (نہیں).......... میں یہ
کہتا ہوں کہ جو جملہ احادیث جن کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سے
ٹکراتی ہیں.......... ہم کہتے ہیں لاؤ قرآن کے ساتھ ایک ایک کر کے پیش کرو
.........ہم جو محدثین کے خادم ہیں.......... ہم ایک ایک کا تعارض اٹھائیں گے
.... ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان تعارضات کو اٹھائیں.......... اور تعارض
پیدا کرنا.......... یہ تعارض نہیں یہ ہے مغالطے پیدا کرنا ہے..........

منکرین حدیث کا اعتراض اور اس کا رد:۔

اب دیکھیں ایک حدیث میں یہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کوئی امتی مجھ پر درود و سلام بھیجے تو فرشتے مجھے پہنچاتے ہیں.......... تو ان کا
درود و سلام پہنچتا ہے.......... اب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں.......... کیوں؟
.... کہتے ہیں حدیبیہ کے مقام پر افواہ کسی نے مشہور کر دی کہ حضرت عثمانؓ

مارے گئے .... شہید ہو گئے .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہؓ تھے .... ان سب کی بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لی .... بیعت رضوان .... اور وہ بیعت اللہ کو اتنی پیاری ہے کہ فرمایا جو لوگ تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ساتھ بیعت کرتے ہیں .... ان کے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں خدا کا ہاتھ ہے .... یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ .... تو وہ بیعت اتنی شان کی ہے .... اب اس کو وہ پیش کر کے کہتے ہیں ....

کہ اگر حضرت عثمانؓ زندہ تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پتہ نہیں چلا .... اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہوتا کہ وہ زندہ ہیں تو پھر وہ ان کے لئے بیعت جہاد لیتے ؟ .... (نہ لیتے) .... تو پتہ نہیں تھا کہ عثمان زندہ ہیں اور حضرت عثمانؓ اگر زندہ تھے تو نمازیں پڑھتے تھے یا نہیں؟ .... (پڑھتے تھے) .... اور درود بھی اس میں پڑھتے ہوں گے؟ .... (پڑھتے ہوں گے) .... اگر پڑھتے ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عثمانؓ کا درود پہنچتا ہوگا یا نہیں؟ .... (ہوگا) ....

اگر وہ درود پہنچتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چل جائے کہ وہ تو زندہ ہیں .... اگر نہیں پہنچتا تو واقعی وہ فوت ہو گئے .... اب بتائیں کہ ان کا درود پہنچتا تھا یا نہیں؟ .... (پہنچتا تھا) .... اگر پہنچتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کیوں لی؟ .... اس کو کیا کہتے ہیں .... ٹکراؤ پیش کرنے اور مغالطے ڈالنے .... لوگوں کے عقیدے کو بگاڑنے کیلئے ....

میں یہ کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود پیش ہوتا ہے .... یہ پیش ہوتا ہے یا آپ کو علم دیا جاتا ہے کہ کون کون امتی پڑھ رہا ہے؟ ....

(پیش ہوتا ہے)......... اور عرض میں اور علم میں فرق ہے.........

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو علم دیا تھا......... عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا .... آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا......... لیکن فرشتوں پر اسے عرض کیا تھا .... ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ......... آدمؑ کو علم دیا اور فرشتوں پر پیش کیا .... وہ چیزیں جو تھیں وہ پیش کیں اور کہا......... اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ......... اور کہا اے فرشتو اگر تم سچے ہو......... خلافت کے موقع پر تم نے کہا تھا......... نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ .... اے اللہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں......... اور تم نے جو تمنا کی تھی کہ خلافت ہمیں ملے......... آدمؑ کو نہ......... اب بتاؤ......... اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ .... کہ تم نام بتاؤ......... تو وہ فرشتے نام بتا سکے؟ .... نہیں .... کیوں؟ .... اس لئے کہ علم کی منزل سے وہ نہیں گزرے .... وہ عرض کی منزل سے گزرے تھے .... عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ .... تو معلوم ہوا کہ جس پر کوئی چیز عرض کی جائے اس کے لئے اس کا علم تفصیلی لازم نہیں .... عَرَضَهُمْ .... ان مسمیات کو اللہ نے عرض کیا .... پیش کیا......... کن پر؟......... (فرشتوں پر)......... فرشتوں کو عرض کیا لیکن فرشتے جانے نہیں......... ان کو علم ہوا چیزوں کا؟......... (نہیں)......

تو معلوم ہوا علم اور چیز ہے......... اور عرض اور چیز ہے.........

مسئلہ حیات النبیؐ اختلافی نہیں:۔

تو علم حدیث کے جو خادم ہیں ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ ٹکراؤ کو اٹھاتے جائیں .... اور معتزلہ کی عادت ہے کہ ٹکراؤ ڈالتے جائیں ڈالتے

جائیں ...... کبھی کوئی واقعہ لے لیں گے .... کبھی کوئی .... اور قیاس، دین قیاس پر نہیں دین نصوص پر سمجھا جاتا ہے..........

اب ایک بات بتائیں کہ میت سنتی ہے یا نہیں؟ .... یہ مسئلہ ہے اختلافی .... لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں یا نہیں ؟ .... اس میں اختلاف اسلام کی چودہ صدیوں سے نہیں ہوا .... اس مسئلے پر موقف اختیار کرنے سے پہلے عالم کا فرض ہے کہ پہلے یہ ثابت کرے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے پھر اس پر دلائل دے..........

تو جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی حیات جو آپ کو اس جہان سے انتقال کے بعد اگلے جہان میں حاصل ہے جو آپ کی اس حیات کا انکار کرتے ہیں .... جب وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں .... تو ان کا فرض ہے کہ پہلے بتائیں کہ اسلام کی چودہ صدیوں میں یہ مسئلہ کبھی اختلافی رہا کہ آپ سنتے ہیں کہ نہیں .... (سنتے) .... پہلے تم یہ بتاؤ کہ اختلافی تھا؟ .... اگر نہیں تو آج تم اس پر دلائل کیوں قائم کرنے لگے ہو .... جو مسئلہ چودہ سو سال میں اختلافی نہیں رہا تو پھر آج کیسے زیر بحث آ گیا..........

جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ دو گروہ ہیں .... نہیں .... دو گروہ تب ہوں کہ پہلے بھی دو ہوئے ہوں .... ایک عالم نے ساہیوال میں کہہ دیا کہ حیات النبی کا مسئلہ اختلافی ہے .... مجھے بہت غصہ آیا .... میں نے بعد میں اسے پکڑا میں نے کہا مولوی صاحب اتنا جھوٹ آپ نے کیوں بولا .... یہ مسئلہ اختلافی ہے .... کہنے لگے ہاں اختلافی ہے .... ہمارے ساتھ فلاں صاحب، فلاں صاحب، اختلاف نہیں کر رہے؟ .... تو میں نے کہا کہ

وہ تو اب ہے.......... اختلافی مسئلہ کس کو کہا جاتا ہے..........

اختلافی مسئلہ اس کو کہا جاتا ہے کہ اسلام کی تیرہ صدیوں میں اختلاف ہوا ہو.......... اور اگر اسلام کی تیرہ صدیوں میں.......... تیرہ سو سال میں اس مسئلے میں کبھی اختلاف نہیں ہوا.......... تو اس مسئلے کو اختلافی نہیں کہتے..........

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حیات النبیؐ کا مسئلہ اختلافی ہے؟ .... (نہیں) .... کیوں؟ .... اختلافی **وہ ہے کہ جس میں پہلے** دور میں اختلاف ہوا ہو.......... رفع یدین **کا مسئلہ اختلافی** ہے؟.......... رکوع کے وقت رفع یدین ہونا یا نہ کرنا؟.......... اختلافی ہے کیوں؟.......... پہلے دور میں اختلاف ہوا.......... آمین.......... اونچی کہنا نہ کہنا اختلافی ہے؟.......... (ہاں) .... یہاں تک کہ خلافت راشدہ میں خلفاء راشدین کی خلافت بھی اختلافی ہو گئی.......... گو یہ اختلاف خلافت راشدہ میں نہیں بہت بعد واقع ہوا.......... ہاں ہمارے نزدیک یہ برحق ہے.......... لیکن ایک ایسا طبقہ بھی ہے جس نے اختلاف کیا.......... تو کچھ اختلاف تو ہوا نا؟.......... لیکن حیات النبی اور حیات شہداء میں **اتنا** اختلاف بھی نہیں ہوا..........

میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد سنتے ہیں یا نہیں؟ .... اور اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر آپ کو سننے کی شان عطا فرمائی یا نہیں؟ .... اس مسئلے پر اسلام کی چودہ صدیوں میں کوئی اختلاف نہیں ملتا.......... کسی کتاب میں کوئی اختلاف نہیں.......... تو آج کے اختلاف کو اختلاف کہنا درست نہیں.......... **اب کیا تم** حیات النبیؐ کے مسئلے کو اختلافی کہو گے؟.......... (نہیں) .... جس نے حیات النبیؐ کے مسئلے کو کبھی اختلافی کہا ہے وہ اس سے

توبہ کرے .... یہ مسئلہ اختلافی تب ہوا گر اس کا شروع کے دور میں اختلاف ہوا ہوان دوروں میں ہوا؟ .... (نہیں) ....تو پھر یہ مسئلہ اختلافی نہیں ....اور آج کل کوئی کہے تو اس کو کون سنتا ہے؟ ....

میں بتاتا ہوں کہ امت میں نمازیں کتنی فرض ہیں؟ .... (پانچ) ....تو مولوی عبداللہ چکڑالوی نے پہلی دفعہ قرآن سے یہ ثابت کیا کہ نمازیں تین فرض ہیں .... اب کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ پانچ نمازیں مسئلہ اختلافی ہے؟ .... (نہیں) .... کیوں؟ .... اس لئے کہ پہلے دور میں اس میں اختلاف نہیں ہوا ....تو آج کا اختلاف حجت نہیں ہے ....

صدیق اکبرؓ نے وفات پیغمبرؐ کے بعد حضورؐ کو مخاطب کیا:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر وفات کے بعد بالکل پتھر ہوں ....تو آپ بتائیں کہ پتھر کو پکارنا اور مخاطب کرنا جائز ہے؟ .... (نہیں) .... بے جان چیزوں کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ .... (نہیں) .... یہ ہندو مندروں میں جا کر پتھروں کو خطاب کرتے ہیں .... بے جان چیزوں کو مخاطب کرتے ہیں ....تو تمہارے نزدیک بے جان کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ .... (نہیں) ....

صدیق اکبرؓ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے جو کہا .... مخاطب کرنے کے ساتھ ساتھ .... لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْمَوْتَيْنِ اَبَدًا .... تجھ پر اے اللہ کے پیغمبر ﷺ اللہ دو موتیں جمع نہیں کرے گا ....تو یہ خطاب کس کو کیا؟ ....حضور ﷺ سنتے تھے یا نہیں؟ .... اگر تو کہو کہ نہیں سنتے تھے ....تو پھر صدیق اکبرؓ کا جماد محض کو مخاطب کرنا شرک ہو گیا .... لَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ

.... اللہ کے سوا تم کسی کو مخاطب نہ کرو .... پکارو نہ .... تو جس نے حضور کو مخاطب کیا .... تو پھر صدیق اکبرؓ مسلمان رہے؟ ....

پتھر کے معبودوں کو پکارنا جائز نہ ہو .... ان کو بلانا جائز نہیں .... پتھر سے باتیں کرنی جائز نہیں اور میت سے مخاطب ہونا جائز نہیں .... تو صدیق اکبر نے کیا خطاب کیا؟ .... طبت حیا و میتا .... یہ خطاب ہے .... لایجمع الله علیك الموتتین ابدا .... یہ بھی خطاب ہے .... اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَكَ .... یہ بھی خطاب ہے .... فَقَدْ مُتَّ .... یہ بھی خطاب ہے تو اتنی لمبی چوڑی باتیں صدیق کس سے کرتے رہے؟ .... تو یہ حدیث ضعیف ہے؟ کہتے ہیں سننے کی ساری حدیثیں ضعیف ہیں .... بھائی یہ روایت تو صحیح بخاری کی ہے ....

سماع پیغمبرؐ میں مٹی کے فاصلے حائل نہیں :۔

ایک آدمی نے ہم سے یہ سوال کیا .... کہنے لگے اچھا حضور ﷺ سنتے تو ہیں .... لیکن یہ بات بتاؤ کہ قبر کے اوپر جو مٹی ہے .... اتنی بھاری اس مٹی کے ساتھ کیسے سن لیتے ہیں؟ .... وہ تو زندہ بھی آدمی نہیں سنتا

ایک زندہ آدمی بٹھا لو اور اتنی بڑی اوپر دیوار رہے .... تو اس کی بات دوسرا سنے گا؟ .... ہم نے کہا کہ نہیں .... تو کہنے لگا کہ ہم حیات النبی کو مانتے ہیں .... لیکن اتنی مٹی سے وہ کیسے سن لیتے ہیں؟ .... میں نے کہا کہ اللہ کے بندو تم بتاؤ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تھے .... آپ کبھی قبروں سے گزرے تھے یا نہیں .... گزرے تھے تو ان قبروں کے اندر جو میتیں پڑی تھیں .... وہ اتنی مٹی کے اوپر تھیں یا نیچے؟ .... اور اندر

میت کو ہو رہا ہے عذاب .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر سنا تو اگر زندگی میں اللہ تعالیٰ نے یہ نقشہ دکھا دیا کہ اتنی موٹی مٹی درمیان میں ہو.......... تو پیغمبر باہر سے مردے کی آہ و بکا سن سکتا ہے.......... تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خاص امتیاز سامع کا بخشا کہ اتنی مٹی حائل ہو تو بھی سننے میں وہ مانع نہیں .... اگر یہاں حائل بھی ہو تو وہ سن سکتا ہے؟ .... تو پھر جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خود اتنی مٹی کے فاصلے پر ہو اور باہر سے کوئی صلوۃ وسلام پڑھے تو کیا وہاں پیغمبرؐ کے کان نہ سن سکیں گے؟.......... اللہ تعالیٰ نے تو دنیا میں یہ دکھا دیا کہ مٹی کے فاصلے کو حائل نہ سمجھنا .... ہاں تم نہ سنو تو تمہارے کان میں یہ طاقت نہیں لیکن اگر پیغمبر سُن رہا ہے تو انکار تو نہ کرو.......... یہ صحیح حدیث ہے..........

میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ میں نے یہ تمہید باندھی ہے.......... مسئلے کی .... اور مسئلہ شروع نہیں کیا .... یہ کچھ بنیادی امور ہیں جو ذہن میں ہوں اور پھر آگے آدمی مسئلہ سمجھے گا ....

آپ کی روح مبارک کیلئے افضل مقام:۔

ایک اور اعتراض کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے آپ کی روح مبارک کہاں تھی؟..........

تو اس کی مثال ایسے ہے کہ میں یہاں آیا تقریر کے لئے تو انہوں نے میری عزت افزائی کی .... اور جب میں آرہا تھا تو راستے میں سڑکیں بھی تھیں اور نالیاں بھی ہیں .... ان میں صفائی نہیں تھی .... لیکن میں یہ نہیں کہوں گا کہ انہوں نے میری عزت افزائی میں کوئی کمی کی؟ .... کیوں؟ .... اس لئے کہ راستے میں جو سڑکیں تھیں اور گلیاں وہ بحالت سیر میں نے دیکھیں ....

قرار کے طور پر جہاں ٹھہرا وہاں پورا احترام تھا .... تو سیر زیر بحث نہیں آتی
.... زیر بحث ہے قرار ....

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جہاں پیدا ہونے سے پہلے تھی .... خدا کی پوری خدائی میں افضل ترین جگہ وہ .... اور جب بدن میں آ گئی تو افضل ترین جگہ بدن ہے جو جنت کی مٹی سے بنا ہے ....

حضور ﷺ کی وجہ سے خشک تنے میں آثار حیات:۔

حضرت ایک مسئلہ فرمائیں کہ حضور ﷺ جب خطبہ دیا کرتے تھے .... اور ایک سوکھی لکڑی کا تنا تھا .... استن حنانہ .... جس پر آپ ہاتھ رکھ کر خطبہ دیتے تھے .... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سہارا لینا اور خطبہ دینا چھوڑ دیا .... منبر بن گیا تو اس لکڑی کے درخت کے اندر سے رونے کی آواز آئی یا نہیں؟ .... (آئی) .... یہ حدیث صحیح ہے نا؟ .... (صحیح ہے) .... میں کہتا ہوں کہ درخت کے اندر حیات انسانی کا کرشمہ ظاہر ہوا .... رونا تو حیات انسانی کے ساتھ خاص ہے .... تو جس طرح ضحک اور ضرر یہ خاصہ ہے انسان کا .... تو اس کا عکس ہے رونا .... تو یہ جو رونے کی آواز آ رہی ہے اندر سے .... یہ انسانی رونے کی تھی .... تو رونا انسانی حیات کا نشان ہے .... رونا انسانی زندگی کا نشان ہے .... تو لکڑی کے اندر انسانی حیات کیسے آئی .... کیونکہ اس کے اوپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگتا تھا .... تو جس ہاتھ میں اور جس جسم میں یہ شان ہو کہ لکڑی کا درخت جو خشک ہو چکا ہو اس کے اوپر لگے .... اس میں بھی حیات انسانی ابھرے .... تو پھر خود حیات نہیں ہو گی .... استن حنانہ میں

جو حیات آ گئی وہ کہاں سے آئی ؟............

لکڑی کا ایک درخت جو مدت سے خشک تھا
چھو کر میرے مسیح نے بخشی اسے حیات
میں تو کہوں گا قبر بھی زندہ ہے آپ کی
واعظ کو شک ہے کہ کس طرح زندہ ہے ان کی ذات

جس کے ساتھ سہارا لگانے سے، جس کے اوپر دست مبارک کے لگنے سے لکڑی مین زندگی کے آثار پیدا ہوں ....تو اس بدن کے بارے میں کہنا کہ وہ زندہ نہیں .... کچھ خیال نہیں آتا .... بے حسی اتنی ہو گئی ....

ہاں یہ بات اپنی جگہ ہے کہ جتنی بات ہم نے کی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ....تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو بات کہی جارہی ہے .... وہ بات ہے خاص .... اور دعویٰ خاص عام دلیلوں سے نہیں ٹوٹتا ....

لطیفہ:۔

مولانا .... اب یہ لوگ کیا کرتے ہیں ....تو سنئے .... کئی دوست کہہ دیتے ہیں .... کہ مردے سنتے نہیں .... میں اس بحث میں پڑا نہیں کرتا .... مجھ سے کسی نے پوچھا تھا تقریر کرتے ہوئے کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں ؟ ....تو میں نے کہا کہ میرا موضوع سیرتِ رسول ہے ....تو میں نے سیرت کے موضوع میں اختلافی بات تو کرنی نہیں تھی ....اس نے پھر سوال کیا کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں؟......

میں نے کہا کہ اہلحدیث کے بالکل نہیں سنتے .... بریلویوں کے

سارے سنتے ہیں .... دیوبندیوں کے کبھی سنتے ہیں کبھی نہیں ....

سماع احیاء اور سماع موتیٰ جوڑ نہیں:۔

لیکن دوستو اور بھائیو .... آپ ذرا یہ سمجھیں کہ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں .... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو یہ بحث سماع احیاء کی ہے یا سماع موتیٰ کی؟ .... (سماع احیاء کی) .... تو حیات النبیؐ کے سلسلہ میں جو لوگ سماع موتیٰ کی بحث چھیڑتے ہیں وہ بالکل بے سمجھ ہیں .... کیوں؟ .... جب دعویٰ کرنے والوں نے دعویٰ کیا کہ وہ زندہ ہیں تو بحث تو یہ ہے کہ زندے سنتے ہیں یا نہیں .... کیونکہ حضور ﷺ کو مردہ تو ہم مانتے ہی نہیں .... کہ مردہ کے سننے کا سوال پیدا ہو .... آپ بتائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ یا مردہ؟ .... (زندہ) .... ان کے بارے میں یہ بحث چلانا کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں یہ بے عقلی ہے یا نہیں ہے .... (ہے) ....

تو آج کچھ علماء نے مسئلہ پوچھا جس سے یہ بات چل نکلی تو میں نے ان کو کہا کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ بے شک بحث کریں .... لیکن سماع موتیٰ کی بحث کے ساتھ اس کا کوئی جوڑ نہیں .... سماع موتیٰ کو بالکل علیحدہ رکھیں کیوں؟ .... اس لئے کہ انبیاء موتیٰ ہیں ہی نہیں .... (ہیں) .... رہے احیاء .... تو ان کے لئے سماع موتیٰ کی بحث کیوں ہو ....

شرک گناہ عظیم:۔

ہاں ہم شرک سے کلی طور پر بیزار ہیں .... میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بتائیں قبر کو سجدہ جائز ہے؟ .... (نہیں) .... قبر کو چومنا جائز

ہے؟ .... (نہیں) .... میت کو سجدہ جائز ہے؟ .... (نہیں)
.... ابھی دفن نہ ہو تو ؟ .... (ناجائز) .... آپ نے کبھی غور کیا کہ
جنازے کی نماز میں سجدہ کیوں نہیں؟ .... وجہ اس کی یہ ہے کہ میت آگے ہے
.... اس لئے نماز جنازہ پڑھو اور سجدہ مت کرو............

بڑے بڑے بزرگوں کا جو جنازہ ہوا اس میں سجدہ تھا یا اس میں بھی نہیں؟
.... (نہیں) .... تو پھر کبھی سوچا کہ وہ بدن جو ابھی زمین کے اوپر ہے
اس وقت سجدہ نہیں .... اور جب اندر چلا جائے تو سجدے پر سجدہ ....
سجدے پر سجدہ .... کیا یہ جائز ہے؟ .... (نہیں) .... تو سجدہ میت کو
بھی نہیں اور قبر کو بھی نہیں .... اور بوسہ قبر کو بھی نہیں اور میت کو بھی نہیں۔

صدیق اکبرؓ نے حضورؐ کو وفات کے بعد بوسہ دیا:۔

قربان جائیں صدیق اکبرؓ پر جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات
کے بعد بوسہ دیا اور کہا .... طبت حیا ومیتا .... کہ زندگی اور موت
دونوں حالتوں میں خوشبو ایک جیسی ہے .... تو یہ صدیقؓ کا اعلان تھا کہ یہاں
میت اور حیی ہونے کی حالت میں خوشبو ایک جیسی .... اگر آپ کی موت اس
طرح کی جس طرح دوسروں کی ہے تو .... طبت حیا ومیتا .... کا
اختصاص کیا؟ ....

حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کو بوسہ دیا یا
نہیں؟ .... (دیا) .... اور قبر کو بوسہ دینا جائز ہے؟ .... (نہیں)
.... اور صدیق اکبرؓ نے دیا یا نہیں ؟ .... (دیا) .... اور پھر یہ کہا
.... طبت حیا ومیتا .... معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور

طرح کی .... دوسروں کی اور طرح کی ....

منکرین حیات کی گستاخی :۔

اب ایک مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھے .... اور صاف کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی اسی طرح .... جس طرح کہ ہر انسان کی وفات ہوتی ہے .... بلکہ مجھے بتایا گیا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ابوجہل اور ابولہب کی وفات ہے .... اور تعلق کوئی نہیں اسی طرح وفات سب پر ایک جیسی ہے .... (نعوذ باللہ) ....

قرآن میں کوئی لفظ زائد نہیں :۔

میں عرض کرتا ہوں مولانا عربی قاعدے کی بات کہتا ہوں .... قرآن میں کوئی لفظ زائد ہے؟ .... (نہیں) .... ایک لفظ بھی زائد نہیں .... اب میں ایک آیت پڑھتا ہوں .... اللہ تعالیٰ نے فرمایا .... اِنَّكَ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْن .... (سامعین ایسا تو نہیں) .... اِنَّكَ .... بے شک آپ .... وَاِنَّهُمْ .... اور لوگ بھی .... مَيِّتُوْن .... وہ سب وفات پانے والے ہیں .... تو ایک میتون میں پیغمبر کو اور امتیوں کو لپیٹا؟ اگر یوں ہوتا کہ .... اِنَّكَ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْن .... تو میتون میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اور باقی لوگوں کو لپیٹ دیا ہوتا .... لیکن نہیں .... اللہ تعالیٰ نے فرمایا .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْن .... معلوم ہوا کہ ان کا میت ہونا اور معنی میں .... آپ کا میت ہونا اور معنی میں ہے .... ورنہ میرا سوال ہے کہ میت کا لفظ یہاں علیحدہ کیوں آیا؟ .... جب مضمون ادا ہو سکتا ہے .... اِنَّكَ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْن .... تو پھر یہ کیوں کہا .... اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ

مَیِّتُوْن..........لفظ زائد تو کوئی نہیں..........

معلوم ہوا کہ یہاں میت کا معنی اور ہے.......... وہاں میت کا معنی اور ہے..........

سیرت کی کتابوں میں ایک باب ہے رحلت کا
نادان سمجھتے ہیں ہے موت یہ ہم جیسی

قرآن سے وفات ہو چکنا ثابت نہیں:۔

دوستو، عزیزو، بزرگو اور بھائیو.......... ایک شخص کا سوال ہے کہ قرآن پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت ہے؟.......... جواب قطعاً نہیں ....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکنا قرآن سے ثابت نہیں......

امریکہ میں ایک عیسائی کے ساتھ مناظرہ تھا.......... میں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب اتری انجیل وہ آپ کے پاس نہیں.......... انہوں نے کہا ہے.......... انہوں نے بائبل میرے آگے کر دی.......... میں نے کہا کہ اس کتاب میں تمہارے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کا سولی چڑھنا مذکور ہے.......... حضرت عیسیٰؑ کی موت مذکور ہے.......... تو جس پیغمبر کی کتاب ہو اس میں اس کی اپنی وفات کا ذکر نہیں ہوتا.......... موت ہوتی ہے اس کے بعد ....تو جس کتاب میں اس پیغمبر کی اپنی موت کا تذکرہ ہو وہ کتاب اس کی زندگی کی تو نہیں ہو سکتی.......... اور حضرت عیسیٰؑ کے فوت ہونے کا واقعہ اس کتاب میں ہے.......... اور یہ واقعہ کب پیش آیا جب حضرت عیسیٰؑ اپنا کام پورا کر چکے تھے..........تو اس میں وفات کا ذکر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ وہ انجیل نہیں جو حضرت عیسیٰ کو دی گئی تھی.......... حضرت عیسیٰؑ نے انجیل زندگی میں پیش کی یا

زندگی کے بعد؟ .... (زندگی میں) .... تو انہوں نے زندگی میں پیش کی تھی .... اس میں وفات کا تذکرہ نہیں ہوسکتا ....

اسی طرح قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہوا .... قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تو ہوسکتی ہیں .... خبریں ہوسکتی ہیں .... آئندہ کے بارے میں پیشگوئیاں ہوسکتی ہیں .... لیکن آپ وفات ہو چکنے کی خبر قرآن میں نہیں .... اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ قرآن میں وفات ہو چکنے کی خبر ہے تو اس کا ایمان قرآن پر نہیں .... پھر تو قرآن اللہ کی کتاب ہی نہیں رہتی ....

منکرین حیات کی کذب بیانی:۔

ایک طالب علم نے مجھے کہا ایک مولوی صاحب کہتے ہیں .... کہ پچاس آیتوں سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی .... میں نے کہا کہ جس شخص نے بھی یہ کہا کہ پچاس آیتوں سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی .... وہ بالکل بدھو ہے .... علم سے بے تعلق ہے .... قرآن میں آئندہ وفات کی پیش گوئی تو ہوسکتی ہے لیکن وفات ہو چکنے کی خبر نہیں ہوسکتی .... جو کہے ایک آیت میں ہے کہ پیغمبر کی وفات ہوگئی .... وہ بھی غلط کہتا ہے .... پورے قرآن میں وفات ہو چکنے کی خبر نہیں ہے .... نہ ہوسکتی ہے ....

خدائی وعدہ پورا ہوا مگر ....

اب اللہ جل شانہ نے وعدہ وفات پورا کرنا تھا .... اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا تو آپ کی روح مبارک اگر بدن سے نکل کر .... اگر جسم سے نکل

کر..........جسم کے اندر ہی جو حصے خالی ہوتے ہیں..........

مثلاً قلب ، دل ہے .... دل کے اندر پورا کا پورا گوشت نہیں .... پورا خون بھی نہیں .... اس بدن کے اندر خلا بھی تو ہے..........تو اگر پورے بدن سے روح کا انفصال بھی ہو مگر وہ بدن کے اسی حصہ کے اندر رہے اور قلب کے اسی حصہ کے اندر رہے..........جس میں خلا ہے..........تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے.......... کہ روح بدن سے نکلی ....اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نہیں نکلی ....اگر کہو کہ بدن سے نکلی باقی بدن سے اور اندر رہی .... اس خلا میں جو بدن کے اندر ہے..........تو جب اس قسم کے بہت احتمالات کی بہت گنجائش ہو سکتی ہے..........

تو پھر مولانا محمد قاسمؒ نے کیا جرم کیا کہ..........لوگ ان کے پیچھے پڑے رہے.......... یہ کیوں کہہ دیا .... واضح بات ہے ان باریک باتوں کی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں .... بالکل موٹی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا اعلان ہے.......... کُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ.......... ہر کسی نے موت کا پیالہ پینا ہے..........

انبیاء

شہداء

اولیاء

صلحاء

مومنوں

کافروں

حیات النبیؐ میں تعجب کیوں ؟:۔

ہر ایک پر خدا کا وعدہ پورا ہو گا .... آپ سب حضرات اپنے اپنے موقع پر جب یہ پیالہ پئیں گے .... اس کے بعد ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک دن آئے گا کہ آپ انہی بدنوں کے ساتھ پھر حشر میں اٹھیں گے ....

تو معلوم ہوا کہ اسی بدن میں دوبارہ زندہ ہونا کوئی شرک نہیں .... فرق صرف یہ ہے حیات النبیؐ کی بحث میں اور عام عقیدے میں کہ عام عقیدے کے مطابق سب نے اصل بدنوں کے ساتھ زندہ ہونا ہے حشر میں .... اور اگر کسی نے یہ عقیدہ رکھ لیا کہ وہ زندگی جو سب کو ملنی ہے نبیوں کو اس وقت پہلے مل گئی ہے .... تو یہ کون سے تعجب کی بات ہے؟ .... مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْم .... قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْم .... ہر بدن نے دوبارہ زندگی پانی ہے یا نہیں ؟ .... (پانی ہے) .... بدن ذرہ ذرہ بھی ہو تو بھی اس نے زندگی پانی ہے .... تو جو زندگی سب کو ملے گی .... اگر کوئی شخص یہ مان لے پیغمبروں کے بارے میں کہ وہ زندگی پہلے پا گئے .... تو اس کو تو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ بھئی تم غلط کہتے ہو.......... لیکن شرک کہاں ہو گیا؟..........

میں اختلاف کی خلیج کو وسیع نہیں کرنا چاہتا .... میں تو بات کو ہٹانا چاہتا ہوں .... کہ کسی طرح بات دبے .... میں کہتا ہوں کہ جب تم سب مانتے ہو کہ وہ زندگی اس دن سب کو ملے گی اگر پیغمبروں کے لئے کوئی پہلے مانتا ہے تو تم بے شک کہو کہ یہ غلط ہے لیکن یہ نہ کہو کہ شرک ہے، شرک ہے، شرک ہے .... یہ ایک فعل خداوندی ہے .... اس نے زندگی دینی ہے ....

اس دن دے یا پہلے دے.........

حضور ﷺ کا جسم اطہر محفوظ ہے:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک محفوظ ہے؟.......... (بالکل محفوظ ہے) ....صرف اتنی بات ہے؟.......... (نہیں).........علماء حضرات اور طالب علم توجہ فرمائیں.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا.........کہ اے اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم .... كَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا اِلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ .... ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش ہوگا.........جب آپ قبر میں مٹی میں مل چکے ہوں گے.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.........اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ ....اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسموں کو مٹی پر حرام کر دیا.........مٹی ان کو نہیں کھائے گی.........یہ کس کے جواب میں کہا؟.........(درود شریف کے جواب میں).........

معلوم ہوا کہ بدن اس طرح محفوظ ہے.........کہ صلوۃ وسلام اس پر پیش ہو سکے.........تو صلوۃ وسلام پیش ہونا.........یہ علامت ہے شعور کی ....کہ بدن اس طرح محفوظ ہے.........کہ اس پر صلوۃ وسلام پیش ہو.........تو اگر بدن میں شعور نہ مانا جائے.........تو حدیث کے دونوں ٹکڑوں میں ربط نہیں رہتا.........

تو یاد رکھو کہ حیات صرف جسم کا محفوظ ہونا نہیں......... بلکہ اس طرح محفوظ ہونا ہے کہ اس پر صلوٰۃ وسلام پیش ہو.........اور صلوۃ وسلام جب پیش ہو گا ....تو اس میں شعور ہوگا.........

سوال:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ زندہ موجود ہیں .... اور بقول مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامعہ گنگوہ تشریف لائے .... تو یقیناً یہاں بھی آسکتے ہیں؟...........

جواب:۔

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بہت سی ایسی باتیں فرمائیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ روحانی طور پر انبیاءؑ مثالی شکل میں مختلف مقامات پر ظاہر ہوئے........... معراج النبی کی رات مسجد اقصیٰ میں پیغمبروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے حاضری دی تھی یا نہیں؟........... (دی تھی)........... نماز پڑھی تھی یا نہیں؟........... (پڑھی تھی)........... اب وہ پیغمبر کس طرح آئے اس کے متعلق محدثین اور شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ وہ ان کی ارواح متمثل ہوئیں یا مثالی شکل میں ان کے وجود وہاں حاضر ہوئے .... اور اس حدیث کا کوئی انکار نہیں کرتا........... تمام حدیث کی کتابوں میں ہے........... اور تمام روایات میں ہے کہ انبیاءؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے معراج النبی کی رات نماز پڑھی........... اب وہ پیغمبر آئے یا نہیں؟........... (آئے)........... اس کی تاویل پھر کرتے ہیں محدثین کہ مثالی جسم تھا........... یا اصلی جسم تھا........... ان میں بحث چلی لیکن حدیث میں آیا تو سہی ان کا آنا؟ .... (آیا)........... اگر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جو ولی اللہ تھے........... انہوں نے کہہ دیا کہ فلاں جگہ میں نے دیکھا........... حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو کوئی تعجب ہے؟........... بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو فرمایا ناں کہ سارے

پیغمبر مسجد اقصیٰ میں آئے یا نہیں فرمایا؟ .... (فرمایا)........... اور یہ خواب میں آئے تھے یا جاگتے ہوئے؟........... جاگتے ہوئے ....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج خواب نہیں تھا ....حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگ رہے ہیں اور جاگتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء آئے تو وہ بھی جاگنے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے؟ .... تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتے ہیں کہ میں نے پیغمبروں کو مسجد اقصیٰ میں دیکھا........... اور ان پیغمبروں کو جو دنیا سے فوت ہو چکے تھے میں نے ان کو دیکھا تو اس میں کوئی عیب ہے؟........... (نہیں)........... تو اگر اللہ تعالیٰ نبیوں کو جاگنے کی حالت میں پچھلے نبیوں کی اس طرح زیارت کرا سکتا ہے تو اگر ولیوں کو کرا دے تو کوئی تعجب کی بات ہے؟........... (نہیں)...........

جس دوست نے یہ رقعہ لکھا بڑے طعنے سی لکھا کہ تمہارے رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کہتے ہیں........... کہ نبی پاک صلی الہ علیہ وسلم فلاں جگہ آئے فلاں جگہ آئے .... میں کہتا ہوں کہ مولانا گنگوہیؒ نے نہیں .... کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا کہ پیغمبر مسجد اقصیٰ میں آئے ....حضرت مولانا گنگوہیؒ جو ولی اللہ تھے .... انہوں نے کہہ دیا آئے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟...........

ہاں میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ مسجد اقصیٰ میں جو پیغمبر آئے ....وہ خود آئے یا بھیجے گئے؟ .... (بھیجے گئے) .... اپنی مرضی سے کوئی آ سکتا ہے؟ .... (نہیں)........... تو مولانا گنگوہیؒ نے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگنے کی حالت میں دیکھا وہاں بھی اللہ کے امر کے ساتھ آئے .... ہاں اپنی طرف سے آ جا نہیں سکتے ....

سوال:۔

علماء دیوبند حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح زور کیوں دیتے ہیں؟......... کہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں.........

جواب:۔

اس پر پوری تقریر کا وقت نہیں لیکن حاصل یاد رکھو کہ علماء دیوبند اس لئے زور دیتے ہیں......... کہ مسئلہ حاضر و ناظر کا جو چلا ہے......... وہ اسی پر چلا ہے کہ روح بدن کے اندر نہیں سارے جہان میں پھیلی ہے......... جو حاضر ناظر کے لوگ قائل ہیں......... وہ یہی کہتے ہیں کہ روح مبارک بدن کے اندر نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلی ہے......... جب علماء دیوبند کہتے ہیں کہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پہلے دنیا میں زندہ تھے.........اسی بدن میں دوبارہ حیات ہیں.........تو روح مبارک بدن میں جب آ گئی.........تو ہر جگہ حاظر و ناظر ہونے کا عقیدہ تو غلط ہو گیا ناں؟.........

جو شخص بھی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح قائل ہو گا......... وہ کبھی حاضر و ناظر کی دلدل میں نہیں گرے گا......... کیوں؟......... حاضر و ناظر کے جو قائلین ہیں.........ان سے جب ہم نے پوچھا کہ تم جو کہتے ہو کہ حاضر ہیں اس کا مطلب کیا؟......... کہتے ہیں کہ آپ کی روح ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے......... میں نے کہا کب؟......... کہنے لگے وفات کے بعد تو میں نے کہا کہ یہ بتا کون گیا؟.........وفات کے بعد کی آپ کی خبریں کس نے دیں.........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تو مکمل ہوا زندگی میں تو جو کوئی بعد میں

بتائے ....اس کا نام بتاؤ جو بتا گیا............

تو میں آپ کے سامنے بات کو طویل کرنا نہیں چاہتا .... میں یہ عرض کرتا ہوں............ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اجتماع اہل حق کی شان ہے............

اور ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو ایک جامع سیرت یقین کرتے ہیں .... کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہر شخص سبق لے سکتا ہے............ مثلاً یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں .... اس میں ہر طرح کے لوگ ہیں............ یہاں............

امیر بھی ہیں

غریب بھی ہیں

بادشاہ بھی ہیں

وزیر بھی ہیں

فقیر بھی ہیں

مسکین بھی ہیں

تاجر بھی ہیں

ملازم بھی ہیں

مختلف قسم کے لوگ ہیں .... اب ساری دنیا کو مخاطب کر کے کون کہے اے لوگو............ مشرق و مغرب کے رہنے والو............ شمال و جنوب کے رہنے والو .... تم میرے پیچھے چلو کون کہے؟ .... ایک انسان کی زندگی اپنے مخصوص ماحول کی وجہ سے دوسرے کے لئے نمونہ نہیں ہو سکتی .... اب

ساری دنیا کو مخاطب کر کے کون کہے کہ اے لوگو آؤ میرے پیچھے چلو.......... جب کوئی شخص کہے گا .... تو دنیا کہے گی کہ ساری دنیا کو اپنے پیچھے آنے کا سبق دینے والے ذرا اپنی سیرت کی چادر پھیلا .... کیا اس کی لپیٹ میں ہر کوئی آسکے گا؟ .... اگر ہر کوئی نہیں آسکتا تو آپ کی سیرت ساری دنیا کے لئے اسوہ حسنہ نہیں .... سب کے لئے اسوہ اور نمونہ وہ ہے کہ جس کی سیرت کی چادر اتنی وسیع ہو کہ ساری کائنات اس کی لپیٹ میں آجائے ....

میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت ہمیشہ مسلمانوں کی ہوتی ہے یا کافروں کی بھی؟ .... (کافروں کی بھی) .... اگر حکومت کافروں کی ہے .... اقتدار کفر کا ساتھ دے رہا ہے .... مسلمانوں کی اپنی حکومت نہیں تم کافروں کی سلطنت میں رہ رہے ہو .... جس طرح ہم انگلینڈ میں رہتے ہیں .... حکومت کن کی؟ .... (کافروں کی) .... مسلمانو اگر تم ایسے ملک میں رہتے ہو جہاں اقتدار کفر کے ہاتھوں میں ہے .... تم نے زندگی کس طرح بسر کرنی ہے؟ .... تو تم مکین مکہ کو دیکھو کہ جب اقتدار کافروں کے پاس تھا تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مکین مکہ نے تیرہ سال کس طرح زندگی بسر کی .... اور اگر خدا نے عزت کا تاج تمہارے سروں پر رکھ دیا ہے تو تاجدار مدینہ کو دیکھو .... ہے وہی ایک ہستی مکین مکہ میں اقتدار کفر میں کیسے رہے .... تاجدار مدینہ اقتدار مصطفیٰ کے پاس .... اگر تم ایسے ملک میں ہو کہ غیروں کے رحم و احسان پر ہو .... تو مکین مکہ کو دیکھو .... حکومت تمہاری ہے تو تاجدار مدینہ کو دیکھو .... علماء کرام تم مبلغ ہو .... تمہارا واسطہ پڑتا ہے مخالفین سے .... تم نے کس طرح کام کرنا ہے ....

طائف کے مبلغ کو دیکھو.......... جس کے خون کے قطرے بہہ رہے ہیں مگر دعا نکلتی ہے.........

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن.......... ''یا اللہ ان کو ہدایت دے یہ مجھے جانتے نہیں'' .... لیکن مقام تبلیغ اور ہے مقام جہاد اور ہے.......... اگر مقام جہاد پر آؤ تو والی بدر کو دیکھو.......... کہ بدر میں کھڑا کس طرح کفر کے مقابلہ میں ڈٹا ہے .... اور صرف لڑنا ہی نہیں صلح کرنی ہو تو حدیبیہ کے مقام پر صلح کرنے والے کو دیکھو..........

اور اگر تم شادی شدہ ہو .... بیوی عمر میں بڑی مل گئی .... تو خدیجہؓ کے خاوند کو دیکھو.......... چھوٹی مل گئی تو عائشہ صدیقہؓ کے خاوند کو دیکھو......

اور اگر تم تاجر ہو تو مکہ کے اس تاجر کو دیکھو کہ شام تک جس کی امانت کی داستانیں پھیلی ہوئی ہیں .... شراکت داروں کو دیکھنا ہے تو خدیجہ الکبریٰؓ کے شراکت دار کو دیکھو..........

اور اگر تم نے فاتح کو دیکھنا ہے تو مکہ کے فاتح کو دیکھو.......... کہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے .... کیسے داخل ہوئے؟ .... جب نکلے تھے مکہ سے تو ساتھ ایک تھا .... اور جب دوبارہ آئے تو ساتھ کتنے؟ .... (دس ہزار) .... اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا دیا .... اور اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکایا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غرور آ گیا..........

دنیا نے انتقام لینے والے تو بڑے بڑے دیکھے لیکن فاتح مکہ جیسا فاتح کوئی نہیں دیکھا .... جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں؟ کہ

پرانے دشمن حطیم کعبہ میں پناہ لے رہے ہیں .... ان میں وہ بھی ہیں کہ جن کے ذمہ بدر کے شہداء کا خون ہے .... ان میں وہ بھی ہیں کہ جو احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت گرانے والے اور مسلمانوں کو شہید کرنے والے ہیں .... لیکن آج سارے مجرم وہاں جمع ہیں .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے ....

اور حضور ﷺ کا رعب و دبدبہ کتنا تھا .... آج جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے داخل ہوئے .... تو آپ کے ساتھ سارے بلال ؓ ہی نہیں ......

ابو عبیدہ ؓ جیسے بھی ہیں

خالد بن ولید ؓ جیسے بھی ہیں

سعد بن ابی وقاص ؓ جیسے بھی ہیں

دشمنوں کو دیکھ رہے ہیں .... لیکن مجال ہے کہ کسی صحابی ؓ کی تلوار یا ہاتھ کسی مجرم کے خلاف اٹھے .... اطمینان سے دیکھ رہے ہیں .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہتے ہیں؟ .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف .... انتظار ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ضبط .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کنٹرول .... اپنی قوم پر کتنا تھا .... تو جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ ؓ وصیت کرنے کے لئے قلم دوات بھی نہیں دے رہے .... وہ ذرا سوچیں کہ پیغمبر کا کنٹرول اور ضبط اتنا کہ جب مکہ میں داخل ہوئے .... سارے مشرکین جو مقابل تھے اور جو مجرم تھے .... وہ پناہ لے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہزارہا صحابہ ؓ ہیں .... بڑے بڑے جرنیل اور فاتح پرچم کشاء بھی ہیں .... لیکن کسی کی انگلی بھی کافر پر نہیں اٹھی .... دیکھ رہے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟........... مجرموں کو بھی پتہ ہے کہ ہم پر انگلی اٹھانے والا کوئی نہیں.......... ہوگا وہی جو حضور ﷺ فرمائیں گے...........

نظر اے شاہ عرب و عجب کہ کھڑے ہیں منتظر کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغ سکندری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اٹھتی ہے.......... فرماتے ہیں میں وہی بات کہتا ہوں کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی........ میں کہتا ہوں کہ اس سیرت پر قربان جائیں........

داستان حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَہ .... اے دنیا کے رہنے والے انسانو تمہارے لئے..........

چھوٹے اور بڑے انسانو!

بادشاہو اور فقیرو!

شہنشاہو اور رعایا کے لوگو!

لڑنے والو اور صلح کرنے والو!

خطیبو اور مجاہدو!

تم سب کیلئے.......... تم زندگی کے جس دائرہ سے تعلق رکھتے ہو اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی وسیع چادر ساری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے..........

الحمد للہ کہ آج اس آقا کو خراج تحسین ادا کرنے کے لئے اور اس کی

سیرت کا ذکر کرنے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے .... مبارک ہیں وہ جو سردی کے موسم میں جم کر بیٹھے .... کہ اپنے آقا کی سیرت سنیں اور خراج تحسین ادا ہو .... اور مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس کا اہتمام کیا .... تو یہ دن یہ موقع .... یہ مجلس روز روز نہیں آتیں .... میں نے چند ابتدائی باتیں کہیں اور آخری بات جو میں نے اول کہی تھی کہ باتیں تو بہت سی کہنی تھیں .... لیکن وقت نے مہلت نہ دی .... یہ کہہ کر آپ سے رخصت ہوتا ہوں ....

وَ مَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اصول خلافت

خطبہ:۔

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ....
خُصُوۡصًا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاء ....وَ عَلٰی اٰلِهِ الۡاَتۡقِیَاء وَ اَصۡحَابِهِ الۡاَصۡفِیَاء..........

اَمَّا بَعۡدُ..........فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ..........بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .... اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا..........(پارہ۶ سورۃ مائدہ آیت۳)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ..........وَ صَدَقَ رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ .... وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰ لِکَ لَمِنَ الشّٰهِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ .... وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ..........

تمہید:۔

صاحب صدر

گرامی قدر

واجب الاحترام

بزرگان کرام

علماء عظام

زعماء قوم

سامعین عزیز

دوستو!

بھائیو!

اور طالب علمو!

ابھی ابھی چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس سے یہاں آنا ہوا..........اور ختم نبوت کے اثرات .... اور اس کی بعض مہمات ذہن میں لئے ہوئے رہی یہاں آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی ....خیال یہ تھا کہ اسی سے مضمون کا آغاز کروں..........لیکن ابھی جو نعت پڑھی گئی..........اس نے ذہن اور بات کی طرف متوجہ کردیا..........پہلے دو لفظ سمجھ لیجئے..........

مُصَدِّق اور مُبَشِّر :-

حضرات دو لفظ .... دو باتیں .... دو ذمہ داریاں ذہن میں رکھیں .... جو پیغمبر بھی آئے .... انہوں نے دو کام کئے.......... کام تو بہت سے کئے..........لیکن دو کام جن کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں.......... وہ کیا تھے؟.......... ہر آنے والے پیغمبر نے پچھلے پیغمبر کی تصدیق کی .... کہ پہلا سچا تھا..........یعنی یہ کہ مجھ سے پہلے جو آئے وہ سچے تھے..........اور جو بعد میں آنے والا ہے..........اس کی خبر دی..........مثلاً حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کو کہا .... اِنِّی مُصَدِّقٌ لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ..........کہ میں اپنے سے پہلے آنے والی کتاب تورات کا مصدق ہوں تصدیق کنندہ.......... وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ .... (پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶)..........اور اپنے سے بعد میں آنے والے کے لئے

مبشر ہوں......... جس کا نام ہوگا احمد .... تو پہلے کا میں کیا ہوں؟ مصدق......... اور میرے بعد جو آنے والا ہے .... میں اس کا کیا ہوں مبشر ....تو حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے مصدق .... اور ہمارے آقا کے مبشر ہوئے......... اور اب آگے آتے ہیں ہمارے حضور ﷺ .... اور جب ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آئے.........تو یہ پہلوں کے کیا ہوئے مصدق.........یعنی وہ سچے تھے.........

ثُمَّ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَامَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ....

(پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۱).........آپ ﷺ پہلوں کے مصدق ہوئے اور آگے کسی کے مبشر نہیں .... بلکہ کیا فرمایا؟ یہ کہ میرے بعد قیامت ہوگی ....کوئی نبی پیدا نہ ہوگا.........اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ (الحدیث).........میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں .... جب آپ آگے کسی کے مبشر نہیں ....تو پھر آپ کا کوئی مصدق ہوگا؟......... (نہیں) ....مصدق کون ہوتا ہے؟......... کہ پہلا پیغمبر اس کا مبشر ہو......... وہ جب آتا ہے.........تو وہ اس کا مصدق ہو جاتا ہے.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں کے مصدق .... اور آئندہ کسی کے مبشر نہیں .... تو آپ جب مبشر نہیں ....تو آپ کے آنے کے بعد آپ کا کوئی مصدق ہوگا؟ ....(نہیں).........اب یہ ضرورت کس سے پوری ہوگی؟.........

یہ عجیب بات ہے......... ہر پیغمبر کا کوئی نہ کوئی مصدق ....لیکن خاتم الانبیاء ....سید الانبیاء.........تمام پیغمبروں کے جو سردار ہیں......... ان کا کوئی مصدق نہیں .... وجہ اس کی ختم نبوت تھی .... نبوت ملنی ختم ہوگئی

حضورﷺ پہلے پیغمبروں کے مصدق ....تو آپ کا کوئی مصدق نہیں .... جب آپ ....(بیشک رہے)............مگر آئندہ کسی کے مبشر نہیں

کسی کے مبشر نہیں............تو آپ کا کوئی نبی مصدق نہیں............

اللہ کو یہ بات گوارہ نہ ہوئی .... کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی مصدق ہو

............اور میرے اس آخری پیغمبرﷺ کا ختم نبوت کی وجہ سے کوئی مصدق نہ ہو

............چونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی............تو مصدق کی بجائے............اب یہاں

صدیقؓ چنا گیا............حضورﷺ کے لیے صدیق مصدق کے قائم مقام سامنے

آیا............

صدیقؓ مقام نبوت پر کھڑے ہیں:

صدیقؓ کے لفظ پر غور کرو............ ایک صدیقؓ نرالا لفظ ہے............

سارے صحابہؓ ہیں .... ان میں شہداء بھی کئی............لیکن صدیقؓ لفظ جو ہے

.... وہ خصوصیت کیساتھ یہاں کیوں آیا............ جس پیغمبر کا مصدق نہیں

............اس کو صدیقؓ ملا............حضرت ابوبکر صدیقؓ پیغمبر تو نہیں............لیکن

انہوں نے کام کرنا ہے مصدق والا............ اس لئے فرمایا .... اَلصِّدِّیْقُ

............کے بارے میں فرمایا............قَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَاءِ ....کہ مقام انہوں

نے وہ پایا کہ نبیوں کا تھا انہوں نے ....وہ کام کئے جو نبیوں کے تھے............

یہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی شہادت ہے............فرماتے ہیں............ قَامَ مَقَامَ

الْاَنْبِيَاءِ............تو یاد رکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کے

لئے .... جو خدا کی طرف سے عملاً مامور ہوئے .... جو خدا کی طرف سے

بھیجے گئے............ خدا نے جن کو یہ ذمہ داری تکویناً سونپی .... وہ کون تھے؟

.........وہ صدیق اکبرؓ.........حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے.........

مصدق کیلئے کوئی دلیل نبوت درکار نہ تھی:

تو آپ نے علماء سے سنا ہو گا.........اور ابھی آپ سن رہے تھے ....کہ اور سب صحابہؓ نے دلیل دیکھی.........معجزے دیکھے.........پھر آ کر رسالت کی تصدیق کی ....لیکن صدیقؓ نے کوئی دلیل مانگی؟.........نہیں ....کیوں؟.........وہ اس لئے کہ وہ تو بھیجے ہی گئے تھے تصدیق کے لئے ....جب ہر ایک نے دلیل مانگی ....تو صدیق اکبرؓ کا دلیل نہ مانگنا اشارہ کر گیا.........کہ ان کی پوزیشن کیا تھی؟ ان کا مقام کیا تھا؟ ....جو آئینے کا ہوتا ہے جس میں آنے والے ہی جلوہ گری ہوتی ہے.....

آئینے کی فطرت یا اختیار:۔

میں پڑھے لکھے دوستوں سے کہا کرتا ہوں ....یہ جو یونیورسٹی اور کالجز کے طالب علم ہیں ....جو **Higher Education** والے شمار ہوتے ہیں.........ان کو میں کہا کرتا ہوں ....پوچھا کرتا ہوں کہ آئینہ......... شیشہ.........جب سامنے ہو.........تو اس کے سامنے شمع آئے.........اس کے سامنے روشنی آئے ....اس کے سامنے بجلی کا قمقمہ آئے ....بلب آئے.........تو آئینہ اپنے اختیار سے اس کو اپنے اندر قبول کرتا ہے.........یا یہ اس کی فطرت ہے؟.........وہ اپنے اختیار سے اس کو اپنے اندر قبول نہیں کرتا......... آئینے کی فطرت یہ ہے.........صدیقؓ نے پیغمبر ﷺ کو مانا ....کیونکہ ان کی فطرت ہی یوں بنائی گئی تھی ....اس کے اپنے اختیار کی بات نہیں .... اس کی فطرت ہی یہ تھی کہ وہ تصدیق کرے.........سینہ ابوبکر صدیقؓ بمنزلہ آئینہ

تھا.........روشنی سامنے آئی نہیں تو اندر چمکی نہیں.........اس میں دیر کیا.........
یہی وجہ ہے کہ جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت کیا.........تو شمع رسالت آئینہ صدیقؓ کے سامنے آئی.........تو اندر منعکس ہوگئی.........جس طرح شمع میں قوت فاعلہ اور آئینہ میں قوت قابلہ ہے......... اس کو قبول کرنا.........صدیق اکبرؓ کو وہ قلب ملا......... جو قوت قابلہ رکھتا ہے.........
جونہی شمع روشن ہوئی اندر منعکس ہوگئی.........تو اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ کو اس طرح صحابہؓ میں ممتاز کیا.........کہ جس طرح ہر پیغمبر کا کوئی نہ کوئی مصدق ہوا ....تو آپ ﷺ کا مصدق اس کی بجائے صدیقؓ بنے.........

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں ابھی نعت پڑھی جا رہی تھی ....حافظ سلطان صاحب ہدیۂ عقیدت پیش کر رہے تھے.........تو میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا.........تو میں اپنے ساتھیوں کی خدمت میں عرض کردوں کہ صدیقؓ صرف ایک لفظ نہیں......... ایک ٹائٹل ہے.........کس معنیٰ میں ؟.........مصدق کے معنی میں.........تو یہاں مصدق سے صدیقؓ کا ٹائٹل کیوں بدلا؟.........ختم نبوت کی وجہ سے مصدق کا ٹائٹل بدلا.........

کمال والے سے نسبت:۔

سامعین عزیز.........بزرگان محترم.........بچے استاد کی عزت کیوں کرتے ہیں؟.........آپ میرے لفظ سے تعجب کریں گے.........تو میں پہلا لفظ بول دیتا ہوں.........بچے استاد کی عزت کیوں کرتے ہیں؟.........(آواز آئی).........آج کل تو نہیں کرتے......... میں کہہ دیتا ہوں کہ آج کل بھی کرتے ہیں.........کرتے ہیں لیکن کم......... میں کہتا ہوں کہ بچے استاد کی

عزت کیوں کرتے تھے یا کرتے ہیں .... اس کی علت و سبب کیا ہے؟
..........اس لئے کہ استاد کو اللہ نے وہ کمال بخشا کہ شاگرد اس کمال کے حاصل کرنے میں استاد کا محتاج ہوا.......... جواب صحیح ہے؟.......... (صحیح ہے).......... اب استاد کے پاس کیا ہے کہہ دو کمال؟.......... (کمال).......... کمال کا معنی سمجھتے ہو؟.......... (جی)

اب آپ کے پاس استاد نہیں .... استاد کا بچہ ہے چھوٹا.......... وہ آپ کے پاس آ گیا.......... شاگرد نے اس کو بڑی محبت سے اٹھایا.......... پیار کیا.......... ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟ .... (ہوتا ہے).......... اب اس بچے میں شاگرد کو کیا نظر آیا؟.......... استاد میں کمال ہے بچے میں کمال نہیں .... لیکن اس کمال والے سے نسبت ہے.......... جب کمال والے سے نسبت ہو جائے تو شرف ابھرتا ہے.......... وہی بچے کے پیار کا سبب بنتا ہے..........

تو دوسرا لفظ جو مشکل تھا وہ میں نے بتا دیا شرف.......... شرف کا معنی یہ ہے .... کہ کسی کمال والے سے نسبت ہو جائے.......... انسان اپنی عاجزی کے اعتراف میں جب منبع کمالات سے نسبت جوڑتا ہے .... تو اپنے آپ کو عاجز کر کے کہتا ہے..........

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک کیوں اڑا دی
اسے نسبت ہو گئی تھی تیرے سنگ آستاں سے

لیکن یہ تمنا .... کہ خاک کیوں اڑا دی.......... یہ کامل کی بات نہیں.......... جب کامل آیا تو اس نے کہا..........

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دو
کہ جو تم پہ مٹ گیا ہو اسے کیا غرض نشاں کا

ہیں دونوں اپنی جگہ آفتاب جیسے......... لیکن جس نے آگے چھلانگ لگائی......... اس نے کہا......... اور وہ کمال پا گیا.........

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دو

میں نے دو لفظ عرض کئے......... پہلا لفظ ہے کمال......... اور دوسرا لفظ ہے شرف......... کمال یہ ہے کہ خود اس میں خوبی آ جائے......... اور شرف کا معنی کہ خوبی والے سے نسبت ہو جائے .... بچے سے کیوں پیار کرتے ہیں .... اس میں شرف ہے استاد کا بیٹا ہونے کا......... بیٹے میں شرف ہے اور استاد میں کمال ہے......... اب دو لفظ یاد رکھیں......... کمال کی وجہ سے عزت پیدا ہوتی ہے......... شرف کی وجہ سے محبت پیدا ہوتی ہے.........

اہلسنّت کا عقیدہ:۔

ہم اہلسنّت والجماعت ہیں .... ہمیں یہ عقیدہ بتایا گیا کہ......... اہل بیت سے محبت رکھو اور یہ ہمارا مدلل عقیدہ ہے .... کتابوں میں لکھا ہوا ہے......... بلاخوف و تردید کہتا ہوں......... کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی جو اولاد ہے اس سے محبت رکھیں......... ہمارے پیغمبر کی جو نسبت ہے......... ہمارے پیغمبر ﷺ کے جو خونی رشتے ہیں .... ان کو جو شرف حاصل ہے وہ صاحب کمال کی نسبت سے تھے......... کیونکہ پیغمبر ﷺ کی اولاد ہیں......... پیغمبر ﷺ کے رشتہ دار ہیں .... ان کو صاحب کمال کے ساتھ جو نسبت ہے اس کی رو سے......... ان کو شرف حاصل ہے .... اور شرف کی وجہ سے محبت پیدا ہوتی ہے......... اور کمال کی وجہ سے عقیدت پیدا ہوتی ہے......... تو اہل بیتؓ کی محبت جزو ایمان ہوئی......... یہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے

ہے .... کہ پیغمبر علیہ السلام کے جو اہل بیتؓ ہیں .... ان کی محبت کا اقرار کرو .... اور جو راشدین ہیں .... ان کے کمال کا اقرار کرو ....

اسلام، اطاعت خلفائے راشدین

ایمان ، محبت آل محمد است

تو کمال جوہر پر مبنی ہے .... اور جو شرف ہے وہ محبت لاتا ہے .... یہ فرق ہے ....

لوگ ہم سے کئی دفعہ پوچھتے ہیں .... کہ صحابہؓ اور اہل بیتؓ آپ دونوں کو مانتے ہیں؟ .... ہم کہتے ہیں ہاں .... دونوں کو مانتے ہیں .... کس طرح؟ .... کہ اطاعت اور تابعداری صحابہؓ کی .... اور محبت اہل بیتؓ کی .... کہنے لگا کیوں؟ .... اس لئے کہ اہل بیتؓ کو شرف حاصل ہے .... اور صحابہؓ کو کمال حاصل ہے .... راشدین رشد و ہدایت میں اور تعلق پیغمبر میں اتنے بڑھے کہ وہ منبع کمال ہوئے .... اور جن کو پیغمبر سے نسبت ہو گئی .... وہ منبع محبت ہوئے .... اور ایسے بھی ہوئے جنہوں نے دونوں سے حصہ پایا ....

درجے میں افضل انسان یا فرشتہ:۔

اب میں ایک مسئلہ بیان کرتا ہوں .... اور اس کا حل ساتھ ہی عرض کردوں گا .... انشاء اللہ بات سمجھنے میں آسانی ہو گی .... دعا کریں اللہ حق کہنے کی توفیق بخشے .... (آمین) ....

بزرگان محترم .... ایک مسئلہ اہل علم میں اختلافی ہوا .... علماء احناف نے اس پر بڑی بحث کی ہے اپنی کتابوں میں .... کیا؟ کہ فرشتے کا

درجہ زیادہ ہے یا انسان کا؟......... بعض لوگوں نے دلائل دیئے کہ فرشتے کا درجہ زیادہ ہے......... گناہ اس کے قریب نہیں بھٹکتا......... اور بعض نے کہا کہ انسان کا درجہ زیادہ ہے......... کیونکہ انسان نے خدا کی تابع داری کے پھول جبراً......... نہیں اختیار سے چنے......... انسان خدا کی تابع داری کرتا ہے لیکن خوشی سے یہ نہیں کہ وہ اس پر مجبور ہے......... فرشتے اس پر مامور ہیں.........

تو سوال پیدا ہوا......... کہ فرشتوں کا درجہ زیادہ یا انسان کا؟......... جنہوں نے کہا کہ فرشتوں کا درجہ زیادہ......... انہوں نے کہا کہ فرشتے اللہ کے قرب میں ہیں......... اللہ تعالیٰ کی تجلیات آسمان پر بلا حجاب برستی ہیں......... تو آسمانوں میں کون رہتے ہیں فرشتے......... تو اللہ کے قریب کون ہوئے فرشتے......... ہم زمین پر ہیں......... اللہ کی تجلیات ہم سے بیشک دور ہیں

.........لیکن انسان میں وہ کمال ہے......... کہ جو فرشتوں میں نہیں......... فرشتوں میں تو مادۂ معصیت نہیں......... نافرمانی کی بنیاد ہی نہیں......... مزا تب ہے کہ نافرمانی کی بنیاد موجود ہو......... مگر حکم کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کو دبائے......... اور اطاعت کے پھول سامنے لائے......... تو پھر انسان بڑھ گیا یا فرشتہ؟......... (انسان) بڑا اختلاف ہوا کہ انسان افضل ہے یا فرشتہ؟.........

مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا تو میں نے اس پر لکھا بھی ہے......... اور عرض بھی کرتا ہوں کہ میں جھگڑے کا قائل نہیں......... میرا کام ہے جھگڑے کو مٹانا......... تو میں کہتا ہوں کہ شرف میں فرشتے بڑھ گئے......... کمال میں انسان بڑھ گیا......... شرف یہ ہے کہ کمال والے سے نسبت ہو جائے......... وہ

قریب کے ہیں.........ہم بعید کے ہیں ....لیکن انسان کمال میں آگے ....فرشتہ شرف میں آگے.........استاد کمال میں آگے.........اس کا بیٹا شرف میں آگے.........صحابہؓ کمال میں آگے ....اور اہل بیتؓ شرف میں آگے.........کوئی جھگڑا ہے؟.........(نہیں).........

خلافت کا حامل:۔

اب سنیں ....اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ فرشتوں کو مخاطب کر کے کہا ....کہ اے فرشتو.........اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَة.........میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں.........فرشتوں نے عرض کی اے اللہ ....اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا.........آپ ایسی مخلوق کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے گی.........وَیَسْفِكُ الدِّمَآء.........اور خون ریزی کرے گی ....وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ......... اور ہم تیری پاکی بولنے والے......... (موجود ہیں).........تیری تسبیح کرنے والے.........خلافت ہمیں کیوں نہ ملے؟ ....اللہ نے کہا تھا ....اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَة ....میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں.........فرشتوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ....اللہ رب العزت نے فرمایا.........اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْن ....میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ....خلافت قریب والوں کو نہیں بعید والوں کو ملتی ہے.........

فرشتے تمنا کرتے ہیں اے اللہ.........نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ....ہم تیری پاکی بولنے والے .... تیری تسبیح کرنے والے ....خلافت کا منصب ہمیں عطا فرما.........فرمایا نہیں .... اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا

تَعۡلَمُوۡن.........میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے.........تم مقام شرف میں ہو ....انسان گو مجھ سے دور ہے.........لیکن ہے مقام کمال میں ....اور خلافت کا فیصلہ کمال پر ہوتا ہے.....شرف پر نہیں .... جواب کیا ملا کہ خلافت قریب والوں کو نہیں بعید والوں کو ملتی ہے ....اب اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت قریب والوں کو دی یا دور والوں کو؟..........(دور والوں کو)..........

تو پیغمبر اللہ کی بات کے خلاف کر سکتے تھے؟..........(نہیں)..........

آپ بتائیں کہ جب حضور ﷺ کی اپنی خلافت کا مسئلہ تھا.........تو اللہ تعالیٰ کے طریقے کے خلاف حضور ﷺ کر سکتے تھے؟..........(نہیں) .... اللہ نے خلافت دی انسان کو......... جو کہ اس قرب تجلیات میں نہیں .... جس میں فرشتے ہیں .... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں .... اِذۡقَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ ....جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا تھا.........اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً .... میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں ....فرشتوں نے کہا.........اے اللہ.........اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا......... کیا تو اس میں خلیفہ بنائے گا......... مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا......... جو زمین میں فساد کرے گا .... اس کو.........فرشتوں کی نظر نسل آدمؑ میں کن پر گئی.........اس پر کہ جو فساد کرے گا ....يَسۡفِكُ الدِّمَآءَ.........اور خون ریزی کرے گا..........

اللہ تعالیٰ نے حاکمانہ شان کے ساتھ فرمایا.........اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡن ....میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے.........خلافت ملتی ہے کمال پر شرف پر نہیں.........

دیکھو بھائی میں یہاں نماز پڑھا رہا ہوں اس مسجد میں ....کسی وجہ

سے مجھے پیچھے ہٹنا پڑا .... اب شریعت کیا کہتی ہے؟ .... کہ جب امام پیچھے ہٹے .... تو سب کی نماز خراب نہ ہو .... وہ کسی کو اپنا خلیفہ بنائے .... اب میں جو نماز پڑھا رہا ہوں .... مجھے وضو کرنے کے لئے پیچھے ہٹنا پڑا .... اب میں اپنا قائم مقام خلیفہ جو میری بجائے نماز پڑھائے اس کو بناؤں گا .... جس کو نماز زیادہ اچھی آتی ہے .... یا بیٹے کو؟ .... (جس کو نماز زیادہ اچھی آتی ہے) اس صف میں جو بزرگ ہو گا اس کو آگے کروں گا .... پھر میں پیچھے ہو جاؤں گا ....

حضور ﷺ نے فرمایا .... کہ میں جب نماز پڑھاؤں تو میرے پیچھے اولوالاحلام والنہیٰ .... کس کے لئے کہ .... اگر قائم مقام خلیفہ امام کا بنانا پڑے .... تو وہ پہلے سے اپنے مقام پر ہو ....

خلافت کمال پر ملتی ہے:۔

اگر میں کہوں کہ میں وہاں اپنے بچے کو خلیفہ بناؤں گا .... یہ اچھا ہے یا جو اچھا نماز پڑھا سکتا ہے اس کو؟ .... (جو اچھا نماز پڑھا سکتا ہے) .... معلوم ہوا کہ خلافت شرف پر نہیں کمال پر ملتی ہے .... خلافت اگر شرف پر ہے تو میں بیٹے کو آگے کروں گا .... کمال یہ ہے کہ جو زیادہ اہل ہے میں اس کو آگے کر دوں .... اب آج کی مجلس میں آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ خلافت قریبیوں کے لئے یا بعید کیلئے .... شرف پر یا کمال پر؟ .... اللہ نے اپنی خلافت کے لئے انتخاب قریب والوں کا کیا یا دور والوں کا؟ .... (دور والوں کا) .... اور پیغمبرؑ نے آخری وقت میں مصلے امامت پر چچا عباسؓ کو کھڑا کیا یا دور والوں کو؟ .... (دور والوں کو) .... اگر وہ قریب والوں کو کھڑا کرتے

تو حضرت عباسؓ کو کھڑا کرتے .... اگر دور والوں کو کرتے تو صدیقؓ کو کرتے......... یہ بحث کس کی ہے؟ .... حضرت عباسؓ کی اور حضرت صدیقؓ کی .... شرف پر کھڑا کرتے تو کس کو کرتے؟......... (حضرت عباسؓ کو) .... اولاد میں کسی کو کھڑا کرتے تو حسنؓ کو؟......... رشتہ داری میں قرب کو تلاش کرتے تو حضرت عباسؓ کو......... کمال کی نگاہ پڑی تو صدیقؓ پر.........

خدا کے خلیفہ کا منکر:۔

میں عرض کرتا ہوں .... کمال کے دلائل اپنی جگہ......... میں آپ کو بات سمجھاتا ہوں......... فرشتوں نے کیا کہا؟......... خلافت کس پر ملے ؟......... شرف پر......... فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے درباری .... نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ .... تو خلافت ہمیں ملے......... اللہ نے کہا کہ نہیں .... خلافت دور والوں کے لئے .... فرشتے مان گئے یا نہیں ؟......... (مان گئے)......... فرشتے کیا مان گئے .... کہ خلافت بے شک دور والوں کے لئے ہے ہم مانتے ہیں .... ایک نہیں مانا .... اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ تھا کہ خلیفہ تو آدمؑ ہی ہوگا لیکن .... سب فرشتوں نے جو بات کی......... تو اللہ نے اپنا فیصلہ سنا دیا......... اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ .... فرشتوں نے اقرار کیا .... سُبۡحَانَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا .... سب فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا......... اور ابلیس نے نہیں کیا .... اور جنت سے نکالا گیا......... یہ نہیں بے شک اس نے سجدہ نہیں کیا تھا .... لیکن نکالا نہیں گیا......... نکالا بعد میں گیا .... اس نے سجدہ نہیں کیا......... اللہ نے بلایا......... تو نے سجدہ نہیں کیا......... اس نے اپنے آپ

کو آدمؑ سے افضل جانا......... اور حضرت آدمؑ کی فضیلت کا اقرار نہیں کیا......... اَنَا خَیْرٌ مِنْه......... میں اس سے بہتر ہوں.........

جس نے انکار کیا......... وہ ابلیس ٹھہرا......... جنہوں نے اقرار کیا ملائکہ ہوئے .... لیکن اللہ تعالیٰ نے جو فرشتوں سے اقرار کرایا خلافت کا......... وہ کس طرح کہ آدمؑ کو آگے کر دیا اور فرشتوں کو پیچھے......... اور کہا ....فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۲۹)......... یہ آدمؑ کو سجدہ نہیں تھا......... سجدہ خدا کو تھا......... سجدہ اسی ایک ذات کیلئے ہے.........

سروری زیبا فقط اس ایک ذات ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

تو سجدہ صرف خدا کو......... آدمؑ بمنزلہ قبلہ کے ہے......... ہم جو قبلہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتے ہیں......... سجدہ خدا کو ہوتا ہے......... رخ قبلے کی طرف......... سجدہ خدا کو تھا......... رخ آدمؑ کی طرف تھا......... آدمؑ آگے ہیں......... سجدہ پیچھے ہے......... فرشتے پیچھے کھڑے ہیں......... آدم کی خلافت خدا منوا رہا ہے.........

معلوم ہوا کہ خلافت منوانے کا طریقہ یہی ہے......... کہ جس کی خلافت منوانی ہو......... اس کو آگے کر دیا جائے......... جس سے منوانی ہو ....اس کو پیچھے کر دیا جائے.........

حضور ﷺ نے آخری وقت میں جس کی خلافت منوانی تھی......... اس

کو کہا کہ وہ نماز پڑھائے............ جن سے منوانی تھی ان کو پیچھے کھڑا کر دیا
............خلافت کا اصول معلوم ہوا............ کہ جس کی خلافت منوانی ہو وہ آگے ہو
............جن سے منوانی ہو وہ پیچھے کھڑے ہوں .... حضور ﷺ نے آخری
وقت میں کس کو آگے کھڑا کیا؟............ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کو) ....
حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ نہیں فرمایا............ کہ اے ابوبکرؓ تم نماز
پڑھاؤ .... میں بیمار ہوں............ میری عدم موجودگی میں تم نماز
پڑھاؤ............ یہ نہیں کہا............ بلکہ کیا کہا............

مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاس

''اے لوگو تم ابوبکرؓ کو کہو کہ وہ نماز پڑھائے''

یہ نہیں کہا کہ میں کہتا ہوں............ کہا کہ تم کہو کہ نماز پڑھاؤ............
اشارہ تھا کہ کل کا فیصلہ تمہی نے کرنا ہے............ ہاں میری پسندیدگی ظاہر ہے
............کہ میں نے ابوبکرؓ کا نام لیا............ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاس
............لیکن کہو تم .... اشارہ تھا .... کہ خلافت تمہارے انتخاب
تمہارے چناؤ اور تمہارے کرنے سے قائم ہوگی .... اس کو کہتے ہیں نص
صریح............ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاس............

اب جب لوگوں نے خود ابوبکرؓ کو آگے کیا تو حکم پیغمبر پر............ تو اگلا
دن جب آیا حضور ﷺ کی وفات کے بعد کا............ تو علی المرتضیٰؓ .... (اللہ
تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحمتیں برسائے)............ (آمین)............ نے کیسی بات کہی
فرمایا کہ............ ہم حضور ﷺ کی وفات پر سوچ رہے تھے کہ کیا کریں............
ہم نے کہا کہ ہم اپنی دنیا کے انتظام کے لئے اس کو آگے کریں............ جس کو

دین کے انتظام کیلئے آقا نے آگے کیا ہے..........

نماز کیا ہے؟ .... دین .... خلافت کیا ہے؟ .... انتظام دنیا.......... انتظام سلطنت ....تو ہم دنیا کے لئے اس کو آگے کریں جس کو دین کے لئے آقا نے آگے کیا ہے.......... تو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں .... کہ خلافت کا فیصلہ خدا نے قریب والوں کے لئے کیا یا دور والوں کے لئے ؟.......... (دور والوں کے لئے) .... نبی پاک ﷺ نے قریبیوں کے لئے کیا.......... یا دور والوں کے لئے .... (دور والوں کے لئے) .... خدا نے جس کی خلافت منوانی تھی .... اس کو آگے کیا.......... جن سے منوانی تھی ان کو پیچھے کیا .... آقا نے جس کی خلافت منوانی تھی اس کو آگے کھڑا کیا.......... جن سے منوانی تھی .... ان کو پیچھے کھڑا کیا..........

جنہوں نے خلیفہ اوّل کو مانا فرشتے ٹھہرے جس نے نہیں مانا وہ کیا ٹھہرا؟ .... (ابلیس) .... وہ ابلیس قرار پایا.......... تو پہلا جرم کیا ہے؟ ....خلیفہ اول کا انکار.......... یہ منصب آدم کا رہا نہ کہ فرشتے اسے سجدہ کریں

خلیفہ کیلئے معصومیت شرط نہیں :۔

میں ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں.......... اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو کہا..........اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْن.......... میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے.......... ان کو دوٹوک جواب دے دیا..........تو فرشتوں کو یہ بات بھولی ہوگی ؟.......... (نہیں) ....اب ذرا غور کرو..........فرشتوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو ٹھکرا دیا.......... یا ہماری بات نہیں مانی .... ہمارے سوال کو ٹھکرا دیا.......... یا یوں کہیں کہ ہمیں حاکمانہ جواب سنا دیا.......... اِنِّیْ

اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْن.........اب دیکھتے ہیں کہ آدمؑ کیا کرتا ہے؟.........فرشتے بھی دیکھ رہے تھے.........اللہ نے آدمؑ کو پہلا حکم دیا.........کہا اے آدمؑ اور حوا.........لَاتَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ.........اے آدمؑ اور حواء تم نے اس درخت کے قریب نہیں جانا.........یہ اللہ کا پہلا حکم تھا حضرت آدمؑ کو.........تو جب اللہ نے حکم دیا فرشتے بھی سن رہے تھے یا نہیں؟.........سن رہے تھے.........اب فرشتے دیکھتے ہیں اچھا.........اللہ رب العزت نے ہمیں تو خلافت نہیں دی.........تو دیکھتے ہیں کہ جس کو خلافت دی ہے وہ کتنا عمل کرتا ہے؟.........اللہ کو بھی علم تھا.........اللہ رب العزت بھی جانتے تھے.........کہ فرشتے دیکھ رہے ہیں.........انہوں نے کہا کہ خلافت ہمیں ملے اللہ نے کہا نہیں آدمؑ کو ملے گی.........

فرشتوں نے دلیل پیش کی.........اللہ نے کہا نہیں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے.........اب دیکھتے ہیں کہ آدمؑ کتنا پورا اترتا ہے.........پہلا حکم دیا درخت کے قریب نہیں جانا.........تو جب آدمؑ درخت کے قریب گئے.........اور شجرۂ ممنوعہ کا پھل چکھا.........تو فرشتے جی (دل) میں کہتے ہوں گے.........اللہ جی دیکھ لیا.........ہمیں تو خلافت نہیں دی تو اب دیکھ لیا.........تو اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ فرشتے یہ سوچیں گے.........تو اللہ تعالیٰ چاہتے تو اپنے قاہرانہ ہاتھوں سے آدمؑ کے ہاتھ کو روکتے کہ درخت کے قریب نہ جائے.........روک سکتے تھے یا نہیں؟.........(روک سکتے تھے).........اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ فرشتے آدم کو طعنہ نہ دیں.........فرشتے سوال نہ کریں.........پوچھیں گے وہ کہیں گے.........دیکھ لیا.........چن لیا.........اللہ تعالیٰ چاہتے تو اپنے قاہرانہ ہاتھوں سے روکتے.........آدمؑ پھل نہیں کھانا

.... فرشتے کیا کہیں گے؟........ اللہ نے روکا؟........ نہیں جبراً نہیں .... اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کا ہاتھ درخت کی طرف بڑھنے دیا........ روکا نہیں .... حالانکہ حکم خود دیا تھا........ لَاتَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ....کس لئے ؟ .... فرشتے دیکھ رہے ہیں کہ جس کو خلیفہ چنا کہاں تک وہ معیار پر پورا اترتا ہے؟........ خدا نے ہاتھوں کو روکا نہیں........ تاکہ بتایا جائے کہ خلیفہ کیلئے معصوم ہونا شرط نہیں........

اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے تھے کہ فرشتوں کو پتہ چل جائے .... کہ معصومیت خلافت کے لئے شرط نہیں .... اللہ نے خلیفہ چنا وہ خدا کے حکم کے خلاف درخت کے قریب گئے .... لیکن ہے خلیفہ پھر بھی وہی .... ایسی باتوں سے خلافت پر اعتراض درست نہیں .... کہ یہ کیا تو خلیفہ کیسے؟........ یہ کیا تو خلیفہ کیسے؟........ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ اوّل سے ہونے دیا........ تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ معصومیت نبوت کی شان ہے........ خلافت کی شان نہیں ......

خلافت کیلئے شرط اوّل:۔

جب تک آدمؑ خلیفہ تھے .... اب ہونے دیا........ لیکن جب ان کو نبی بنایا تو نبوت میں ان سے کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی........ جو خدا کے حکم کے خلاف ہو........

تو آپ حضرات کے سامنے خلافت کے اصول آرہے ہیں........ خلافت کا پہلا اصول قریب والوں کیلئے نہیں بعید والوں کیلئے ....

دوسرا اصول........ خلافت کی شان یہ کہ جس کی خلافت منوانی ہو اس کو آگے کیا جاتا ہے........ جس سے منوانی ہو اس کو پیچھے کیا جاتا ہے......

تیسری بات کہ خلافت کا انکار .... خلیفہ اول کا انکار.........

میراث ابلیس ہے.........

تو خلافت کے اصول ہمارے سامنے ایک ایک کرکے آرہے ہیں .... میں اس وقت یہ بتا رہا ہوں......... کہ خلافت کے لئے معصومیت شرط نہیں......... اصول یاد رکھو......... کہ کوئی کسی خلیفہ پر اعتراض کرے .... تو آپ اس کا اعتراض اگر غلط بھی ہو تو پہلے کہیں کہ......... اگر تیری بات صحیح بھی ہو تو خلیفہ پھر بھی یہی ہے......... پھر جو چاہیں جواب دیں .... پہلے اسے غلطی پر تنبیہ کریں......... پہلے کہیں کہ اگر بات صحیح بھی ہے تو خلیفہ یہی ہے......... خلافت کے لئے معصومیت ضروری نہیں.........

ایک بات میں آپ سے پوچھتا ہوں......... آپ حضرات کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں......... کہ آپ نے قاری عبدالباسط صاحب رحمتہ اللہ کی قرأت کبھی سنی ؟......... کس کمال کی قرأت ہے؟......... لیکن یہ کمال ان کو کہاں سے ملا؟......... یہ ان کو محنت سے ملا......... یہ پیدا تو نہیں ہوئے تھے قاری؟......... نہیں .... ایک وقت تھا کہ استاد کے سامنے مشق کرتے تھے .... بلکہ جب قرآن پڑھا نہیں تھا......... پہلے بغدادی قاعدہ پڑھا .... پھر ان کا یہ جو کمال ہے یہ نیچے سے اوپر آیا......... یا اوپر سے نیچے؟......... (نیچے سے اوپر)......... آپ کے سامنے تقریر کر رہے تھے......... یہ عالم ہیں .... اور یہ جو ان کو علم کا کمال ملا......... یہ اوپر سے اترا یا نیچے سے؟......... یہ پہلے پڑھتے رہے......... استادوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے پھر عالم ہو گئے.........

کمالات کی اقسام، ارتقاء اور عطاء:۔

تو کمالات انسانی دو قسم کے ہیں .... ایک وہ جو نیچے سے اوپر آئیں اسے کہتے ہیں ارتقاء.......... اور ایک وہ جو اوپر سے نیچے آئیں اس کو کہتے ہیں عطاء.......... جو کمال اوپر سے ملیں .... اس کا نام ہے عطاء .... اور جو نیچے سے آئے اس کا نام ہے ارتقاء.......... قاری صاحب کا کمال ارتقاء ہے یا عطا؟.......... (ارتقاء).......... مولانا کا کمال ارتقاء ہے یا عطاء؟.......... (ارتقاء) ....اور جو پیغمبروں کا کمال ہے وہ ارتقاء ہے یا عطاء؟.......... (عطاء) ....کیوں اس لئے کہ علماء مدرسے میں پڑھے اور کوئی پڑھا.......... لیکن نبوت کا کوئی مدرسہ سنا؟.......... (نہیں).......... کہ نبوت کی ٹریننگ کے لئے وہاں جاتے ہوں؟.......... حدیث کے مدرسے سنے؟.......... (جی) .... تفسیر کے مدرسے سنے ؟.......... (سنے).......... فقہ کے مدرسے؟ ....(سنے)..........لیکن کوئی نبوت کا مدرسہ سنا؟..........(نہیں)......

پھر آپ میری بات کی طرف توجہ دیں.......... کمال کتنے ہوئے ہیں؟.......... (دو).......... نبوت کا کمال عطاء ہے یا ارتقاء؟.......... (عطاء) اور مولانا کا؟.......... (ارتقاء) .... قاری صاحب کا؟ .... (ارتقاء) ....کوئی ڈاکٹر یہاں بیٹھے ہیں؟.......... جو ایم بی بی ایس بنے.......... وہ ارتقاء ہے یا عطاء؟.......... (ارتقاء).......... کوئی بیرسٹر ہو.......... وہ ارتقاء ہے یا عطاء؟.......... (ارتقاء).......... کوئی پروفیسر ہو وہ ارتقاء ہے یا عطاء؟.......... (ارتقاء).......... معلوم ہوا کہ کمالات انسانی دو قسم کے ہیں.......... ایک ارتقاء ایک عطاء..........

مقام صحابیت عطاء ہے ارتقاء نہیں:۔

اب میرا سوال ہے علماء حضرات.......... طالب علم .... پڑھے لکھے دوست سے.......... میرا سوال ہے.......... کہ جو صحابیت کا مقام ہے.......... یہ ارتقاء ہے یا عطاء؟.......... (عطاء).......... صحابیت کا مقام اپنے اختیار میں ہے؟.......... کوئی محنت سے اس مقام کو پا سکتا ہے؟.......... (نہیں) ....
اگر کوئی علم کے ساتھ یہ بلند مقام پا سکتا.......... تو ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ صحابی ہو تے.......... علم کی کون سی منزل تھی .... جو حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے نہیں پائی.......... اگر علم پر صحابیت ملتی.......... تو امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ صحابیت کا مقام پا لیتے.......... اور اگر عمل کے ذریعے یہ مقام ملتا.......... تو بایزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ اسے پا لیتے..........

لیکن..........
بایزید بسطامیؒ
جنید بغدادیؒ
امام ابو حنیفہؒ
اور امام مالکؒ

جیسے باکمال ایک طرف.......... اور بلالؓ شرف ایک طرف..........
میں پوچھتا ہوں علماء سے .... بلالؓ کا درجہ زیادہ ہے یا ان چاروں کا؟.......... (بلالؓ کا).......... کیوں؟.......... اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بلالؓ کو اس زمانے میں پیدا کیا جو دور نبوت تھا.......... اگر اس دور میں امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہ بھی پیدا ہوتے وہ بھی صحابی ہوتے.......... لیکن صحابی کا نہ ہونا یہ ان کی کوئی

کمزوری ہے......... یا خدا نے ان کو اس وقت پیدا ہی نہیں کیا؟......... خدا نے پیدا ہی نہیں کیا......... اور بلالؓ کا صحابی ہونا اس کی اپنی محنت ہے یا اس کو خدا نے پیدا کیا اس دور میں؟......... خدا نے پیدا کیا.........

کچھ لوگ علم الٰہی میں پہلے سے طے شدہ تھے......... جن کے دلوں کو خدا آزما چکا تھا......... اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۳)......... کچھ ایسے نفوس قدسیہ تھے......... جن کو خدا نے اپنے علم میں پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کرنے کیلئے رکھا ہوا تھا......... جب اس پیغمبر علیہ السلام کا دور آیا خدا نے وہ لوگ پیدا کئے......... اب ان کو اس وقت میں پیدا کرنا......... یہ خدا کی عطاء ہے یا بندوں کی اپنی محنت؟......... خدا کی عطاء......

اب سنو......... میرا سوال یہ تھا .... اور اصول یہ تھا .... کمالات دو قسم کے ہوتے ہیں .... ایک کمال وہ جو نیچے سے اوپر آئے .... ایک وہ جو اوپر سے نیچے آئے......... نبوت کا کمال عطاء......... باقی کمالات ارتقاء......... سوال یہ تھا .... کہ صحابیت کا مقام کیا ہے؟ وہ ارتقاء ہے یا عطاء .... ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ عطاء ہے......... یہ اپنے عملوں پر نہیں .... اور جو مقام عملوں پر نہ ملا ہو......... محض عطاء ہو......... ان کے عملوں سے بحث نہیں ہوگی.........

صحابہؓ کو صحابیت کا مقام عطاء خداوندی ہے......... یا ان کے عملوں پر ملا؟......... (عطاء خداوندی ہے)......... تو جب ان کے ان عملوں پر نہیں ملا .... ان کا مقام عملوں پر موقوف ہی نہیں......... تو ان کے عملوں سے بحث کیوں ہو؟.........

دیکھئے .... قاری عبدالباسط صاحب کو جو مقام ملا......... وہ محنت سے ہے......... اب ان کی قرأت پر ہم بحث کر سکتے ہیں......... ان کے قاری ہونے پر ہم بحث کر سکتے ہیں......... کیوں اس لئے کہ جو مقام ہے قرأت کا اور قاری کا اکتسابی ہے......... وھبی نہیں .... مولانا کے علم پر بحث کر سکتے ہیں کیوں؟......... اس لئے کہ اکتسابی ہے......... وھبی نہیں......... تو جو بھی محنت سے حاصل ہوں اس پر بحث کی جا سکتی ہے......... جو عطاء ہو اس کے عمل پر بحث نہیں ہو سکتی.........

تو صحابہؓ علم والے بھی .... عمل والے بھی .... لیکن ان کے اعمال پر بحث نہیں.........

ہیں پھر بھی صحابیؓ:۔

ایک شخص میرے پاس آیا......... اور کہنے لگا......... کہ امیر معاویہؓ بھی صحابیؓ تھے؟......... میں نے کہا ہاں......... کہنے لگا کہ انہوں نے یزید کو جانشین کیوں بنایا؟......... میں نے کہا کہ غلط کیا یا صحیح......... آپ پھر بھی صحابیؓ ہیں......... یہ غلط کیا یا صحیح یہ بحث بعد میں کریں گے......... لیکن ہیں پھر بھی صحابیؓ......... کہنے لگا کہ میرے ان پر دس اعتراض ہیں .... میں نے کہا کہ بیس اعتراض ہوں......... ہیں پھر بھی صحابیؓ......... کہنے لگا اعتراض سچے ہیں......... میں نے کہا سچے ہوں......... پھر بھی صحابیؓ ہیں.........

میں نے کہا کہ تم دس اعتراض نہیں بیس لاؤ......... حوالے لاؤ لیکن ہیں پھر بھی صحابیؓ......... کہنے لگا یہ عجیب بات ہے......... میں نے کہا کہ صحابیت کا مرتبہ اگر تو ملا ہو عملوں پر......... پھر تو ہم بحث کریں اور کہیں کہ اس کو نکالیں اس

کو لائیں.......... لیکن جب یہ مرتبہ عملوں پر نہیں ملا.......... خدا کی عطا سے ملا .... ان کے عملوں پر بحث نہیں .... تو صحابہؓ کے بارے میں اصول یاد رکھو .... ایک چھوڑ کر کروڑ اعتراض کرے کوئی.......... کہو پھر بھی صحابیؓ ہیں ....

..........ہم صحابہؓ کے..........

علم کے بھی قائل

عمل کے بھی قائل

قربانیوں کے قائل

ریاضتوں کے قائل

فضیلتوں کے قائل

لیکن مرتبہ صحابیت ان کا اپنا نہیں .... وہ عطاء ہے.......... اور عطائے خداوندی ہے.......... اور جن پر عطاء ہو چکی ہو.......... ان کے عملوں سے بحث نہیں ہوسکتی جب آپ نے یہ سمجھ لیا کہ جن پر عطا ہو چکی ہو.......... ان کے عملوں سے بحث نہیں.......... اب ان سے پیار کیوں ہو؟..........

صحابہؓ سے محبت کی دلیل:۔

کئی لوگ اہلسنّت ہو کر بات نہیں سمجھتے.......... میں کہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے جو عقیدے کتابوں میں لکھے ہیں .... ان کو ذرا سمجھو .... میں نے ایک سنی عالم سے سوال کیا.......... میں نے کہا کہ حضور ﷺ کے صحابہؓ سے محبت کیوں؟.......... وہ کہنے لگا کہ ان کی قربانیوں کی وجہ سے .... میں نے کہا نہیں .... قربانیاں حق .... میں ان کا انکار نہیں کرتا.......... محبت قربانیوں کی وجہ سے نہیں.......... صحابہؓ سے محبت انؓ کے علم کی

وجہ سے نہیں......... صحابہؓ سے محبت ان کے عمل کی وجہ سے نہیں .... صحابہؓ سے محبت ان کی محنتوں کی وجہ سے نہیں......... صحابہؓ کی محبت ان کی شہادتوں کی وجہ سے نہیں......... ان کے خون کے قطروں کی وجہ سے نہیں .... ان کی ریاضتوں کی وجہ سے نہیں......... صحابہؓ سے محبت برحق ہے......... وہ عالم تھے......... حیران ہو گئے......... کہنے لگے بڑا مشکل سوال ہے.........

میں نے کہا مشکل سوال نہیں .... میں قاری صاحب سے محبت کرتا ہوں کیوں؟......... ان کی قرأت کی وجہ سے .... مولانا سے محبت کرتا ہوں ان کے علم کی وجہ سے .... میں ایک حکیم طبیبؒ سے محبت کرتا ہوں......... اس کے فن کی وجہ سے......... صدر سے محبت کرتا ہوں .... اس کی ذمہ داری کی وجہ سے .... لیکن صحابہؓ سے جو محبت ہے......... نہ ان کے علم کی وجہ سے .... نہ ان کے عمل کی وجہ سے......... نہ ان کی قربانیوں کی وجہ سے .... بلکہ صحابہؓ سے محبت اس لئے کرتا ہوں......... کہ مجھے پیغمبر ﷺ سے محبت ہے .... حضور ﷺ نے فرمایا .... مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ .... وہ میری محبت کی وجہ سے کرے گا .... یہ نہیں کہا......... بِاَعْمَالِهِمْ اَحَبَّهُمْ .... صحابہؓ سے محبت ان کے عملوں کی وجہ سے نہیں .... فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ .... جس کو بھی صحابہؓ سے بغض ہے......... ان کے اعمال سے نہیں بلکہ پیغمبر ﷺ سے اسے بغض ہے.........

اس لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا ؟......... مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِاَعْمَالِهِمْ اَبْغَضَهُمْ نہیں فرمایا......... مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ......... فرمایا!

اب بتاؤ کہ صحابہؓ سے محبت ان کی محنتوں اور عملوں کی وجہ سے سے

کرو گے؟............(نہیں)............ یا اس لئے کہ پیغمبر ﷺ سے محبت ہے؟
پیغمبر ﷺ کی محبت کی وجہ سے .... اب اس حدیث نے سارے احتمال ختم کر
دیئے............ کہ یہ وہ ارباب کمال ہیں .... کہ ان فضیلتوں کے حاملین میں
.... اگر فضیلتیں نہ بھی ہوں............ کمالات نہ بھی ہوں تو بھی............ جس کو
پیغمبر ﷺ سے محبت ہوگی اس کو ان سے محبت ہو گی............ کوئی صحابیؓ پر ایک
اعتراض نہیں بیس کرے کہو کہ ہیں............ پھر بھی صحابی............

واقعہ قرطاس:۔

ایک شخص مجھے کہنے لگا............ کہ حضور ﷺ نے آخری وقت میں صحابہؓ
سے قلم وکاغذ مانگا............ اور کہا کہ قلم وقرطاس لاؤ میں تمہیں لکھ دوں .... تو
صحابہؓ نے قلم دوات نہیں دیا............ میں ـ نے کہا کہ ہیں پھر بھی صحابیؓ............
کہنے لگے کہ یہ بات تو مانی لیکن قلم دوات کیوں نہیں دیا؟............ تو میں نے کہا
کہ جب افسر قلم دوات مانگے تو کس سے مانگتا ہے؟ .... مانگتا ہے اپنے
سیکرٹری سے .... جو بھی سیکرٹری ہو اس کے ذمہ ہے............ حضور ﷺ نے
جب قلم دوات مانگا............ تو آپ نے یہ نہیں جانا کہ آپ کا سیکرٹری کون
تھا؟............ آپ کے سیکرٹری تھے حضرت علی المرتضیٰؓ .... کہ حدیبیہ کا صلح نامہ
انہوں نے لکھا تھا............ جب حضور ﷺ نے قلم دوات مانگا تو ذمہ داری کس کی
تھی؟............ حضرت علی المرتضیٰؓ کی............

اب بتایئے کہ یہ اعتراض کرنا کہ انہوں نے (فاروق اعظمؓ) کہا
.... حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰه............ تا کہ کوئی علیؓ پر اعتراض نہ آئے .... تو
قلم دوات نہ لانے کا اعتراض کس پر آتا تھا؟ .... (حضرت علی المرتضیٰؓ پر)

.........تو حضرت علی المرتضیٰؓ پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ کوئی ان پر اعتراض نہ کرے.........انہوں نے کہہ دیا.........حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ.........

اب بتائیے کہ یہ اعتراض کرنا کہ انہوں نے حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ ....کیوں کہا؟......... اس کا جواب کیا ہے؟......... کہ علی المرتضیٰؓ پر اعتراض کوئی نہ کرے......... پردہ ڈالنے کے لئے کہا.........تو قلم دوات لانا ذمہ داری کس کی ہوتی ہے؟.........سیکرٹری کی.........

اور ایک آزمائش تھی......... آزمائش کیا تھی؟.........کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہہ دیا تھا......... کہ میں نے دین مکمل کر دیا ہے.........اب حضورؐ فرماتے ہیں......... کہ قلم دوات لاؤ......... میں لکھادوں......... دین تو مکمل ہو چکا ہے عرفات کے میدان میں .... تو حضور ﷺ یہ جاننا چاہتے ہیں ....کہ میری امت کتاب اللہ پر کتنا یقین رکھتی ہے؟.........کیا اب بھی یہ کوئی بات تلاش کرتی ہے؟......... حضور ﷺ نے خود کہا کہ لاؤ میں تمہیں لکھ دوں......... امتحان تھا......... کہ یہ امت خدا کے فیصلے پر کہ دین مکمل ہو چکا اب انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں .... میری امت کتنا یقین رکھتی ہے؟.........حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ کی طرف سے کہا......... حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ .... خدا کا فیصلہ ہمیں کافی ہے......... کہ دین مکمل ہے.........

تو صحابہ کرامؓ اس امتحان کے میدان میں پورے اترے.........اور دلیل اس کی یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کے بعد قلم دوات مانگا نہیں......... معلوم ہوا کہ امتحان کیلئے مانگا تھا......... جب امتحان والے کامیاب ہو گئے تو پھر نہیں مانگا.........

ایک مناظرہ میں فریق مخالف کا استدلال:۔

میرے دوستو.........ایک دفعہ ایک مناظرہ تھا.........تو میں نے پوچھا کہ بھئی تمہارے خیال میں قلم دوات کس لئے مانگا؟......... کہتے ہیں خلافت کا فیصلہ کرنے کیلئے......... میں نے کہا ماشاء اللہ بہت خوب بہت اچھا......... یہ تو آپ نے ہمارے دل کی بات کہی......... کہنے لگے دل کی کیسے؟......... میں نے کہا کہ اگر آپ نے بستر علالت پر قلم دوات مانگا کہ خلافت کا فیصلہ کردیں.........تو اتنا تو ثابت ہو گیا کہ.........''خم غدیر'' میں ....کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا......... مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ والا کوئی فیصلہ نہیں تھا.........اگر خم غدیر میں مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ فیصلہ ہو گیا تھا.........تو اب کس خلافت کے فیصلے کی بات تھی؟......... اب کہتے ہیں......... کہ نہیں آپ کی بات صحیح ہے.........وہ قلم دوات امتحان کیلئے تھا......... پہلے کہتے تھے کہ قلم دوات اس لئے نہیں لائے تھے کہ کہیں خلافت کا فیصلہ نہ ہو جائے.........

میں اب کہتا ہوں بھائیو.........کہ اگر قلم دوات مانگی تھی خلافت کے فیصلہ کے لئے.........تو غدیر خم میں کوئی فیصلہ ہوا تھا؟.........نہیں.........اور اگر وہاں ہوا تھا.........تو قلم دوات کس لئے تھی؟.........تو بات تو کوئی ایک کرنی چاہیے.........لیکن ہمارے دوستوں کو چونکہ بات نہیں کرنی آتی......... اور میری عادت ہے.........کہ میں جھگڑے کو پھیلاتا نہیں.........میری عادت ہے جھگڑے کو ختم کرنا.........

ایک دفعہ میں نے دعویٰ کے طور پر کہا.........کہ ایک ہوتا ہے کمال .... اور ایک ہوتا ہے شرف.........تو شرف نسبت سے قائم ہوتا ہے

.... اور کمال خوبیوں سے.......... ہمارے حضور ﷺ کی جو اولاد ہے .... ان کو جو حضور ﷺ سے نسبت ہے.......... اس کی وجہ سے حضور ﷺ کی اولاد سے محبت لازمی ہے یا نہیں؟.......... (لازمی ہے) اہل بیتؓ کی محبت اور راشدینؓ کی اطاعت لازمی ہے.......... تو اہل بیتؓ سے محبت ہونی چاہئے یا نہیں؟ .... (چاہئے)..........

میں نے ایک جگہ بیان کیا.......... کہ ہم اہلسنّت ہیں .... اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل بیتؓ سے محبت ضروری ہے.......... ایک رقعہ آ گیا .... رقعے میں کیا لکھا تھا؟.......... کہ آپ کو اہل بیتؓ سے محبت نہیں .... آپ روتے نہیں .... اگر سچی محبت ہو تو آپ ان کو روئیں .... میں نے عرض کی کہ یہ بات نہیں ہم روتے اس لئے نہیں .... کہ ہمارا دل مصائب اہل بیت پر دکھی نہیں ہے.......... مصائب اہل بیت میں ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں.......... قرآن والے اہل بیت ہوں یا حدیث والے اہل بیت .... اہل بیتؓ سے ہمارا تعلق اپنی جگہ قائم ہے .... ہم اس کا انکار نہیں کرتے.......... لیکن ایک بات کہتا ہوں .... ہم مصائب کربلا میں اہل بیتؓ کو روتے اس لئے نہیں کہ جس قوم کو پرانے شہیدوں کو رونے سے فرصت نہ ملے .... وہ ضرورت کے وقت نئے شہید میدان میں لا نہیں سکے گی..........

زمانہ اپنی ہر کروٹ میں شہادت کا خون مانگتا ہے.......... زمانہ اپنے ہر تقاضے پر نئے مجاہدین کو پکارتا ہے.......... اور جن کو پہلے شہیدوں پر رونے سے فرصت نہیں ملی .... وہ نئے شہید میدان میں لا سکتے ہیں؟.......... (نہیں) .... نئے شہید میدان میں کون لائیں گے؟ جو پہلے سے فرصت رکھتے ہوں..........

سلطان ٹیپوؒ کی قربانی:۔

اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا.......... تین دن سے زیادہ ماتم نہیں .... کیوں؟ اس لئے کہ قوم کو جب بھی ضرورت پڑے.......... نئے شہید میدان میں لاسکیں..........

میں کہتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت.......... پہلے شہیدوں پر اس لئے نہیں روتے کہ قوم کو جب بھی ضرورت پڑے.......... نئے شہید میدان میں کون لاسکیں؟..........

دوستو!

طالب علمو!

تاریخ دانو!

پڑھے لکھے دوست کافی تعداد میں اس اجتماع میں موجود ہیں ....
میں آپ سے سوال کرتا ہوں.......... کہ انگریزوں نے جب اپنا پرچم ہندوستان پر لہرایا.......... انگریز سے ٹکر لیتے ہوئے سلطان ٹیپو شہیدؒ ہوئے یا نہیں؟ ....
(ہوئے)..........

میسور کا والی سلطان ٹیپوؒ شہادت کا مرتبہ پا گیا.......... لیکن آسمان کی نیلی چھت کے نیچے کربلا والوں کی یاد تازہ کرنا .... سلطان ٹیپوؒ کے ساتھ ہندوستان کی اکثریت نہ تھی.......... ایک چھوٹی سی ریاست تھی .... لیکن زمین کے اوپر خدا کی نیلی چھت کے نیچے.......... سلطان ٹیپو شہید نے وہ منظر پیش کیا یا نہیں؟.......... (کیا).......... تو نئے شہید کس نے پیش کئے؟..........
اہل سنت نے..........

سلطان ٹیپوؒ کی تلوار:۔

ہاں سلطان ٹیپوؒ شہادت کی نیند سو گئے .... اور میں نے ان کی تلوار دیکھی ہے ایڈنبرا میں.......... اب بھی انگریزوں نے ایڈنبرا کے میوزیم میں وہ تلوار رکھی ہوئی ہے.......... وہ تلوار دیکھنے کیلئے بڑے بڑے سیاح جاتے ہیں .... ہمارے ایک دوست یہاں سے گئے پاکستان سے .... کہنے لگے کہ سلطان ٹیپوؒ کی تلوار دیکھنی ہے.......... میں نے کہا چلو .... تو دیکھی .... اب بھی جس کا دل چاہے دیکھ لے.......... تو میرے ساتھی نے جب دیکھی سلطان ٹیپو کی تلوار کے دستے میں ہر طرف لکھا ہوا تھا..........

یا اللہ

یا اللہ

یا اللہ

میں نے کہا کہ دیکھ لو .... پڑھ لو .... ایک کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی وہابی ہوگا..........

میں نے پوچھا کیوں؟.......... کہنے لگا یا محمد کہیں لکھا ہی نہیں؟ ....

میں نے کہا یوں نہ کہو.......... یوں کہو کہ اس وقت تک دوسرا مکتبہ فکر پیدا ہی نہیں ہوا تھا.......... سلطان ٹیپوؒ کی تلوار گواہی دے رہی ہے .... کہ سلطان ٹیپوؒ کی تلوار کو جن لوگوں نے شکستہ کیا.......... اس کے مقابلے کا نظریہ انہی کا ہے سلطان ٹیپوؒ کا نہیں .... سلطان ٹیپوؒ کی تلوار پر میں اس وقت بحث نہیں کرتا.......... میں صرف یہ بتا رہا ہوں کہ میں آپ کو اس وقت ادھر توجہ دلا رہا ہوں.......... ہم نے وہاں ''یا اللہ'' دیکھا.......... ''یا محمد'' نہیں دیکھا.......... ان دنوں یہ رواج نہ

تھا............

مرزائیوں سے بریلویوں کا مناظرہ:۔

مجھے درمیان میں ایک واقعہ یاد آ گیا........ کہ ایک دفعہ مرزائیوں کا اور بریلویوں کا مناظرہ تھا........ بریلویوں کے مولوی ابوالبرکات تھے........ جب ان سے بات نہ بنی ....تو ان کی جماعت کے آدمی دوڑ کر میرے پاس آ گئے کہنے لگے........ کہ اس مناظرے میں ہمیں خطرہ ہے........ کہ کہیں مرزائی کامیاب نہ ہوجائیں .... تو چلیں .... ہم تو اتحاد والے ہیں........ ہم اتحاد کے حامی ہیں چلو........ ٹھیک ہے........ ہمیں اس میں کوئی جھگڑا نہیں........ کہ اسٹیج کن کا ہے کن کا نہیں........ ہم نے اہل حدیث کے اسٹیج پر بھی مرزائیوں سے مناظرے کئے........ بریلویوں کے اسٹیج پر بھی مرزائیوں سے مناظرے کئے........

لطیفہ:۔

اَب جب مناظرہ کرنے لگے........ بات تھی حیات مسیح کی........ اب مسئلہ آ گیا........ یَاعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵)........ کہنے لگے کہ یاعیسیٰ میں یہ جو''یا'' ہے........ یہ حرف نداء کون سا ہے؟........ یہ بحث چل رہی تھی........ تو آگے مسجد تھی لکھا ہوا تھا........''یااللہ'' اور ساتھ لکھا ہوا تھا''یامحمد'' تو مرزائی مناظر نے مجھ سے پوچھا .... کہ آپ بتائیں کہ یہ جو لکھا ہوا ہے یہ جائز ہے؟........ اب اگر میں کہوں کہ سلطان ٹیپوؒ سے پہلے تو یہ کبھی نہیں لکھا گیا تھا تو اسٹیج کے خلاف ہے .... جن کا اسٹیج ہے ان کے خلاف ہے........ اگر کہہ دوں جائز ہے تو اللہ

کے ہاں مسؤلیت ہے..........تو میں تو عجیب پھنس گیا.......... میں نے کہا یا اللہ مدد فرما.......... پھر میں نے دعا کی.......... میں نے کہا اب کہو؟.......... کہنے لگے کہ یہ سامنے لکھا ہوا ہے.......... یا اللہ اور یا محمد یہ جائز ہے؟.......... میں نے کہا ہاں.......... یہ جائز ہے؟..........

ہم نے عقیدہ لکھ کر اپنی مسجدوں پر لگا دیا ہوا ہے.......... کہ یا اللہ اور یا محمد.......... یا اللہ کی بات مانو یا محمد کی.......... اور نہ کسی نے آنا ہے.......... اور نہ کسی کی بات مانو.......... نہ کسی اور پیغمبر نے آنا ہے.......... نہ اس کی اطاعت ہے......

تو بھائی جھگڑے کو پھیلانا تو کوئی بات نہیں.......... میری تو عادت یہ ہے کہ جہاں بھی جھگڑا ہو اس کو سمیٹ لو.......... لوگ رقعہ بھیج کر اختلافی مسائل چھیڑتے ہیں.......... ایک شخص نے رقعہ بھیجا کہ مردے سنتے ہیں؟.......... میں نے کہا کہ سنو اہل حدیث کے بالکل نہیں سنتے.......... بریلویوں کے سارے سنتے ہیں.......... دیوبندیوں کے کبھی سن لیتے ہیں کبھی نہیں.......... ہم نے جھگڑے کو پھیلانا نہیں..........

تو بہر صورت اس مناظرے میں جب انہوں نے کہا کہ یا اللہ یا محمد..........تو میں نے کہا کہ..........یا اس کی مانو.......... یا اس کی اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.......... اب ان پر سناٹا چھا گیا.......... پانچ منٹ کے بعد ان کو ہوش آیا..........تو کہنے لگے کہ علامہ صاحب آپ نے عجیب چکر چلایا.......... میں نے کہا کیا چلایا.......... کہنے لگے کہ آپ نے یا اردو کا بنا دیا.......... جب آپ نے کہا کہ یا اللہ' یا محمدؐ..........تو یہ تو آپ نے یا اردو کا بنا دیا.......... یا اللہ کی مانو..........یا محمد کی.......... آپ نے تو اردو کا بنا دیا عجیب چکر ہے؟

.... میں نے کہا .... میں اپنے سامعین سے پوچھتا ہوں .... اے میرے ساتھیو .... تم بتاؤ جواب دو .... اس مجمع میں .... میں نے کہا کوئی حاجی ہے؟ .... تو آٹھ دس حاجی اٹھ کھڑے ہوئے .... میں نے کہا .... اے حجاج کرام .... اے حاجیو تم سے ایک واسطہ دے کر پوچھتا ہوں .... کہ تم نے حج کیا .... جی ہاں .... میں نے کہا کہ وہاں کی کسی مسجد میں یہ لکھا ہوا دیکھا؟ .... کہنے لگے نہیں .... میں نے کہا کہ اگر عربی کا ہوتا .... تو وہاں بھی لکھا ہوتا یہ اردو کا ہے ....

اب ان کو بات سمجھ آئی .... يَاعِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ سے بات چلی ....

اہلسنّت شہداء کربلا کے وارث:۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ .... جن کو پہلے شہیدوں سے رونے کی فرصت نہیں ملی .... وہ نئے شہید میدان میں کیسے لائیں گے؟ ....

حوادث میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پہ اشک بہانا نہیں آتا
نگاہیں جن کی پڑ جاتی ہیں مستقبل کے چہرے پر
انہیں ماضی کے افسانوں کو دہرانا نہیں آتا

نئے شہید میدان میں وہی لائیں گے جن کو پہلے شہیدوں کے رونے سے فرصت ہو .... سلطان ٹیپوؒ کے ساتھ جن شہیدوں نے خدا کے آسمان کی نیلی چھت کے نیچے اپنی شہادت کا خون پیش کیا .... یہ اہلسنّت والجماعت نے کربلا کے شہیدوں کی یاد تازہ کر دی ....

مولانا اسماعیل شہیدؒ ....اور ان کے ساتھیوں نے بالاکوٹ میں شہادت کا وہی نقشہ پیش کر دیا.......... یہ..........

جب چمن کو خون کی ضرورت پڑی سب سے پہلے گردن ہماری کٹی
پھر بھی کہتے ہیں ہم سے اہل چمن، ہمارا چمن ہے تمہارا نہیں

تم ہمیں کیا طعنے دیتے ہو کہ ہم میں اہل بیتؓ کی محبت نہیں ہے؟ ....تم ان کے لئے روتے نہیں.......... اہل بیتؓ نے جس مقصد کے لئے جان دی.......... میدان کربلا میں جو قربانی دی جس مقصد کے لئے.......... جب بھی وہ مقصد ابھرا تو گردن کن کی کٹی؟.......... سب سے پہلے گردن ہماری کٹی ....ہم بالاکوٹ کے شہیدوں کو سلام کرتے ہیں.......... انہوں نے خون کے قطروں سے گواہی دی.......... اہل بیتؓ شہداء کربلا کے لئے اگر جان دے سکتے ہیں..........تو آئندہ دور میں کربلا کے شہیدوں کا خون ہماری رگوں سے جائے گا..........ان کی رگوں سے نہیں..........

ریگ عراق منتظر کشت حجاز تشنہ کام
خون حسین باز وہ کوفہ و شام خویش

عراق کی ریت منتظر.......... حجاز کی کھیتیاں خشک ہو چکیں.......... دنیا کو پھر اس رحمت کی آبیاری کی توقع ہے.......... لیکن اب عراق کی ریت کو سیراب کرنے کے لئے حسینؓ کا خون نہیں.......... وہ خون تیری رگوں سے جائے گا.......... جب بھی قوم کو خون کی ضرورت پڑی.......... سلطان ٹیپوؒ کی شہادت ہو.......... یا شہداء بالاکوٹ کی شہادت.......... مولانا اسماعیل شہیدؒ کے خلاف زبان کھولنے والو..........

شاہ اسماعیل شہیدؒ وہ شخصیت ہے ....کہ جنہوں نے کرۂ زمین پر حسینؓ کا کردار پیش کیا..........حضرت حسینؓ کی تابعداری میں ان کے اسوہ پر چلتے ہوئے اپنا کردار پیش کیا..........ان کے اتباع میں .... ان کی ماتحتی اور نیابت میں .... ان پر اعتراض نہ کرنا.......... اور اسماعیل شہیدؒ کی شان میں بے ادبی نہ کرنا..........شہید کا خون رائیگاں نہیں جاتا..........

رنگ جب محشر میں لائے گی تو مٹ جائے گا ریگ
یہ نہ کہنا سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

آج اس پاک باز قافلے پر اعتراض کرنا آسان ہے..........لیکن کل اس کا جواب مشکل ہوگا..........میں کہتا ہوں کہ بالاکوٹ کے میدان میں کون آئے؟..........(اہلسنّت)..........سلطان ٹیپوؒ کے ساتھ کون آگے آئے؟.......... (اہلسنّت).......... 1857ء کی جنگ آزادی میں کون آئے؟.......... (اہلسنّت) ....تو جب بھی زمین کو قربانی کی ضرورت پڑی اہل سنت آئے .... ہم پہلے شہیدوں کو بھی عقیدت کا سلام کرتے ہیں اور پچھلے شہیدوں کو بھی..........

ہم شہداء پر فخر کرتے ہیں:۔

اور جب رنگیلا رسول نامی کتاب لکھی تو.......... امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریر سے متاثر ہو کر.......... غازی علم دین شہیدؒ میدان میں آیا.......... تو کن سے آیا؟.......... (اہل سنت سے).......... جن کو پہلے شہیدوں سے رونے سے فرصت نہ ملے .... وہ ضرورت کے وقت نئے شہید میدان میں نہیں لا سکتے.......... نئے شہید میدان میں وہی قوم لاتی ہے.......... جو ان پر فخر کرے اس پر روئے نہ.......... رونا بھی کوئی بہادری ہے؟.......... رونا

بھی کوئی عقیدت ہے؟..............

رونا کیسا، اختیاری یا غیر اختیاری:۔

کہتے ہیں کہ تمہارا کوئی عزیز فوت ہو تم نہیں روتے؟..........تو میں نے کہا.......... کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو وہ بے اختیار روتا ہے.......... اختیار سے نہیں.......... اور جو وقت مقرر کرتے ہیں.......... مومنین کرام نو بجے روئیں گے.......... بھائی جو یوں کہے.......... وہ رونا اختیاری ہے یا غیر اختیاری؟.......... اگر کوئی اپنے عزیز پر آنسو بہائے صدقے ہو.......... اللہ محفوظ رکھے.......... رونا غیر اختیاری ہے.......... یہ اختیاری رونا ہے.......... اختیاری کو غیر اختیاری پر قیاس کرنا درست نہیں ہے..........

کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو وہ روتے ہیں.......... انفرادی طور پر یا اجتماع کر کے؟.......... (انفرادی).......... وہ گھر بیٹھے روتے ہیں یا جلوس نکال کر؟.......... (گھر بیٹھ کر).......... جلوس نکال کر رونا جائز نہیں.......... اس کا کوئی ثبوت نہیں.......... اکٹھے مل کر رونا جائز نہیں.......... کوئی کہے کہ کیا قرآن سے کوئی ثبوت نہیں ملتا اکٹھے مل کر رونے سے؟.......... میں نے کہا کہ بالکل نہیں.......... اور میں نے کہا کہ جو لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں کہ..........

وَجَآؤُا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ (پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۱۶).......... حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسفؑ کے بھائی رات کے وقت يَبْكُوْنَ.......... اکٹھے روتے ہوئے آئے.......... کہنے لگے کہ اکٹھا رونا قرآن سے ثابت ہو گیا یا نہیں؟.......... حضرت یوسفؑ کو بھائی کنوئیں میں گرانے کے بعد جب باپ کے پاس آئے.......... جَآؤُ اَبَاهُمْ.......... وہ اپنے باپ کے پاس آئے.......... عِشَآءً

یَبۡکُوۡن.......... اکٹھے روتے ہوئے آئے یَبۡکُوۡن جمع کا صیغہ ہے.......... لوجی قرآن سے اکٹھے رونا ثابت ہوگیا......

میں نے کہا کہ ثابت ہوگیا.......... لیکن یہ رونا تو انہیں کا کام ہے جو خود کاروائی کر کے آئے ہوں.......... برادران محترم.......... ہمدردی اور شفقت یہ اور بات ہے.......... ہمیں ہمارے آقا خاتم النبین نے ہمیں ایک دین پر چھوڑا ہے.......... ایک طریقے پر چھوڑا ہے.......... ایک تعلیمات پر چھوڑا ہے..........

مَیں کہتا ہوں.......... اسلام زندہ مذہب ہے.......... یا ایک افسانہ؟ ....

(زندہ مذہب).......... اگر یہ زندہ ہے تو زندگی کے نئے تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کی کوشش کرو.......... پچھلے کی طرف نہ دیکھو..........

ملک سخن کی شاہی سلطاں تم کو سدا کو مسلم
جس طرف چل دیئے ہیں دریا بہا دیئے ہیں

وقت کی مہلت:۔

تو اس سے میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا.......... اور میں اس کی تفسیر نہ بیان کر سکا.......... اور نہ اس کا موقع ملا.......... وقت نے اجازت نہیں دی..........تو یہ صرف

مولوی

علماء

خطباء

.... کے بارے میں نہیں..........

ہم نے دنیا کے بڑے بڑے دانشور دیکھے.......... دنیا میں بڑے بڑے

فلسفی دیکھے.......... کہ جنہوں نے بڑا کام کیا.......... لیکن آخر میں یہ کہا کہ ابھی بہت سا کام باقی تھا لیکن وقت نے مہلت نہیں دی.......... ہم نے بڑے بڑے جہاں بان.......... پرچم کشاء دیکھے.......... حکمران دیکھے.......... انہوں نے بھی یہی کہا کہ.......... ہمیں وقت نے مہلت نہیں دی.......... تو یہ صرف خطباء کا ہی قصور نہیں.......... علماء کا ہی قصور نہیں.......... دانشوروں کا ہی قصور نہیں.......... جہاں بانوں.......... پرچم کشاؤں کا.......... حکمرانوں کا ہی قصور نہیں.......... ہر ایک نے کہا کہ مجھے وقت نے مہلت نہیں دی.......... ابھی بہت سا کام باقی تھا......

اب ہم نے افلاطون.......... ارسطو.......... اور بڑے بڑے لوگوں کی زندگیوں کے آخری لمحات کا مطالعہ کیا.......... تو یہی سنا اور یہی پڑھا کہ وقت نے اجازت نہیں دی.......... ابھی بہت سا کام باقی تھا.......... پھر ذہن نے جستجو کی.......... تلاش کیا کہ کوئی ایسا بھی ہے.......... جس نے کہا ہو کہ میں نے اپنا کام مکمل کر دیا.......... تو آمنہ کے لعل کے سوا کوئی نظر نہیں آیا.......... ہر شخص یہی کہتا گیا.......... حسرت کے ہاتھ ملتا گیا..........

وَكَمْ حَسَرَاتٌ فِي بُطُوْنِ الْمَقَابِرِ

''کتنی حسرتیں ہیں جو قبروں میں سو رہی ہیں''

کتنی تمنائیں ہیں.......... جو لوگ لے کر آئے.......... اور اسی طرح لے کر لوگ چلے گئے.......... سارے کہتے گئے کہ ابھی بہت کام باقی تھا.......... کوئی ایسا بھی ہے.......... کہ جس نے کہا ہو کہ میں نے جو کرنا تھا وہ کر دیا.......... اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں......... جنہوں نے عرفات کے میدان میں اپنے خدا کا نام لے کر کہا......... کہ اس کی طرف سے اعلان کرتا ہوں ....اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.........اور ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے......... کہ میں نے دین مکمل کر دیا......

اور ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......... لَعَلِّیْ اَرَاکُمْ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا .... ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں اگلے سال نہ دیکھ سکوں......اور ہم کہہ رہے ہیں......... کہ اب تک دیکھ رہے ہیں .... اب تک حاضر و ناظر ہیں ہر جگہ......... یہ میرا اس وقت موضوع نہیں .... اب یہ رفتے بھی ر کے نہ رہیں گے.........

سوال:۔

ولادت نبی کے موقع پر جلوس نکالنا اور عید منانا کیسا ہے؟......

جواب:۔

بھائی حدیث میں صاف لکھا ہے کہ عیدیں دو ہیں......... اَلْعِیْدَان .... جب حضور ﷺ نے کہہ دیا کہ عیدیں دو ہیں......... تو ہم کس طرح کہہ دیں کہ تین ہیں؟......... اب اگر اس میلاد کو بھی عید کہیں تو پھر کتنی ہو جائیں گی؟......... تین .... تو دو کے تین کرنا یہ دانائی نہیں .... جمعہ کے خطبے کتنے ہیں؟......... (دو) اگر دو کے تین کرو تو امام کو اتار دو گے یا نہیں؟......... (اتار دیں گے)......... خطبے دو......... اور عیدیں دو......... اور اس کو عید کہنا .... یہ لفظ کا غلط استعمال ہے......... یہ مستقل موضوع ہے.........

لیکن سوال کے جواب میں آسان بات یہ ہے کہ یہ صحابہؓ کے طریقے

کے خلاف ہے......... صحابہؓ نے ایسا نہیں کیا......... اور جو کام صحابہؓ سے ثابت نہیں .... اور اس کو دین سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ہے .... سنت بین الاقوامی ہے......... اور بدعت علاقائی ہے......... ہم دنیا کے جس ملک میں بھی گئے اور مسلمانوں کو دیکھا......... کہ یہ جو حضور ﷺ کے طریقے ہیں......... یہ یونیورسل ہیں......... بین الاقوامی ہیں......... اور دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں......... اور جو بدعات ہیں .... وہ ہماری اپنی اپنی ہیں......... یمنیوں کی اپنی .... انڈونیشیا والوں کی اپنی .... مصر والوں کی اپنی .... خدا کی شان کہ اس نے بدعت کو بین الاقوامی بننے نہیں دیا......... اور سنت کو بین الاقوامی بنایا......... اور بدعت کو علاقائی بنایا......

سوال ۲:۔

۔ غدیرخم کے بارے میں وضاحت فرمادیں؟......... کیا یہ کوئی اعلان خلافت ہوا؟.........

جواب:۔

اگر کوئی کہے کہ غدیرخم میں زبانی خلافت کا دعویٰ تھا......... اور حدیث قرطاس میں قلم دوات منگوا کر اسے ہی تحریر کرنا تھا......... یہ جواب اس لئے درست نہیں کہ وہاں خلافت کی ہرگز کوئی بات نہ تھی .... رہا جو زبانی دعویٰ آپ کا .... تو جو دعویٰ جمہور کے سامنے ہو اور حد تواتر کو پہنچ جائے......... اگر حد تواتر کی بات قوم ٹھکرا سکتی ہے......... اور تحریر جو ہے وہ تو ایک ہی ہے......... اور لکھی ہوئی بھی پیغمبر کے ہاتھ کی .... اپنی نہ ہو دوسروں کی لکھی ہو......... اس کا انکار آسانی سے ہو سکتا ہے؟......... اسے اہم سمجھنا کتنی سوچ غلط

ہے.......... یہ اگر لکھی بھی جاتی تو کس کی لکھی ہوگی؟ صحابہؓ کی اپنی .... پیغمبر ﷺ کے بارے میں ہے.......... وَلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًالَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْن (پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۴۸).......... موجود ہے تو علی الاعلان اہل تواتر کی بات چھپائی جا سکتی ہے.......... تو تحریر کا چھپانا تو بدرجہ اولیٰ آسان ہوگا.......... یہ کوئی بات ہے؟..........

یہ جو رقعے آئے تھے.......... میں نے ان کا جواب عرض کر دیا..........

رُقعے ہمارے پاس رُکے نہیں رہتے.......... اور ہم قوم کو دعوت دیتے ہیں..........

سوچنے کی

غور کرنے کی

فکر کرنے کی

توجہ کرنے کی

کہ غور کرو.......... اس لئے میرا انداز بیان یارانہ نہیں..........

اَوروں کا ہے کلام اور میرا کلام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے

ہم لوگوں کو دعوت دیتے ہیں غور کی کیوں؟.......... ہم کہتے ہیں کہ اپنے دماغ سے سوچو غور کرو.......... اور ہمارے جو مخالف ہیں.......... ان کا کام اپنے عوام کو غور کرنے کا موقع دینا نہیں.......... جب مجلس ہوتی ہے.......... جب وعظ ہوتا ہے.......... اور جب ذاکر کو پتہ چل جائے کہ قوم سوچ چکی.......... پھر کہتے ہیں مومنین رونے کا وقت آ گیا.......... کیوں کہ وہ ہائے وائے کریں گے.......... دماغ کام نہیں کرے گا.......... پھر قوم سن نہیں ہو سکے گی..........

جن کا کام ہے .... کہ وہ کہیں کہ قوم سوچے وہ کہتے ہیں کہ سوچو........... غور کرو........... آخر تک غور کرو .... اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ غور نہ کریں .... پہلے باتیں اپنی کیں........... قوم نے دماغ کے ساتھ سوچنا شروع کیا........... واعظ کو خطرہ گزرا........... اگر قوم نے سوچ لیا تو وہ مسجد میں چلی جائے گی........... کہا مومنین رونے کا وقت آ گیا...........

لیکن ہم کسی کا حق چھینتے نہیں .... ہم کہتے ہیں .... کہ جن کو رونے کا شوق ہے........... اور خدا ان کو روتا ہی رکھے........... ہم کیوں کسی کا حق چھینیں........... کسی کا حق ہم چھینتے نہیں ....

میں انہیں کلمات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں .... سردی کی راتوں میں اتنی دیر تک بیٹھنا........... آپ حضرات کا ایثار ہے........... ورنہ اس موسم میں بڑی بڑی جگہوں میں دیکھا ہے کہ جلسے دیر تک چلتے نہیں .... آپ نے اس موسم میں .... کثیر تعداد میں آخر تک حاضری قائم رکھی .... اب خلوص کے ساتھ دعا کرلیں...........

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

عظمت صحابہ

خطبہ مسنونہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ....

وَ عَلٰی اٰلِہٖ الْاَتْقِیَاءِ وَ اَصْحَابِہٖ الْاَصْفِیَاءِ..........

اَمَّابَعْدُ..........فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ..........بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ....وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْاعَنْہُ..........

(پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ ....وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ....وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ..........

تمہید:۔

صاحب صدر

گرامی قدر

واجب الاحترام

علماء کرام

زعماء قوم

سامعین عزیز

دوستو بھائیو اور طالب علمو

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا بصمیم قلب شکر ادا کرتا ہوں .... کہ اس نے مخدوم القوم حضرت مولانا غلام ربانی صاحب دامت برکاتھم کے تعمیل ارشاد میں .... یہاں حاضری کا موقع عطا فرمایا.......... اور ایک مدت مدید کے بعد ....اس علاقہ میں اپنے دوستوں سے دینی اجتماع میں شرکت کی سعادت بخشی......

بزرگان محترم .... اس وقت حسب اعلان اور حسب اشتہار مجھے نبی پاک ﷺ کے صحابہؓ کی عظمت .... ان کی سیرت .... اور ان کے مقام پر کچھ عرض کرنا ہے.......... چھوٹا منہ بڑی بات .... اتنے عظیم عنوان اور اتنی عظیم شخصیتوں پر اظہار خیال کرنا.......... یہ ذمہ داری مجھے دی گئی .... دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے .... (آمین)......

انسان کی پہچان محبت سے:۔

حقیقت میں یہ عنوان سیرت النبی کا ایک پہلو ہے.......... انگلش کا ایک مقولہ مشہور ہے کہ A man is known by the society he keeps آدمی اپنی مجلس سے پہچانا جاتا ہے.......... جس سوسائٹی میں رہے .... اسی سے اس کی پہچان ہوتی ہے.......... پرانے زمانے میں طریق تھا کہ .... جب لوگ لڑکیوں کی شادی کرتے تھے .... تو لڑکے کے بارے میں یہ تحقیق کی جاتی تھی کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا اور اس کی مجلس کن لوگوں کے ساتھ ہے.......... اگر اچھے لوگوں کے ساتھ ہے تو لڑکا اچھا ہوگا.......... اور اگر بروں کے ساتھ ہے تو برا ہوگا.......... یہ بات ہے کہ اگلے زمانے میں اس طرح ہوتا تھا .... اگلے زمانوں کی قید اس لئے لگا رہا ہوں.......... کہ آج کل تو خود ہی

فیصلے ہو جاتے ہیں .... تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی .... A man is known by the society he keeps "ہر انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے" ....

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست .... آپ کے ساتھی .... اگر اچھے ہیں تو آقا اچھے .... لیکن اگر ان کے ساتھی اچھے نہیں تو جس کے اچھے ساتھی نہیں .... اسے سوسائٹی نے کبھی اچھا نہیں کہا .... اگر ہم محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں .... تو آپ کے ساتھیوں کو اچھا کہنا ہوگا .... کیونکہ آدمی اپنی سوسائٹی سے پہچانا جاتا ہے ....

اور کوئی دوست یہ نہ کہیں .... کہ یہ اس انگریزی مقولے سے استدلال کیا ہے؟ .... میں کہتا ہوں کہ عرب تہذیب اس کی تائید کرتی ہے البصر .... سبعہ معلقہ کو اٹھا کر دیکھیں کہتے ہیں .... عن المرء لایسئل والبصر قرینہٗ .... کہ کسی انسان کے بارے میں .... رائے معلوم کرنی ہو .... تو اس کے بارے میں نہ پوچھ .... اس کے دوستوں کے بارے میں پوچھ ....

؎ عن المرء لایسئل والبصر قرینه
فان القرین بالمقارن یقتدی باسول المقتدی

کیونکہ ساتھی ساتھیوں کے پیچھے چلتے ہیں .... تو جب کسی کو پہچاننا ہو .... تو اس کے ساتھیوں کو دیکھو ....

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا پیغام لے کر جب ہمیں دنیا کے مختلف کناروں میں گھومنا ہوتا ہے .... تو دنیا یہ سوال کرتی ہے .... کہ جس پیغمبر ﷺ کی دعوت لے کر آئے ہو .... اس کے ساتھی

بتاؤ کیسے تھے؟........... الحمدللہ کہ ہمارا دامن اس سوال کے جواب میں بہت مالدار ہوتا ہے........... اور جب ہم سے پوچھا جائے........... کہ حضور ﷺ کے ساتھی کیسے تھے........... ہمیں کہنا ہوتا ہے........... کہ حضور ﷺ کے ساتھی بہت ایمان دار .... اور صدیقؓ و فاروقؓ ذوالنورینؓ و کرارؓ ایسے تھے........... لیکن یہ جواب کون دے سکتے ہیں؟........... ہم اہل سنت والجماعت .... تو میں عرض کر رہا ہوں .... کہ عظمت صحابہؓ........... سیرت النبی کا ہی ایک پہلو ہے...........

مقام صحابیت علم و عمل پر موقوف نہیں:۔

یہاں میں مقدمہ کے طور پر ایک بات عرض کروں گا کہ مقام صحابیت ارتقاء اور محنت سے حاصل نہیں ہوسکتا........... بلکہ یہ وہ مقام ہے جو خدا کا چناؤ ہے........... خدا کا انتخاب ہے........... صحابہؓ نے جو ایمان قبول کیا وہ تو تھی ان کی محنت........... لیکن صحابیت کا جو مقام ہے یہ خدا کی عطا ہے........... صحابی ہونا اپنے بس کی بات نہیں...........

...........میں کہتا ہوں کہ

امام ابوحنیفہؒ

امام مالکؒ

بایزید بسطامیؒ

جنید بغدادیؒ

ایک پلڑے میں اور بلال حبشیؓ ایک پلڑے میں........... کس کا پلڑا جھکے گا؟........... (حضرت بلالؓ کا)...........

معلوم ہوا کہ یہ وہ مقام ہے کہ علم و عمل پر موقوف نہیں...........

علم پر موقوف ہوتا .... امام ابوحنیفہؒ صحابی ہوتے

عمل پر موقوف ہوتا .... تو جنید بغدادیؒ صحابی ہوتے

یہ خدا کا انتخاب ہے............ کہ کچھ لوگوں کو حضور ﷺ کے زمانے میں پیدا کر دیا............ جب زمانے میں پیدا کر دیا تو انہوں نے صحابیؓ ہونا تھا............ ایمان قبول کرنے کے بعد............ اور اس زمانے میں پیدا کیوں کیا؟............ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو کلمہ تقوی لازم کر دیا تھا............ اور ارشاد فرمایا............ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت) .... اس لئے کہ یہ نفوس قدسیہ جنہیں صحابہؓ کہا جاتا ہے .... یہ حق دار تھے............ اور اہل تھے اس مقام کے......

صحابہؓ کا وکیل اور گواہ:۔

میں اپنا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں............ قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہوئے............ اور تفسیروں کا مطالعہ کرتے ہوئے عمر گزری .... ایک معاملے میں، میں بہت پریشان رہا............ کہ پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر سے اگر کوئی ایسی بات سرزد ہو .... جو خدا کو پسند نہیں .... پیغمبروں سے گناہ تو ہو نہیں سکتا............ لیکن کوئی ایسی بات سرزد ہو جو پیغمبر کی شان کے لائق نہیں .... اور ان کے منصب کے مناسب نہیں .... جب کبھی کوئی بات کسی سے سرزد ہوئی .... اللہ نے اس کا نوٹس لیا............ کیسے؟............ گو گناہ نہیں .... لیکن اے نبی یہ تیری شان کے مناسب نہیں............ ایسا کیوں؟............

قرآن کریم کا مطالعہ کیا .... کئی پیغمبروں کے حالات نظر سے گزرے اور اس نتیجے پر پہنچے کہ............ جب بھی کسی نبی سے کوئی ایسی بات سرزد

ہوئی .... جو اس کی شان کے مناسب نہ تھی .... خدا نے نوٹس لیا ....
لیکن میں حیران تھا کہ صحابہؓ سے کبھی ایسی بات سرزد ہوئی .... جو حکم خداوندی
اور حکم رسول کے خلاف تھی .... نوٹس لینے کی بجائے خدا ان کا وکیل بن گیا ....

تو میں بہت حیران تھا کہ نبیوں کی شان تو بہت اونچی لیکن کیا وجہ کہ نبیوں
سے اتنی سی بات بھی سرزد ہو جائے تو تنبیہ ہو جائے .... کہ ایک دفعہ پیغمبر علیہ السلام
بیٹھے ہیں مجلس ہو رہی ہے .... آپ اللہ کی باتیں کر رہے ہیں .... اتنے
میں ایک نابینا آیا .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا کہ .... نابینا کے آنے کی وجہ
سے مجلس درہم برہم ہوئی .... تو غیر اختیاری طور پر آپ کی پیشانی پر شکن
آ گئے .... خدا نے کہا .... عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَاۗءَهُ الْاَعْمٰی (پارہ ۳۰
سورۃ عبس آیت ۱-۲) .... تو جو خدا پیغمبروں کے اشارے پر نوٹس لے
.... وہ کیا وجہ ہے .... کہ صحابہؓ سے جب کبھی کوئی بات سرزد ہو ....
بجائے نوٹس کے خدا وکیل بنے ....

میں ایک مثال عرض کرتا ہوں .... کہ جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا .... کہ یہ صحابیؓ درہ نہ چھوڑیں .... جہاں مسلمانوں کا مورچہ تھا
.... پیچھے پہاڑ تھا .... اور درمیان میں درہ تھا .... آپ نے فرمایا تھا
کہ کچھ حال ہو تم نے درہ نہیں چھوڑنا .... صحابہؓ نے اجتہاد کیا اور درہ چھوڑ دیا
.... مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی .... جب مسلمانوں کی فتح
شکست میں بدل گئی .... تو مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی .... منتشر ہو گئے
.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دس گیارہ صحابہؓ رہ گئے .... اور حضرت طلحہؓ نے کفار
کے تیروں کو اپنے ہاتھ سے روکا .... ہاتھ زخمی کرا لیا .... لیکن عشق مصطفیٰ

اپنے جوبن پر تھا............ حضور ﷺ کے ماتھے پر آنچ نہ آنے دی

اب آپ غور کریں .... کہ اس واقعہ سے حضور ﷺ کو کتنا صدمہ پہنچا ہوگا کہ میرے ساتھیوں نے کیا کیا؟............ میں نے نصیحت کی تھی یہ موچہ نہ چھوڑنا............ میں نے حکم دیا تھا............ میرے ساتھیوں نے کیا کیا؟............ اب اللہ نے اس واقعہ کا قرآن میں ذکر کیا............ اور اللہ تعالیٰ نے خطاب کر کے فرمایا............ اے میرے محبوب ﷺ............ وَاعْفُ عَنْهُمْ............ ان کو معاف کر دے............ انہوں نے پیغمبر ﷺ کی بے وفائی نہیں کی............ بزدلی نہیں دکھائی............ اچانک یہ دخل شیطانی ہو گیا

میں حیران تھا کہ یا اللہ کیا معاملہ ہے............ کہ جب صحابہؓ سے کوئی بات سرزد ہو تو تو وکیل بن جائے............ اے اللہ تجھے یہ نفوس قدسیہ کتنے پیارے تھے............ کہ اتنا بڑا معرکہ ہوا............ اتنا بڑا کام ہوا............ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی............ قومی سطح پر جرم ہوا............ لیکن اے اللہ تیری نگاہ کرم کے کیا کہنے............ وَاعْفُ عَنْهُمْ............ تو ان کو معاف کردے............ وَاسْتَغْفِرْلَهُمْ............ اور ان کیلئے بخشش مانگ............ اور صرف بخشش ہی نہیں مانگنا............ بلکہ آئندہ سیاسی کاموں میں انہیں ساتھ لیکر چلنا............ ان کو سیاسی مشیروں سے نہیں نکالنا............ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ............ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت)

آپ بتائیں مجرموں کیساتھ یہ سلوک ہوتا ہے؟............ قصور واروں سے یہ سلوک ہوتا ہے؟............ میدان چھوڑنے والوں سے یہ سلوک ہوتا ہے؟ .... پیغمبر ﷺ کی بات کے خلاف عمل کرنیوالوں سے یہ سلوک ہوتا ہے؟

.... خدا جانتا تھا کہ یہ وہ طبقہ ہے............ کہ جن کے عملوں سے بحث نہیں ہونی چاہئے............ جو ہو گیا سو ہو گیا............

یا اللہ یہ معاملہ کیا تھا............ کہ پیغمبروں سے کوئی بات سرزد ہو............ اشارہ بھی ہو تو نوٹس............ اور صحابہؓ سے ہو تو............ چھوڑو............ چھوڑو .... چھوڑو............ ہم کتاب اللہ کو کیسے چھوڑ دیں............ جو لوگ کہتے ہیں .... کہ صحابہؓ پر تنقید جائز ہے............ ان کے عملوں سے بحث کرنا جائز ہے .... میں پوچھتا ہوں کہ .... ہم قرآن کو کیسے چھوڑ دیں............ اللہ کا معاملہ ان لوگوں سے کیا ہے............ اور تم اتنی بات ماننے کو تیار نہیں............ کہ ان کے اعمال سے بحث نہیں ہونی چاہیے............ اس کی وجہ کیا ہے؟............ میں بعد میں عرض کروں گا............

صحابہؓ کیلئے معافی کا اعلان:۔

میں اس وقت عرض کرتا ہوں............ مسلمانو!............ دوستو!............ اور بھائیو!............ آپ نے کتاب المغازی میں جنگ تبوک کا قصہ پڑھا ہوگا .... جنگ تبوک میں تین صحابیؓ پیچھے رہ گئے تھے............ جب مسلمان اور حضور علیہ ﷺ روانہ ہوئے .... تو ان تین صحابہؓ کا خیال تھا............ کہ ہمارے پاس تیز رفتار سواریاں موجود ہیں............ ہمارے پاس سریع رفتار سواری موجود ہے .... ہم پیچھے دوڑیں گے اور جا ملیں گے............ یہ خیال کرتے رہ گئے .... اور حضور علیہ ﷺ کی فوج روانہ ہو گئی............ جب وہ اتنے دور چلے گئے .... کہ انہیں محسوس ہوا کہ ہم ان کو پکڑ نہیں سکتے............ یہ پیچھے بیٹھ گئے .... یہ پیچھے بیٹھے رہے............ اب انہوں نے فیصلہ کرلیا............ کہ

اب تو جانے کا فائدہ ہی نہیں .... جب مسلمانوں کی فوج فتح وظفر کے بعد واپس لوٹی .... تو حضور ﷺ نے تینوں کو بلا کر پوچھا کیا ہوا؟ .... تینوں نے سچی بات کہہ دی .... کہ حضور ﷺ کوئی بے وفائی پیش نظر نہیں تھی .... کوئی موت سے ڈرنا پیش نظر نہیں تھا .... یہ غلطی ہوئی .... یہ سستی ہوئی .... یہ خیال آیا .... کہ بعد میں پہنچ جائیں گے .... اور نہیں پہنچ سکے .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا .... اور آپ نے فرمایا صحابہؓ کو ان سے بولنا چالنا نہیں .... یہ جب نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتے سلام کرتے .... تو حضور ﷺ جواب بھی نہ دیتے .... حتیٰ کہ حضور ﷺ نے ان کی بیویوں کو کہلا بھیجا کہ جب یہ گھر آئیں .... تو تم نے ان سے گھر میں کلام نہیں کرنا .... ان لوگوں کی دنیا اندھیر ہو چکی تھی ......

ایک دن مسجد میں آئے .... تو حضور ﷺ نے فرمایا .... مبارک ہو .... خدا نے تمہاری معافی کا اعلان کیا ہے .... تو حضورؐ نے تو ناراضگی کی .... اللہ نے پھر ان کو معاف کر دیا .... اور اب یہ معافی آئی قرآن میں .... اور تینوں کی توبہ قبول ہوئی .... تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہ چاہا .... کہ عنوان یہ ہو کہ یہ قرآن تو قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا .... اور جب قیامت تک پڑھا جائے گا .... تو جب ان آیتوں پر یہ تین گزریں گے .... تو کیا ان کو ندامت نہیں ہوگی؟ .... ان کو ندامت اور شرمندگی ہوگی .... تو اللہ تبارک تعالیٰ نے عجیب عنوان اختیار فرمایا .... فرمایا .... لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ .... اللہ نے نبی ﷺ کی توبہ قبول کر لی .... وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ .... اور ان مہاجرین وانصار کی توبہ قبول کر

لی.........اَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُ فِیۡ سَاعَةِ الۡعُسۡرَةِ.........جنہوں نے جنگ تبوک میں تنگی کی گھڑی میں پیغمبر ﷺ کا ساتھ دیا.........ان مہاجرین وانصار کی توبہ قبول کرلی.........وَعَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیۡنَ خُلِّفُوۡا (پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت).........اور ان تینوں کی قبول کرلی جو پیچھے رہ گئے.........

تو اصل بات کیا تھی.........کہ تینوں کی توبہ قبول کرنی تھی.........لیکن نبی ﷺ سے تو ایسی کوئی بات ہوئی نہیں.........مہاجرین و انصار جو ساتھ گئے.........ان سے کوئی خطا ہوئی نہیں.........ان کو شامل اس لئے کرلیا.........کہ قرآن ان تین کے دل پر یہاں گراں نہ گزرے.........

تاریخ بتاتی ہے کہ تینوں پیچھے رہ گئے.........اس سے انکار نہیں.........لیکن اللہ کی نگاہ کرم صحابہؓ پر یہ تھی.........کہ ان تینوں کے ساتھ ان بے قصوروں کو شامل کرلیا.........جن سے کچھ نہیں ہوا.........تاکہ جب یہ آیات پڑھی جائیں.........ان کے قلوب پر گراں نہ گزرے.........

یہ معاملہ کن سے ہوتا ہے؟.........یہ معاملہ ان سے ہوتا ہے.........کہ جن کے اعمال پر بحث نہیں.........خدا ان کے اعمال سے بحث نہیں کرنا چاہتا.........ان سے جو سرزد ہوا اس سے دس گنا ہو.........تو بھی اللہ ان کے اعمال سے بحث نہیں کرنا چاہتا.........

جیسی کہو ویسی سنو:۔

منافقوں نے کہا کہ ہم ایماندار.........خدا نے کہا کہ تم ایماندار نہیں.........اگر تم ایمان والے ہو تو میرے پیغمبر ﷺ کے صحابہؓ کی طرح تم ایمان لاؤ.........منافق کہنے لگے.........اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ.........ہم اس

طرح ایمان لائیں..........جسطرح یہ بیوقوف ایمان لائے..........اللہ نے جواب دیا..........اَلَآ..........خبردار..........اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآء .... بے وقوف یہ خود ہیں..........تو انہوں نے صحابہؓ کو کیا کہا تھا؟.......... (بے وقوف) اچھا آپ بتائیں..........کہ صحابہؓ پر بے وقوف ہونے کا ریمارکس سب سے پہلے یا صحابہؓ پر طعنے کا انداز سب سے پہلے کن لوگوں نے اختیار کیا؟..........(منافقوں نے) .... انہوں نے کہا بے وقوف.......... اور اللہ تعالیٰ نے جواب میں یہ نہیں کہا.......... کہ یہ مرتد ہیں.......... یہ زندیق ہیں .... نہیں .... انہوں نے کہا تھا بے وقوف .... خدا نے کہا.......... اَلَآ .... خبردار .... اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآء.......... بے وقوف یہ خود ہیں..........ایک قانون معلوم ہو گیا.......... جو کہو وہی سنو..........

ہے یہ گنبد کی صدا
جیسی کہو ویسی سنو

مجاہدین و قاعدین سے وعدہ حسنیٰ:۔

صحابہؓ جیسے نفوس قدسیہ کے بارے میں یہ قانون ابھر کر ہمارے سامنے آتا ہے .... کچھ صحابہؓ میدان جنگ میں نہیں جا سکے .... بیٹھے رہے .... ان کو کہتے ہیں قاعدین.......... اور جو آگے لڑیں انہیں کہتے ہیں مجاہدین.......... اللہ نے مجاہدین کو فضیلت دی ہے.......... فرمایا .... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں .... فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ..........اللہ نے مجاہدین کو قاعدین پر فضیلت دی ہے..........اور آگے نتیجہ کیا؟.......... كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پارہ ۵ سورۃ نساء آیت).......... کہ

حسنی دونوں کو ملے گا......... حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ جن کو فضیلت دی ان کو ملے .... اور جو بیٹھے رہے وہ محروم......... لیکن اللہ تیری کتاب پر قربان جائیں .... کس طرح تو نے صحابہؓ کو اپنی نظر انتخاب میں چنا.........

فرمایا......... کہ فضیلت تو وہ پا گئے .... یہ لڑنے والے .... ان بیٹھنے والوں پر .... لیکن میرا معاملہ .... کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .... میں نے حسنی کا وعدہ دونوں سے کیا ہے......... حسنی دونوں کو ملے گا .... کیا ایسی تعبیر انسان اختیار کر سکتا ہے؟......... لیکن اللہ نے کیا برتاؤ کیا .... کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .... وعدہ دونوں سے کہ دونوں کو حسنی کا مقام ملے گا.........

اب اللہ تبارک وتعالیٰ سے پوچھتے ہیں .... کہ حسنی کا معنی کیا ہے؟ .... اللہ تعالیٰ نے عجیب معنی بیان فرمایا......... اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء آیت)......... کہ جن کے بارے میں حسنی کا وعدہ ہمارا ہو چکا......... وہ جہنم کی آگ سے دور رکھے جائیں گے .... تو معلوم ہوا کہ سارے کے سارے صحابہؓ جنتی ہیں .... فرمایا کہ مجاہدین اور قاعدین .... کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .... اور حسنی کی تصریح دوسرے مقام پر کی .... کہ یہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے .... اور ایسے دور رکھے جائیں گے .... لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا .... کہ جہنم کی جو آواز ہے یہ بھی نہیں سن سکیں گے.........

تو صحابہؓ کے مقابلے میں جو جہنم کی آواز ہے اس کو خدا نے کیا کہا؟ .... حسیس......... تو مفسرین لکھتے ہیں کہ .... جہنمیوں کی آواز کیا ہوگی

حس .... حس .... اُولٰئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْن .... صحابہؓ ایک
طرف .... اور حس حس کی آواز ایک طرف .... اس نے تقابل پیدا کر دیا
دونوں میں .... کہ صحابہؓ کے تقابل میں جو لوگ کھڑے ہوں گے .... اور
ان کا مادہ کیا ہوگا؟ .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں .... حضرت
عائشہ صدیقہؓ کی شان بیان کرتے ہوئے .... اور ان کی پاکی بیان کرتے
ہوئے مضمون بیان کیا .... اور آخر میں بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے
جو قسم کھائی تھی .... کہ وہ مسطح پر خرچہ نہیں کریں گے .... وَلَا يَأْتَلِ
اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ .... ادھر صدیقؓ کا بیان .... ادھر صدیقہؓ کا
بیان .... تو درمیان میں آیت آ گئی .... اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ
الْفَاحِشَةُ .... تو مادے کی طرف اشارہ کیا .... کہ دونوں کی مخالفت
میں کون؟ .... تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ .... یہ جو فرمایا کہ ان کی پہچان کیا ہوگی
فرمایا .... لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ .... کہ دنیا میں بھی ان پر
مصیبت اور آخرت میں تو ہے ہی .... اور دنیا میں بھی ان پر مصیبت ....

انبیاء معصوم، صحابہ محفوظ:۔

برادران محترم .... ذرا آپ غور کریں .... میں پھر عرض کرتا
ہوں کہ .... صحابہؓ وہ نفوس قدسیہ ہیں .... کہ جن کو صحابیت کا مقام خدا کی
عطا سے ملا .... اور جن کو مقام عطا سے ملا ہو .... ان کے اعمال پر بحث
نہیں .... قرآن کریم میں اللہ نے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے .... کہ
ان کے اعمال سے بحث نہیں ہوتی .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بہ
تقاضائے بشری ان کے خلاف کوئی صدمہ محسوس کیا .... اللہ تبارک وتعالیٰ جل

شانہ ان کا وکیل بن گیا.........

قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہوئے بہت پریشانی رہی .... کہ یا اللہ تیرا یہ کیا معاملہ ہے .... کہ پیغمبر ﷺ سے جب کوئی بات سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر نوٹس لے ....اور جب صحابہؓ سے سرزد ہو تو ....اللہ تعالیٰ الٹا وکیل بن جائے .... بہت طبیعت پریشان رہی .... کہ وجہ کیا ہے؟.........

اللہ تعالیٰ کی توفیق نے دستگیری کی ....تو بات سمجھ میں یوں آئی کہ نبیوں کے بارے میں.........اللہ کو علم تھا کہ مسلمانوں میں یہ عقیدہ مسلّم ہوگا کہ پیغمبر معصوم ہیں.........تو معصومیت انبیاء کا عقیدہ ....علماء اور امت کے دماغوں میں اس قدر غالب ہوگا......... کہ جب بھی کبھی ایسی آیت پر گزریں ....جس میں خدا نے نوٹس لیا ہو تو .... جو عالم بھی ہو.........وہ عقیدۂ معصومیت کے سائے میں واقعہ کی تاویل کرے گا.........

لیکن صحابہ پر چونکہ یہ معصومیت کی چادر نہیں تھی ....ان کو بچانے کیلئے ....خدا نے کہا جن کا کوئی نہیں ان کا میں ہوں ....عصمت انبیاء کیلئے تو قانون موجود تھا ....اور جن کیلئے قانون نہیں .... جن کا کوئی نہیں ان کا خدا ہے ....تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو معاملہ صحابہؓ کے ساتھ کیا ....ہمیں اسے سامنے رکھ کر آگے چلنا ہے.........کہ یہ وہ طبقہ ہے ....کہ جن کے اعمال سے بحث نہیں کی جاتی ....اور حضور ﷺ کی جو حدیث ہے کہ .... مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ ....اس نے بتایا کہ صحابہؓ کے ساتھ محبت ان کے اعمال پر نہیں.........ان کے کردار پر نہیں ....ان کی قربانیوں پر نہیں......... بلکہ پیغمبر ﷺ سے ان کے تعلق پر ہے.........

صدیقؓ و فاروقؓ میں فرق:۔

دوستو

عزیزو

بزرگو

اور بھائیو

کسی نے پوچھا تھا کہ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ ان میں کیا فرق ہے؟

.... جواب اس کا یہ ہے.......... کہ صدیق اکبرؓ کی پوری سیرت یہ رہی .... کوئی مسئلہ آپ سے پوچھا جائے .... تو آپ اس مسئلے کے مفاد و مزاج کو نہیں دیکھتے تھے .... وہ دیکھتے تھے کہ رضائے مصطفیٰ کہ معر دکھائی دیتی ہے؟.......... حضور جب کوئی بات پوچھتے .... تو صدیق اکبرؓ بات کی گہرائی میں جانے کی بجائے چہرہ مصطفیٰ کو پڑھتے .... کہ یہ چہرہ کس قسم کا جواب مانگ رہا ہے..........

کیونکہ جب کوئی سوال کرے .... تو عام طور پر سوال کا انداز بتاتا ہے کہ.......... سائل کیسا جواب چاہتا ہے..........

حضور ﷺ نے جنگ بدر کے بعد دونوں کو بلایا پوچھا .... کہ جنگ بدر کے جو قیدی ہمارے ہاتھ لگے نہیں .... ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟ .... فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے .... یا قتل کر دیا جائے؟.......... تو جب حضور ﷺ سوال کر رہے تھے .... حضرت عمرؓ نیچے دیکھ رہے ہیں.......... سوچ رہے ہیں .... مسلمانوں کا فائدہ چھوڑنے میں ہے یا قتل کرنے میں؟.......... معاملے کی گہرائی میں اتر رہے ہیں .... سوچ رہے ہیں .... صدیق اکبرؓ

وہ نیچے نہیں دیکھ رہے .... وہ آقا کے چہرے پر دیکھ رہے ہیں .... کہ یہ چہرہ کیسا جواب مانگتا ہے؟ .... حضور ﷺ تھے رحمتہ اللعالمین .... تو رحمت کے اندر سے تو معافی ٹپکتی ہے .... جب صدیق اکبرؓ نے پہچانا کہ آپ اس قسم کا جواب چاہتے ہیں .... وہی جواب دے دیا کہ حضور ﷺ چھوڑ دیا جائے .... اور حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ .... نبی ﷺ کے ہاتھ میں جب کوئی دشمن قیدی ہو کر آئیں .... تو یہ نہیں ہو سکتا کہ نبی ان کو چھوڑ دے .... جب تک ان کی خون ریزی نہ ہو ....

حضور ﷺ کی نگاہ اٹھی .... دیکھا کہ حضرت جبرائیل آئے کیا فرمایا .... مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ (پارہ ۱۰ سورۃ انفال آیت) .... کہ جو بات عمر فاروقؓ نے کہی .... جبرائیلؑ اس کی وحی لے کر آ گئے .... تو مقام کا پتہ چل گیا کہ .... صدیق اکبرؓ کی پوری کوشش ہر وقت یہ ہوتی تھی کہ .... آقا کی رضا کیا ہے؟ ....

وہ حضور ﷺ کے تعلق میں

وہ حضور ﷺ کی محبت میں

اتنے کھوئے جا چکے تھے کہ .... کسی معاملے پر وہ کوئی دوسری صورت سوچ ہی نہیں سکتے تھے .... تو جتنا تعلق صدیق اکبرؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ تھا .... اتنا تعلق فاروق اعظمؓ کا خدا کے ساتھ تھا .... لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یك فی امتی احد فانه عمر .... پہلے بھی ایسے لوگ گزرے جو پیغمبر تو نہیں .... لیکن خدا ان سے باتیں کرتا تھا .... میری امت میں اگر کوئی ہے تو عمرؓ ہے ....

اب ذرا صدیقؓ و فاروقؓ کا موازنہ کریں...... کہ صدیقؓ نبی ﷺ کا اور فاروقؓ خدا کا.......... صدیق اکبرؓ کا تعلق نبی پاک ﷺ کیساتھ عاشقانہ تھا .... کہ حضور ﷺ کیا چاہتے ہیں........ بس ملک کبھی عاشقوں سے بھی چلے ہیں؟......... (نہیں) حضور ﷺ کی بصیرت دیکھ رہی تھی .... کہ یہ تو پروانہ وار مجھ پر قربان ہوتے ہیں......... جو میری رضا ہے وہ بات کہتے ہیں.......... اور کوئی بات کہتے ہی نہیں..........

ضرورت مدبّر:۔

لیکن حضور ﷺ کے ہاتھ اٹھتے ہیں........ اے اللہ عمرؓ کو ادھر بھیج دے کیوں؟......... حضور ﷺ جانتے تھے......... کہ ملک صرف عاشقوں سے نہیں چلتے......... یہاں ایسا مدبر بھی ہونا چاہیے.......... کہ

جو حقائق میں اتر کر

حقائق تو میہ میں اتر کر

بات کی گہرائی میں اتر کر

ساری قوم کو سنبھالے .... بھائی حضور ﷺ کے پاس کوئی کمی تھی؟ .... (نہیں)......... لیکن عمرؓ کو کیوں مانگا؟ .... کس لئے؟ اس لئے کہ باقی سارے سوائے حضور ﷺ کی رضا کے......... اور حضور ﷺ کے عشق کے اور چیز سوچنا جانتے ہی نہ تھے .... لیکن حضور ﷺ نے کہا ملک چلانے کے لئے .... ایسا آدمی چاہیے کہ جو حقائق میں اترے .... حقائق میں ڈوبے ....اور بات وہ کرے کہ جس کے ساتھ دنیا کی منزل چلے.........

انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ......... عمرو بن ہشام اور عمر بن خطاب

میں سے ایک ادھر بھیج دے..........

سارے صحابہ حضور ﷺ کے طالب

عمر بن خطابؓ حضور ﷺ کے مطلوب

اور یہ وہ مطلوب ہے کہ جس کے ساتھ خدا ہم کلام ہوتا ہے..........

اسلام کی کشتی کا ملاح:۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں ....اور حدیث میں بھی آتا ہے..........
کہ جنگ یمامہ میں حافظوں کی بڑی تعداد شہید ہوگئی ....حضرت عمرؓ کو فکر ہوئی
..........کہ اب قرآن کس طرح بچے گا..........انہوں نے صدیق اکبرؓ کی خدمت
میں عرض کی..........کہ قرآن یکجا جمع کروایا جائے ....تو صدیق اکبرؓ نے
وہی عاشقانہ جواب دیا کہ .... کیف افعل شیئ لم یفعله رسول الله
..........کہ میں وہ کام کیسے کروں کہ جو حضور ﷺ نے نہیں کیا؟..........حضرت عمر
فاروقؓ نے کہا.......... کہ حضرت اس طرح کام نہیں چلے گا..........ہمیں ملک
چلانا ہے.......... کام کرنا ہے..........تو بار بار کہتے رہے..........صدیق اکبرؓ
کہتے ہیں کہ پھر میرا سینہ کھلا ....اور میں نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے..........
معلوم ہوا کہ اسلام کی کشتی کو چلانے کے لئے .... اللہ نے کھڑا ہی عمر بن
خطابؓ کو کیا تھا..........صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں بھی خلافت کی ساری تدبیریں
فاروقؓ سے آتی رہیں..........ایک فاروقؓ کو اسلام سے نکال دیا جائے..........
تو باقی کچھ رہتا ہی نہیں..........

نبوت کی نگاہ دیکھ رہی تھی .... کہ سارا کام صرف فدا کاروں سے
نہیں چلتا .... بلکہ اس شخص کی بھی ضرورت ہے.......... جو حقائق قومیہ میں

اترے......... اور جو حقائق تو میہ میں اترے گا......... وہ خدا کا ترجمان ہوگا ....پیغمبر ﷺ کا حکم چلتا ہے قانون میں .... اور خدا کا حکم چلتا ہے ....تکوینیات میں.........

ہوا کو

آگ کو

پانی کو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا.........تو آگ کو کس نے کہا......... یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا......... اے آگ ٹھنڈی ہو جا......... تو آگ سے باتیں کرنا......... اور آگ کو مخاطب کرنا......... کس کا کام ہے؟ ....(اللہ کا)......... پیغمبر مسائل شریعت میں بات کرتا ہے.........اور خدا تکوینی کلام فرماتا ہے.........اس کا مخاطب.........

پانی بھی ہے

آگ بھی ہے

ہوا بھی ہے

زلزلہ بھی ہے

زمین وآسمان بھی ہے

سب اس کے تابع ہیں.........

مقام فاروقؓ:۔

اب صحابہؓ میں عمر فاروقؓ کو اللہ تعالیٰ نے وہ مقام بخشا کہ......... جتنے صدیقؓ نبی ﷺ سے جڑے......... فاروقؓ کو اپنے ساتھ جوڑا......... اور

جب فاروقؓ کو اپنے ساتھ جوڑا...........تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حقائق توجہ کا عکس

.... جب عمر فاروقؓ پر آیا...........تو جس طرح خدا نے کہا تھا........... کہ

اے آگ ٹھنڈی ہو جا...........

آپ نے کبھی انسانوں کو دیکھا کہ وہ دریاؤں کو خط لکھے........... کوئی

انسان ایسا بھی دیکھا اس زمین میں .... آسمان کی نیلی چھت کے نیچے

...........کہ وہ دریاؤں کو خط لکھے...........

مصر والے پہنچتے ہیں شکایت لے کر .... کہ ہمارا دریا جو ہے

.... وہ ہر سال ایک جان لیتا ہے...........عمر فاروقؓ نے کہا........... میرا یہ

خط دریا کو دے دو...........

ہواؤں سے کلام کرنے والے

دریاؤں سے کلام کرنے والے

چلتے پانیوں سے کلام کرنے والے

یَاسَارِیَۃَ الْجَبَلِ...........

ہواؤں سے کلام

پانیوں سے کلام

آگ سے کلام

حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر........... اس سے کلام...........

ذرا فاروق اعظمؓ کے مقام کو دیکھو اور سنو........... اس کی عظمت دیکھو

...........اور میں کہا کرتا ہوں........... یہ وہ شخصیت ہے........... کہ عمر فاروقؓ کے

دربار کا گستاخ........... کبھی معافی نہیں پاتا...........

فاروقیؓ دربار کا مارا معافی نہیں پاتا:۔

جب کبھی صحابہؓ کی عظمت پر کوئی مناظرہ ہوا..........تو میں نے پہلے کہہ دیا دوسروں کو کہ دیکھو بھائی..........ہم صحابہؓ کے وکیل ہیں ....صفائی پیش کریں گے.......... ہمدردی کے طور پر مشورہ کرتے ہیں کہ..........

صدیقؓ کے بارے میں
عثمان غنیؓ کے بارے میں
علی المرتضیٰؓ کے بارے میں

امیر معاویہؓ کے بارے میں سوال کرنا ....اعتراض کرنا..........ہم جواب دیں گے..........لیکن عمر فاروقؓ کے بارے میں کوئی گستاخانہ کلمہ زبان پر آیا نہیں اور عرش کانپا نہیں ....پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی ....اس دربار کا مارا کبھی معافی نہیں پاتا..........

خدا کی پکڑ:۔

میں ایک مثال دیتا ہوں ....امام مالکؒ نے موطا میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص عمر فاروقؓ کے پاس آیا..........آپ نے پوچھا تیرا نام..........تو اس نے کہا کہ .... میرا نام ہے انگارہ.......... یہ کوئی نام ہے انگارہ .... آپ نے سمجھا کہ کوئی مذاق کر رہا ہے..........شاید ہو نام .... کیونکہ عربوں میں نام بھی تو عجیب وغریب ہوتے تھے.......... پوچھا تیرے باپ کا نام کیا ہے؟.......... کہنے لگا کوئلہ.......... اب تو پتہ چل گیا کہ مذاق ہے.......... پھر پوچھا تیری ماں کا نام کیا ہے؟.......... النار .... آگ .... تیرا قبیلہ کیا ہے؟..........شعلہ .... بات کس سے ہو رہی ہے؟ .... (حضرت عمر

فاروقؓ سے)......... بہت دھیمی آواز میں .... ادرك اهلك فانهم لهلكوا
.... جا گھر والوں کا پتہ لے وہ سب جل چکے ہیں.........

وہ بھاگا ہوا گیا کہ گھر کو دیکھا تو واقعی آگ لگی ہوئی تھی .... اس وقت اس کو پتہ چلا کہ کس دربار میں......... اور کس سرکار میں گستاخی کر رہا تھا؟ .... یہ وہ دربار ہے .... کہ جس دربار کا گستاخ توبہ کی توفیق نہیں پاتا .... اور اس گستاخی کا کاٹا ہوا کبھی پانی نہیں مانگتا.........

ان واقعات کی تفصیل کا موقعہ نہیں .... میں تو صرف یہ بتا رہا تھا کہ عمر فاروقؓ کا تعلق خدا کے ساتھ .... اور ان کا خدا کے ساتھ جوڑ کیا ہے؟ .... چلتے ہوئے دریاؤں اور پانیوں کو مخاطب کرنا......... اور ان کو خط لکھنا .... کوئی عام آدمی کا کام ہے؟......... (نہیں)......... لیکن ہم جب سیدنا فاروق اعظمؓ کی فضیلت بیان کرتے ہیں .... اس کا معنی یہ نہیں .... کہ ہم اہل بیتؓ کے فدا کار نہیں......... ہماری جو عقیدت ان سے ہے......... وہی عقیدت امہات المؤمنینؓ اور اہل بیتؓ اور صحابہؓ اور ان کی اولاد .... حضرت علیؓ اور ان کی اولاد .... فاطمہؓ اور ان کی اولاد سے ہے .... نامناسب ہوگا کہ ہم صحابہؓ کی عظمت بیان کرنے میں حضرت علیؓ کو بھول جائیں .... جو شخص حضرت علیؓ کی گستاخی کرے......... وہ اہل سنت کے دائرہ میں نہیں.........

مقام مرتضیٰؓ:۔

اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی بہت بڑی قربانی کہ حضور ﷺ پر جب قاتلانہ حملہ ہونے والا تھا......... ہجرت کی رات تو حضور ﷺ کے بستر پر حضور ﷺ کی بجائے کون لیٹا؟......... (حضرت علی المرتضیٰؓ)......... کس نے لٹایا؟.........

(حضور ﷺ نے)............ پروگرام کیا تھا؟............ کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی کافر حملہ کرے گا............ تو اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے جان کون دے؟ .... (حضرت علیؓ)............ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹایا .... تو کیا یہ ان کی کم قربانی ہے؟............ اپنی جان پیش کر دینی .... یہ کوئی کم قربانی نہیں............

شہادت کیا اک ورثہ محمدؐ کے گھرانے کا
نیا عنوان تھا یہ حق و باطل کے فسانے کا
شہید عشق ہی واقف ہے اسرار محبت سے
وگرنہ کس کو آتا ہے سلیقہ سر کٹانے کا

سر کٹانا کوئی کھیل تو نہیں ہوتا............ حضرت علیؓ لیٹے یا نہیں؟............ (لیٹے)............ جان دینے کیلئے تیار ہوئے یا نہیں؟ .... (ہوئے) .... حضور ﷺ نے لٹایا یا نہیں؟............ (لٹایا)............

برادران محترم .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں بھی اگر یہ بات ہوتی کہ میرے بعد خلیفہ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے بننا ہے............ تو وہ ان کو اپنی جگہ قتل ہونے کیلئے لٹاتے نہ............ جن کو جانشینی سونپنی ہو اس کو بچایا جاتا ہے............ لٹایا نہیں جاتا .... معلوم ہوا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال و تصور میں بھی یہ بات نہ تھی .... اور جس کو بنانا تھا اس کو ساتھ لے کر چلے............

جس غلام کو ساتھ لے کر چلے .... یہ وہ غلام اور خادم ہے............ کہ ایک دفعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے

........تو اوپر ایک ٹاٹ پہنا ہوا تھا.......... کپڑا کوئی نہیں تھا.......... اور ٹاٹ بھی اس طرح .... ایک کانٹے کی طرح لگایا ہوا.......... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کبھی تجھے وہ دن بھی یاد ہے .... کہ جب تو مکے کا بڑا اونچا تاجر تھا.......... میرے ساتھ مل کر تیرا کیا حال ہوگیا؟.......... تو جو صدیق اکبرؓ نے جواب دیا .... ذرا غور کرو.......... فرمایا.......... عرض کی.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا.......... امالوانا عشت عمر الدنیا واعذب فی جمیع اشدالعذاب لایفحرنی فرج منیر .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے یہ عمر اور زندگی کیا.......... اگر دنیا کی زندگیاں مجھے مل جائیں .... دنیا کی عمریں مجھے دے دی جائیں.......... واعذب فی جمیع اشد العذاب..........

اور عمر کا ہر لمحہ

زندگی کا ہر لمحہ

انتہائی تکلیف دہ ہو.......... کوئی ہوا کا ٹھنڈا جھونکا.......... مجھے راحت نہ دے سکے.......... کوئی آرام کا لمحہ میرے لئے چین کا سامان نہ ہو.......... لیکن آقا ہو ساری تکلیفیں تیری راہ میں.......... مجھ سے زیادہ کوئی خوش قسمت نہیں......

میری شان ہوگئی منزل میں تو ہوا کے رخ بھی بدل گئے
تیرے ہاتھ میں ہاتھ آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

آقا تیرے ہاتھ میں ہاتھ آگیا.......... تو یہ تکلیف کیا ہے.......... یہ عاشق پروانہ وار.......... حضور ﷺ کے گرد صحابہؓ..........

کبھی آہ لبوں میں مچل گئی کبھی اشک آنکھ کے بھر گئے
تیرے درد غم کے چراغ تھے کبھی بجھ گئے کبھی جل گئے

تاثیر کلام:۔

صحابہ کرامؓ کی عظمت .... صحابہ کرامؓ کی سیرت میں اتنی بات یاد رکھیں .... کہ صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا .... اس کی فطرت تھی .... کہ ماننا ہی ماننا ہے .... لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خدا کا وہ جوڑ قائم ہو گیا .... کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی انسان کو ذریعہ نہیں بنایا .... کیونکہ خدا کا ارادہ تھا کہ .... اس سے جوڑ ہے .... محدثیت کا .... تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے جا رہے ہیں .... راستے میں اپنی بہن کے گھر سے قرآن کی آواز سنی .... تو کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کو پلٹایا کسی انسان نے یا خدا کے کلام نے؟ .... (خدا کے کلام نے) .... تو خدا نے اس میں اشارہ دے دیا .... اب وہ اسلام میں آ رہا ہے جو براہ راست میرا ہے ....

اوروں نے اسلام قبول کیا .... کسی کی ترغیب پر
حضرت بلالؓ نے قبول کیا .... کسی کی ترغیب پر
حضرت عثمانؓ نے قبول کیا .... صدیقؓ کی ترغیب پر
حضرت علیؓ نے قبول کیا .... حضور ﷺ کی ترغیب پر
حضرت خدیجہؓ نے قبول کیا .... حضور ﷺ کی ترغیب پر

لیکن اب وہ آ رہا ہے .... تو براہ راست میرے تاثیر کلام سے .... داخل دائرہ اسلام ہو گا ....

صدیق اکبرؓ نے فطرت سے قبول کیا .... اور حضرت عمر فاروقؓ نے

براہ راست اس کی رحمت سے قبول کیا.......... اور جہاں فطرت اور رحمت دونوں ملتی ہیں.......... وہ مقام عثمانؓ ہے.......... اس لئے ہوسکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو اس لئے ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے.......... عثمان غنیؓ میں دونوں رشتے جمع ہوتے ہیں تو عثمانؓ.......... عثمان ذوالنورینؓ بنتے ہیں..........

قربانی اسلام قبول کرنے میں .... نہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کرنی پڑی نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قربانی کرنی پڑی.......... یہ شان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے .... اور اللہ تعالیٰ جس کو جو چاہے .... وہ شان دے..........

صحرائے عرب کا مہر منیر:۔

برادران محترم.......... آپ نے ابھی ابھی الیکشن دیکھے.......... الیکشن میں سب سے مشکل گزار گھاٹی کیا ہوتی ہے؟.......... جواب برادری کو چھوڑ کر دوسری طرف جانا..........

ہمارے آقا خاتم النبیین خاندان کے لحاظ سے ہاشمی تھے .... ہاشمی خاندان کی رقابت .... برادری میں بڑا چھوٹا ہونے کا اختیار وہ تھا .... بنوامیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا چاند جب ہاشمی خاندان میں چمکا.......... تو یہ خدا کی عطا ہے.......... کہ ہاشمی خاندان میں یہ خدا کی آخری امانت آئی .... یہ تو خدا کی عطا ہے.......... لیکن ہاشمیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو بڑی برادری کہنے والے کون تھے؟.......... بنو امیہ .... اب بنوامیہ کے کسی فرد کے لئے ہاشمی کو ماننا آسان ہے؟.......... (نہیں).......... اور لوگ مان لیں تو مان لیں.......... لیکن اموی کو ماننا بڑا مشکل ہے.......... صدیق

اکبرؓ یہ بنو تیم میں سے تھے.......... حضرت عمرؓ یہ بنو عدی سے تھے.......... یہ ہاشمی تھے نہ اموی تھے.......... قریش میں سے.......... ان کا ماننا سمجھ آتا ہے..........
علی المرتضیٰؓ وہ خود ہاشمی تھے.......... ان کا ماننا سمجھ آتا ہے.......... حضرت زبیرؓ کا ماننا سمجھ آتا ہے.......... لیکن یہ ساری صف میں ایک ممتاز ستارہ ہے.......... ایک نرالہ ستارہ ہے.......... عثمان غنیؓ ہے.......... جو بنو امیہ میں سے تھے.......... اور اس وقت اسلام میں آئے.......... جب وہ پانچویں مسلمان تھے.......... اس وقت زمین پر کوئی چھٹا نہیں تھا.......... حضرت عثمانؓ اس وقت اسلام میں آئے جب بالکل ابتدائی دور تھا.......... اور کہاں سے؟.......... (بنو امیہ سے)..........

آپ نے بنو امیہ اور بنو ہاشم کی رقابت کی جو حد پھلانگی.......... اور برادری کے بندھن کو توڑا.......... یہ کوئی معمولی قربانی ہے؟.......... (نہیں)
.... جب آپ نے اسلام قبول کیا تو امیہ نے کہا یہ کیا ہوا؟.......... عثمانؓ یہ کیا کیا؟.......... تو اتنا بڑا آدمی.......... تو بنو امیہ کا فرد.......... تو مکے کی آنکھ کا تارا.......... تو اتنا بڑا آدمی ہو کر ہاشمی کو مانے..........

تو بنو امیہ نے مل کر تجویز پیش کی.......... کہ ہم مکے کا ایک بادشاہ چنیں.......... پہلے مکے کا کوئی بادشاہ ہی نہیں.......... ہم مکے کا بادشاہ چنیں.......... تو بنو امیہ نے کہا.......... کہ عثمانؓ ہم آپ کو مکے کا بادشاہ بناتے ہیں.......... اس کو چھوڑ دو.......... لیکن برادری کو توڑ کر عثمانؓ نبی ﷺ کے غلام بنے.......... ان میں سے پھر آگے کون بڑھ گیا.......... فضیلت کون پا گیا.......... ظاہری طور پر تو اموی فضیلت پا گیا.......... کہ برادری چھوڑ کر.......... لیکن ہاشمی نے کہا کہ میں بڑھنے نہیں دیتا.......... برادری میں اگر رقابت ہو تو.......... کوئی اپنی لڑکیاں

نکاح میں نہیں دیتا.......... اگر عثمان آتا ہے.......... تو میں بھی لڑکی دوں گا .... تا کہ ہاشمی آگے رہے.......... اب بتائیں ہاشمی اور اموی میں کون آگے بڑھا؟.......... (ہاشمی)..........

حضرت عثمانؓ نے تو بڑی چھلانگ لگائی.......... کہ برادری کے بندھن توڑ کر آئے.......... لیکن حضور ﷺ نے بیٹیوں کا رشتہ دے کر بتایا کہ نہیں .... اب بھی ہاشمی کا قدم آگے ہے..........

صحابہؓ ستارے ہیں:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں .... اور تمام اہل بیتؓ کو ہم مانتے ہیں .... ہم امہات المومنینؓ کا پورے کا پورا احترام کرتے ہیں .... آج کے اس اشتہار کا عنوان حسب اعلان عظمت صحابہؓ تھا .... میں نے آپ کے سامنے ایک نقشہ پیش کیا عظمت صحابہؓ کا .... اور ان میں سے دل تو چاہتا تھا .... کہ عشرہ مبشرہ کا نام لے لے کر ان کی عظمت کو بیان کروں گا.......... لیکن وقت نے اجازت نہیں دی..........

با ذوق طبیعت کو اکثر اس وقت بھی ٹھیس پہنچی ہے
جب ذوق طلاطم باقی ہو اور سامنے ساحل آ جائے

میں آخر میں عرض کروں گا کہ.......... عمر فاروقؓ نے اپنے بعد کتنے آدمی چنے تھے؟.......... کن کی کمیٹی بنائی تھی؟ .... کہ یہ مل کر کسی کو خلیفہ بنائیں؟.......... (چھ).......... اور وہ چھ کون تھے؟.......... سنیں؟.......... یہ حضرت عمرؓ کا اپنا انتخاب نہیں.......... حضرت عمرؓ یہاں بھی حضور ﷺ کا انتخاب سامنے رکھتے ہیں.......... حضور ﷺ نے دس صحابہؓ کے بارے [illegible] فرمایا تھا

.........کہ جنتی ہیں.........ان کو کہا جاتا ہے عشرہ مبشرہ .... کتنے تھے؟
.........دس......... جب ان میں صدیق اکبرؓ فوت ہوگئے؟......... (نو)
.... پھر ابو عبیدہ بن جراحؓ شہید ہوئے......... کتنے رہ گئے؟.........
(آٹھ)......... جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا .... اور وہ بھی جا رہے ہیں
.........تو کتنے رہ گئے؟......... (سات) اور آپ نے جو چھ آدمی نامزد کئے
.........تو یہ چھ کون تھے؟......... اس وقت عشرہ مبشرہ میں سات رہ گئے تھے
.........ان سات میں ایک تھے سعیدؓ......... جو حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی تھے
.........حضرت عمرؓ نے ان کو نکال دیا اور باقی چھ وہی ہیں......... جو عشرہ مبشرہ
میں سے تھے......... معلوم ہوا کہ اس وقت بھی حضرت عمرؓ کے سامنے حضور ﷺ
کی پسندیدگی کی نگاہ تھی .... یہ چھ کون تھے؟......... (عشرہ مبشرہ میں سے
تھے) .... اور ایک سعیدؓ.........جو حضرت عمر فاروقؓ کے چچا زاد بھائی تھے
.........ان کو حضرت عمرؓ نے اس لئے نکال دیا کہ......... جب حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنا جانشین چچا زاد بھائی کو نہیں بنایا.........تو میں کیوں چچا زاد کو بھائی کو
ان میں رکھوں .... وہ کہہ دیتے کہ ساتوں میں سے چن لو.........لیکن ان کو
انہوں نے نہیں رکھا.........

تو حضور ﷺ نے بھی اپنا جانشین چچا زاد بھائی کو نہیں رکھا.........تو میں
کیوں رکھوں......... اور وہاں کوئی وجہ بھی تھی......... اس لئے نہیں رکھا کہ
.... جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ داری کس عمر میں سنبھالی؟
.... جب حضور ﷺ کی عمر تھی چالیس سال .... حضور ﷺ نبوت کے
کاموں میں اور ذمہ داریوں میں کب آئے؟......... (چالیس سال کی عمر میں)

..........اس لئے پہلے اللہ کی حفاظت کا سایہ تو ان پر تھا..........لیکن ذمہ داری پر کب آئے؟..........(چالیس سال کی عمر میں)..........تو جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت علیؓ کی عمر تھی ۲۷ سال..........تو اگر حضرت علیؓ خلیفہ ہو جاتے..........تو طالب علم سوال کرتے کہ جس کی خلافت کرنی ہے..........وہ چالیس سال کی عمر میں ذمہ داری کو سنبھالے..........اس کا خلیفہ اس سے بھی قابل ہو گیا..........کہ ۲۷ سال میں ہی اس کو لے لے؟..........(نہیں)..........

..........حضور ﷺ کا خلیفہ..........

حضرت صدیق اکبرؓ جو چالیس سے آگے

حضرت عمر فاروقؓ چالیس سال سے آگے

حضرت عثمان غنیؓ چالیس سال سے آگے

پھر حضرت علی المرتضیٰؓ وہ بھی اس وقت چالیس سال سے آگے

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ..........ہمیں ان نفوس قدسیہ سے نسبت قائم کرنے کی توفیق نصیب فرمائے..........(آمین)..........اور دس کیا ہمارا عقیدہ ہے کہ سارے کے سارے صحابہؓ.......... کلھم عدول ....سب عادل تھے کیوں؟..........اس لئے کہ ان میں سے کسی کے عمل سے بحث نہیں..........ہمارے لئے سب ہدایت کے ستارے ہیں..........

اے شب کے پاسبانو اے آسمان کے تارو
تابندہ قوم ساری گردوں نشین تمہاری
چھیڑو ساز ایسا جاگ اٹھے سونے والے
راہ رو ہے قافلوں کی تابع جبیں تمہاری

صحابہؓ کی پیشانیاں چمکتی ہیں .... قافلوں کو راہیں ملتی ہیں .... کوئی اسلامی ملک .... اسلامی قانون کی سڑک پر چل نہیں سکتا............ جب تک کہ صحابہؓ کو مشعل راہ نہ بنائے .... صحابہؓ کو درمیان سے نکال لیا جائے............ کسی ضابطے کی قانون سازی ممکن نہیں............

آج ہم امت کے اس ہراول دستے کو............ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں............ انہیں الفاظ پر میں ختم کرتا ہوں............

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مصدق پیغمبرؐ

خطبہ مسنونہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی .... خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاء ....وَ عَلٰی اٰلِہِ الْاَتْقِیَاء وَ اَصْحَابِہِ الْاَصْفِیَاء.........

اَمَّابَعْدُ..........فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم..........بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم .... لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَہ ....(پارہ۲۱سورۃ..........آیت۲۱)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم ....وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم ....وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن..........

تمہید:۔

بزرگان محترم

سامعین عزیز

دوستو اور بھائیو

پہلی دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے بارے میں کچھ باتیں گزارش کی تھیں ....اور سیرت کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ سارا سال بیان ہوتا رہے تو یہ ختم نہیں ہوسکتا..........

اس دفعہ میں نے مناسب سمجھا ....کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد امام برحق خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ باتیں گزارش کی جائیں.........اللہ تبارک وتعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے ....(آمین).........

انبیاء کی خصوصیات:۔

سب سے پہلے میں اس چیز کی طرف توجہ دلاؤں گا.........کہ جتنے بھی اللہ کے پیغمبر آئے ....ان پیغمبروں میں ایک مشترکہ نقطہ رہا.........اس کی وضاحت میں نے پچھلی دفعہ کی تھی ....کہ سیرت نبوت پر جب ہم غور کریں ....سیرت نبوت کا مطالعہ کریں.........تمام انبیاء کی تاریخ کا اجتماعی مطالعہ کریں.........اور تاریخ انبیاء کا اجتماعی کارنامہ دیکھیں.........تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے ....کہ ہر نبی ایک دوسرے کا مصدق ....ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والا ....اور ایک دوسرے کی تائید کرنے والا.........کسی پیغمبر نے کسی پیغمبر سے کسی بات میں اختلاف نہیں کیا.........

قانون اپنا اپنا

کتاب اپنی اپنی

شریعت اپنی اپنی

لیکن.........

مزاج کے اعتبار سے

اعادات کے اعتبار سے

کسی پیغمبر نے دوسرے سے اختلاف نہیں کیا.........معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک جگہ سے بولتے ہیں ....ایک ہی سب کے پیچھے خزانہ غیب ہے

جس سے ان کو فیض ملتا رہا............

تو جو پیغمبر آیا.........اس میں عام عادت یہ رہی کہ پیغمبروں نے پہلوں کی تصدیق کی .... اوراگلوں کی بشارت دی .... دو لفظ پیش نظر رہیں ....ایک مصدق اورایک مبشر.......... مصدق کہتے ہیں Affirmer تصدیق کرنے والے کو .... Verify کرنے والے کو .... تصدیق کرنے والے کو .... اور بشارت کہتے ہیں .... کہ آئندہ کے لئے کوئی اچھی بات کہنا .... مثلاً .... حضرت ابراہیمؑ آئے .... انہوں نے اپنے سے پہلے پیغمبروں کی تصدیق کی ...... کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پچھلے وقتوں میں جو پیغمبر بھیجے سب خدا کے بھیجے ہوئے تھے ....اورسب توحید کے داعی تھی ....سب کا پیغام آخرت کے بارے میں ایک رہا ....حضرت ابراہیمؑ پہلوں کے مصدق ہو گئے تصدیق کنندہ ....اور جو پیغمبر آگے آنے والے ہیں ان کیلئے انہوں نے خبریں دیں .... کہ آئندہ میری نسل سے اللہ تبارک وتعالیٰ پیغمبر بھیجے گا..........

پھر موسیٰؑ اپنے وقت میں آئے ....

انہوں نے پہلوں کی تصدیق کی

حضرت ابراہیمؑ کی تصدیق کی

حضرت اسحاقؑ کی تصدیق کی

حضرت یعقوبؑ کی تصدیق کی

پہلے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہوئے انہوں نے اپنے سے بعد میں آنے والے کی بشارت دی..........تو آئندہ کے لئے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی

خبر دی کہ......... عیسیٰؑ آئیں گے......... تو موسیٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی بشارت دی......... اور پہلے پیغمبروں کی تصدیق کی......... تو پہلے پیغمبروں کے وہ مصدق ہوئے......... آئندہ آنے والے کے لئے مبشر ہوئے......... بشارت دینے والے......... یہ سلسلہ چلا آرہا تھا......... کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں خبر دی تھی......... آپ نے اپنے بعد آنے والے کا نام احمد بتایا آپ کا مزاج زمرہ ملٰئکہ کا تھا......... اور وہاں آپ کا نام زیادہ احمد ہی چلتا ہے......... محمد ﷺ آپ کا یہاں کا نام ہے.........

حضرت عیسیٰؑ کی حیثیتیں:۔

حضرت عیسیٰؑ تشریف لے آئے......... حضرت عیسیٰؑ نے آتے ہی یہ پیغام دیا اور اپنا تعارف کروایا......... کہا میں پیغمبر ہوں......... بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰاۃِ......... مجھ سے پہلے جو تورات آئی......... میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں......... وَمُبَشِّرًا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ......... اور میرے بعد ایک پیغمبر آنے والا ہے......... جس کا نام ہوگا احمد......... میں اس کی بشارت دینے والا ہوں......... تو میں پہلے کی تصدیق کرتا ہوں......... آئندہ آنے والے کے لئے بشارت دیتا ہوں.........

دعائے خلیل نوید مسیحا:۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کے بعد جب آمنہؓ کے لعل......... جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے کہا......... اے لوگو میں ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں......... نام لے کر کہا......... بُشَارَۃُ اَخِیۡ عِیۡسٰی......... میں اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہوں......... تو بھائی اس بنا پر

کہا کہ حضرت ابراہیمؑ سے جو سلسلے علیحدہ علیحدہ تھے بھائیوں کے .... ایک حضرت اسماعیلؑ کا اور ایک حضرت اسحاقؑ کا ....

حضرت عیسیٰؑ حضرت مریمؑ کے توسط سے حضرت اسحاقؑ کی اولاد تھے .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیلؑ کی اولاد .... تو ان دو لڑیوں کی مناسبت سے آپ نے کہا کہ میں اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہوں ....تو حضرت عیسیٰؑ نے جو بشارت دی تھی ....قرآن کریم میں مذکور ہے .... فرمایا......... مُصَدِّقاً لِّمَابَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ .... تورات کا مصدق ہوں ....تورات والے پیغمبر کی تصدیق کرنیوالا ہوں ....

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَد..........اور بشارت دینے والا ہوں ....ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آرہا ہے.........اسکا نام ہوگا احمد......

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس بشارت کا مصداق ہوکر آئے ....اور آپ نے فرمایا......... اَنَا دَعْوَۃُ اَبِیْ اِبْرَاھِیْم .... میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں .... وَبَشَارَۃُ اَخِیْ عِیْسٰیؑ ....اور اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہوں ....اب جب حضور ﷺ آئے ....تو آپ کی حیثیت کیا تھی؟......

حضور ﷺ کی حیثیت:۔

آپ نے پہلے تمام پیغمبروں کی تصدیق کی .... اللہ تعالیٰ نے فرمایا......... نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ ....اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا اور یہ تعلیم .... مُصَدِّقاً لِّمَابَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ......... اس سے پہلے جو تورات آچکی ہے ....اسکی تصدیق کرنے والا ہے.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آئے تو

آپ نے پہلے تمام نبیوں کی تصدیق کی.......... کہ ان کی تصدیق کرتا ہوں .... اور آئندہ کے لئے کوئی بشارت دیتی تھی؟.......... (نہیں).......... ختم نبوت کی وجہ سے آئندہ دروازہ بند تھا.......... آپ نے پہلوں کی تو تصدیق کی .... اور آئندہ کسی کی بشارت نہیں دی کیوں؟.......... اس لئے کہ ختم نبوت کی وجہ سے یہ دروازہ بند ہو چکا تھا.......... اب اگر آپ کسی کی بشارت نہ دیں .... پہلے موسیٰؑ پہلوں کی تصدیق آئندہ کی بشارت .... عیسیٰؑ پہلوں کی تصدیق آئندہ کی بشارت .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب آئے تو پہلوں کی تو تصدیق کی،.......... اور آئندہ کے لئے کوئی بشارت نہیں دی .... جب آئندہ کے لئے کوئی بشارت نہیں دی کسی کی .... نہ کسی نے آنا تھا.......... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا کوئی مصدق ہوگا؟.......... (نہیں)..........
مصدق تو وہی ہوتا ہے جس کی پہلا بشارت دے .... حضرت عیسیٰؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے .... وہ ان کے مصدق بن گئے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلوں کی تصدیق کی .... آئندہ کسی کی بشارت نہیں دی.......... تو پھر آپ کا مصدق کون ہو؟

تو یہاں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ.......... پہلے جتنے پیغمبر ہیں ان کے مصدق بھی اور مبشر بھی .... اور یہ جو خاتم الانبیاء ہیں .... رحمۃ للعلمین سب پیغمبروں سے اعلیٰ .... ختم رسل .... دانائے کل .... یہ آئیں تو مصدق تو ہوں پہلوں کے.......... لیکن آگے کسی کے مبشر نہیں .... تو ان کا آگے کوئی مصدق نہ ہوا؟.......... ایک بہت بڑی کمی محسوس ہوتی ہے..........

اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا کہ میرا آخری پیغمبر ﷺ ختم نبوت کے باعث

.... یہ جو ختم نبوت کی بشارت ہے .... یہ جو ختم نبوت کا مقام ہے .... اس مقام سے خالی نہ رہے .... اس کی کیا صورت؟......... تو حاصل کلام یہ کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر آتے رہے .... وہ پہلوں کی تصدیق کرتے رہے......... آئندہ کی بشارتیں دیتے رہے......... عیسیٰؑ نے موسیٰؑ کی تصدیق کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے موسیٰؑ وعیسیٰؑ اور سب پیغمبروں کی تصدیق کی:......... آئندہ کے لئے بشارت نہیں دی.........

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پھر آپ کا مصدق کون ہوا؟ .... مبشر تو آپ کے عیسیٰؑ ہیں......... لیکن مصدق کون ہو؟......... یہ جگہ خالی تھی......... اللہ رب العلمین نے ختم نبوت کی وجہ سے آگے مصدق کوئی نہ رکھا .... لیکن حکمت الٰہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت مسکرائی کہ آخری پیغمبر ﷺ کو خالی نہیں رہنے دیں گے......... پہلوں کو مصدق ملتا تھا .... اس کو صدیقؓ ملے گا.........

حضور ﷺ کے مصدق صدیقؓ:۔

یہ صدیقؓ کا لفظ مصدق کے لفظ سے ملتا جلتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......... باقی جو صحابہؓ ہیں......... ان کیلئے جو امتیازات ہیں .... امتیاز شہید کا ہو......... امیر المومنین کا ہو......... وہ مشترک ہیں .... لیکن صدیقؓ کا لفظ گویا ابوبکرؓ کے نام کا جزو بن گیا......... جزو ہو کر رہ گیا......... اس پر لوگ حیران ہیں کہ صدیقؓ کا منصب کیا ہے؟.........

اس کا جواب یہی ہے کہ صدیقؓ یہاں مصدق کے قائم مقام رکھا گیا

..........ختم نبوت کی وجہ سے یہ دروازہ بند تھا کہ آئندہ کوئی نبی آئے..........اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق ہو.......... یہ دروازہ بند تھا.......... لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے صدیقیت کی کھڑکی کھلی رکھی کہ ایک شخص..........اس امت میں صدیق ؓ کے طور پر کھڑا کیا جائے گا.......... وہ اس پیغمبر ﷺ کے آگے آگے اس کی تصدیق کرتا چلے گا.......... ہر مرحلے میں وہ اس کے ساتھ ہوگا.......... اس طرح ساتھ ساتھ رہے جیسے سایہ اصل کے ساتھ چلتا ہے اور اللہ نے یہ مقام حضرت ابوبکر ؓ کو عطا فرمایا..........

تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں..........اور صدیق ؓ بمعنی مصدق..........تو مصدق کا معنی کیا ہے؟..........مصدق کا معنی تصدیق کرنے والا..........اس کی سچائی کی منادی کرنے والا..........تو مصدق کا مقصد وجود ہی ہے تصدیق کرنا..........اس لئے حیران نہ ہوں..........کہ ابوبکر صدیق ؓ کو قبول اسلام میں کسی تردد کی اور دلیل کی ضرورت نہ پڑی..........باقی جس نے بھی قبول اسلام کیا کچھ غور کر کے کیا..........لیکن ابوبکر صدیق ؓ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان آیا جونہی..........زبان پر فوراً تصدیق اتری..........کیوں؟..........کہ پیدا کرنیوالے نے آپ کو پیدا ہی تصدیق کے لئے کیا..........اٹھایا ہی تصدیق کیلئے تھا..........آپ کا مقصد وجود ہی تصدیق وجود نبوت محمد ﷺ ہے..........

تو جو مؤرخین حیران ہوتے ہیں..........کہ سارے عربوں میں ایک ہی شخص تھا..........کہ جو بغیر کسی دلیل کے پیغمبر کی تصدیق کرے..........بغیر کسی انتظار کے..........بغیر کسی حجت کے..........فوراً کلمہ گوئے اسلام ہوا..........اس کا راز کیا تھا؟..........اس کی وجہ کیا تھی؟.......... یہ وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے

یہاں مصدق کا کام صدیقؓ سے لینا تھا .... اور اگر صدیقؓ بھی انتظار میں رہے.......... اور وہ رسالت کو قبول کرنے میں کچھ وقت لگائے .... جس نے خود وقت لگایا ہو وہ دوسروں کے لئے مصدق کیسے ہوا؟..........

تو یاد رکھو.......... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام تمام صحابہؓ میں بہت ممتاز ہے اور بہت اونچا ہے .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کا کام ان سے لیا .... پہلے یہ کام لیا جاتا تھا پیغمبروں سے .... اب یہ کام لیا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے .... ختم نبوت کی وجہ سے نبوت ملنے کا دروازہ بند ہو چکا تھا .... اللہ نے صدیقیت کی کھڑکی کھلی رکھی ....

اوروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو قبول کیا .... بتقاضائے علم .... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا بتقاضائے فطرت .... ان کا مزاج ہی اس طرح اللہ نے بنایا تھا .... ان کی فطرت ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح بنائی .... کہ رسالت کی شمع چمکی نہیں اندر گھری نہیں ....

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُم .... اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے .... تو ہر ایک نے تأمل کیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ .... لیکن ابوبکرؓ نے کہا .... صَدَقْتَ .... آپ نے سچ کہا .... تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے آپ کو اس شان سے نوازا .... اس کو کہتے ہیں صدیقؓ .... تو صدیقؓ کا ٹائٹل یوں ہی نہیں .... صدیقؓ مصدق کے قائم مقام ہے .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت

ابوبکرؓ کو یہ مقام دیا کہ آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ....
اور اس طرح تصدیق کی کہ کئی کی تصدیق کا موجب ہو گئے ....

اسلام کی گنتی کہاں سے شروع ہوئی:۔

میں اس کے لئے مثال دیا کرتا ہوں .... کہ جب ہم کسی جگہ جمع ہوں .... تو پہلے کوئی ایک آدھ آدمی آیا .... پھر دو پھر تین پھر چار پھر پانچ پھر ہال بھر جاتے ہیں .... اور جگہ بھر جاتی ہے .... مثال کے طور پر اسی ہال کو لیجئے .... جمعہ کے لئے جب پہلا آدمی آیا تو اکیلا تھا .... اس کا ثواب سب سے زیادہ ہوگا .... لیکن جو آدمی آیا پہلے .... کوئی نہ کوئی تو پہلے آیا .... اس کا نام ہمیں یاد نہیں یا پتہ نہیں لیکن کوئی پہلے آیا ضرور ہے .... تو کتنے ہو گئے؟ .... (دو) .... پھر اور آیا تین .... پھر ہو گئے چار .... پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہال بھر گیا .... لیکن کوئی پہلے آیا تھا .... پھر ہال بھرا؟ .... (جی) ....

اس طرح آج مسلمان دنیا میں کروڑوں ہیں .... اگر مسلمانوں کی عالمی گنتی آپ دیکھیں .... تو مسلمان تعداد میں کروڑوں ہیں .... لیکن اگر سوال کریں کہ اسلام کی گنتی کس سے شروع ہوئی؟ .... آخر گنتی کسی سے شروع ہوئی نا؟ .... (ہوئی) .... یہ ہزاروں' لاکھوں' اور کروڑوں کی تعداد جو نظر آ رہی ہے .... اور بحر و بر میں مسلمان پھیلے ہوئے ہیں .... سوال پیدا ہوتا ہے .... کہ مسلمان کی اتنی بڑی تعداد کے باوجود بتائیے کہ یہ گنتی کہاں سے شروع ہوئی؟ ....

اور گنتی کی تلاش میں جب آپ پیچھے جائیں .... پیچھے جائیں

.... پیچھے جائیں .... چودہ سو سال کا فاصلہ طے کریں.......... تو جا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں گے.......... یہ وہ بزرگ تھے.......... یہ وہ ہستی تھے جن سے اسلام کی گنتی شروع ہوئی.......... اور پھر جو بھی حلقہ اسلام میں آیا.......... اس کی سعادتوں میں ابوبکرؓ کی سعادت کا حصہ ہے..........

صدیقیؓ کمائی:۔

امام برحق سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کون سے خلیفہ تھے؟.......... (خلیفہ سوئم).......... اتنی بڑی ہستی.......... ان کو مسلمان کس نے کیا؟.......... (حضرت ابوبکر صدیقؓ نے).......... یہ شرف اللہ نے ان کو دیا کہ انہوں نے ان کو مسلمان کیا.......... اور جب حضرت عثمان غنیؓ مسلمان ہوئے تو وہ چھٹے تھے ان سے پہلے پانچ تھے.......... حضرت عثمان غنیؓ کہتے ہیں.......... رَأَیْتُنِیْ سَادِسًا فِی الْاِسْلَامِ مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ غَیْرَنَا.......... میں نے اپنے آپ کو چھٹا مسلمان دیکھا.......... اس وقت روئے زمین پر کوئی اور مسلمان نہیں تھا.......... میں چھٹا تھا..........

تو جب یہ چھٹے تھے اس دور میں.......... تو یہ سعادت ملی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وجہ سے.......... تو بات لائق غور یہ ہے کہ تاریخ ہم سے سوال کرتی ہے.......... طالب علم پوچھتے ہیں.......... کہ مسلمانو!.......... اسلام کی گنتی کس سے شروع ہوئی.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خود عین اسلام تھے.......... اللہ کے ترجمان تھے.......... لیکن مسلمان کی گنتی کس سے شروع ہوئی؟.......... وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شروع ہوئی..........

اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس حیثیت کا اعتراف اہل حق کا ایک نشان ہے..........

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیل:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں .... لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا......... میں اگر اللہ کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناؤں ...... خلیل ایک اونچا مقام ہے .... فرمایا کہ میں اگر اللہ کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا .... تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا ....

اس سے پتہ چلا کہ نگاہ مصطفیٰ میں اس دنیا کے ساتھیوں میں .... دنیا کے سہاروں میں .... اللہ کے بعد انہوں نے جس کو دیکھا اسباب کی دنیا میں ....تو ابوبکرؓ کو دیکھا.........

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایسا تعلق تھا کہ وہ کبھی بھی محو نہیں ہوا .... کبھی بھی نظر انداز نہیں ہوا......... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے .... تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ میں .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے .... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ میں .... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے سفر میں تھے .... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت بھی ساتھ تھے .... اس کا معنی ہے کہ کبھی بھی جدا نہیں ہوئے .... مکہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے .... وہی ابوبکر صدیقؓ کا مسکن تھا .... تو حکم الٰہی سے جب آپ مکہ سے مدینہ آئے تو جو راستے کا سفر تھا .... اس میں اللہ کو گوارہ نہ ہوا کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوں .... تو راستے میں کتنے تھے؟ .... (دو) ....

واقعہ ہجرت:۔

تو اللہ نے قرآن میں انہیں .... ثانی اثنین کی شان سے مشرف

کیا............ دو کا دوسرا............ یعنی اس میں کسی تیسرے کی بحث نہیں............ دو کا دوسرا............ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دوسرا کہا............ اس کی ایک وجہ علماء یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ راستے میں جب انہیں ایک غار میں ٹھہرنا ہوا............ غار تو محفوظ نہیں ہوتے............ صاف نہیں ہوتے............ تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا............ کہ پہلے غار کے اندر میں جاتا ہوں............ اس کو صاف کرتا ہوں............ خادم وہاں بیٹھنے کی جگہ بنالے............ لیٹنے کی جگہ بنالے............ پھر آقا وہاں آئے............

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں پہلے گئے............ جتنے سوراخ تھے............ وہ اپنی چادر سے بند کئے جگہ بنائی............ آقا کی خدمت میں عرض کی............ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیئے............ تو غار میں اندر پہلے کون گیا؟............ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)............ پھر کون؟............ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) تو غار میں داخلے میں چونکہ یہ دوسرے تھے............ تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا............ ثانی اثنین............ دو میں دوسرا............

اس میں عشق رسالت کا جذبہ بڑا نمایاں ہو کر آتا ہے............ کہ پہلے کون تھا؟............ اگر اس پہلے میں کوئی عیب لگایا جائے............ اس پہلے کو کسی تنقید کی نظر سے دیکھا جائے............ تو پھر حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہاں............

بطور پیغمبرؐ کے

بطور رسالتؐ کے

بطور رسولؐ کے

ذکر نہیں کیا .... بطور ثانی کے' دوسرا .... کہ دوسرے کو اچھا کہنے والو .... اس پہلے کو کبھی برا نہ کہنا .... کیوں؟........ اس پہلے کا یہ اس رات غار کے داخلے میں دوسرا ہے .... اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ .... اگر تم میرے اس پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو .... اے لوگو اگر تم اس کی مدد نہ بھی کرو .... فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہ .... اللہ اس کی مدد کر چکا .... کب؟........ اِذۡ اَخۡرَجَہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا .... جب کافروں نے اس کو مکے سے نکالا تھا .... ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ هُمَا فِی الۡغَار .... (پارہ ۱۹ سورۃ توبہ آیت ۵۰)........ غار میں جب تھے .... یہ ثانی اثنین ہے .... اگر میرے پیغمبر علیہ السلام کی مدد نہ بھی کرو مجھے پروا نہیں .... فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہ .... اللہ اس کی مدد کر چکا .... تو مدد کس نے کی تھی عملی طور پر؟........ ابوبکر صدیقؓ نے .... خدا نے کہا کہ اللہ مدد کر چکا .... یہ ایک عجیب تاویل ہے ....

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود نکلے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا انہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے .... لیکن اسباب کی دنیا میں ابوبکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامانہ انداز میں .... خادمانہ شان میں سے تھے .... اور جب مکہ سے باہر نکلے .... تو پاؤں کے نشان کتنے ہوں گے زمین پر؟........ (چار) .... کیونکہ دو آدمی نکلے .... اور مکہ والے صبح تلاش کریں گے کہ کہاں گئے؟........ تو ظاہر ہے کہ کھوج لگانے والے پاؤں کے نشان ڈھونڈیں گے .... اور پاؤں کے نشان ڈھونڈنے کی صورت یہ ہوگی کہ جہاں چار قدم ہیں .... اسی سے دونوں نکلے ہوں گے .... ابوبکر صدیقؓ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر

اٹھالیا......... اور کہا کہ پاؤں کے نشان دو ہی پڑیں......... تاکہ تعاقب کرنے والا کوئی یہ نہ سمجھے کہ دو کہاں گئے؟.........

جنت کی شاہراہ کا قائدِ اعظمؐ :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور چلے......... راستے میں ایک شخص آرہا تھا باہر سے مکہ کی طرف......... اس کو تو نہیں پتہ تھا کہ مکہ کی فضا کیا ہے؟......... وہاں کے حالات کیا ہیں؟......... اس نے ابوبکر کو پہچان لیا......... اور کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ تیرے ساتھ کون ہے......... تو فرمایا ابوبکر صدیقؓ نے فوراً......... رَجُلٌ یَھْدِیْنِیْ .... ایک شخص ہے جو مجھے راستہ دکھا رہا ہے......... مجھے راستہ نہیں آتا یہ مجھے راستہ دکھا رہا ہے......... سننے والے نے سمجھا کہ راستہ دکھا رہا ہے......... لیکن مراد صدیقؓ تھی......... کہ راستہ دکھا رہا ہے......... تو صدیقؓ غرض یہ تھی کہ......... یہ مجھے جنت کا راستہ دکھا رہا ہے.........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر حضرت ابوبکرؓ کو جب خبر دی کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اب مکہ میں تیرے لئے جگہ نہیں اب نکلو......... اور یہ بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے......... ان تستصیحب ھبا ابابکر......... کہ ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر چلنا......... تو اللہ نے فرمایا کہ یہ جنت میں بھی تیرا رفیق ہوگا......... تو یہ نہیں کہا کہ چل......... اللہ کا حکم سنا دیا.........

اور ساتھ ہی راستے کی مشکلات کا تذکرہ کیا......... اس سے پہلے راستے کی مشکلات کا تذکرہ ابوبکرؓ کے ساتھ اس انداز سے کبھی نہ کیا تھا......... فرمایا تھا اے ابوبکرؓ میرے ساتھ آج چلنا کوئی آسان کام نہیں .... جو مجھ پر

گزرے گی .... وہ تجھ پر بھی آئے گی .... یعنی لوگوں کی دشمنی مجھ سے ہے .... ان کی مخالفت اور ان کے بغض وعناد کا مرکز میں ہوں .... تو جو مجھ پر آئے وہ ساتھی پر بھی آئے گی .... آج کی رات کا سفر پھولوں کی سیج نہیں .... کسی آرام گاہ میں نہیں جانا .... تکلیفیں آئیں گی .... اور جو دشمن میری تلاش میں نکلیں گے .... تو تیری تلاش بھی ساتھ ہو گی .... اس لئے تو اپنے طور پر سوچ لے .... میں نے اللہ کا حکم تجھے سنا دیا .... کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے .... ان تستصیحب هبا ابابکر .... فانه انا انسك ووازرك .... اگر وہ تیرے ساتھ انس کے ساتھ نکلے .... محبت کے ساتھ نکلے .... تیرا بوجھ اٹھائے .... ذمہ داری اٹھائے .... جنت میں بھی تیرا رفیق ہو گا .... تو آج رات میرے ساتھ نکلنا کانٹوں کی سیج پر جانا ہے ....

آگے حضرت ابوبکر صدیق کا جواب سنیے .... آپ عرض کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ نے بات کیا کہی؟ .... کہ راستے کی مشکلات ہیں؟ .... امالوا عشت انا عمرالدنیا .... یہ ایک انسان کی زندگی اور عمر ہے .... ساٹھ ستر سال کی .... یہ ایک زندگی کیا .... امالوعشت اناعمرالدنیا .... اگر دنیا کی ساری زندگیاں مجھے دی جائیں .... جو کروڑہا سال ہوں گے .... واعذب فی جمیعها اشدالعذاب .... اور ان زندگیوں میں میری زندگی کا ایک ایک لمحہ انتہائی تکلیف میں ہو .... لایفرجنی فرج منیح .... کوئی آرام کا جھونکا مجھے ٹھنڈی نیند نہ سلا سکے .... تکالیف ہی تکالیف ہو .... کوئی ٹھنڈا جھونکا مجھے سکون دینے والا نہ ہو .... اور زندگی اتنی لمبی ہو کہ ختم ہونے والی نہ ہو .... ساری دنیا کی

زندگیاں اکٹھی جمع کر کے مجھے دے دی جائیں .... واعذب فی جمیعھا اشد العذاب .... اور میں انتہائی تکلیفوں میں رکھا جاؤں .... لایفرجنی فرج منیح .... کوئی ٹھنڈا جھونکا مجھے آرام نہ دے سکے .... لیکن ہو آقا تیرے راستے میں .... تیری محبت میں .... تیری رفاقت میں مجھ سے بڑا خوش نصیب دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتا.........

اس عاشقانہ جواب کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رات کی اداسی کا بوجھ کم ہوا......... کہ ساتھی ہو تو ایسا مخلص .... رفیق ہو تو ایسا صادق .... سیدنا صدیق اکبرؓ کا یہ جواب اتنا ایمان افروز ہے کہ یہ زندگی کیا ہے؟ .... ساٹھ ستر اسی سال کی زندگی .... اگر ساری دنیا کی زندگیاں مجھے دی جائیں اور ایک ایک لمحہ اور ایک ایک وقفہ انتہائی تکلیف میں ہو......... کوئی آرام کی خبر نہ ہو......... کوئی ٹھنڈا جھونکا نہ ہو......... لیکن آقا ہو تیرے راستے میں .... مجھ سے بڑا سعادت مند کوئی نہیں ....

اے آقا تیری نسبت کے ساتھ .... تیرے تعلق کے ساتھ .... تیرے ہاتھ میں جو ہاتھ آنا ہے .... اس سے زندگی کی ساری تاریکیاں دور ہو گئیں .... ہر طرف روشنی ہی روشنی ہے ....

رفیق سفر وحضر:۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس جواب پر آپ نے ان کو ساتھ لیا......... اور یہ مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے......... کہ آپ ﷺ ان کے دروازے پر گئے .... ورنہ جو بھی آئے .... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئے .... جو طالب آیا......... وہ آقائے کے دروازے پر آیا......... لیکن تاریخ کا پہلا واقعہ ہے......... کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ساتھی کی

طرف آئے .... یہ مقام بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے .... کہ ان کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے اس رات ....اور چلے .... جب چلے تو غار کا مشہور واقعہ آپ نے بارہا سنا ہوگا.........

لوگوں کو مغالطہ:۔

تو اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ میں آپ کے رفیق تھے ....تو سفر میں بھی آپ کے رفیق......... غار میں بھی آپ کے رفیق تھے ....اور پھر جب آقا کو لے کر مدینہ پہنچے تو مدینہ میں یہ خبر تو آرہی تھی......... قبا کے مقام پر یہ خبر بڑی مشہور تھی کہ .... مکے کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آرہا ہے ....لیکن آئے کتنے؟......... (دو).........اب جا کر وہاں بیٹھ گئے اور لوگوں کا ایک ہجوم تھا ....اب جا کر وہاں بیٹھ گئے ....اور لوگوں کا ایک ہجوم تھا......... گاؤں اور دیہات کے لوگ چاروں طرف سے آگئے......... بچے بھی جمع تھے .... عورتیں بھی جمع تھیں .... حیران تھے .... کہ جس نے آنا تھا وہ آگئے .... مدینہ کے کچھ لوگ پہلے مسلمان ہو چکے تھے .... وہ تو جانتے تھے ....لیکن عام آبادی ناواقف تھی ....اور آ کر دو بیٹھ گئے.........

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ لوگ حیران تھے ....کہ ان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں .... پیغمبر کون ہیں؟.........لیکن کسی کو آ کر پوچھنے کی جرأت نہیں ....اور جو صحابہؓ جانتے تھے .... وہ مجسم ادب بنے بیٹھے ہیں .... طلب ہر کے دل میں تھی کہ ہم پہچانیں .... کہ اتنے میں سورج نے اپنی رفتار تیز کر کے دکھائی .... دھوپ جب ادھر آئی ....اور وہ پڑنے لگی ....تو خادم اس وقت اٹھا اور اپنی چادر لے کر آقا کو پردہ کیا......... تو تب

مدینہ والوں کو پتہ چلا کہ خادم یہ ہے آقا یہ ہے.......... اس وقت یہ پن۰۰ دینے والا اور سہارا دینے والا اور کوئی نہیں تھا.......... جو مدینہ والے خود تھے ...... وہ ادب کی وجہ سے Respect بیٹھے تھے.......... لیکن جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی چادر سے چہرۂ مصطفیٰ پر پردہ کیا.......... کہ دھوپ یہاں نہ آئے.......... تو دنیا کو پتہ چلا کہ آقا وہ ہے خادم وہ ہے..........

تو اس قدر قریب کا ساتھ جو ابو بکر صدیقؓ کا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ.......... تاریخ نے اس کی شہادت محفوظ کر لی.......... کہ اتنا قریب کا ساتھ کسی اور کا نہیں ہے..........

سیرت محمدی کے وکیل و گواہ:۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے.......... کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جو دیا.......... تو وہ ایک عاشقانہ ادا کے ساتھ دیا.......... برھان کے ساتھ نہیں.......... علم و برہان کی دنیا اور ہے.......... اور عشق و محبت کی صدا اور ہے..........

میں اسکی مثال دیتا ہوں اس کا تعلق سیرت صدیقیؓ سے تو نہیں.......... سیرت نبوت سے ضرور ہے.......... یہ آپ حضرات کو معلوم ہے.......... کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے ہمیشہ کے لئے.......... سارے عالم کا پیغمبر بنایا.......... آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں.......... اور دنیا کا کوئی خطہ آپ کے پیغام نبوت سے باہر نہیں.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سارے جہان کو محیط تھی.......... Covering all the world .... دنیا کے جتنے بھی حصے ہیں.......... جنہیں خطے اور علاقے کہہ سکتے ہیں وہ

سب شامل ہیں .... اور زمانے اور ادوار کے لحاظ سے قیامت تک .... تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب یہ پیغام .... ان کے لئے ساری دنیا کے لئے تھا .... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نبوت .... تعلیمات رسالت قوم تک نقل کرنے کے لئے صحابہؓ بڑی تعداد میں تھے .... وہ اپنے آقا ﷺ کی تعلیمات آگے امت تک نقل کرتے رہے ہزاروں کی تعداد میں .... آقا ﷺ کی کوئی ادا صحابہؓ نے پردے میں نہیں رہنے دی .... بات کو آگے نقل کیا .... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ....

اٹھنے

بیٹھنے

چلنے

پھرنے

ہر چیز کو صحابہؓ نے آگے نقل کیا ....

.... آپ ﷺ کی

بطور مبلغ کے زندگی

بطور خطیب کے زندگی

بطور جرنیل کے زندگی

بطور منتظم کے زندگی

بطور حاکم کے زندگی

.... ساری آگے نقل کی .... کنہوں نے؟ .... (صحابہؓ نے)

تو زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جس کو آگے نقل نہ کیا گیا ہو ....

زندگی کے دو رخ:۔

انسان کی زندگی دو طرح کی ہے.......... ایک کو کہتے ہیں کہ Public Life.......... ایک کو کہتے ہیں Private Life.......... پبلک لائف کہتے ہیں باہر کی زندگی کو.......... جس کو لوگ دیکھیں.......... جس کو پبلک دیکھے.......... جس کو عوام سنے اس کو کیا بولتے ہیں؟.......... باہر کی زندگی..........

اور ایک ہوتی ہے پرائیویٹ لائف.......... گھر کی زندگی گھر پردے کی جگہ ہے.......... اور Public Place کھلی جگہ کو کہتے ہیں.......... تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام آگے پہنچانے کیلئے.......... تعلیمات کو آگے پہنچانے کیلئے.......... صحابہؓ کی تعداد ہے ہزاروں.......... تو پبلک لائف کو آگے پہنچانے کا..........

ایک ذریعہ

ایک طریقہ

ایک انداز

تعداد بالکل مناسب ہے.......... لیکن جو آپ کی پرائیویٹ زندگی ہے.......... اس کا بھی آگے امت تک پہنچنا ضروری ہے یا نہیں؟.......... (ہے)

.... وہ بھی ضروری ہے..... اس کو پہنچانے کے لئے اگر ایک بیوی ہو..........

اس کو وہ ساری باتیں یاد رہیں گی؟.......... (نہیں).......... جو زندگی کے ایک ایک جزو سے تعلق رکھتی ہیں.......... باہر کی زندگی کو آگے پہنچانے کا گواہ ایک نہیں سینکڑوں صحابہؓ تھے.......... اگر کوئی ایک بھول جائے تو دوسرا اس کو لے چلے.......... ایک نظر انداز کر دے.......... دوسرا اس کو پھیلا کے.......... لیکن جو اندر

کی زندگی ہے .... کیا ایک ہی عورت کے سپرد یہ ذمہ داری کی جا سکتی ہے؟
.... (نہیں).......... وہ اگر نقل بھی کرے .... ایک بات کرے
.... دو کرے........... کہاں تک کرے؟ .... اور آپ ﷺ کی رفیقہ
حیات .... جس نے زندگی کا کٹھن مرحلہ ساتھ گذارا .... حضرت خدیجہ
الکبریٰؓ وہ تو آپ ﷺ کے سامنے ہی وفات پا گئیں........... عمر میں آپ سے
بڑی تھیں .... اور آپ کافی عرصہ پہلے وفات پا گئیں .... وہ بیوی غمگسار
زندگی کے ہر مرحلے میں ساتھ دینے والی .... اور جس نے رسالت کے کٹھن
مرحلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا........... ان شدائد و آلام کو اپنی آنکھوں سے
ملاحظہ کیا تھا........... وہ فوت ہو چکی تھی ....

اس کے بعد جو آپ نے شادیاں کیں .... حضرت ام سلمہؓ...........
حضرت سودہؓ بنت زمعہؓ........... ان معمر عورتوں سے کہ ان کا حافظہ بڑھاپے میں
کیسے آگے چلے گا؟........... اور آپ ﷺ کی زندگی میں آخر تک ایک بیٹی زندہ
رہی .... تین پہلے فوت ہو گئیں .... اس بیٹی حضرت فاطمہؓ کے بارے
میں علم الہٰی میں تھا کہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً چھ ماہ کے اندر اندر ہی سفر
آخرت پر روانہ ہو گی .... تو جو ایک ہی بیٹی بعد میں زندہ رہے .... اور
چھ ماہ کے اندر اندر چلتی بنے .... اور جو اصل بیوی پہلی تھی وہ زندگی میں ہی
پہلے فوت ہو جائے .... کئی سال پہلے .... اور جو بیویاں آئیں ....
وہ معمر عورتیں سودہؓ بنت زمعہؓ اور ام سلمہؓ جیسی .... اب اس پیغمبر ﷺ کی جو
پرائیویٹ لائف ہے اندر کی زندگی .... اس کو آگے نقل کرنا........... یہ دین کی
ایک بہت ذمہ داری ہے .... یہ دین کی بہت بڑی ضرورت تھی ورنہ دنیا کہتی
کہ پیغمبر ﷺ کی زندگی کا ایک حصہ تو امت کو پہنچا........... اور ایک پردے میں

رہا......... دنیا سوال کرتی......... مورخین انگلی اٹھاتے کہ تم کہتے ہو کہ اس پیغمبر ﷺ کی سیرت بڑی جامع ہے......... لیکن اگر یہ جامع ہے تو بتاؤ کہ ایک حصہ تو پبلک کے سامنے صحابہؓ نے روایت کیا......... اندر کی زندگی باہر کیسے آئی؟.........

صحابہؓ کی معلّمہ:۔

تو علم الٰہی میں تقاضا ہوا کہ اس پیغمبر ﷺ کے گھر......... ایک کمسن لڑکی .... کم عمر......... بطور بیوی کے اس کے حرم میں داخل ہو......... اگر غیر لڑکی طالب علم بن کر آئے تو یہ پیغمبر ﷺ کے مزاج حیا کے خلاف ہے......... پیغمبر ﷺ کی سیرت کے خلاف ہے......... دنیا کہے گی کہ ایک نوجوان لڑکی .... اس سے تعلیم حاصل کر رہی ہے......... تو اللہ کو یہ منظور ہوا کہ وہ صرف طالب علم کے طور پر نہیں بیوی بن کر آئے......... چھوٹی عمر میں حافظہ انسان کا قوی ہوتا ہے......... بچے چھوٹی عمر میں حفظ قرآن کرتے ہیں......... وہ ان لوگوں سے آگے رہتے ہیں جو بڑی عمر میں حافظ بنیں......... تو چھوٹی عمر میں حافظہ بڑا ہوتا ہے......... تو اللہ کو یہ منظور تھا کہ چھوٹی عمر میں ایک لڑکی .... اس پیغمبر ﷺ کے گھر بطور بیوی کے آئے......... وہ اس کے اندر کی ساری زندگی اور جزئیات کو اس طرح بیان کرے کہ پیغمبر ﷺ جب دنیا سے جائے بھی .... تو وہ نصف صدی تک امت میں قرآن وحدیث کا درس دے سکے......... اور مشکلات میں وہ تمام صحابہؓ کے لئے استاد کا درجہ بن کر رہے......... سو ایک ایسی لڑکی کمسن میں اس پیغمبر ﷺ کے گھر آنی ضروری تھی......... ورنہ سیرت کا ایک باب چھپا رہتا.........

اب وہ لڑکی کہاں سے آئی؟......... اگر بالکل نوجوان بچی کمسن میں

اس پیغمبر ﷺ کے گھر میں آئے .... تو ظاہر ہے کہ پیغمبر ﷺ کی عمر تو اس سے زیادہ بڑی ہوگی .... اور عام حالات میں وفات پیغمبر کی پہلے ہوگی .... اور اس کی ایک مدت کے بعد .... (ویسے تو اللہ کو علم ہے) .... وفات کے کوئی اوقات مقرر نہیں .... لیکن عام رفتار زندگی یہی ہے کہ جو پہلے ہیں وہ پہلے جاتے ہیں .... اور ظاہری قیاس یہ تھا کہ پیغمبر ﷺ کی عمر تو اس سے بہت زیادہ ہے .... اور یہ کم سن بچی پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد .... اس کا مستقبل کیا ہے؟ .... تو ہر باپ چاہتا ہے کہ میری بیٹی گھر میں آباد رہے .... ہر باپ کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میری بیٹی گھر میں آباد ہو .... صاحب اولاد بھی ہو .... لیکن پیغمبر ﷺ کی اس عمر مین ایک کمسن بچی کو اس کے نکاح میں دیا جانا .... جس میں ظاہری طور پر اولاد کی کوئی روشنی نہیں .... اور دنیا کو پتہ ہے کہ جب اس کے خاوند کی وفات ہوگی .... تو یہ بچی کہیں اور نکاح بھی نہیں کر سکے گی .... کیونکہ امت کی ماں بن چکی ہوگی .... پیغمبر ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں .... تو جب اولاد بھی نہ ہو .... کہیں اور نکاح بھی نہ کر سکے .... اور پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد یہ زندہ بھی رہے .... تو دنیوی طور پر یہ زندگی خود ایک قربانی ہے یا نہیں؟ .... (ہے) .... کوئی باپ چاہتا ہے کہ اس کی بیٹی کی اولاد بھی نہ ہو خاوند بھی نہ ہو .... خاوند کی وفات کے بعد وہ کہیں نکاح بھی نہ کر سکے .... اور اس کو خاوند کی وفات کے بعد مدتوں دنیا میں رہنا ہو .... وفات بھی اپنے اختیار میں نہ ہو .... تو یہ حالت اپنی بیٹی پر ڈالنا .... اس کے لئے ظاہری اسباب میں کوئی باپ اس کے لئے تیار نہیں ہوتا .... دین کا تقاضا کتنا ہو ....

رضائے الٰہی کتنی ہو.......... لیکن کوئی باپ اس کے لئے جلدی تیار نہیں ہوتا......

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موقع دیا کہ یہ قربانی بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کرے.......... کہ اپنی بیٹی عائشہؓ کمسن میں اس پیغمبر ﷺ کے نکاح میں دے.......... اور پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد اور پہلے وہ ام المومنین کہلائے .... کہیں نکاح بھی نہ کر سکے .... اولاد بھی نہ ہو.......... لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وارث اس طرح ہو.......... سیرت کی ترجمان اس طرح ہو.......... کہ پوری دنیا میں پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد.......... نصف صدی تک وہ اسلام کا درس دیتی رہے..........

تو ابوبکر صدیقؓ کا خود نبی پاک ﷺ کے ہاں آنا .... اور قربانی پیش کرنا اپنی جگہ.......... لیکن جوانہوں نے بیٹی کی قربانی کی .... اور ایک ایسی خاتون امت کو نصیب ہوئی .... جس کو ام المومنین کہا جاتا ہے.......... اور بجا طور پر اس کا وہ مقام کہ اس کی مثال کہیں نہ ملے گی .... حضرت عائشہؓ پر دنیا میں کچھ منافقوں نے ایک بہتان باندھا.......... ایک الزام لگایا گیا......

سیدہؓ کا وکیل صفائی خود قرآن بنا رہا:۔

غزوہ بنی مصطلق پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گئے تو ام المومنین ساتھ تھیں .... لیکن جب واپس ہوئے تو لوگوں نے ایک بات گھڑی..........

مدینہ میں پروپیگنڈہ ہوتا رہا.......... حضرت عائشہ صدیقہؓ خود بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر وہ وقت ایسا آیا کہ.......... میرے آنسو تھمتے نہیں تھے .... اور میری آنکھوں میں نیند نہیں ہوتی تھی .... انسان سوتا ہے تو نیند آتی ہے..........

تو فرماتی ہیں .... ولا اکتحل بنوم .... کہ نیند کی سلائی میری

آنکھوں سے نہ گزری .... اور میرے آنسو رکتے نہیں تھے .... یہ دور گذرا .... جب لوگوں نے اس طرح کی باتیں کیں .... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے گھر کی طرف داری نہیں کی .... حکم الٰہی کا انتظار کیا .... اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ام المومنین کی برأت اتاری .... کہ عائشہؓ کا دامن پاک ہے ....

دنیا میں اللہ نے احکام تو وحی کے ذریعے .... حرام وحلال کی حدیں تو اتاریں .... یہ جو اوامر ونواہی ہیں وہ تو عطا کئے .... لیکن کسی انسان کی برأت .... اس کے دامن کا پاک باز ہونا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کسی کو مقام دیا تو .... وہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کو دیا کہ آپ پر یہ الزام لگتا تھا .... اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اس کی تصدیق کی .... کہ جب تک دنیا رہے گی قرآن پڑھا جاتا رہے گا .... اور عائشہ صدیقہؓ کی طہارت کا ذکر جاری رہے گا ....

الزام حضرت یوسفؑ پر بھی لگا تھا لیکن .... شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا .... اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت کے لئے وہیں سامان پیدا کر دیا .... اور اسی کے گھر والوں میں سے ایک نے گواہی دے دی ....

الزام حضرت مریمؑ پر لگا .... کہ بغیر نکاح کے بیٹا کہاں سے آ گیا؟ .... فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ .... اللہ نے حکم دیا .... کہ یہ بچہ خود بولے گا .... معصوم بچہ ماں کی گود میں تھا .... اَشَارَتْ اِلَيْهِ .... حضرت مریمؑ نے اشارہ اس کی طرف کیا .... انہوں نے کہا کہ .... كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا .... (پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۲۹) .... ہم بچے سے کیا

بات کریں .... لیکن بچہ ماں کی گود میں بولا .... معصوم بچہ .... اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ .... آتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلوٰۃِ وَالزَّکوٰۃِ مَادُمْتُ حَیًّا .... (پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳)

.... تو بیٹا ماں کی گود میں بولا کہ مریمؑ کا دامن پاک ہے ....

یوسفؑ کی گواہی زلیخا کے گھر میں ملی کہ یوسفؑ کا دامن پاک ہے .... لیکن جب الزام عائشہؓ پر لگا .... تو خدا عرش معلیٰ سے بولا کہ اس کا دامن پاک ہے .... کیوں؟ ....

اللہ نے پاک بیٹی کو اس درجے میں قبول کیا؟ .... کہ پبلک لائف کے اعتبار سے سب سے بڑی قربانی ابوبکرؓ کی تھی .... اور پرائیویٹ لائف کے اعتبار سے سب سے بڑی قربانی .... ابوبکرؓ کی بیٹی کی تھی ....

میں اس کی تفصیل اس وقت زیادہ عرض نہیں کرتا .... پچھلی دفعہ جمعہ میں حضور ﷺ کی سیرت پر عرض کیا .... میں نے کہا کہ حضور ﷺ کے بعد ابوبکر صدیقؓ کا نمبر ہے .... تو ان کی سیرت کے بیان میں کچھ پچھلے مضمون کا تسلسل بھی چلے گا سیرت نبوت کا .... تو آنحضرت ﷺ کی سیرت کے سلسلہ میں .... یورپ میں جو لوگ اعتراض کرتے ہیں میں نے ان کا جواب دیا ......

اہل یورپ کا اعتراض اور جواب:۔

جب ہم یورپ یا امریکہ کبھی جاتے رہے .... تو وہاں لوگ سوال کرتے ہیں کہ تمہارے دین میں اور تو ساری باتیں ہیں .... لیکن تمہارے پیغمبر ﷺ نے اتنی شادیاں کیوں کیں؟ .... ہم نے ان سے پوچھا .... جواب دینے کی بجائے خود پوچھا .... ایک ہوتا ہے جواب اور ایک ہوتا ہے

سوال .... بعض اوقات سوال اتنا جامع ہوتا ہے کہ سوال کر دیا جائے ....
جواب خود بخود ہوتا ہے .... انہوں نے کہا کہ تمہارے پیغمبر ﷺ نے اتنی
شادیاں کیں .... تو جواب تو ہمارے پاس تھا .... لیکن میں نے کہا کہ ذرا
تفصیل بتاؤ .... تم جو کہتے ہو کہ اس پیغمبر ﷺ نے اتنی شادیاں کیں ....
تو اس کی تفصیل اور اس کی تشریح تو کچھ بتاؤ؟ .... اور One by One
.... تو میں نے کہا کہ پہلی شادی کے بارے میں بتاؤ؟ .... کہ پیغمبر ﷺ
خاندان قریش اور بنو ہاشم کے نہایت صالح جوان تھے .... پچیس سالہ جوان
.... جس کی بے داغ جوانی پر کوئی غیر بھی انگلی اٹھانے والا نہیں .... اور
خاندان اونچا بنو ہاشم کا .... اور چہرہ ایسا کہ چاند کو مات کرے .... جوانی
بے داغ ہو .... حسن و تابانی انتہا کو ہو .... خاندان کا چشم و چراغ ہو
.... اس کو کوئی کنوارہ رشتہ نہیں ملتا تھا؟ .... پہلی عورت سیدہ خدیجۃ
الکبریٰ اور چالیس سال کی .... زندگی کی چالیس منزلیں دیکھ چکی تھی ....
اور بیوہ تھی .... انہوں نے اس بیوہ سے شادی کی ....

اتنا جوان

صالح جوان

خوبصورت جوان

عرب میں شادی کرے تو کیا بیوہ سے کرنی تھی؟ ....

اور جب تک وہ زندہ رہی کوئی اور شادی نہیں کی .... اسی سے بیٹی
زینبؓ پیدا ہوئی .... اسی سے رقیہؓ پیدا ہوئی .... اسی سے قاسمؓ پیدا ہوئے
.... اسی سے ام کلثومؓ پیدا ہوئی .... طیبؓ و طاہرؓ پیدا ہوئے .... اسی

سے پھر فاطمہؓ پیدا ہوئی .... اور پورا گھر آباد ہوا......... جب تک وہ بیوی زندہ رہی اور شادی کا نام ہی نہیں لیا......... اور پھر جب اس پیغمبر ﷺ کی زندگی پچاس سال باون سے اوپر ہو چکی تھی .... نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ زندگی کا گزر چکا تھا......... اس وقت پیغمبر ﷺ نے پھر شادی کی......... ایک ضعیفہ عورت سے .... کہیں سودہ بنت زمعہؓ سے کر رہے ہیں .... کہیں ام سلمہ سے کر رہے ہیں .... بوڑھی عورتوں سے شادی کی ....تو بوڑھی عورتوں کے شادی کرنے میں کیا بات ہے؟.........

اگر یہ شادیاں جنسی تقاضوں کے لئے......... جوانی کے تقاضوں کے لئے ہوتیں.........تو نوعمر عورتیں نہیں مل سکتی تھیں؟......... کہ پہلی شادی پر نصف صدی گزر گئی اور وہ خود بیوہ عورت تھی......... پھر شادیاں کیں تو معمر عورتوں سے کیں...... اور پوری زندگی میں ایک ہی کنواری بچی سے شادی کی ....عائشہ صدیقہؓ سے .... اور اس وقت کی جب زندگی کی بہاریں اولاد والی نہیں رہتیں .... جب زندگی کا بالکل آخری دور ہے ....تو ایسے پیغمبر ﷺ کے بارے میں تم یہ الزام تو لگاتے ہو .... کہ اتنی شادیاں کیں ....لیکن One by One ایک ایک کی تفصیل سامنے لاؤ ....تو پھر تمہیں ماننا پڑے گا کہ ان شادیوں کا تقاضہ جنسی تقاضا نہیں تھا .... اس کے تقاضے تعلیمی تقاضے تھے.........جس کے لئے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے امت میں وہ کام کیا......... کہ پیغمبر ﷺ کی پبلک لائف کا پیغام امت تک پہنچانے کیلئے ہزاروں صحابہؓ .... لیکن پرائیویٹ زندگی کا پیغام دینے کیلئے ایک خاتون ....حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد .... نصف صدی تک قرآن کا درس

دیتی رہیں .... حدیث وفقہ کے چراغ انہی سے روشن رہے۔

اور جو آج امت کے پاس علم پہنچا ہے حضور ﷺ کا .... وہ جس ہمیں طرح ہزار ہا صحابہؓ کو خراج عقیدت پر مجبور کرتا ہے .... اسی طرح ام المومنین عائشہ صدیقہؓ ایک طرف .... اور ساری پبلک لائف کے صحابہؓ ایک طرف .... اور یہ قربانی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضور ﷺ کے نکاح میں دینے کی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کی .... اور حضرت آپ کی اس قربانی کے بار ہا ذکر کرتے رہے ....

تو جب ہم یہ بات بیان کرتے ہیں .... تو پھر یورپ والوں کی آنکھیں کھل جاتی تھیں کہ ہاں ہمیں تو تصور اور دیا گیا تھا .... ہمیں تو بتایا گیا تھا .... کہ زیادہ شادیاں جوکیں وہ پیغمبر ﷺ تھے .... ان کا مزاج اس قسم کا تھا لیکن جب ہمارے سامنے تفصیل آئی .... تو معلوم ہوا کہ دنیا اور ہے ....

اس سے پتہ چلا کہ الزام اور ہوتا ہے .... حقیقت اور ہوتی ہے تو فقط کسی الزام کو سن کر بدگمان ہو جانا .... یہ سعادت مندوں کا طریقہ نہیں .... کسی بزرگ کے بارے میں کوئی شخص کہے .... اس نے یہ لکھا اس کی یہ عبارت ہے .... تو اس میں کبھی بدگمان نہیں ہونا چاہیے .... بہتان ، الزامات اور ہیں .... جب حقیقت کی تلاش کی جائے تو اور بات نکلتی ہے .... الحمدللہ اس تشریح پر بہت سے یورپ اور امریکہ کے پڑھے لکھے لوگوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ کہ ہم اس پیغمبر ﷺ کی سیرت پر یونہی انگلی اٹھاتے تھے .... بات تو کچھ اور نکلی ....

اللہ تعالیٰ اس پیغمبر ﷺ کی صداقت .... سعادت .... طہارت اور پاکیزگی کا صدقہ اس امت کو بھی پاکیزگی عطا فرمائے ....

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

فضائل ومناقب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خطبہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ....
وَ عَلٰى اٰلِهِ الْاَتْقِيَاءِ وَ اَصْحَابِهِ الْاَصْفِيَاءِ............

اَمَّابَعْدُ.........فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.........بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .... اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْن.........لَايَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَااشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْن ....لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَ كْبَرُوَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْن.........يَوْمَ نَطْوِى السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْن ....وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصَّالِحُوْن ....

(پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۱ تا ۱۰۵)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ.........فَاِنْ يَّكُ اَحَدٌ فِيْ اُمَّتِيْ فَاِنَّهٗ عُمَر ....
اَوْكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... مَامِنْ نَّبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلَّاوَ لَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمَّا وَزِيْرَاىَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيْل وَ مِيْكَائِيْل وَوَزِيْرَاىَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٌ رض و عُمَرٌ رض

.... اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ....

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تسوصَھُمُ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّھَا مَعَلِکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وستکون خُلَفَاء .... قَالُوْا مَاذَا تَأْمُرُوْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ .... قَالَ اوفوا بِبَیْعَتِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّل .... اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ....

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم .... وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم .... وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن............

تمہید:۔

صاحب صدر

گرامی قدر

واجب الاحترام

بزرگان کرام

علمائے ملت

واجب العزت

سامعین عزیز

محترم دوستو

بھائیو اور طالب علمو

آج ہم سب یہاں سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کی سیرت قدسیہ کو خراج تحسین ادا کرنے .... اور ان کی یاد سے اپنے ایمان کو تازہ کرنے ....

اورقوت عمل کو گرمانے کے لئے جمع ہوئے ہیں .... اللہ تبارک وتعالیٰ بس ۔ ۔ آپ کے خلوص کو قبول فرمائے .... (آمین) .... اور ہمیں اصحاب پاکؓ کے نقش پاء پر زندگی کو روشن کرنے کی توفیق عطاء فرمائے .... (آمین) ......

تین مقام:۔

بیشتر اس کے کہ میں سیدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت کا تذکرہ کروں .... دو بنیادی عقیدے عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں .... سب سے پہلا عقیدہ جو ہمارے ذہن میں اور دل و دماغ میں بحمداللہ تعالیٰ پوری روشنی رکھتا ہے .... وہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے .... کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کے تمام مراتب ختم ہو چکے ہیں .... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں .... نبوت کے بعد کیا کوئی ایسا درجہ ہے .... کیا کوئی ایسا انسان ہے .... نوع انسانی کے لئے کوئی ایسا مرتبہ ہے .... کہ جس سے خدا باتیں کرے؟ ....

ایک مقام ایسا ہے جس سے ہمارے طالب علم بیشتر ناآشنا ہیں .... میں اس ترتیب کو قائم رکھتے ہوئے دو تین لفظ عرض کروں گا انہیں ذہن میں رکھیں .... آپ نے انبیاء کے ساتھ ایک اور لفظ سنا ہوگا اولیاء .... اولیاء کا مقام کیا ہے؟ .... (ولایت) .... ولایت کا معنی اللہ کی دوستی اور محبت .... تو ولایت اور نبوت یہ دونوں الفاظ آپ نے بیشتر سنے ہوں گے .... لیکن شریعت کی تفصیلات پر اور روایات پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مقامات دو نہیں .... بلکہ تین ہیں .... ایک مقام ہے ولایت اولیاء اللہ کا .... اور اس سے اوپر مقام ہے جسے کہتے ہیں مقام محدثیت .... اور اس سے اوپر

مقام ہے مقام نبوت..........

پہلا مقام.......... مقام ولایت.......... اولیاء کا مقام.......... اس سے اوپر مقام.......... مقام محدثیت.......... مقام محدثیت سے اوپر مقام.......... مقام نبوت ورسالت..........

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے حضورؐ پر نبوت اور رسالت کے تمام مراتب ختم فرمائے.......... اور آپ ہر حیثیت سے خاتم النبین.......... لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ کلام کرنے کے لئے ایک کھڑکی کھلی رکھی.......... اور اس کا نام ہے محدثیت.......... یہ وہ لوگ ہیں.......... جن سے خدا کلام تو کرتا ہے.......... مگر وہ پیغمبرؐ نہیں.......... اس امت میں اگر کوئی محدث ہے تو حضرت عمر فاروقؓ ہیں..........

مقام محدثیت اور سیدنا فاروق اعظمؓ :۔

لوگوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو ایک ولی کی حیثیت میں.......... امام کی حیثیت میں.......... خلیفہ کی حیثیت میں.......... امیر المومنین کی حیثیت میں جانا مانا.......... لیکن احادیث پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ختم نبوت کے بعد ایک کھڑکی خدا نے کھلی رکھی.......... وہ کھڑکی کیا ہے؟.......... مقام محدثیت جو اس پر فائز ہو اسے کہتے ہیں.......... محدث..........

ایک لفظ اور ہے جو اس کے مشابہ ہے.......... مُحَدِّث.......... محدث اور ہے.......... محدث ایک علمی مرتبہ ہے.......... حضور ﷺ نے فرمایا.......... لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ.......... کہ تم سے پہلی امتوں میں بھی پیغمبروں کے علاوہ محدث گزرے ہیں.......... محدثون.......... کا

بعض شارحین نے یہ بیان کیا.........إنَّ رِجَالاً يُكَلِّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ اَنْبِيَاءَ ....که یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے خدا کلام کرتا ہے.........بغیر اس کے وہ پیغمبر ہوں.........

اور حضور ﷺ نے فرمایا.........کہ میری امت میں کوئی ایک اگر اس مقام پر ہے.........تو وہ عمرؓ ہے.........

آج یوم فاروق اعظمؓ پر.........ہمیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ تعارف.........

علماء میں

طلباء میں

اور خود اپنے عوام میں

اچھی طرح کھل کر سامنے آئے.........ذرا اس کی طرف توجہ دلانی ہے

مقام صدیقؓ و فاروقؓ:۔

بزرگان محترم.........میں عرض کروں گا کہ حدیث کی کتابوں میں دو نام عام طور پر اکھٹے آتے ہیں.........ایک ابو بکرؓ.........اور ایک عمرؓ.........احادیث کی کتابوں میں جتنے یہ نام اکھٹے آتے ہیں.........اور کوئی نہیں.........اور حضور ﷺ نے بھی جب صحابہ کا عام ذکر کیا تو دونوں نام لئے.........فرمایا ہر پیغمبر کے وزیر اِدھر بھی اُدھر بھی.........اور میرے وزیر زمین پر ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ.........تو آپ نے دونوں نام اکھٹے فرمائے.........اور دونوں حضور ﷺ کے یار.........اور دونوں ساتھی.........دونوں دوست.........اور اس وقت بھی دونوں ساتھ ہیں.........تو ہمیں سیدنا فاروق اعظمؓ کی حیات طیبہ کو خراج تحسین

ادا کرتے ہوئے ....ان دونوں کا مقام ذرا امتیازی طور پر سامنے رکھنا ہوگا میں آسان لفظوں میں عرض کرتا ہوں ....حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالیں ....نہیں پوری گہرائی میں اتریں ....ایک جامع نظر کریں ....تو صدیق اکبرؓ کی سیرت ایک فقرے میں اگر بیان کی جا سکتی ہے............تو یہ کہ ان کے پیش نظر ہر وقت ایک ہی نقطہ تھا............رضائے مصطفیٰ کس بات میں ہے؟............

ذرا غور کریں ....نفسیات کے طالب علم اس بات کی تصدیق کریں گے ....کہ جب ہم بات کریں تو بات کرتے ہوئے جو اگلی بات ہوتی ہے ....وہ ہونے سے کچھ لمحے قبل ہمارے آثار سے ظاہر ہو جاتی ہے............ بلکہ ہمیں کئی سامعین نے بتایا کہ جب ہم مقررین کی تقریریں سنتے ہیں............تو ہمیں اتنی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ فقرہ ختم کرنے سے پہلے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ بات وہاں ختم ہو گی؟ ....اس لئے کہ نفسیاتی طور پر جو چہرے کے آثار گفتگو کا لہجہ اور آداب ہیں وہ بتاتے ہیں کہ آئندہ کیا بات آئے گی ....یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے............جو اس وقت زیر بحث نہیں............

لیکن حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی صحابہؓ سے بات پوچھتے ....تو حضرت ابوبکر صدیقؓ چہرۂ نبوت پر غور کرتے کہ آپ کس قسم کا جواب چاہتے ہیں؟ ....واقعہ کیا ہے؟............کیا چاہئے؟ ....حقائق کیا ہیں؟ ....تقاضے کیا؟ ....واقعات کیا؟ ....دلائل کیا؟ ....اس پر نظر نہیں ....نظر اس پر کہ حضور ﷺ کس قسم کا جواب چاہتے ہیں .... صدیق اکبرؓ کی ہمیشہ کاوش یہی تھی کہ رضائے مصطفیٰ کیا ہے؟ ....اور عشق و

محبت کے اس اونچے مقام پر وہ پہنچے ہوئے تھے .... کہ وہ ہر وقت چہرۂ نبوت کو پڑھنے کی کوشش کرتے ....

لیکن عمر فاروقؓ ان کی سیرت پر جب نظر کریں .... ان کی محنت پر نظر کریں .... تو عمر فاروقؓ کی نظر حقائق اشیاء پر اترتی تھی .... یعنی ہر چیز کی اصل گہرائی اور بات کا تقاضا کیا ہے؟ .... حقائق قومیہ کیا ہیں؟ .... حقائق اشیاء کیا ہیں؟ .... حضرت عمر فاروقؓ کی نگاہ اتنی دوربین کہ سینکڑوں درجوں سے عبور کر کے وہ وہاں تک پہنچتی .... جہاں انسان کی فکر دائرہ پرواز نہیں کر سکتی .... میں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا .... توجہ اس طرف دلا رہا ہوں کہ صدیق اکبرؓ میں .... اور عمر فاروقؓ میں ہم کیا امتیاز دیکھتے ہیں .... کہ صدیق اکبرؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ وہ تعلق تھا .... کہ ہر بات میں ہو حضور ﷺ کی رضا دیکھتے تھے .... جس طرح کا تعلق حضور ﷺ کے ساتھ صدیقؓ کا تھا فاروق اعظمؓ کا خدا کے ساتھ تھا ....

خدا کیا چاہتا ہے؟

کیا ہونا چاہیے؟

حقائق کس بات کا تقاضہ کرتے ہیں؟

ملک کس طرح چلے گا؟

نظام کس طرح چلے گا؟

حقوق کیا ہیں؟

ان کی بنیادیں کیا ہیں؟

عمر فاروقؓ کی نگاہ اتنی عقابی نگاہ .... اتنی تیز نگاہ .... حقائق

کے اندر جانے والی نگاہ............ کائنات کے پردوں کو کھولنے والی نگاہ..........

براہ راست خدا کا فیضان تھا............

صدیق اکبرؓ .... آقا سے

اور فاروق اعظمؓ .... خدا سے

طالب ومطلوب:۔

میں اس طرف توجہ دلاؤں گا کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ مراد رسولؐ ہیں .... سارے عاشق بن کر آئے لیکن عمرؓ کو اس عاشق نے کھینچا ہے .... حضرت عمر فاروقؓ کو کس نے مانگا ہے؟ .... (حضور ﷺ نے) .... طالب کون اور مطلوب کون؟............ اور............

پیغمبرؐ جس کا طالب ہو

پیغمبرؐ جس کا عاشق ہو

پیغمبرؐ جس کا محب ہو

پیغمبرؐ جس کو چاہے

پیغمبرؐ جس کو مانگے

باقی سارے عاشق حضور ﷺ ان کے محبوب .... لیکن عمر فاروقؓ کے حضور ﷺ طالب .... عمر فاروقؓ مطلوب............ اور جو مطلوب آئے .... وہ عاشق کا فریضہ سرانجام نہیں دیتا............ وہ خدمت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے............ صوفیاء کی اصطلاح میں ''اصحاب خدمت'' ایک عجیب مرتبہ ہے......

تائید الٰہی:۔

برادران محترم .... نبی پاک ﷺ نے جب صحابہؓ میں بیٹھ کر کوئی

رائے دی .... کوئی رائے مانگی .... کوئی مشورہ کیا .... صحابہ کی نظر زیادہ یہی تھی .... کہ حضور ﷺ کیا چاہتے ہیں ایک عاشقانہ ادا تھی ....

لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے آگے بڑھ بڑھ کر وہ رائیں بھی دیں .... جو ظاہر میں حضور ﷺ کی رائے کے مطابق نہ ہوتی تھیں .... حضور ﷺ رحمت للعلمین ہیں .... رحمت کا سمندر جوش مار رہا ہے .... آپ ﷺ منافق کی نماز جنازہ پڑھانا چاہتے ہیں .... کہ جب تک خدا کا قانون روکے نہیں میں رکوں نہیں .... عمر فاروقؓ آگے بڑھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ....

لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ .... اس کی نماز جنازہ آپ نہ پڑھیں ....

بھائی اس طرح آگے بڑھ کر آقا کی خدمت میں عرض کرنا .... یہ محبوبوں کا کام ہو سکتا ہے عاشقوں کا نہیں .... حضرت عمر فاروقؓ نے رائے دی کہ منافق کی نماز جنازہ نہیں ہونی چاہیے .... حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے خدا نے روکا نہیں .... آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھا لی .... تو وہ روکنے والے عمر فاروقؓ بھی پیچھے کھڑے ہو گئے .... وہ بھی پیچھے کھڑے ہیں .... کیوں؟ .... جو کچھ کہہ رہے تھے .... وہ ایک روشنی اوپر سے اتری تھی .... حضور ﷺ کی مخالفت مقصود نہ تھی .... اگر مخالفت مقصود ہوتی تو اس وقت پیچھے کھڑے نہ ہوتے .... لیکن جب پیچھے کھڑے ہو گئے نماز ادا ہو گئی حضور ﷺ کیا دیکھتے ہیں جبرائیلؑ آئے ہیں .... پیغام لائے؟ .... کہ جو مسئلہ چل رہا تھا .... خدا کا فیصلہ عمرؓ کے حق میں ہے .... آئندہ سے منافق کی نماز جنازہ ختم .... اب کبھی نہ پڑھی جائے گی ....

طلباء سوال کرتے ہیں کہ جبرائیلؑ اتنی جلدی جو آگئے جب معاملہ زیر

اختلاف تھا.......... کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ........ اس وقت کیوں نہ آ گئے.......... بھائی اس وقت اس لئے نہیں آئے کہ پیغمبر غیر پیغمبر کا مقابلہ تھا .... اس وقت اگر فاروق اعظمؓ کی بات اونچی ہو جاتی پیغمبر ﷺ کی بات نیچی ہو جاتی .... خدا پیغمبر ﷺ کی بات کو نیچا نہیں کرنا چاہتا.......... لیکن فاروق اعظمؓ کو خدا کے پیغمبر نے جس غرض کے لئے مانگا تھا.......... اس لئے کہ ان کے فیصلے اور مشوروں پر خدا کی رضا اترتی تھی .... خدا کے فیصلے ان کے دل میں ڈالے جاتے تھے..........

عشق و محبت کی لازوال حقیقت:۔

حضرت عمر فاروقؓ مراد رسولؐ ہیں .... اور حضرت صدیق اکبرؓ پر حضور ﷺ کے عشق کا غلبہ تھا .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عاشق کی قدر جانتے تھے .... اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو انتہائی درجے کا عاشق ہے .... اس کو ایک رات بھی چھوڑ جاؤں تو یہ ختم ہو جائے گا .... صحیح ہے؟ .... (جی)..........

عاشق کی ادا بھی اپنی جگہ.......... لیکن حضور ﷺ کی قدر دانی بھی کہ ایک رات یعنی حضور ﷺ نے اتنا بھی گوارہ نہیں فرمایا کہ میں ہجرت کر جاؤں اور یہ پیچھے رہے.......... ان کا اندازہ یہی تھا کہ یہ تو پیچھے زندہ رہ ہی نہیں سکے گا .. .. جس نے ہر وقت چہرہ انور دیکھنا ہو.......... تو حضور ﷺ کی قدر دانی دیکھیں کہ اس رات بھی ساتھ لے کر چلے اور واقعات اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؓ اس رات حضور ﷺ کے پاس نہیں آئے کہ ہم چلیں .... حضور ﷺ صدیق اکبرؓ کے گھر پہنچے کہ چلو.......... معلوم ہوا کہ ان کو ساتھ لینا یہ

حضور ﷺ کا اپنا فیصلہ تھا اور یہ خدائی اشارے سے تھا............

اللہ کا تکوینی نظام اور فاروق اعظمؓ:۔

برادران محترم .... آپ نے ذرا اس پر غور کیا کہ خدا کے جو پیغمبر ہیں .... وہ قانون کے ترجمان ہوتے ہیں .... اور پیغمبروں کا جو نظام ہوتا ہے .... قانونی .... اس کو علمی اصطلاح میں کہتے ہیں تشریعی ....اور جو خدا کا نظام ہے ....وہ ہے تکوینی ....

بارش کا برسنا

زلزلوں کا آنا

موسموں کو بدلنا

پانی کا جاری ہونا

دن اور رات کو لانا

لڑکے لڑکی کی تقسیم

یہ سارے کا سارا خدا کا تکوینی نظام ہے .... یہ قانون کا دائرہ نہیں ....اور...........

حلال ہے

حرام ہے

جائز ہے

ناجائز ہے

مکروہ ہے

مستحب ہے

یہ ہیں تشریعی امور.......... یہ ہیں شریعت کی تفصیلات تو پیغمبر کے گرد تشریع کا دائرہ ہے.......... قانون کا دائرہ ہے.......... جائز ناجائز کا دائرہ ہے.......... حلال وحرام کا دائرہ ہے.......... اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں تکوینی سلسلے.......... اللہ تیری نظر کرم عمر فاروقؓ پر کیسی آئی.......... اور تیرا جلوہ عمر فاروقؓ پر کیسے اترا کہ عمر فاروقؓ کے اندر کچھ تکوینی ادائیں اتریں..........

میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ جب نمرود کے مقابلہ میں آئے تو آگ کو ٹھنڈا کرنے کا حکم کس نے دیا تھا؟.......... (اللہ نے).......... یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا.......... اے آگ ٹھنڈی ہو جا.......... تو آگ کو مخاطب کرنا کس کا کام؟.......... (اللہ تعالیٰ کا).......... لیکن ہم نے آدمؑ کی پوری اولاد میں کسی کو دیکھا.......... کہ وہ پانیوں کو مخاطب کرے.......... اور دریاؤں کو خط لکھے.......... یہ عمر فاروقؓ کا کام ہے..........

عمر فاروقؓ کے پاس جب مصر کے لوگ شکایت لے کر آتے ہیں.......... کہ دریائے نیل ہر سال خشک ہو جاتا ہے.......... اور ایک حسین وجمیل لڑکی کا خون پیتا ہے.......... اس کا کوئی حل کریں.......... اور بجائے اس کے کہ آپ اس کا وہ حل پیش کرتے کہ جو قانون کے دائرے میں ہو.......... فرمایا کہ یہ میرا خط دریا کو دے دو.......... اے دریاؤں کو حکم دینے والے.......... ان کو مخاطب کرنے والے.......... اگر خدا کی صفت تکوین کے جلوے اس پر نہیں پڑ رہے تھے تو..........

پانیوں کو حکم دینا

ہواؤں کو حکم دینا

پتھروں کو مخاطب کرنا

صرف اور صرف رب کی مخلوق میں عمر فاروقؓ ہے..........اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں..........

خدا فاروق اعظمؓ کے نام پر غیرت کھاتا ہے:۔

اور میں کہا کرتا ہوں کہ تم نے تحقیق کرنی ہے خلافت کی..........مقام صحابہؓ کی..........تو صدیق اکبرؓ کے نام پر کرلو..........عثمان غنیؓ کے نام پر کر لو..........علی المرتضیٰؓ کے نام پر کرلو.......... بحث کرلو صدیق اکبرؓ کی خلافت پر..........ہم صحابہ کرامؓ کے وکیل ہیں.......... بات کریں گے..........عثمان غنیؓ کے نام پر..........علی المرتضیٰؓ کے نام پر..........لیکن عمر فاروقؓ کے نام پر بحث نہ کرنا..........اس نام پر خدا غیرت کھا جاتا ہے..........

سیدنا فاروقؓ بحیثیت عادل:۔

میں جتنی باتیں عرض کر رہا ہوں..........اور جو حوالے دے رہا ہوں..........وہ بالکل صحیح اور درست ہیں..........اور سچے ہیں..........اور سچ بولنا کوئی مشکل نہیں..........سچ بولنا آسان ہے..........اور اگر کسی کے پاس مال ہے..........وہ غریبوں کو دیتا رہے.......... سخاوت کرنا یہ بھی مشکل کام نہیں ہے..........مشکل کام کیا ہے..........

عدل کرنا

انصاف کرنا

یہ کام مشکل ہے..........

علمی دنیا کے لوگ اور حقائق میں اترنے والے جانتے ہیں کہ عدل کرنا

.... انصاف کرنا .... بہت مشکل کام ہے .... اس میں عمر فاروقؓ کی شہرت ہے .... صدیق اکبرؓ کا لقب گرامی ہے صدیق .... سچ کی دولت سے مالا مال .... عثمان غنیؓ سخاوت کی دولت سے مالا مال .... علی المرتضیٰؓ شجاعت کی دولت سے مالا مال .... لیکن عدل کے عنوان پر اوپر کس کا نام ہے؟ .... (عمر فاروقؓ کا) .... اگر دل کو ہم ایک مستقل عنوان بتائیں کہ..........

عدل کے پہلو

عدل کی جزئیات

وہ کتنے مشکل ہیں .... پھر پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کس مقام پر کھڑے ہیں؟..........

صحابی کی تعریف:۔

دوستو! عزیزو اور بھائیو.......... سیدنا فاروق اعظمؓ صحابی ہیں .... اور صحابی کسے کہتے ہیں؟ .... کہ جو ایمان کے ساتھ، جو ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے .... میں یہ نہیں کہتا کہ زیارت کی .... بھائی کوئی نابینا بھی ہے .... جو دیکھ نہیں سکتا مگر ساتھ رہا .... صحابی کون ہے؟ .... کہ جو ایمان کے ساتھ حضور ﷺ کے ساتھ رہا .... ساتھ تو وہی رہے یا ہم بھی ساتھ ہیں؟ .... (نہیں) .... اگر ہم ساتھ نہیں تو پھر حاضر ناظر کا عقیدہ تو کوئی نہیں؟ .... جو ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے وہ کون ہیں؟ .... (صحابی) .... ہم صحابہ ہیں؟ .... (نہیں) .... ہم ساتھ رہتے ہیں؟ .... اگر ہم ساتھ نہیں

رہتے تو پھر یہ حاضر ناظر کا مسئلہ ہمیں سمجھ نہیں آیا؟..........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ:۔

دوستو! بزرگو! صحابی وہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے

..........جو ساتھ رہنے والے ہیں وہ..........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاؤں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو

جانتے ہیں اور ہم ساتھ نہیں رہے .... ہم انہیں براہ راست نہیں جانتے .... اس لئے صحابی کا مقام اور .... ہمارا مقام اور.......... اور صحابی دین میں کوئی نئی چیز کا اضافہ کریں ہرگز نہیں .... ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ اس نے پیغمبر سے..........

حکم پایا ہوگا

تعلیم پائی ہوگی

وصیت پائی ہوگی

احکام لئے ہوں گے

کیوں؟ .... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو رہے..........

اس لئے اس کی یہ بات زیادتی نہیں ہوگی .... بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہوگی .... لیکن ہمیں دین میں کسی زیادتی کا اختیار ہے؟ ......

(نہیں) .... اور ان کو حق تھا کیوں؟......... کہ وہ زیادتی ظاہری ہے

...... حقیقت میں وہ پیغمبر ﷺ سے سند یافتہ تھے.........

فاروقیؓ کارنامہ:۔

ہم سے کسی نے کہا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے تراویح ایجاد کی ....

تراویح کا اضافہ کیا......... میں نے کہا ہاں ٹھیک......... قابل قبول ....

کیوں؟ کہ وہ ہیں صحابیؓ .... جمعہ کی دوسری اذان کا اضافہ کیا......... ٹھیک

ہے......... اضافے نہیں ہیں؟......... (ہیں)......... یہ اذان میں اضافے کا

حق اس شخص کو تو ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے اور ان کے بارے

میں بھی ہم یقین رکھتے ہیں .... کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کاموں

کے لئے اجازت یافتہ تھے......... سند یافتہ تھے .... میں لائسنس یافتہ نہیں

کہتا......... کیوں؟.........

لائسنس کن چیزوں کا چلتا ہے؟......... جو خطرناک ہوں ....

اسلحہ کا لائسنس

زہر بیچنے کا لائسنس

تو لائسنس کن چیزوں کا ہوتا ہے ؟ .... (خطرناک چیزوں کا)

.... میں یہ نہیں کہتا کہ جلوسوں کا لائسنس بتاتا ہے کہ اگر جلوس خطرناک نہ

ہوتے تو ان کا لائسنس نہ ہوتا......... یہ تو لائسنس کا لفظ بتا رہا ہے.........

لیکن صحابہؓ کے بارے میں یاد رکھیں .... کہ اگر حضرت عمرؓ نے نماز

تراویح یکجا کیا......... تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سند یافتہ تھے.........

حضرت عمرؓ نے جمعہ کی اذان ثانی بڑھائی تو حضور ﷺ سے اجازت یافتہ تھے

.........سند یافتہ تھے.........

سنت کیا ہے؟:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سنت کیا ہے؟ ....سنت وہ ہے جو آقا اور ان کے خلفاء راشدین کی ہو.........میں اختصار کے ساتھ صرف یہی کہتا ہوں کہ جو بات ہو معنی خیز ہو.........اگر اس اصول کو اپنایا جائے تو یہی کافی ہے.........ورنہ داستانیں لمبی بھی سنائی جائیں تو کافی نہیں.........

ہم تو حزیں یہ سمجھے ہیں
دامن جو بھگو دے پانی ہے

اتنا رونا کہ دامن بھیگ جائے......... پھر وہ آنسو نہیں وہ تو پانی شمار ہوں گے......

ہم تو حزیں یہ سمجھے ہیں
دامن جو بھگو دے پانی ہے
آنسو تو وہی ایک قطرہ ہے
پلکوں پہ جو تڑپے بہہ نہ سکے

سو سنار کی ایک لوہار کی ....مقام صحابیت عطاء ربانی ہے.........
امتی کو حق نہیں کہ ان کے اعمال پر اعتراض کرے.........

پاکیزگی کے حصول کے لئے اقبال جرم:۔

ایک صحابی سیدنا حضرت ماعض اسلمیؓ ان سے ایک بڑا اخلاقی جرم سرزد ہوا......... زنا......... زنا سے بڑا کوئی اخلاقی جرم ہے؟......... (نہیں) ....کوئی دیکھنے والا نہیں تھا.........کوئی گواہ نہیں تھا.........خود حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے پیغمبرؐ مجھے پاک کر دیجئے ....
آپ اندازہ کریں وہ دل خدا کے خوف سے کتنا تڑپتا ہوگا .... جو
بغیر گواہ کے خود عدالت میں پہنچتا اور کہتا ہے .... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے پاک کر دو .... اس کے تقویٰ کا اندازہ کر سکتے ہو؟ .... (نہیں)
حضور ﷺ منہ موڑ لیتے ہیں .... کیونکہ رحمۃ للعلمین .... ہر وقت
رحمت جوش مارتی تھی .... وہ ادھر آیا پھر کہا .... ادھر آیا پھر کہا ....
جب چار دفعہ اس نے اقرار کیا پھر پیغمبر ﷺ کی رحمت اور شفقت قانون الٰہی میں
رکاوٹ نہیں بنتی .... پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر حد جاری کرو ....
تو جب حضرت ماعزؓ کا یہ عمل سامنے آتا ہے .... تو لوگ کہتے ہیں
کہ صحابیؓ نے تو زنا بھی کیا .... تو کیا ہم ان کو نمونہ بنائیں .... اور زنا
کریں .... بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... اَلْعِبْرَۃُ بِالْخَوَاتِیْم
.... جو سبق لینا ہے وہ آخری بات سے لینا ہے .... اس نے زنا کیا تو پھر
توبہ بھی کی .... تم نے سبق توبہ سے لینا ہے زنا سے نہیں ....
تو جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایسا کریں انہوں نے پورے واقعہ پر نظر نہیں
کی .... پورے واقعہ کا ایک حصہ ہے زنا اگلا حصہ ہے توبہ .... تو صحابیؓ
ہمارے لئے نمونہ بنے گا .... اپنے آخری عمل میں یا پہلے عمل میں؟ ....
(آخری عمل میں) .... تو یہ صحابیؓ نمونہ ہوئے یا نہیں؟ .... (ہوئے)

صحابیؓ کی صحابیؓ پر جرح اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی :-

جب ان پر پتھر مارے گئے تو ایک خون کا چھینٹا پڑ گیا حضرت خالد بن
ولیدؓ کے کپڑوں پر .... تو جس طرح جوش میں ہوتا ہے .... کیا ہوا؟

.... تو حضرت خالد بن ولیدؓ کی زبان سے وہی کلمہ صحابیؓ کے خلاف نکلا .... حضور علیہ السلام کو اطلاع ملی .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے .... فرمایا! خالدؓ تم نے میرے صحابیؓ کے بارے میں یہ کلمہ کہا؟ .... خالدؓ نے یہ نہیں کہا کہ وہ تو زنا کار تھا .... نہیں .... اس لئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ سارے صحابہؓ ستارے ہیں .... اور یہ صحابیؓ بھی توبہ کے بعد روشن ستارہ ہے .... کہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں گے ....

تو حضرت خالد بن ولیدؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا کہ تم نے یہ کیوں کہا؟ .... اس نے تو وہ توبہ کی کہ اگر اس کی توبہ سارے مدینہ میں تقسیم کی جاتی .... سب بخشے جاتے ....

میں کہتا ہوں کہ ماعض اسلمیؓ جیسے صحابیؓ پر .... حضرت خالد بن ولیدؓ کو تنقید اور جرح کا حق نہیں .... اور آج کل کے گناہ گاروں کو ہے؟ .... (نہیں) .... خالد بن ولیدؓ کوئی معمولی آدمی ہے؟ .... (نہیں) .... وہ تو ماعض اسلمیؓ سے بھی آگے ہے .... وہ اونچے درجے کے صحابیؓ ہیں .... خالد بن ولیدؓ جیسے تو اونچے درجے کے صحابیؓ کو بھی حق نہیں کہ وہ ان پر جرح کرے .... اور یہاں جو اٹھتا ہے .... صحابہؓ پر جرح .... اس نے یہ کیا .... اس نے وہ کیا .... میں کہتا ہوں کہ صحابہؓ پر تنقید جائز نہیں ......

فقہی مسئلہ:۔

میں ایک چھوٹا سا فقہ کا مسئلہ بیان کرتا ہوں .... حضرت مولانا زکریا صاحب یہ تراویح کی نماز پڑھا رہے ہیں .... اور قرآن سنا رہے ہیں .... میں دوسری مسجد میں تراویح پڑھ آیا ہوں .... اور میں آ کر بیٹھا ہوا ہوں

..........مولانا قرآن پڑھتے ہوئے کہیں غلطی کر گئے .... کوئی مشابہ لگ گیا ....غلطی کر گئے .... میں نماز سے باہر تھا.......... کیونکہ میں نماز پڑھ چکا تھا.......... بیٹھا ہوا تھا.......... اور مجھے وہ آیت یاد تھی .... میں نے لقمہ دیا صحیح..........ان کی غلطی کی تصحیح کی اور لقمہ دیا صحیح..........انہوں نے میرے اعتماد پر لقمہ قبول کرلیا..........اپنی قرات صحیح کر لی..........قاسمی صاحب مولانا کی نماز ہو گئی؟.......... (نہیں)..........انہوں نے غلطی کی تھی اور میرا لقمہ صحیح تھا.......... نماز ہو گئی ؟.......... (نہیں) .... غلطی نکالنا ٹھیک نہیں؟ .... آپ سارے علماء کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوئی..........

بھائی کیوں؟ .... اس لئے کہ تھی ان کی غلطی .... لیکن تھے یہ نماز کے اندر اور میں تھا نماز کے باہر..........تو جو نماز کے اندر ہو اس کا درجہ اونچا .... جو نماز سے باہر ہے اس کا درجہ نیچا .... تو نیچے درجے والا اونچے درجے والے کی صحیح غلطی بھی ہو تو پکڑ نہیں سکتا..........

جو شخص نماز سے باہر ہے وہ نماز کے اندر والے کی برابری نہیں کر سکتا .... حالانکہ یہ جو اندر کا مرتبہ ہے .... وہ میں ایک منٹ میں لے سکتا ہوں .... کہ میں کہوں اللہ اکبر ....تو ایک منٹ میں اندر آ گیا لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جو میں ایک منٹ میں لے سکتا ہوں .... لیکن صحابہؓ کا وہ مرتبہ ہے .... جو غیر صحابی سال ہا سال تڑپتا رہے صحابی نہیں بن سکتا..........

تو جب یہ بات سامنے آتی ہے کہ نماز کے اندر جو ہے.......... اس کا مرتبہ اور .... جو نماز کے باہر ہے اس کا مرتبہ اور .... تو چھوٹے مرتبے والا اس کی حقیقی غلطی پر بھی اس کو لقمہ دے نہیں سکتا..........تو غیر صحابی، صحابی کو لقمہ

نہیں دے سکتا.......... غلطی نہیں نکال سکتا.......... کوئی کہے تو کہو ہے کہ وہ پھر بھی صحابی ہے..........

سوال:۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ سات نبوی میں ایمان لائے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کے فوراً بعد کیوں دعا نہ مانگی؟..........

جواب:۔

اب یہ تو مانا کہ دعا مانگی اب مسئلہ یہ ہے کہ فوراً کیوں نہ مانگی..........تو سنیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ کا پہلا حصہ..........صرف عقائد اور اخلاق کی اصلاح تھی .... تیرہ سال تک آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں عقائد کی تعلیم دیتے رہے..........توحید وشرک کی باتیں سمجھاتے رہے..........اور اس میں اخلاقی تعلیم تھی .... حکومت کا تصور نہیں تھا..........تو ابتدائی دور میں اسلئے دعا نہیں مانگی کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عقائد کی تعلیم تھی ....اخلاق کی اصلاح کی تعلیم تھی .... حکومت کا تصور نہیں تھا..........ان کیلئے اس وقت دعا مانگی جب حکومت کا تصور سامنے آیا..........معلوم ہوا کہ عمرؓ ہے ہی خلافت کیلئے..........

یہ جو سوال کیا اس سے بڑی اچھی دلیل واضح ہوئی کہ اس وقت دعا مانگی جب مسلمان اسلامی سلطنت کی سوچ میں آگئے..........تو پھر اس وقت مانگی اور پھر اللہ کا لعل آیا ہی صرف اس لئے کہ خلافت اور نظام سلطنت کے لئے..........

سوال:۔

واقعہ قرطاس کیا تھا..........مسئلہ قلم دوات مانگنے کا؟..........

جواب:۔

میں نے شروع میں یہ بات عرض کی کہ ہم جس طرح دوسرے صحابہؓ کا احترام کرتے ہیں.......... حضرت علیؓ کا بھی کرتے ہیں.......... تو ہمارے نزدیک کسی صحابی پر اعتراض کرنا جائز نہیں .... تو حضور ﷺ نے قلم دوات مانگی .... تو قلم دوات لانا کس کے ذمہ ہوتا ہے؟.......... جو سیکرٹری ہو.......... تو حضور ﷺ کے سیکرٹری تھے، حضرت علیؓ.......... تو اگر ہم کہیں کہ حضور ﷺ نے قلم دوات مانگا اور انہیں قلم دوات نہ دیا گیا تو زد پڑتی ہے حضرت علی پر.......... اس لئے ہم یہ بات گوارہ نہیں کرتے کہ حضرت علیؓ پر زد آئے..........

یہ تاریخ کا ناقابل انکار واقعہ ہے کہ حضرت علیؓ حضور ﷺ کے سیکرٹری تھے.......... حدیبیہ کے مقام پر صلح نامہ کس نے لکھا تھا؟.......... (حضرت علیؓ نے).......... تو حضرت علیؓ حضور ﷺ کے سیکرٹری تھے.......... لکھا کون کرتے تھے؟.......... (حضرت علیؓ).......... تو کس کے ذمہ ہوتی ہے لانی؟.......... (سیکرٹری کے).......... تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کرنے والا حضرت کا مخالف ہے.......... جو چاہتا ہے کہ ان پر جرح ہو.......... تو ہم حضرت علیؓ پر جرح آنے نہیں دیں گے..........

کیوں؟.......... حضرت علیؓ قلم دوات نہ لائے.......... تو حضرت علیؓ کو اب بچانا مقصود تھا.......... تو ان کو بچانے کے لئے حضرت عمرؓ پاس بیٹھے تھے.......... ساتھی تھے انہوں نے کہا.......... حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰه .... اس میں ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے.......... حضرت علیؓ کو شامل کر کے کہا ہمیں اللہ کا یہ جو فیصلہ ہے کہ دین مکمل ہو چکا ہے کافی ہے.......... ہم حضور ﷺ کو اس وقت کیوں

تکلیف دیں......... بیماری کی حالت میں کہ وہ ضرور لکھیں.......... کیا خدا کا اعلان کہ میں نے دین مکمل کر دیا ہے کافی نہیں .... حضرت عمرؓ کا یہ جملہ .... حَسْبُنَا كِتَابُ الله .... حضرت علیؓ کو بچانے کے لئے تھا..........

اور ہم بھی حضرت علیؓ کو بچانے کے لئے دہراتے ہیں..........

تو .... حَسْبُنَا كِتَابُ الله .... جو آپ نے کہا اس کا معنی یہ تھا کہ لکھنے کے لحاظ سے تحریر کے لحاظ سے ہمیں کتاب اللہ کافی ہے.......... صحابہؓ میں دو طبقے تھے .... ایک کہتے تھے کہ صرف قرآن لکھا جائے .... حدیثیں نہ لکھی جائیں .... اور کچھ صحابہ تھے وہ کہتے تھے کہ حدیث بھی لکھی جائے ....تو جب اللہ کا کلام مکمل ہو چکا تھا..........تو حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں لکھ دوں ....تو حضرت عمرؓ کا مذہب یہ تھا کہ لکھنے میں صرف قرآن کافی ہے حدیث زبانی سمجھا کرو ....تو انہوں نے جو کہا .... حَسْبُنَا كِتَابُ الله .... یہ وصیت کا انکار نہیں .... یہ قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کی کتابت ہو یا نہ ہو..........اس کے بارے میں ہے..........

کیوں؟ .... اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک تجویز بتائی فرمایا ....زبانی سمجھ لو کہ حضور ﷺ کیا کہتے ہیں.......... چنانچہ حضور ﷺ سے عرض کی گئی .... حضور ﷺ فرمائیں آپ نے فرمایا .... اُصِيكُمْ بِثَلَاثٍ .... میں تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں..........

پہلی وصیت یہ کہ..........اَخْرِجُوا الْيَهُوْدَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَب .... پورے جزیرہ عرب میں یہودی نہ رہنے پائے ....

دوسری وصیتؐ یہ کہ.......... اجیزوا الونه بنو ما کنت اجزِم..........

دوسری قوموں کے جب (Deputation) آیا کریں ....تو مسلمانو.........ان کو(Entertain) کرنا اسی طرح آنے دینا جس طرح میں آنے دیتا ہوں ....اور.........

تیسری وصیت ....جو امام مالکؒ نے موطا میں نقل کی کہ میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا.........

تو تینوں باتیں پوری ہوگئیں ....تو پھر کوئی جھگڑا ہے؟ ....(نہیں).........تو وصیت کے لئے قلم دوات لانا کس کے ذمہ؟ (حضرت علیؓ کے) حضرت علیؓ سے الزام کو ہٹانے کے لئے کتابت کے موضوع میں کہ صرف قرآن کی کتابت ہو.........حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰه.........کس نے کہا؟.........(حضرت عمرؓ نے).........حضرت علیؓ نے اس جملے کی مخالفت کی؟.........(نہیں).........بلکہ منظور کیا.........حل کیا نکلا؟.........کہ وصیت لکھی نہ جائے لیکن زبانی پوچھو ....پوچھی گئی حضورؐ نے فرمایا وصیتیں تین ہیں.........

یہودی جزیرہ عرب میں نہ رہیں

بیرونی وفد آئیں

میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا

بات مکمل ہوگئی ....کوئی سوال ہی باقی نہیں ....

سوال:۔

یزید کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں؟.........

جواب:۔

ہم تو پہلے اپیل کر رہے ہیں کہ صحابہؓ کے بارے میں ابھی قوم کو اس ذہن

پر لائیں کہ کوئی ان پر انگلی نہ اٹھائے ....تو آپ نے کیا اس بات کو پھیلا لیا ....اور پوری طرح پالیا ہے کہ اگلی بات پر آگئے ....

یزید کے بارے میں ہم واضح طور پر کہتے ہیں..........کہ یزید اور حسینؓ کے مقابلہ میں ....ہمارے دل حضرت حسینؓ کے ساتھ ہیں .... یزید کو ہم غلط سمجھتے ہیں..........

حضرت گنگوہیؒ نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ میں اپنے اکابر کی پیروی میں یزید کو فاسق کہتا ہوں..........لیکن یہ یاد رہے کہ یہ مسئلہ عقائد سے متعلق ہے۔ یا تاریخ سے..........

سوال:۔

علامہ صاحب یہ فرمائیں ....لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَر.......... اس کا معنیٰ کیا ہے؟..........

جواب:۔

کہ اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتے ....اس کا معنیٰ کیا ہے؟ ....بھائی حضرت عمرؓ نے کہا ....لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَر..........اگر یہ روایت سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے ثابت ہو ....اگر.......... اس لئے کہتا ہوں کہ محدثین کے نقطہ نگاہ سے اس میں کلام ہے..........لیکن اگر یہ جملہ مانا جائے تو پھر اس کا معنیٰ یہ ہے۔ اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا ....تو معلوم ہوا کہ عمر ہلاک نہیں ہوا..........

گو اس کی وجہ یہ ہو کہ علیؓ ان کے ساتھ تھے ....لیکن نتیجہ یہ کہ وہ ہلاک نہیں ہوئے ....تو جو لوگ اس کو اعتراض سمجھتے ہیں .... کیا وہ کسی

جملے میں یہ نہیں پڑھتے کہ اس میں عدم ہلاکت کی خبر ہے .... کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہوتا .... اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوتا .... اس کا معنی کیا ہے .... کہ عمرؓ ہلاک نہیں ہوا .... اور کیوں نہیں ہوئے .... کیونکہ علیؓ ساتھ تھے ....

تو یہ عقیدہ کہ علیؓ عمرؓ کیساتھ تھے .... یہ عقیدہ کن کا ہے؟ ....

(ہمارا) ....تو اعتراض کرنے والوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ یہ بات تو وہ اپنے خلاف فٹ کر رہے ہیں ....

وجہ میں آپ کو بتاتا ہوں ذرا غور کریں .... کہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ کیوں رکھتے تھے .... وجہ اس کی یہ تھی کہ بعض روایتوں میں جن میں محدثین نے کلام کیا .... حضور ﷺ نے فرمایا کہ .... تَرَکْتُ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ .... کہ میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑ چلا ہوں .... کتاب اللہ .... قرآن .... وعترتی .... اور اپنی آل .... محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی .... اور جو صحیح حدیث ہے .... وہ یہ ہے کہ .... حضور ﷺ نے فرمایا .....

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ ....اَوْ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ....

امام مالکؒ نے اس کو مرسل روایت کیا لیکن یہ جو روایت ہے .... جس کو امام مالکؒ نے مرسل روایت کیا .... اسے ابن عبدالبر مالکیؒ نے کتاب التمہید میں متصل روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے اور جیسا کہا التجرید میں انہوں نے لکھا ہے .... البتہ یہ روایت کہ میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں .... کِتَابُ

اللہ وَعِترَتِی .... قرآن اور عترت .... تو اس پر ذرا غور کرو .... ایک سوال کرنے لگا ہوں ....

حضور ﷺ نے فرمایا کہ .... تَرَکتُ فِیکُم .... تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں .... کِتَابُ اللہ وَعِترَتِی .... قرآن اور اہل بیتؓ تو .... تَرَکتُ فِیکُم .... یہ کم کے مخاطب کون ہیں؟ .... کن کو کہا کہ تم میں چھوڑ چلا ہوں؟ .... (صحابہؓ) .... جانے والا وصیت کن کو کرتا ہے؟ .... اپنے جانشین کو .... جس کو جانشین بنانا ہوتا ہے .... کہ میرے بعد ایسا ایسا کرنا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے کہا کہ قرآن اور اہل بیتؓ کو ساتھ لے کر چلنا ....

تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے ہاں جانشینی صحابہؓ کو جانی تھی .... تبھی تو ان کو مخاطب کر کے کہا کہ ان کو ساتھ لے کر چلنا ....

تو بھائی جب افسر جاتا ہے تو چارج جس کو دینا ہے اسی کو مخاطب کرتا ہے .... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو .... تَرَکتُ فِیکُم کہا .... یہ کم کا مخاطب کون ہے؟ .... (صحابہؓ) .... کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں .... تو معلوم ہوا کہ وصی رسول صحابہؓ ہیں .... اور ان کو کہا گیا کہ تم نے قرآن اور میرے اہل بیتؓ کو ساتھ لے کر چلنا ہے .... تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اہل بیتؓ ہوتے تو پھر اہل بیتؓ کو کہتے کہ اے میرے اہل بیت قرآن اور صحابہؓ کو ساتھ لے کر چلو .... لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین صحابہؓ تھے .... اس لئے صحابہؓ کو مخاطب کر کے کہا کہ دو چیزیں ساتھ رکھنا کتاب اور اہل بیتؓ .... تو حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے حضرت حسنؓ و حسینؓ سے کیوں مشورے کرتے تھے؟ .... اس لئے اگر یہ حدیث صحیح ہے ....

حدیث پر عمل کرنے کے لئے کہ خلافت چلائیں گے ....تو صحابہؓ.........البتہ ان کو حکم ہے کہ قرآن کو بھی ساتھ رکھیں......... اہل بیتؓ کو بھی ساتھ رکھیں ....حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے ساتھ رہے......... اس جملے کے اظہار کے لئے فرمایا......... لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَر .... کہ علیؓ میرے ساتھ ہی تھے ....اس لئے میں ہلاک نہیں ہوا.........تو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ قرآن اور اہل بیتؓ کو ساتھ رکھنا آپ نے اس پر عمل کیا.........

سوال:۔

آپ نے کہا کہ پیغمبر گناہوں سے پاک ہوتا ہے ....تو سورۂ فتح میں ہے .... لِيَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ......... کہ اللہ آپ ﷺ کے گناہ معاف فرمائے ....تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا؟.........

جواب:۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی گناہ نہیں ہوسکتا.........لیکن بعض ایسی باتیں کہ جو گناہ تو نہیں، لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں .... اگر ایسی سرزد ہوجائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اس قاعدہ کے مطابق .... حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْن ....اس قاعدہ کے مطابق کہتا ہے کہ یہ گناہ نہیں لیکن اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات تیری شان کے مناسب نہیں تھی اور جو نہیں تھی وہ بھی میں نے بخش دی.........

سوال:۔

ابن کثیر میں لکھا ہے کہ یزید کے ہاتھ پر ۲۷۶ صحابہ کرامؓ نے بیعت کی

تھی .... اگر یزید کا کردار مشکوک تھا تو صحابہؓ نے بیعت کیوں کی؟ ....

جواب:۔

بھائی اس بیعت کرنے والوں میں جو سب سے اونچے بیعت کرنے والے تھے .... ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ یہ بیعت دل کی خوشی سے نہیں .... اس وقت امن عامہ کو قائم رکھنے کے لئے کی گئی تھی .... ورنہ یزید کے بارے میں اچھا کلمہ ان میں سے کسی نے نہیں کہا .... سب سے زیادہ نام لیا جاتا ہے عبداللہ بن عمرؓ کا تو عبداللہ بن عمرؓ کی روایت صحیح بخاری میں ہے وہ کیا فرماتے ہیں .... یہ نہیں کہتے امیر المومنین .... یہ نہیں کہتے خلیفہ .... کہتے ہیں بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعَتِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ .... ہم نے اللہ اور رسولؐ کی بیعت کو قائم رکھتے ہوئے اس شخص کی بیعت کی ہے .... تو جو حاکم اعلیٰ ہو اس کو شخص اور رجل کہہ کر مخاطب کرنا کلمہ تحقیر ہے ....

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت جو بھی تھی وہ امن عامہ کے قیام کے لئے تھی .... دل سے رضا کا اظہار نہیں تھا ....

اور عبداللہ ابن عمرؓ جنہوں نے بیعت کی تھی .... ایک دفعہ حج کے موقع پر تھے تو ان سے کسی عراقی نے مسئلہ پوچھا اور کہا کہ احرام کی حالت میں

کپڑے

جوں

اور مکھی

اس کو مار دینا جائز ہے؟ .... آپ نے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ .... اس نے کہا کہ میں عراق کا رہنے والا ہوں .... تو آپ

نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو مارتے ہوئے مسئلہ نہیں پوچھا ....اور جوں کو مارنے کے لئے مسئلہ پوچھ رہے ہو..........

یہ کون کہتا ہے؟.......... (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) .... یہ وہ کہتا ہے جس نے یزید کی بیعت کی ہوئی تھی.......... معلوم ہوا کہ اس بیعت کے باوجود ان کے دل حسینؓ کے ساتھ تھے یزید کے ساتھ نہیں تھے..........

سوال:۔

یہ مالکی حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز کیوں پڑھتے ہیں؟..........

جواب:۔

بھائی اس کا جواب ان سے پوچھو..........

سوال:۔

ایک شیعہ حلال جانور مثلاً مرغی ذبح کر رہا ہے.......... اور سنی اس وقت موقع پر حاضر نہیں.......... ایک شیعہ ذبح کرتا ہے آیا وہ حلال ہو گیا یا نہیں؟......

جواب:۔

بھائی ان کا ذبیحہ مسلمانوں کے لئے حلال نہیں..........

بھائی سارے پرچے (سوال) مکمل ہو گئے.......... اور زیادہ لمبی بات نہیں.......... وقت کافی بیت گیا ہے.......... میں انہیں الفاظ پر ختم کرتا ہوں......

......وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ......

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خطبہ مسنونہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی .... خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاء .... وَ عَلٰی اٰلِہِ الْاَتْقِیَاء وَ اَصْحَابِہِ الْاَصْفِیَاء ....

اَمَّابَعْدُ .... فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ............بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .... لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُؤُسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لَاتَخَافُوْنَ .... (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۲۷)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ ....وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ....وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ............

تمہید:۔

حضرات علماء کرام

سامعین عزیز

دوستو اور بھائیو

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے .... وہیں ان کی بعثت ہوئی .... آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا............ مخالفت ہوئی

.... یہاں تک کہ آپ ترک وطن پر مجبور ہوئے .... اور مدینہ منورہ تشریف لائے.......... مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے.......... یہ بات آپ سب کو معلوم ہے..........

نبی کا خواب وحی ہوتا ہے:۔

مدینہ منورہ ہی میں تھے کہ ہجرت کے دو سال بعد.......... بدر کی لڑائی لڑی گئی.......... تین سال بعد اُحد کی لڑائی لڑی گئی.......... پھر جنگ احزاب کی تیاریاں سامنے آئیں .... اور جب نبی پاک ﷺ کو ہجرت کئے ہوئے چھ سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا تھا.......... تو آنحضرت ﷺ کو مدینہ منورہ میں ایک خواب آیا.......... وہ خواب کیا تھا؟..........

آپ نے خواب دیکھا کہ میں صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ.......... مسجد حرام میں داخل ہوا ہوں.......... مسجد حرام کہاں ہے؟.......... مکہ مکرمہ میں .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے؟.......... مدینہ منورہ میں ....تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب آیا.......... کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں ....لیکن مسجد حرام کا یہ داخلہ کوئی میدان جنگ نہیں..........کوئی مخالفت کے حالات میں نہیں .... بلکہ صحابہ کرامؓ حج سے فارغ ہو کر..........جس طرح طواف زیارت میں مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں .... کہ حاجیوں کے سر منڈے ہوئے ہیں .... یا حلق یا قصر کیا ہے .... اور وہ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں.......... اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو دیکھا..........

آپ نے یہ خواب بیان کیا.......... صحابہ کرامؓ جانتے تھے کہ پیغمبر کا

خواب وحی ہوتا ہے...... ہمارے عوام کے خواب معدے کے بخارات کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں .... دن کے تفکرات کا خیال اور نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں........... لیکن پیغمبر ﷺ کا ذہن ایسی لطافت پر ہے .... کہ وہ حالات سے متاثر نہیں ہوتا .... جب اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ کو کوئی خواب دکھائے .... تو وہ خدا کی طرف سے القاء اور وحی ہے........... تو حضور ﷺ نے جب خواب بیان کیا ....کہ میں نے خواب دیکھا ہے .... کہ تم میرے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہو .... اور اس دن تم خوف کی حالت میں نہیں .... بلکہ امن کی حالت میں ہو........... تو صحابہ کرامؓ نے یہ سمجھا کہ........... ہم ابھی چلیں مکہ کی طرف رخ کر کے........... اور جس طرح حضور ﷺ نے خواب دیکھا ہے ....اسی طرح ہمیں مسجد میں حاضری نصیب ہو گی ....

تقریباً ڈیڑھ ہزار پاک باز انسانوں کا ایک جم غفیر........... حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا........... کہ اے اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم .... اللہ نے آپ کو خواب دکھا دیا........... بشارت دے دی........... اب ہم چلتے ہیں ....تو حضور ﷺ نے جو خواب سنایا تھا........... یہ تو نہیں کہا تھا اسی سال .... خواب آپ نے سنایا........... اس کا وقت علم الٰہی میں تھا کہ کب وہ خواب پورا ہو گا........... اور کب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا داخلہ ان ...ات میں مسجد حرام میں ہو گا...........

مکہ کی طرف عازم سفر:۔

لیکن صحابہ کرامؓ نے اصرار کیا کہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ ہم ابھی چلیں .... تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی بہت دل جوئی کرتے تھے

..........آپ نے انکار نہیں کیا..........فرمایا چلو..........یہ بات کہ وہ وقت کب آئے گا..........اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بتائی نہ تھی..........نہ خواب میں وہ نقشہ دکھایا گیا..........تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی دلجوئی کرتے ہوئے ان کی بات قبول کر لی..........اور آپ ﷺ نے فرمایا..........اچھا چلو..........تو تقریباً سولہ سو انسانوں کا ایک قافلہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا..........جا رہے تھے کہ ہم عبادت کیلئے مسجد حرام میں داخل ہوں گے..........اور انہوں نے احرام باندھے ہوئے تھے..........احرام باندھ کر یہ پاک باز قافلہ مکہ کی طرف چلا..........اور جب ان کی نیت تھی..........ارادہ تھا کہ ہم وہاں جا کر عمرہ کریں گے..........طوافِ کعبہ کریں گے..........تو ایک مقام راستے میں آتا ہے..........جس کو کہتے ہیں حدیبیہ..........

مشرکین سے گفت وشنید:۔

حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے..........اور آپ ﷺ کی اونٹنی خود بیٹھ گئی..........آگے نہیں جا رہی تھی..........جب اونٹنی وہاں ٹھہری..........اتنے میں مکے والوں کو اطلاع مل گئی..........کہ مسلمان بڑی تعداد میں ہم پر حملہ کرنے کے لئے آرہے ہیں..........پہلے بدر اور اُحد کے میدانوں میں ہم جایا کرتے تھے..........لیکن آج وہ آرہے ہیں..........اور انہوں نے لڑائی اور مقابلہ کے..........جنگ کے..........سارے انداز اختیار کر لئے..........اور کہا کہ ہم آگے نہیں بڑھنے دیں گے..........میدان جنگ ہوگا..........تو وہ حدیبیہ کی حد تک ہوگا..........ہم مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے..........

مسلمانوں نے وہیں پڑاؤ ڈالا..........اور مکہ مکرمہ والوں سے..........

یعنی مشرکین سے گفت وشنید جس کو کہتے ہیں (Conversation) ....

.... باہمی گفتگو ہونے لگی .... حضور ﷺ نے کہا کہ ہم آئے ہیں عبادت کیلئے .... اور عبادت کر کے چلے جائیں گے .... انہوں نے اصرار کیا کہ نہیں تم جنگ کیلئے آئے ہو .... اور ہم لڑیں گے .... ہم مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے .... اب ایک عجیب حال اور عجیب کیفیت تھی ....

سفیر نبوت:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے عربوں کے رواج کے مطابق اپنا نمائندہ بھیجنے کا فیصلہ کیا .... کہ ہماری طرف سے ہمارا سفیر گفتگو کرے گا .... مکہ والے .... ان کے رؤسا .... ان کے سردار وہیں تھے .... اور ان کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے اہل اسلام کی طرف سے سفیر کون جائے گا؟ .... اس لئے نبی پاک ﷺ نے پہلے حضرت عمر فاروقؓ کا نام پیش کیا .... حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ اے اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ .... مجھے تعمیل ارشاد سے کوئی انکار نہیں .... لیکن جو شخص کامیابی کے ساتھ وہاں گفتگو کرسکتا ہے .... اور پورے مکہ میں جس کا اکرام واحترام اور شخصیت کا رعب و دبدبہ زیادہ ہے .... وہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں .... یہ میری رائے ہے .... حکم ہو تو میں تیار ہوں .... لیکن میری رائے یہ ہے کہ مکہ میں .... جو شخص سب سے زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے .... اور جس کی بات کا وہاں گہرا اثر ہوگا .... وہ عثمان غنیؓ ہیں .... آپ ﷺ ان کو بھیجیں ....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی رائے قبول فرمائی ....

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفیر اسلام کی حیثیت سے مکہ میں گئے .... تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو وہاں جا کر گفتگو کرنی تھی .... وہ دینی تھی یا سیاسی؟ .... (دینی نہیں) .... جو گفتگو انہوں نے کرنی تھی وہ سیاسی تھی .... کیوں؟ .... دین کا پیغام تو خود حضور ﷺ مکہ میں دے چکے تھے .... اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں تھے .... تو آپ ﷺ کا نغمہ توحید مکہ کی گلیوں میں بارہا گونجا تھا .... مسجد حرام کے پاس عمر فاروق نے بارہا آوازیں دی تھیں .... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی .... نبوت کے بعد بارہا مسجد حرام میں نماز ادا کی .... تو جو بات جناب نے دینی پہچانی تھی .... وہ تو پہنچ چکی تھی .... اب مسلمان آئے تھے لڑنے کیلئے؟ .... (نہیں) .... ان کا ارادہ یہ تھا کہ طواف کر کے چلے جائیں گے .... عمرہ کر کے چلے جائیں گے .... تو ہمیں عبادت کی اجازت دو .... جو انہوں نے گفتگو کرنی تھی .... اہل مکہ کیساتھ وہ گفتگو سیاسی سطح کی تھی .... اور مکہ والوں نے جو روکا تھا .... کہ مکہ کے اندر نہیں آنے دیں گے .... تو وہ بھی اس لئے کہ کئی سالوں سے ایک دوسرے کے حریف تھے .... کئی سالوں سے ایک دوسرے سے مقابلے تھے .... مسلمانوں کے ذہن میں بھی تھا کہ .... بدر کے شہداء کا خون کن کن کی گردنوں پر ہے؟ .... اور ان لوگوں کو بھی پتہ تھا .... کہ ہمارے کون کون سے جوان مارے گئے؟ .... تو گفتگو کون سی تھی؟ .... سیاسی ....

اب یہ بات ذہن میں رکھیں کہ .... ہمارے حلقوں میں یہ تو کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ بڑے بزرگ تھے .... بہت نیک تھے .... بڑے

ذاکر وشاغل تھے .... جامع آیات القرآن تھے......... عشرہ مبشرہ میں سے تھے .... بڑے باحیاء تھے .... ذوالنورین تھے .... لیکن حضرت عثمانؓ کی سیاسی عظمت کے لئے ہماری زبانیں خاموش رہتی ہیں......... یہ رائے ہرگز درست نہیں.........

حضرت عثمانؓ کی سیاسی بصیرت:۔

ان کی سیاسی عظمت کا اعتراف بعض تاریخ پسند بہت کم کرتے ہیں......... تو میں آپ کے سامنے یہ بات لانا چاہتا ہوں......... کہ سیاسی گفتگو کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بصیرت پر دو رائے متفق ہوئیں......... ایک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری عمر فاروقؓ کی .... تو حضرت عمرؓ ان مدبرین میں سے ہیں .... کہ سیاست میں جن کا نظیر شاید ہی کوئی گذرا ہو؟ .... اب اگر حضرت عثمانؓ میں کوئی سیاسی استعداد کی کمزوری ہوتی یا نرمی ہوتی .... تو عمر فاروقؓ جیسا جری انسان .... ان جیسا قوی رائے والا اور عزم والا انسان حضرت عثمانؓ کا نام پیش کرتا؟......... (نہیں) .... تو پھر حضرت عثمانؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے اتنی مضبوط چلی آرہی تھی......... کہ جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے .... تو آپ نے اپنے بعد خلافت کیلئے چھ آدمیوں کو نامزد کیا......... کہ ان میں سے جس کو چاہو چن لو .... یا یہ چھ جس کو چاہیں چن لیں......... تو ان میں آپ نے حضرت عثمانؓ کا نام بھی رکھا......... معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس وقت بھی رائے یہی تھی کہ یہ خلافت کے اہل نہیں اور خلیفہ ہو سکتے ہیں .... اور سیاسی ذمہ داریاں اٹھا سکتے ہیں......... پوری قوم اور اُمت کا بوجھ ان کی کمر پر آ سکتا

ہے............ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اول رائے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہی تھی .... اور آخر میں بھی یہی تھی بوقت شہادت .... اور نبی پاک ﷺ بھی اپنی رائے دے چکے تھے............ اور فرما چکے تھے............ تائید کر چکے تھے............ معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی سیاسی بصیرت کے قائل حضور ﷺ بھی تھے............ اور حضرت عمرؓ بھی تھے............

تو جن مؤرخین نے حضرت عثمانؓ کی سیاسی بصیرت کو دبانے کی کوشش کی اور کہا............ کہ وہ بزرگ تو تھے .... بڑے باحیاء تھے............ اور ان کی بڑی قربانیاں تھیں............ لیکن سیاسی طور پر وہ کمزور تھے............ اگر کمزور ہوتے .... تو عمر فاروقؓ جیسے انسان .... اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تمام مسلمانوں کا سفارتی سطح پر نمائندہ نہ بناتے............

تو میں اس وقت حضرت عثمانؓ کے وہ فضائل و مناقب بیان نہیں کر رہا .... وہی بات کہوں گا............ جس کی طرف مؤرخین نے کم توجہ دی ہے .... اور وہ یہ ہے............ کہ ان کی سیاسی عظمت ان دو ہستیوں کے سامنے مسلّم تھی ....

بغیر عمرہ کئے احرام کیوں کھولے؟

یہاں ایک اور بات پیش نظر رکھیں............ پیشتر اس کے کہ میں بیان کروں............ کہ وہ سفیر بن کر گئے .... اور کیا باتیں ہوئیں............ ایک بات عرض کروں گا............ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خواب دکھایا تھا .... اللہ تعالیٰ نے فرمایا............ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ .... بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا............ کون سا

خواب؟.......... لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.......... اے مسلمانو ایک وقت آئے گا.......... کہ تم مسجد حرام میں داخل ہو گے.......... اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.......... جو اللہ نے چاہا.......... اٰمِنِيْنَ.......... اس وقت تم امن کی حالت میں ہو گے.......... مُحَلِّقِيْنَ رُؤُسَكُمْ.......... تمہارے سر حج کے مناسک کے سلسلہ میں منڈے ہوئے ہوں گے.......... وَمُقَصِّرِيْنَ.......... اور کچھ کے سروں کے بال منڈے نہیں کٹے ہوں گے.......... لَاتَخَافُوْنَ.......... اس دن تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا

تو جب حضور ﷺ کو خواب آیا.......... تو خواب میں یہ تو نہیں بتایا گیا تھا.......... کہ وہ امن کا وقت کب آئے گا.......... لیکن صحابہؓ کے اصرار پر آپ چل دیئے.......... اللہ تعالیٰ کی وحی میں نہیں اور خواب میں بھی نہیں.......... کہ وہ وقت کب آئے گا.......... اور صحابہؓ کی رائے پر حضور ﷺ نے یہ طریقہ اختیار کیا.......... آگے مکہ والوں نے روک دیا.......... معاہدہ ہوا حدیبیہ کا.......... اور مسلمانوں نے بغیر عمرے کے وہاں احرام کھولے.......... اور واپس آئے.......... اور جانوروں کی قربانیاں کر لیں.......... تو اس سال حضور ﷺ نے عمرہ کیا؟.......... (نہیں).......... پھر وقت آیا کہ حضور ﷺ وہاں داخل ہوئے.......... اور مسلمان وہاں داخل ہوئے ۹ ہجری میں..........

حضور ﷺ کی شفقت:۔

۹ ہجری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کے ساتھ مسلمانوں کو روانہ کیا.......... معاہدے کے تحت حج کیلئے روانہ کیا.......... اور اس حج میں حضور ﷺ خود تشریف نہیں لائے.......... اس میں آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا.......... کہا کہ آپ مسلمانوں کو لے کر جائیں..........

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کے بعد ایک ہی حج کیا ہے.......... اور وہ حجۃ الوداع کہلاتا ہے.......... اور اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر حضور ﷺ دو حج کر لیتے ایک حجۃ الوداع آخری.......... اور ایک اور کر لیتے.......... تو امت کے ذمہ ایک حج فرض ہوتا اور ایک سنت ہوتا..........

جس طرح ہم نماز میں سنت بھی پڑھتے ہیں.......... فرض بھی پڑھتے ہیں.......... اگر حضور ﷺ نے ایک حج اور کیا ہوتا.......... تو ایک حج فرض ہوتا اور ایک سنت ہوتا.......... تو امت پر ایک بوجھ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین تھے.......... رحمت کا تقاضا ہوا.......... کہ باوجود حالات کے میں ایک ہی دفعہ حج کروں.......... اور ایک ہی دفعہ حج میری امت اس کی متحمل ہو جائے.......... یہ بھی بڑی غنیمت کی بات ہے.......... ایک دفعہ حج فرض ہے.......... اور اگر دوسری دفعہ کرے تو نفل ہے سنت نہیں.......... تم نفل درجے میں دوسرا حج کر سکتے ہو..........

میرے دوستو.......... تو یہ جو تھی پالیسی کہ آپ نے اور حج نہیں کیا.......... ایک کے سوا.......... تو امت کیلئے ایک بہترین نمونہ.......... اور امت کیلئے بہترین شفقت تھی..........

حضور ﷺ کی پسندیدہ شخصیات:۔

تو میں توجہ یہ دلا رہا تھا کہ.......... جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا.......... اور خواب سنایا.......... صحابہ کرامؓ نے اصرار کیا.......... حضور ﷺ نے ان کی بات مانی.......... اور آپ چل پڑے تو نیچے سے کیا معلوم ہوا؟.......... نیچے سے معلوم ہوا.......... کہ وہ خواب اس سال پورے ہونے والا

نہیں .... وہ تو پھر اگلے سال .... ہوگا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پھر قائد بنا کر بھیجا .... معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفویؐ میں مسلمانوں کی قیادت کے لائق کون ہے؟ .... حضرت ابوبکر صدیقؓ .... ان کو قائد بنا کر بھیجا ....

اور پھر اس سے پہلے حدیبیہ کے مقام پر .... آپ نے مسلمانوں کی طرف سے قائد بنانے کا نام کس کا پیش کیا؟ .... حضرت عمرؓ کا .... نام کس کا تجویز کیا گیا تھا .... حضرت عمرؓ کا .... اور پھر عمل کس پر کیا؟ .... حضرت عثمانؓ پر .... تو معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت میں یہ تینوں ہستیاں .... مسلمانوں کی قیادت کی اہل تھیں ....

ابوبکرؓ بھی

عمرؓ بھی

عثمانؓ بھی

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نو ہجری میں حج کے لئے مسلمانوں کو روانہ کرنا .... جو خواب کے نتیجے میں ظہور میں آیا .... تو اس میں قائد کون تھے؟ .... (حضرت ابوبکر صدیقؓ) .... اور اس سے پہلے دو ہستیوں کو حضور ﷺ اپنی نظر میں پسندیدہ کر چکے تھے .... حضرت عمرؓ کو .... اور ان کے کہنے پر حضرت عثمانؓ کو ....

تو اب ہم حضور ﷺ کی سیرت کی اور حضور ﷺ کے طریقے اور معاملے کی روشنی میں یقین کرتے ہیں .... کہ یہ تین ہستیاں امت کی قیادت کی اہل تھیں .... اور سیاسی طور پر یہ امت کے مقتداء اور پیشوا عہد رسالت میں ہی

ہو چکے تھے..........

علم غیب خاصۂ خداوندی ہے:۔

تو میں توجہ یہ دلانا چاہتا ہوں.......... کہ حضور علیہ ﷺ کو خواب آیا تھا مدینہ منورہ میں.......... صحابہؓ کے اصرار پر حضور علیہ ﷺ چل دیئے.......... صحابہؓ نے احرام باندھے جو ان کو بغیر عمرہ کے حدیبیہ کے مقام پر کھولنے پڑے.......... یہ واقعہ ہے اس سے یہ پتہ چلا کہ اگر پیغمبروں کو علم غیب ہوتا.......... تو حضور علیہ ﷺ اس سال روانہ ہوتے؟.......... نہیں.......... بھئی اگر پتہ تھا کہ آگے رکاوٹیں ہیں.......... اور ہمیں جانے نہیں دیں گے.......... اور ہمیں راستے میں احرام کھولنا پڑے گا.......... اور پھر احرام کھولنے کی جو جنایت (دم) ہے.......... یعنی جب بغیر حج اور عمرہ کے احرام کھولا جائے.......... تو پھر اس پر قربانی کرنی پڑتی ہے صدقہ دینا پڑتا ہے.......... تو وہ مستقل اپنی جگہ پر مسئلہ ہے.......... تو پھر سب نے جنایت ادا کی.......... احرام کھولے اور قربانیاں کیں.......... جنایت ادا کی..........

تو میں بتا رہا ہوں کہ اگر حضور علیہ ﷺ کو مدینہ منورہ میں اطلاع دی گئی ہوتی تو آپ روانہ ہوتے؟.......... (نہیں).......... اور صحابہ کرامؓ جو اپنے وقت کے بڑے اولیاء اللہ تھے.......... ان کو اگر معلوم ہوتا کہ آگے رکارٹ ہوگی.......... تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے؟.......... (نہیں).......... بلکہ انتظار ہوتا اس سال کا.......... جس سال قیادت صدیقیؓ میں سولہ سو پاکباز انسانوں کا قافلہ تیار ہوا تھا.......... لیکن نہیں.......... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر ہیں.......... اور اللہ کی عادت ہے.......... کہ جب چاہے.......... جتنا چاہے.......... وہ غیب کی باتوں پر مطلع کرے.......... اللہ

کے غیب کا احاطہ کسی کو بھی نہیں.......... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت روانہ کرنا.......... اور روانہ ہونا بتا گیا کہ علم غیب ہر وقت ہر چیز کو جاننا یہ خاصۂ باری تعالیٰ ہے..........

علم غیبی کس نمے داند بجز پروردگار
ہر کہ گوید من بوانم تو اس د باور مدار
مصطفٰے ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل
جبرئیش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب تک بتایا نہیں اس وقت تک حضور ﷺ کو اس بات کا علم نہ ہوا.......... کہ یہ سال یہی ہے یا اگلا ہوگا؟.......... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر میں.......... کچھ عجیب وغریب حالات کھلے.......... اگر حضور کو اللہ تبارک وتعالیٰ بتا دیتے کہ اس سال نہیں.......... تو پھر حضور ﷺ کی سیرت سے ایک واقعہ ایسا نہ ہوتا.......... کہ آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو مسلمانوں کی قیادت کے اہل سمجھا ہو اور لائق سمجھا ہو.......... وہ واقعہ تو پیش نہ آتا؟.......... اب واقعہ پیش آیا.......... اللہ تبارک تعالیٰ کی حکمت یہ تھی.......... کہ ان کو روکا جائے.......... اور حضرت عمرؓ.......... اور حضرت عثمانؓ کا مقام کہ وہ مسلمانوں کی قیادت کے اہل ہیں.......... خود لسان شریعت سے پبلک (Public) کے سامنے آجائے.......... علم الٰہی میں یہ حکمت تھی.......... لیکن اس حکمت کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا نہیں.......... اگر یہ بتا دیا ہوتا تو یہ واقعات پیش نہ آتے.......... اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو علم غیب نہ دے تو بھی اس کی حکمت ہے.......... اور اگر دے تو

بھی اس کی حکمت ہے..........

اگر اللہ تعالیٰ غیب کی کوئی بات پیغمبروں پر کھول دے .... تو بھی پیغمبروں کا کمال کھلتا ہے.......... اور اگر نہ دے تو بھی پیغمبروں کا کمال کھلتا ہے.......... تو علم غیب کا نہ کھلنا یہ پیغمبروں کا عیب اور کمزوری نہیں ہے بلکہ بسا اوقات ان کے کمالات اور کھلتے ہیں..........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے .... ان کو نہیں پتہ تھا .... کہ اس سال ہم حج نہیں کر سکیں گے .... وہ روانہ ہوئے .... اور اگر وہ غیب جانتے ہوتے اور روانہ نہ ہوتے .... تو عمرؓ و عثمانؓ کی شان نہ کھلتی جو وہاں کھلی ....

اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور تھا .... کہ ان پاکباز ہستیوں کی شان کھلے .... اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ پر بات کھولی نہیں .... حضور ﷺ اسی خیال سے چل رہے تھے.......... کہ ہم چلیں گے.......... اور طواف کریں گے..........

اور یاد رکھیں کہ .... پیغمبروں کا اللہ کے بتلانے پر غیب جاننا .... تو بھی پیغمبروں کی شان کھلتی ہے.......... اور نہ جاننا.......... اس سے بھی پیغمبروں کی شان واضح ہوتی ہے..........

شہادت عثمانؓ کی جھوٹی افواہ:۔

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا .... کہ تم وہاں جا کر بات کرو.......... کسی نے پروپیگنڈہ کر دیا.......... پروپیگنڈہ کیا کیا؟ کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے ....

کافروں نے

مشرکوں نے

مکہ میں حضرت عثمانؓ کو مار ڈالا.........شہید کر دیا..........اب مسلمان وہاں گئے کس لئے تھے؟.........عبادت کیلئے یا لڑائی کیلئے؟..........عبادت کیلئے ....اور آپ کو پتہ ہے کہ.........احرام کی حالت میں تو لڑائی ہو ہی نہیں سکتی.........اب مسلمانوں کیلئے ایک عجیب منظر پیش کیا.........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو.........جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ حضرت عثمانؓ کو مار ڈالا گیا.........تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اب صحابہؓ سے بیعت جہاد لی ....کہ اب عثمانؓ کے خون کا بدلہ لے کر جائیں گے.........حضرت عثمان غنیؓ شہید نہیں ہوئے تھے.........یہ پکی بات ہے.........کہ وہ شہید نہیں ہوئے تھے ....لیکن مشرکین نے غلط فہمی پیدا کر دی اور کہا کہ شہید ہو گئے.........اور پھر حضور ﷺ نے صحابہؓ سے بیعت لی.........اور صحابہؓ میں حضرت ابو بکرؓ جیسے بڑے بڑے صحابہؓ موجود تھے.........اور اگر پیغمبر ﷺ.........صحابہؓ......... اور اولیا اللہ غیب جانتے ہوتے.........تو فوراً کہہ دیتے کہ عثمانؓ شہید نہیں ہوئے ....تو بیعت کا تو پھر سوال پیدا ہی نہیں ہوتا تھا.........وہ کہہ دیتے کہ عثمانؓ مارے نہیں گئے.........غلط رپورٹ ہے.........لیکن نہیں.........اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو بھی پردۂ غیب میں رکھا.........اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی.........کہ حضرت عثمانؓ اگر مارے گئے.........تو پھر جہاد کے بغیر واپس نہیں جانا.........

خونِ عثمانؓ کی قیمت:۔

اس میں یہ بات یاد رکھیں.........کہ حضور ﷺ کے ہاتھ پر کتنے

انسانوں نے بیعت کی تھی؟............سولہ سو صحابہؓ نے............تو سولہ سو وہ پاک باز انسان تھے............کہ جن سے بہتر انسانوں پر شاید ہی سورج طلوع ہوا ہو............تو ان پاک باز انسانوں نے بیعت کی............کس کے خون کے بدلہ میں؟............(حضرت عثمان غنیؓ)............معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ میں خون عثمانؓ کی اتنی اہمیت ہے............اتنی قیمت ہے کہ حضور ﷺ سولہ سو پاک باز ہستیوں کو لڑا سکتے ہیں............اس کے خون کے بدلہ میں............اب عثمان غنیؓ کا خون اتنا قیمتی............اور ان کی شان کتنی اونچی کہ............ان کے لئے حضور ﷺ نے جن لوگوں سے بیعت لی............ان میں حضرت ابو بکرؓ جیسے عظیم انسان بھی تھے............اور حضرت علی المرتضیٰؓ جیسے بڑے آدمی بھی تھے............

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سو قدوسیوں سے............پاک باز انسانوں سے............عثمانؓ کا بدلہ لینے کیلئے بیعت لی............لیکن وہ تھی غلط فہمی............حضرت عثمانؓ مارے نہیں گئے تھے............تو حضور ﷺ نے اس وقت بدلہ لینے کے لئے تیاری تو کر لی............

اللہ نے سنت مصطفوی کو روشن رکھا:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکمت پر قربان جائیں............کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ہر سنت کو بعد میں روشن رکھا ہے............تو حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے جو سنت قائم کی تھی............وہ خبر غلط فہمی پر مبنی تھی............لیکن آپ نے جو سنت قائم کی............تو پھر اس سنت کو حضور ﷺ کے صحابہؓ میں سے کس نے زندہ رکھا؟............حضور ﷺ کی وفات کے بعد............حضرت عثمان غنیؓ کے بدلہ لینے کی جو سنت تھی............اللہ تعالیٰ نے یہ

باقی رکھی حضرت امیر معاویہؓ کے ذریعہ.......... حضرت امیر معاویہؓ ساری عمر کہتے رہے.......... کہ مجھے خون عثمانؓ کا بدلہ لینا ہے.......... کیوں جو بات نبی ﷺ کے منہ سے وہاں نکل چکی تھی.......... یہ سنت بھی باقی رہی.......... مُردہ نہ ہونے پائی.......... اور حضرت امیر معاویہؓ نے یہ جھنڈا اٹھائے رکھا..........

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ اس کیلئے جو محنت کرتے تھے.......... کہ خون عثمانؓ کا بدلہ لیا جائے.......... تو ان کا گمان یہ تھا.......... کہ اس میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت علیؓ کا بھی دخل ہے.......... حالانکہ ان کا دخل نہیں تھا.......... لیکن یہ تو غلط فہمی تھی.......... حضرت امیر معاویہؓ کو غلط فہمی تھی.......... تو وہ غلط فہمی میں ہی حضرت عثمان غنیؓ کے خون کیلئے اٹھے ہوئے تھے.......... تو ایسا کیوں؟.......... بھئی یہاں جو سولہ سو انسان اٹھے ہوئے ہیں.......... یہ بھی غلط فہمی میں تھے.......... حضرت عثمانؓ مارے تو نہیں گئے تھے.......... لیکن ایک خبر آ گئی.......... تو ایک خبر کی بناء پر غلط فہمی میں حضرت عثمانؓ کے خون کیلئے.......... اگر سولہ سو پاکباز انسان اٹھ سکتے ہیں.......... تو بعد میں اگر حضرت امیر معاویہؓ غلط فہمی میں اٹھ گئے.......... تو کون سا عیب ہو گیا؟..........

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اللہ سے بیعت:۔

دوستو!.......... عزیزو!.......... ذرا اس بات پر غور کریں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر ہیں.......... اور آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کیلئے سولہ سو پاکباز انسانوں سے بیعت لی.......... آپ کہیں گے کہ حضور ﷺ نے جو بیعت لی.......... یہ حضرت عثمانؓ کی محبت کا نشان ہے.......... کہ حضرت عثمانؓ سے حضور ﷺ کو بہت محبت تھی.......... کیونکہ ان کے داماد تھے..........

اس لئے آپ نے جوش محبت میں آ کر..........عثمان غنیؓ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے سولہ سو انسانوں سے بیعت لی..........

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ صرف جوش محبت کا نتیجہ ہوتا تو..........حضور ﷺ کا یہ اپنا عمل ہوتا..........لیکن نہیں..........اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں کہا..........کہ ''اے پیغمبر ﷺ جو لوگ تیرے ساتھ بیعت کر رہے ہیں.......... یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.......... جو درخت کے نیچے تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں.......... اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہ.......... وہ تیرے ساتھ نہیں اللہ کے ساتھ بیعت کر رہے ہیں.......... یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ.......... ان کے ہاتھوں کے اوپر تیرا ہاتھ نہیں ہے..........خدا کا ہاتھ ہے..........تو جب اللہ سبحانہ نے کہا.......... اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہ..........وہ خدا سے بیعت کر رہے ہیں..........معلوم ہوا کہ عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کیلئے..........اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی اپنی رضا ظاہر کر دی..........کہ یہ بیعت جو ہے..........یہ اتنی اونچی ہے کہ جس عثمان غنیؓ کے اعزاز و اکرام میں..........یہ بیعت لی جا رہی ہے..........اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بیعت کو شرف قبولیت بخشا ہے.......... یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ.......... ان کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے..........

تو عثمانؓ کی جو اہمیت واحترام نگاہ مصطفیٰ ﷺ وسلم میں تھا..........اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی تائید کر دی..........اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ.......... وہ بیعت رضوان کا درخت.......... اتنا پاکیزہ درخت تھا..........فرمایا.......... یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ..........وہ خدا سے بیعت کر رہے ہیں.......... تو بیعت کہاں ہو رہی تھی؟.......... تَحْتَ الشَّجَرَةِ

.......درخت کے نیچے ....تو کتنی شان ہے اس درخت کی ....

اگر ہمارے زمانے کے لوگ ہوتے ....تو اس درخت کو سجدہ کرتے کہ یہ کتنا اونچا درخت ہے .... شجرۂ رضوان .... جس کے نیچے ہوئی بیعت کو خدا تعالیٰ اپنی بیعت قرار دیتا ہے .... کہ یہ میری بیعت ہوئی .... ہم جیسے لوگ ہوتے تو اس درخت کو سجدہ کرتے، پوجتے اور بڑا مقدس سمجھتے......

فراست فاروقیؓ :۔

قربان جائیں حضرت عمر فاروقؓ کی فراست کے .... آپ کا جب دور آیا .... تو آپ نے وہ درخت کٹوا دیا .... کہ وہ جو بیعت تھی .... اس میں جو تقدس تھا .... وہ زمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا .... اس میں جو تقدس آیا .... وہ قبولیت خدا میں تھا .... لیکن جو درخت ہے .... وہ تو درخت تھا .... یہ تو علیحدہ بات ہے .... کہ وہ جو شان ظاہر ہوئی .... وہ صحابہؓ کی تھی .... تقدس نگاہ مصطفیٰ کا تھا .... عزم مصطفیٰ میں تھا .... قبولیت خدا کی طرف سے تھی .... شان، عثمانؓ کی ظاہر ہو رہی تھی .... سولہ سو پاکباز انسان اپنا اخلاص پیش کر رہے تھے .... لیکن درخت پھر بھی درخت تھا .... تو اے لوگو .... اس درخت کو تم سجدہ کرنے لگو .... یا تم یہ سمجھو کہ یہ درخت بڑا اونچا ہو گیا .... حضرت عمر فاروقؓ نے اس کی جڑ کاٹ دی ....

آج کل کے مسلمان ہوتے .... تو حضرت عمرؓ پر بھی فتویٰ لگاتے کہ .... یہ بے ادبی کر دی .... لیکن کسی نے یہ نہیں کہا .... کہ بے ادبی کی .... بلکہ سب کے سب اس عمل کو صحیح سمجھتے تھے ....

محبت رسول:۔

تو حضرت عمر فاروقؓ میں عجیب تدبر تھا.......... درخت کاٹ دیا.......... اور جب طواف کر رہے ہیں.......... خانہ کعبہ کا.......... تو حجر اسود کا بوسہ لے کر سامنے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے.......... اے پتھر میں جانتا ہوں.......... اِنَّکَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ.......... کہ تو پتھر ہے نفع نقصان تیرے قبضے میں نہیں.......... میں تجھے بوسہ اس لئے دیتا ہوں کہ مصطفیٰ ﷺ نے بوسہ دیا تھا.......... میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے بوسہ دیا.......... اس لئے بوسہ دے رہا ہوں.......... ورنہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے.......... لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ..........

اور ہم ذرا کسی بزرگ کا مزار ہو.......... یا پتھر ہو.......... یا قبر ہو.......... ہم کہتے ہیں کہ ہمارا نفع نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے.......... اور جب تک پتھروں کو ہم نہ چومیں ہاتھ نہ لگائیں.......... اس وقت تک صاحب مزار ہم سے ناراض ہو جائے گا.......... میں کہتا ہوں کہ ان پتھروں کو چھوڑو.......... حجر اسود تو جنت سے آیا ہوا پتھر ہے.......... اب حضرت عمر فاروقؓ جیسے عظیم انسان پتھر کو کہتے ہیں.......... کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے.......... لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ.......... نہ تو نفع دے سکے نہ تو نقصان دے سکے..........

صحابہؓ کے نقش قدم پر چلو:۔

تو عقیدۂ توحید جو ہے.......... وہ یوں ہی پختہ نہیں ہوتا.......... عقیدۂ توحید پختہ ہوتا ہے.......... کہ اپنے آپ کو صحابہؓ کے نقش قدم پر چلاؤ.......... اور ان کو جو Findings ہیں.......... ان کو جو دریافت ہے.......... اس کو اپنے لئے ایک ذریعہ سمجھو.......... بزرگوں کو چھوڑ کر دین نہیں ملتا.......... اپنے خیال

میں .... بزرگوں کی تعظیم اور محبت .... اس کا ہم کوئی معیار قائم کر لیں .... وہ غلط ہوگا .... اصل چیز وہی ہے کہ جس نقش پر بزرگ خود چلے اس پر چلو .... تو جن لوگوں نے بزرگوں کے طریقے کو چھوڑ کر دین حاصل کرنے کی کوشش کی .... وہ بدعات میں مبتلا ہو گئے .... اور جنہوں نے بزرگوں کے طریقے پر اپنی لائن کو چلایا ...... وہ بدعات کی بجائے سنت کیساتھ چلے ......

ہر چیز پہچانی جاتی ہے .... اپنی ضد سے ....

دن کے مقابلے میں	....	رات
اندھیرے کے مقابلے میں	....	روشنی
اچھائی کے مقابلے میں	....	برائی
سنت کے مقابلے میں	....	بدعت

اور اب یہ مقابلے کی باتیں تو کم از کم یاد رکھو .... کہ کئی کو مقابلہ بھی کرنا نہیں آتا ....

تکبیر و رسالت کا جوڑ نہیں:

ایک جگہ جلسہ تھا .... بڑا جلسہ ہو رہا تھا ختم نبوت پر .... ایک طرف نعرہ لگ رہا تھا .... نعرۂ تکبیر .... اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں .... نعرہ رسالت .... میں بہت حیران ہوا .... میں نے کہا کہ تکبیر کا رسالت سے کیا مقابلہ؟ .... تکبیر کا رسالت سے کوئی جوڑ نہیں .... جوڑ ہے .... توحید اور رسالت .... یعنی موضوع دو ہیں .... توحید اور رسالت .... تکبیر ایک تیسری چیز ہے ....

اب ہم کہتے ہیں .... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .... یہ کیا ہے؟ ....

توحید........ اور .... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ .... یہ کیا ہے؟..........
رسالت ....تو جوڑ تو ہے........توحید اور رسالت کا..........تو اگر نعرۂ توحید
لگے ....تو پھر نعرہ رسالت بھی ....تو جوڑ تو ہو گیا..........اب ادھر نعرہ
تکبیر ہے........ اور ادھر نعرۂ رسالت .... مجھے جوڑ سمجھ میں نہیں آتا تھا
........اور مسلمان لگا رہے ہیں جوش میں ....تو میں نے ان سے کہا کہ تکبیر
کا رسالت سے جوڑ مجھے سمجھا دو........ میں تمہاری بات مان لوں گا..........
وہ کہنے لگے کہ........ یہ جوڑ تو کوئی نہیں .... کہنے لگے کہ یہ جوڑ
نہیں ......تو میں نے کہا کہ کم از کم اس غلط نظریئے سے موڑ تو تمہارا ہو جائے
........یا تو ثابت کرو جوڑ........ ورنہ کرلو موڑ..........
اب ہمارا کلمہ جو ہے........ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ .... اس کو کلمۂ تکبیر تو
نہیں کہتے ہیں .... اس کو کہتے ہیں کلمۂ توحید........ اور اگلا حصہ جو ہے وہ
ہے رسالت .... تو ہم بھی کہتے ہیں کہ توحید و رسالت کا مضمون بیان ہو
گا........ یہ توحید و رسالت تو سمجھ میں آئی ....تو تکبیر کو جو رسالت سے جوڑا
یہ ہمیں سمجھ نہیں آئی .... یہ معلوم نہیں کس نے جوڑا ہے؟..........تو ہاں اگر
اکیلا نعرہ ہو........ اگر اکیلا لگے .... نعرۂ تکبیر اللہ اکبر .... پھر ٹھیک ہے
.... اگر دونوں لگانے ہیں .... تو پھر توحید کے ساتھ رسالت آئے گی
........نعرۂ توحید بھی ہو........ اور نعرۂ رسالت بھی ہو........ تو جو وہاں باتیں
کیں میں پریشان ہوا........ تو میں نے کہا ....
کہ بھائی ذرا سمجھو تو ایک مولوی صاحب اٹھے .... انہوں نے کہا
کہ آپ کی بات تو ٹھیک ہے .... کہ رسالت کے ساتھ تو جوڑ ہے توحید کا

لیکن ہم یہ نعرۂ توحید کا نہیں لگائیں گے .... میں نے کہا کیوں؟ .... کہنے لگے کہ اگر نعرۂ توحید لگائیں .... تو جب کہیں گے نعرۂ توحید .... تو پبلک کہے گی .... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .... میں نے کہا کہ ہاں یہی کہے گی .... تو میں نے کہا کہ پھر جب ہم کہیں گے .... نعرۂ رسالت تو قوم کہے گی .... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه .... کیونکہ کلمہ کا تو وہی جز ہے .... کیونکہ ایک طرف ہے .... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .... دوسرا ہے .... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه .... تو اگر ہم نے نعرۂ توحید لگایا تو پھر .... لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه .... جہاں قائم ہوگا .... تو نعرۂ رسالت پر .... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه .... بنے گا .... تو پھر ہمارا تو نہیں بنے گا .... تو میں نے کہا کہ .... اگر تمہارا نہیں بنے گا .... تو پھر تدبیر کیا ہے؟ .... تو کہنے لگے کہ تدبیر یہی ہے .... کہ توحید چھوڑ دو .... تکبیر اور رسالت .... کا جوڑ ہم اس لئے لگا رہے ہیں .... کہ کہیں قوم نعرۂ رسالت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی طرف نہ آ جائے .... تو خیر یہ تو انکی اپنی مصلحت تھی .... میں اس بات پر تبصرہ نہیں کر رہا .... یہ تو میں ضمنی طور پر ذکر کر رہا ہوں .... کہ بھئی کوئی جوڑ بھی تو سامنے آنا چاہیے .... اور جوڑ کے بغیر بات نہیں بنتی ....

تو میں یہ کہہ رہا تھا .... کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی وہاں بیعت ہوئی .... تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیعت لی .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی قرآن میں تائید کی ....

اور وہ درخت حضرت عمر فاروقؓ نے کٹوا دیا .... اور کسی نے بھی نہیں کہا .... کہ آپ نے یہ بے ادبی کی ....

قبلہ ہے قبلہ نما نہیں:۔

حضرت عثمان غنیؓ روانہ ہوئے .... مکہ مکرمہ پہنچے.......... تو جب وہاں پہنچے.......... مشرکین مکہ کہنے لگے.......... کہ ہم آپ سے بات چیت کرتے ہیں.......... جو بھی سیاسی گفتگو ہوتی ہے کرتے ہیں.......... تو جب آپ آ ہی گئے .... اور احرام ہے.......... تو آپ خانہ کعبہ کا طواف کر لیں .... سامنے کعبہ ہے.......... حضرت عثمانؓ نے احرام باندھا ہوا ہے.......... گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں .... مشرکین اجازت دے رہے ہیں .... کہ آپ طواف کر لیں.......... لیکن حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں .... کہ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے .... کہ آقا تو وہاں منتظر بیٹھے ہوں.......... اور میں یہاں طواف کروں .... ہم اسی مکہ کو چھوڑ کر گئے تھے .... لیکن آج ہمارا آقا یہاں نہیں تو.......... عُثْمَانَ مَا كَانَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ.......... اب عثمانؓ سے نہیں ہو سکتا .... کہ عثمان طواف کرے..........

مے بھی ہے مینا بھی ہے
ساغر بھی ہے ساقی نہیں

آج وہ ساقی یہاں موجود نہیں ہے.......... ہم کیسے کر لیں..........

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے ساقی نہیں
جی میں آتا ہے لگا دیں آگ مے خانے کو ہم

ہماری زندگی ہی کیا ہے؟.......... ہماری زندگی نہیں .... جب تک آقا یہاں نہ ہو.......... اور روایت میں آتا ہے .... کہ یہ تو حضرت عثمانؓ جواب دے رہے تھے..........

ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ نے کہا .... کہ اے اللہ کے پاک پیغمبرؐ عثمانؓ کے تو آج مزے ہو گئے .... ہم یہاں ہیں ....؟...... وہ تو خانہ کعبہ کا طواف کررہے ہوں گے ....تو حضورﷺ نے کہا کہ نہ .... مَا کَانَ لِعُثْمَانَ اَنْ یَّطُوْفَ............ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ طواف کرے میرے بغیر .... تو وہاں حضرت عثمانؓ جواب دے رہے تھے کہ اپنے طبعی استاد اور ....اپنے عقیدے کے مرکز کے بغیر طواف نہیں کرسکتا............اور حضورﷺ جو جواب دے رہے تھے.......... وہ میرے بغیر طواف نہیں کرے گا .... وہ بھی جواب دے رہے تھے .... اس تعلق کی بناء پر جو عثمانؓ کے مقام کے بارے میں قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا..........

یہ وحی کے ذریعے اطلاع نہیں دی........... کہ عثمانؓ میرے بغیر نہیں کرے گا..........وہ جو تعلق تھا............محبت کا ....اس بناء پر حضورﷺ نے فرمایا.........کہ عثمانؓ میرے بغیر طواف نہیں کرسکتا..........

حضرت عثمانؓ کی نمائندگی:۔

حضرت عثمان غنیؓ........... جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سو پاکباز انسانوں کی بیعت لی..........تو اس بیعت کرنے والوں میں حضرت عثمانؓ تھے؟...........(نہیں)............حضرت عثمانؓ تو ان میں نہیں تھے .... تو حضرت عثمانؓ تو مکہ میں تھے..........لیکن حضورﷺ نے اتنی شفقت فرمائی جب آپ........... ان میں نہیں تھے ....تو حضرت عثمانؓ اس بیعت سے محروم نہ رہنے پائے...........آپﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا.........اپنے بائیں ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا کہ میں اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان غنیؓ کا ہاتھ قرار دیتا ہوں ....

اب بیعت لینے والا ہاتھ بھی مصطفیٰ ﷺ کا.......... اور بیعت دینے والا ہاتھ بھی مصطفیٰ ﷺ کا .... بیعت دینے والا ہاتھ آپ نے عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا.......... اور خود آپ نے بیعت لی .... اور سب صحابہؓ نے دیکھا..........

اب دیکھیں پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں کس کا ہاتھ آیا؟.......... عثمانؓ کا اور حقیقت میں وہ ہاتھ حضور ﷺ کا تھا.......... لیکن حضور ﷺ نے عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا.......... اب حضور ﷺ کا ہاتھ بیعت کے لئے اٹھا.......... اس میں بے وفائی ہوسکتی ہے؟.......... (نہیں).......... تو پھر حضرت عثمانؓ کی بیعت میں بھی بے وفائی نہیں ہوسکتی..........

تو جو یہ سمجھتے ہیں.......... کہ حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کے بعد.......... حضور ﷺ کے طریقے سے پھر گئے تھے.......... اور انہوں نے خلافت جو تھی.......... اہل بیتؓ کی چھین لی.......... تو غور کریں ..... کہ اگر یہ بات کہی جائے.......... کہ حضور ﷺ کے ساتھ جو ان کا بیعت کا تعلق تھا.......... وہ انہوں نے توڑ دیا تھا.......... تو بیعت عثمانؓ کے ہاتھ کی نہیں ٹوٹتی.......... اعتراض مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پر آتا ہے.......... تو مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ کے بارے میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ .... اس نے نقلی بیعت کی ہے؟.......... (نہیں).......... تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بایاں ہاتھ تھا.......... اس نے کس کی نمائندگی کی؟.......... حضرت عثمانؓ کے دائیں ہاتھ کی .... تو پھر حضرت عثمانؓ نے بھی دائیں ہاتھ کی اتنی عزت رکھی.......... کہ کبھی اسے ستر پر نہ رکھتے..........

حیاء عثمانؓ:۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں.......... امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں نقل

کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا.........مَامَسَسْتُ ذَكَرِیْ بِيَمِيْنِیْ مذ با بعت بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....کہ جب سے میں نے حضور ﷺ کی اپنے دائیں ہاتھ سے بیعت کی ....میں نے اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا........

یہ انسان کے ستر کا حصہ جو پردے میں ہوتا ہے.........میں نے یہ ہاتھ اس حصے کو لگنے نہیں دیا........احترام مصطفیٰ میں ....کہ جو ہاتھ حضور ﷺ کے ہاتھ میں جا چکا........یا جس ہاتھ کی نمائندگی حضور ﷺ کر چکے........وہ ستر کی جگہ پر نہیں لگے گا........مَامَسَسْتُ ذَكَرِیْ بِيَمِيْنِیْ منذ مابعت بها رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....

اللہ کے محبوب کے محبوب:۔

تو حضرت عثمان غنیؓ کا اتنا مقام ہے........نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کہ........حضور ﷺ کی محبت آپ کے دل میں تھی ....اور کتنی محبت ....کہ ہم تو کہتے ہیں........کہ حضور ﷺ محبوب رب العلمین ہیں .... لیکن اگر پورے صحابہ کرامؓ میں........اللہ کے محبوب کا کوئی محبوب ہے........ تو حضرت عثمان غنیؓ ہیں ....آپ نے فرمایا........اَلَا........خبردار ہو جاؤ ....اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ........ہر نبی کا جنت میں کوئی نہ کوئی ساتھی ہے ....وَرَفِيْقِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ........تو جنت میں میرا ساتھی عثمانؓ ہوگا

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبوبیت تھی ....کہ جب حضور ﷺ اللہ کے محبوب تھے........تو پھر حضرت عثمانؓ بھی اللہ کے محبوب ہو گئے........

میدان چھوڑنے والوں کیلئے معافی:۔

اب ذرا غور کریں.......... حضرت عثمان غنیؓ جنگ اُحد میں .... جبکہ مسلمانوں کی فتح کا پانسہ پلٹا.......... اور مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی .... حضرت عثمان غنیؓ اس میدان میں تھے .... ان کے قدم لڑکھڑا گئے .... حضرت عثمان غنیؓ کے قدم لڑکھڑا گئے .... اور گھبراہٹ میں جو لوگ منتشر ہوئے .... ان میں حضرت عثمانؓ بھی منتشر ہوگئے تھے.......... اب گو وہ گھبراہٹ میں انتشار ہوا تھا.......... لیکن ظاہری شکل تو یہ بن گئی .... کہ عثمانؓ میدان سے بھاگ گئے احد کے دن.......... لوگوں نے اعتراض کیا کہ.......... عثمان فریوم اُحد.......... وہ بھاگ گئے.......... تو وہ اصل میں بھاگے نہیں تھے .... وہ افراتفری اس طرح کی ہوگئی اور انتشار اس طرح کا ہوگیا.......... کہ پتہ نہ چلا ادھر آواز دی گئی کہ.......... حضور ﷺ شہید ہوگئے ہیں .... تو جب حضور ﷺ کے شہید ہونے کی خبر آئی .... آواز آئی تو ظاہر ہے.......... کہ گھبرانا ہی تھا .... تو اس گھبراہٹ کی حالت میں ان کے قدم لڑکھڑا گئے .... اور حضورؐ کے ساتھ صرف دس صحابہؓ رہ گئے .... ان میں حضرت ابو بکرؓ.......... حضرت طلحہؓ .... حضرت عمرؓ.......... یہی صحابہؓ آگے رہ گئے .... اور اس دن حضرت طلحہؓ نے حضور ﷺ کے چہرے مبارک پر.......... اپنا ہاتھ رکھ کر تیروں کو روکا .... ہاتھ کو تیر لگ رہے تھے.......... خون بہہ رہا تھا.......... لیکن وہ ہاتھ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی ڈھال بنا ہوا تھا..........

جب حضرت طلحہؓ میدان جمل میں شہید ہوئے .... تو باوجود کہ آپ حضرت علیؓ کے مخالف رہے تھے.......... لیکن جب حضرت علیؓ ان کی لاش کے

پاس سے گزرے.........تو انہوں نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا.........ان لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ یہ تو آپ کے مخالف تھے.........آپ نے فرمایا ....کہ یہ وہ ہاتھ ہے.........جس نے اُحد کے دن حضور ﷺ کے چہرے پر ڈھال کا کام دیا تھا.........اس لئے میں بوسہ دے رہا ہوں.........

تو آپ اس بات پر غور کریں کہ.........حضرت عثمان غنیؓ اس وقت جو لڑکھڑا گئے.........تو لڑکھڑانا جو ہے.........وہ کمزوری میں شمار ہوتا ہے یا مدح میں؟.........لڑکھڑانا تو کمزوری میں شمار ہوتا ہے.........حضور ﷺ کو جب اطلاع ملی کہ.........اگر حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ.........حضرت طلحہؓ و زبیرؓ ....یہ اگر میرے ساتھ کھڑے ہوں تو عثمانؓ کیوں لڑکھڑا گئے.........تو آخر خیال تو آئے گا.........

اللہ تیری حکمت پر قربان جائیں.........اللہ کریم نے قرآن کریم میں فرمایا.........اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ.........کہ جو لوگ میدان اُحد کے دن میدان چھوڑ گئے.........لڑکھڑا گئے.........اللہ نے ان کو معاف کر دیا ....اللہ نے تو معاف کر دیا.........اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہو گا ....کہ میرے ساتھی تھے.........وہ لڑکھڑا کیوں گئے؟.........اب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو کہا.........وَاعْفُ عَنْهُمْ.........اے میرے پیغمبر ﷺ ان کو تو معاف کر دے.........تو سفارش کون کرنے لگا؟.........(اللہ).........تو یا اللہ عثمانؓ کا کیا مقام تھا.........کہ ایک بات ہو گئی جو بات کمزوری کی تھی ....لیکن تیری رحمت مسکرائی.........اور یہاں نبی ﷺ کو خدا نے کہا کہ تو

معاف کر دے .... کیوں؟ .... کہ عثمان غنیؓ کو نہ کہنا پڑے کہ ....
مجھ سے خطا ہو گئی مجھے معاف کر دو .... عثمان غنیؓ کی بجائے .... خدا
نبی ﷺ سے کہہ رہا ہے .... وَاعْفُ عَنْهُمْ .... تو ان کو معاف کر دے
اور .... وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ .... اور میرے حضور میں ان کی بخشش کی
درخواست دے .... تو حضور ﷺ نے تو ان کو معاف کر دیا .... کیونکہ اللہ
کا حکم تھا .... لیکن خیال آیا .... اور خیال آ سکتا تھا .... کہ جب ان کو
معاف کر دیا .... یہ تو کہا جائے کہ تمہارا جو کوئی قصور بھی تھا اسے معاف کر
دیا .... لیکن آئندہ انہیں اپنی مجلس میں .... سیاسی کاموں کے حل کیلئے
قریب نہ کریں .... کیونکہ وہ لڑکھڑا گئے .... معاف تو کر دیں ....
لیکن ان کو قریب کرنا ہے یا نہیں؟ .... اور سلطنت کے کاموں میں ان کو
شریک کرنا ہے یا نہیں؟ .... تو اللہ رب العزت نے فرمایا .... وَاعْفُ
عَنْهُمْ .... ان کو معاف کر دے .... وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ .... ان کیلئے
مغفرت مانگ .... بخشش مانگ .... وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ .... اور
سیاسی کاموں میں ان سے مشورہ ضرور لینا .... دینی کام میں تو مشورے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا .... دینی کام میں تو مشورہ نہیں .... شَاوِرْهُمْ فِي
الْاَمْرِ .... ان کو یہ نہیں سمجھنا کہ اب یہ سیاست کے اہل نہیں .... یا
مشورے کے اہل نہیں .... شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ .... تو ان سے جو احد کے
دن میدان سے منتشر ہوئے .... شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ .... ان کو یہ نہیں
سمجھنا کہ اب یہ سیاست کے اہل نہیں .... یا مشورے کے اہل نہیں ....
شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ .... ان سے مشورہ کرنا ہے ....

تو اب انسان حیران ہوتا ہے کہ......... یا اللہ یہ تو ایک ایسی لغزش ہے جس پر ہزاروں طاعتیں قربان ہوں......... کہ قدم تو ان کے لڑکھڑا گئے......... اللہ رب العزت نے عرش معلٰی سے کہا......... اے میرے محبوب .... وَاعْفُ عَنْهُمْ......... ان کو معاف کردے......... تو اب خدا سفارش کر رہا ہے .... یہ عجیب بات ہے......... معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کی بھی عثمان غنیؓ سے محبت تھی......... جس طرح حضور علیہ السلام اللہ کے محبوب تھے......... اور حضرت عثمانؓ محبوب کے محبوب تھے......... تو پھر حضرت عثمانؓ خدا کے بھی محبوب ہوئے......... اور جب کوئی خدا کا محبوب ہو تو پھر خدا بھی اس کا محبوب ہو جاتا ہے......... دیکھئے خدا کس طرح حضرت عثمان غنیؓ کا محبوب ہو گیا؟.........

زیارت خداوندی کیلئے:۔

کہ جب حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف بغاوت ہوئی......... تو اس طرح معلوم ہوتا ہے......... کہ حضرت عثمان غنیؓ خود گویا موت کا استقبال چاہتے تھے .... اور حدیث میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ خدا سے ملنا چاہے تو پھر خدا بھی اس سے ملنا چاہتا ہے......... کہ جب جا رہے ہوتے ہیں......... آخری وقت ہوتا ہے موت کا......... تو جس بندے کے دل میں یہ شوق ہو کہ آج وہ وقت آیا .... کہ میں اپنے مالک کو ملوں گا......... جو بندہ خدا سے خوشی سے ملنا چاہے .... بھائی مرنا تو ہے ہی......... لیکن جو خوشی سے ملنا چاہے......... تو پھر خدا بھی اس سے خوشی سے ملتا ہے......... اور جو خدا سے نہ ملنا چاہے......... مرتے وقت اس کی طبیعت پر بوجھ ہو کہ ہائے ایسا کیوں؟......... ہائے ایسا کیوں؟......... اور خدا سے ملنے کیلئے اس کے دل میں کوئی Desire نہ اٹھے

..........کوئی احساس نہ اٹھے تو پھر خدا بھی اسے ملنا نہیں چاہتا..........

تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے کچھ مقبول ایسے ہوتے ہیں..........

کہ جب آخری وقت آئے..........تو وہ خدا تعالیٰ کی ملاقات کے اشتیاق میں استقبال کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں..........

نشان مرد مومن باتو گویم
جو مرگ آید تبسم بر لب اوست

جب موت کا وقت آتا ہے..........تو ہونٹوں پر تبسم ہوتا ہے..........

ٹھیک ہے کہ موت ایک ڈراؤنی چیز ہے..........لیکن موت کے پل کو عبور کرنے کے بغیر محبوب حقیقی کے حضور میں رسائی بھی تو نہیں ہو سکتی..........تو یہ پُل تو عبور کرنا ہی پڑتا ہے..........

موت کا استقبال:۔

تو حضرت عثمان غنیؓ کے سامنے جب یہ موت کا پُل تھا..........تو پھر اس وقت پتہ چلتا ہے..........کہ حضرت عثمانؓ لقائے ربانی کے کس قدر مشتاق تھے..........حضرت عثمانؓ کے اردگرد باغیوں نے ڈیرے ڈالے..........بلوائی آئے..........ان کو شہید کرنے..........یہ حالات پہلے سے نظر آ رہے تھے..........تو حضرت امیر معاویہؓ نے اس سے کافی عرصہ پہلے حضرت عثمانؓ کو مشورہ دیا کہ اے عثمانؓ..........اے امیر المومنین یہ جو مصر اور عراق کے باغی بڑھ رہے ہیں..........اور ان کے بغاوت کے اثرات ہیں..........کہ یہ جو آگے بڑھ رہے ہیں..........تو میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ..........اب سرحدوں پر جو فوج ہے..........ان کو مدینہ منورہ میں بلالیں..........کیونکہ خطرہ بڑھتا جا رہا ہے..........

سرحد پر مسلمانوں کی بے پناہ فوج ہے.......... بڑے بڑے علاقے فتح ہو چکے ....افریقہ تک کو مسلمان فتح کر چکے..........تو آپ ان کو بلالیں..........تو حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا.......... کہ ان فوجیوں کو جو تنخواہ ملتی ہے.......... وہ تو قوم کا پہرہ دینے کی ملتی ہے کہ ملک وقوم کی حفاظت کریں.......... ایک جان کی حفاظت کے لئے تنخواہ نہیں ملتی..........

اب تنخواہ تو فوجی لیں بیت المال سے جو مسلمانوں کا مال ہے.......... اور حفاظت کریں میری جان کی.......... میں اس کو پسند نہیں کرتا.......... اور میرے پاس خود اتنا مال نہیں کہ میں اپنی جان کی حفاظت کے لئے اپنی جیب سے تنخواہ دے کر سپاہی رکھ سکوں..........کوئی فوجی رکھ سکوں..........تو خود میرے پاس مال نہیں.......... کہ میں ان کو رکھ سکوں.......... اور بیت المال سے میں جائز نہیں سمجھتا..........

تو حضرت امیر معاویہؓ کو آنسو آ گئے..........اور انہوں نے کہا کہ اس کا تو مطلب یہ ہے کہ آپ موت کا استقبال کر رہے ہیں.......... کہ بالکل کوئی تدبیر آپ نہیں اختیار کر رہے.......... نہ فوج کو آنے کی اجازت دے رہے ہیں ....اور نہ خود کسی کو بلا رہے ہیں.......... آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''حضور علیہ صلی اللہ نے فرمایا سنا تھا کہ اس امت میں ایک امام ہوگا..........جس کے قتل پر مسلمانون کی تلوار بے نیام ہوگی.......... اور مسلمان آپس میں لڑیں گے.......... اور مسلمانوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں گی''..........

تو حضرت عثمان غنیؓ نے کہا..........کہ میں وہ دن دیکھنا نہیں چاہتا ....کہ مسلمان آپس میں ٹکرائیں..........اگر میں فوج بلاؤں تو جن مصر کے

لوگوں نے میرے خلاف بغاوت کی ہے .... تو مسلمان آپس میں لڑیں گے دونوں طرف .... تو جب سے میں نے اپنے آقا کا دور دیکھا .... اور اپنے دو عظیم ساتھیوں کا دور دیکھا .... ابوبکرؓ و عمرؓ کا دور دیکھا .... تو اس وقت مسلمان کی تلوار کافر کے مقابلے میں اٹھتی تھی .... مسلمان کے مقابلے میں نہیں .... میں اپنے خدا کو اس حال میں ملنا چاہتا ہوں .... کہ مسلمان کی تلوار مسلمان کے مقابلے میں اٹھے .... میری آنکھوں نے یہ منظر نہ دیکھا ہو ....

تو اپنی جان تو دینی ہے .... اور جان نے تو جانا ہے .... لیکن اب میں یہ تو منظور کرتا ہوں .... کہ میری جان جائے .... لیکن خدا مجھے وہ دن نہ دکھائے .... کہ مسلمان کی تلوار .... مسلمان کے مقابلے میں میرے سامنے بے نیام ہو ....

فرمانِ مرتضیٰؓ :۔

تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے کہا تھا .... کہ میں نے بھی حضور ﷺ سے سنا کہ .... امت میں ایک امام ہوگا .... کہ جس کے قتل پر مسلمان کی تلوار بے نیام ہو جائے گی .... اور اے عثمانؓ مجھے یہ اندیشہ ہے .... کہ آپ ہی اس امت کے وہ امام ہیں .... جن کے بعد پھر مسلمان باہم خانہ جنگی کا شکار ہو جائیں گے ....

حضور ﷺ کے راز دان :۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنے کی خبر دے رکھی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ مسلمان آپس میں لڑیں گے .... اور ایک دفعہ حضرت حذیفہ

بن یمانؓ کو حضرت عمرؓ نے کہا.......... کہ اے حذافہ بن یمانؓ آئندہ آنے والے فتنوں کی خبر دے.......... تم نے حضور ﷺ سے کیا سنا؟.......... تو حضور ﷺ نے اس قسم کی جو خبریں دے رکھیں .... اس کا زیادہ علم حضرت خذیفہؓ کو تھا .... اور حضرت عمرؓ ان سے استفادہ کرتے تھے.......... تو اے حذافہؓ تو بتا کہ حضور ﷺ نے کیا خبر دی؟.......... تو حضرت حذیفہؓ نے کہا.......... کہ اے عمرؓ .... اے امیر المومنین .... لَیْسَ عَلَیْكَ بَأْسٌ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ .... اے امیرِ المومنین کوئی حرج نہیں آپ فکر نہ کریں .... اِنَّ بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الْفِتْنَةِ لَبَابًا مُغْلَقًا.......... آئندہ جو فتنہ آنے والا ہے .... اس کے درمیان اور تیرے درمیان ایک دروازہ لگا ہوا ہے .... فتنہ تیرے تک نہیں آ سکے گا .... تو فتنے تک نہیں جا سکے گا.......... اے امیر المومنین .... اِنَّ بَیْنَكَ وَ بَیْنَ اَهْلِ الْفِتْنَةِ لَبَابًا مُغْلَقًا .... تیرے اور ان کے درمیان ایک دروازہ ہے .... بند لگا ہوا .... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سوال سنیں .... آپ نے عجیب سوال کیا .... فرمایا کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا .... یا توڑا جائے گا؟.......... پوچھا گیا کہ فرق کیا ہے؟.......... فرمایا کہ جو دروازہ کھولا جائے .... وہ دوبارہ بھی لگ سکتا ہے .... اور جو توڑا جائے وہ دوبارہ نہیں لگا کرتا.......... حضرت حذیفہؓ نے کہا .... یکسر .... کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا .... تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا.......... اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن .... فَاِذًا لَّا یُغْلَقُ اَبَدًا .... کہ پھر تو کبھی بھی بند نہیں ہو سکے گا.......... اور مسلمانوں کے جھنڈے کئی ہو جائیں گے .... پھر مسلمانوں کی لڑائیاں ہوں گی .... اے عمرؓ یہ فتنہ تیرے وقت میں نہیں .... بعد میں آنے والا ہے ....

فتنے کی خبر:۔

حضرت عثمان غنیؓ کو بھی اس فتنہ کی خبر دے رکھی تھی ....حضور علیہ ﷺ کا بالکل آخری وقت تھا............ مدینہ منورہ میں ....حضور علیہ ﷺ کی دفات کا وقت ....حضور علیہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاؤ اس کو .... پوچھا گیا کس کو؟

.... فرمایا............

ابوبکرؓ کو بلائیں	....	فرمایانہیں
عمرؓ کو بلائیں	....	فرمایانہیں
عثمانؓ کو بلائیں	....	فرمایاہاں

حضرت عثمان غنیؓ آئے ....تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو اشارہ کیا .... کہ اے عثمان اپنا سر میری چھاتی کے قریب لے آ............ اپنے کان میرے ہونٹوں کے قریب کرلے............ صحابیؓ روایت کرنے والے کہتے ہیں .... کہ ہم نے حضرت عثمان غنیؓ کو دیکھا کہ وہ جھکے ہیں .... اپنے کان حضور علیہ ﷺ کے ہونٹوں پر ہیں............ اورلب مصطفیٰ علیہ ﷺ میں جنبش ہوئی............ اور .... وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ............ اورحضرت عثمانؓ کا رنگ بدلتا جاتا تھا مجلس کا............ عجیب رنگ ہوگیا............

تو صحابہؓ نے پوچھا کہ کیابات تھی؟............ آپ علیہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور میرے حبیب کے درمیان ایک راز ہے............ اور حضرت عثمانؓ کا رنگ اڑا ہوا تھا............ تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ایک راز ہے............ اور آپ نے یہ نہ بتایا............ لیکن جب دور خلافت آیا............ جب وہ بلوائی مکان کی دیوار پر حملہ آور ہوئے............ تو آپ نے اس وقت جو تقریر کی............ اس میں

اس راز کا بھی ذکر کیا......... آپ نے فرمایا کہ یہ اب میرا آخری وقت آ رہا ہے
.... اب میں وہ بات بتاتا ہوں......... کہ مجھے میرے آقا نے یہ بتایا تھا
.... کہ اس امت میں ایک فتنہ ہو گا......... اور مسلمان تیرے مقابلے میں
اٹھیں گے .... اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیض پہنائے گا......... لوگ اس قمیض کو
کھینچیں گے کہ اتار دیں......... تم اس قمیض کو نہ اتارنا......... یہاں تک کہ تم
مجھے آملو......... تو وہ فتنہ بہت بڑا فتنہ ہو گا......... حضور ﷺ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو
اس کی خبر نہیں دی .... کیونکہ ان کا دور اس سے پہلے کا تھا......... حضرت
عثمانؓ کو اس دور کی خبر دی .... اور حضرت عثمانؓ کا رنگ بدلتا گیا......... آپ
ذہنی طور پر ان حالات کو دیکھنے کے لئے بالکل تیار ہو چکے تھے ....

فتنوں میں راستی کا نشان:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے .... فَذَكَرَ الْفِتْنَةَ .... آپ نے فتنوں کا تذکرہ کیا......... فَقَرَّبَهَا......... اور بتایا کہ وہ فتنے جلد اٹھیں گے .... آپ نے بتایا کہ فتنہ ایسا ہو گا .... الَّتِي تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ......... جس طرح سمندر لہریں اٹھاتا ہوا چلتا ہے .... وہ فتنہ موجیں اٹھاتا ہوا چلے گا......... تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ اَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... اس انداز میں وہ فتنہ آئے گا.........

اس وقت صحابہؓ نے کہا کہ......... فَمَالَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ .... اے اللہ کے پاک پیغمبر ہمیں کیا حکم ہے؟......... مسجد میں ایک آدمی داخل ہو رہا ہے .... آپ نے فرمایا وہ دیکھو ایک آدمی داخل ہو رہا ہے......... هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى......... اس دن یہ راستی پر ہو گا .... جس دن یہ حالات ہوں

گے .... اور اس شخص نے سر پر کمبل لپیٹا ہوا تھا .... پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون ہے؟ .... تو جب آپ نے فرمایا کہ .... هٰذَا یَوْمَئِذٍ عَلَی الْهُدٰی .... جب وہ فتنے بارش کی طرح امنڈیں گے .... یہ شخص اس دن راستی پر ہوگا .... صحابہؓ دوڑے جا کر دیکھیں کہ وہ کون ہے؟ .... دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے ....

اس وقت سے یہ بات چلی آ رہی تھی .... کہ جب اس امت میں فتنے آئیں گے .... اس وقت ہدایت کا نشان عثمانؓ کی ذات ہوگی .... مسلمانو! جب تم میں اختلاف پھیلیں .... اور تم معلوم کرنا چاہو کہ حق کدھر ہے .... تو جدھر عثمانؓ ہوگا .... حق اسی طرف ہوگا .... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... هٰذَا یَوْمَئِذٍ عَلَی الْهُدٰی .... کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا ....

شہادت سے قبل زیارت پیغمبر:۔

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں .... کہ حضرت عثمان غنیؓ کے مقابلہ میں جو لوگ اٹھے .... وہ غلطی پر تھے .... حضرت عثمانؓ مظلوم تھے .... اور حضرت عثمان غنیؓ پر جب ان بلوائیوں نے حملہ کیا .... ان کو شہید کرنے کیلئے .... تو حضرت عثمان غنیؓ اس دن روزے سے تھے .... آپ کی بیوی نائلہ اندر مکان میں تھی .... اس کو آپ نے پہلے یہ بتا دیا کہ مجھے آج حضور ﷺ خواب میں ملے ہیں .... اور آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ روزہ ہمارے ساتھ کھولنا .... تم نے روزہ رکھا تو یہاں ہے .... لیکن کھولنا ہمارے ساتھ .... آپ کو اندازہ ہو چکا تھا .... کہ مجھے شہید کر دیا جائے گا .... آپ

سارا دن قرآن کی تلاوت میں مصروف رہے.......... اور آپ کے خون کا قطرہ جس آیت پر گرا.......... وہ قرآن کریم کا نسخہ مدتوں دنیا کے عجائب گھروں اور میوزیم میں یادگار رہا.......... اور اب بھی محفوظ ہے..........

اس آیت پر خون کے قطرے گرے.......... فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَ ھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْم.......... اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو سمجھ لے گا.......... وہ سن رہا ہے.......... اور جان رہا ہے..........

حضرت عثمان غنیؓ کی قربانیاں بہت ہیں.......... اور خرچ بھی انہوں نے اللہ کی راہ میں بہت کیا.......... اور اس وقت آپ اسلام میں داخل ہوئے.......... جب سابقین اولین کا دور تھا.......... تو وہ سابقین اولین میں سے تھے.......... حضرت عثمانؓ کی بڑی شان ہے.......... اور خرچ بھی انہوں نے بہت کیا.......... لیکن آپ حضور ﷺ کے اتنے محبوب تھے کہ حضور اکرم ﷺ ان کو ہر مقام پر یاد رکھتے..........

اعزاز عثمانؓ :۔

اور آپ کو یہ معلوم ہوگا.......... کہ حضور ﷺ نے ان کو اپنی بیٹی نکاح میں دی.......... اور جب وہ فوت ہوگئی.......... تو دوسری بیٹی نکاح میں دی.......... اور ملا علی قاری نے ایک مقام پر لکھا ہے.......... کہ جب سے آدمؑ دنیا میں آئے.......... آدمؑ سے لے کر آج تک کوئی شخص ایسا نہیں گزرا.......... جس کے نکاح میں پیغمبر کی دو بیٹیاں رہی ہوں.......... پچھلے پیغمبر جو آئے ان کی بیٹیاں تھیں.......... لیکن ایک ایک کے نکاح میں گئیں.......... لیکن کوئی ایسا شخص جس کے عقد میں پیغمبر کی دو بیٹیاں رہی ہوں.......... آدم سے لے کر اب تک سوائے

عثمانؓ کے اور کوئی نہیں ہوا.........

باپ کے کاموں کی جھلک اولاد پر:۔

اور پھر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے حضرت عثمان غنیؓ سے قرآن کریم کی وہ خدمت لی......... کہ اب تک خطبوں میں......... ایک جامع آیات القرآن......... کا نام لیا جاتا ہے......... اور حضرت عثمان غنیؓ جامع آیات القرآن ہیں......... اور خدمت قرآن اللہ نے ان سے لی......... تو اس کی بہاریں دیکھنی ہیں......... تو پھر اللہ کے اسرار وحکم میں دیکھیں......... اللہ کے اسرار کو.........

لا تحیط بھا العقول

ولا تدرك له الظنون

وہ اپنے اسرار سے خیال وگمان میں سے آ نہیں سکتا......... لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں......... کہ حضرت عثمان غنیؓ جو جامع آیات القرآن تھے......... آپ نے اس امت میں قرآن جو کی خدمت کی......... تو اللہ تعالیٰ نے توفیق جتنی حضرت عثمانؓ کی اولاد کو دی......... اس کی مثال نہیں......... جو خدمت قرآن کی توفیق حضرت عثمانؓ کی اولاد کو ملی......... اتنی کسی کو نہیں ملی......... معلوم ہوا کہ عثمانؓ کی خدمت قرآن اللہ نے اتنی قبول کر لی......... کہ عثمان غنیؓ کی اولاد پر اس کی جھلک ڈال دی......... تو اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی عمل کو قبول کر لیتا ہے......... تو پھر اولاد میں بھی اس کے تاثرات باقی رہتے ہیں......... اور یہ ایک مستقل مضمون ہے.........

دور نہ جائیں علماء دیوبند کو ہی لیں......... یا اس سے پہلے ہندوستان

میں عربی زبان کی سب سے بڑی تفسیر جو لکھی گئی دس جلدوں میں .... اس کا نام ہے تفسیر مظہری .... اور یہ عظیم تفسیر ہے .... قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ کی .... یہ نقشبندی سلسلے کے ایک بزرگ گزرے ہیں .... اور بہت بڑے محدث اور فقیہ اور دس جلدوں میں ان کی تفسیر مظہری ہے .... میں اس سے بہت متاثر تھا .... تو ایک دن مجھے خیال آیا کہ میں دیکھوں کہ .... یہ کس خاندان میں سے تھے؟ .... تو معلوم ہوا کہ عثمان غنیؓ کی اولاد میں سے تھے ......

اس کے بعد ہم نے دیوبند میں دیکھا .... کہ سب سے زیادہ قرآن پاک کی خدمت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ نے کی .... جنہوں نے قرآن کا ترجمہ کیا .... تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ یہ بھی حضرت عثمانؓ کی اولاد میں سے تھے .... ان کی وفات کے بعد ان کے ترجمے اور حاشیے کو مکمل کیا مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے .... وہ بھی حضرت عثمانؓ کی اولاد میں سے تھے ....

تو احکام قرآن پر مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ذریعہ .... مولانا ظفر احمد صاحبؒ نے کام کیا .... کہ قرآن کی آیات احکام کی تفسیر لکھی .... اور عظیم قرآن کی خدمت کی .... وہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ بھی تھے ....

ابھی کراچی میں ریڈیو پر جو تفسیر مسلسل نشر ہوتی رہی .... اور اب آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے (معارف القرآن) مفتی محمد شفیعؒ صاحب کی .... وہ عجیب تفسیر ہے .... تو جب میں نے مفتی محمد شفیعؒ صاحب کے شجرۂ نسب کو دیکھا .... تو وہ بھی حضرت عثمانؓ کی اولاد میں ملے ....

تو میں یہ دیکھتا رہا .... کہ یا اللہ تیری طرف سے قبولیت کا کیا نشان

ہے؟......... حضرت عثمانؓ جامع آیات القرآن .... اور ان کو تو نے قرآن
مجید کی خدمت کی سعادت بخشی......... اور پھر ان کی پوری اولاد پر ان کی جھلک
ڈال دی.........

دیکھئے حضرت عمر فاروقؓ ہیں .... جس طرح حضرت عثمانؓ نے
قرآن کی خدمت کی .... حضرت عمر فاروقؓ وہ شخصیت ہیں کہ......... جن کا
جلال و رعب کافروں کے دلوں پر چھایا رہا......... اور یہی وجہ ہے کہ عمرؓ کی اولاد
میں جو بڑے بڑے لوگ ہوئے .... اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ رعب اور جلال
دیا......... کہ وہ کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے.........

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جہانگیر سے ٹکرائے......... تو ہم نے ان
کے شجرہ نسب کو دیکھا......... تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی اولاد ہیں......... تو جو
حضرت عمرؓ کا دبدبہ اور رعب تھا کفار کے مقابلہ میں .... ان کی اولاد میں وہی
جھلک نظر آتی ہے.........

عثمان غنیؓ نے جو خدمات کیں......... ان کی اولاد میں وہ جھلک نظر آتی
ہے .... صدیق اکبرؓ نے جو خدمات کیں......... ان کی اولاد میں وہ جھلک
نظر آتی ہے......... کہ صدیق اکبرؓ صحابہؓ میں اولیت کے مقام پر تھے .... تو
ان کی اولاد میں یہ جھلک آئی کہ ان کی اولاد میں جس نے کوئی بڑا کام کیا.........
اللہ نے اس کو اولیت دے دی......... یہ درس نظامی میں جو فقہ کی کتابیں پڑھائی
جاتی ہیں......... سب سے بڑی کتاب کون سی ہے؟ .... اول درجے کی
کتاب؟......... ہدایہ .... اس کو اولیت کا مقام ہے .... تو ایک دن
مجھے خیال آیا......... کہ دیکھوں ان کا مصنف کون ہے......... تو معلوم ہوا کہ یہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اولاد نہیں............تو اللہ نے اولیت بخشی .... کہ پھر اس قبولیت کے چھینٹے جب ان کی اولاد پر پڑے............تو جہاں بھی کوئی با کمال گذرا............اللہ نے اس کو اپنے فن میں اولیت دے دی............

حضرت عمرؓ کا رعب و جلال تھا............ ان کی اولاد پر جو جھلک پڑی ....مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر علامہ اقبالؒ گئے ....تو وہاں عجیب کیفیت علامہ کی پیدا ہوئی............تو ڈاکٹر علامہ اقبالؒ نے کہا کہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ لحد کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے شرمندہ نہیں ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
حق نے بروقت کیا جس کو خبردار

علامہ اقبالؒ آ کر کہنے لگا............ کہ میں نے وہاں مجدد الف ثانیؒ کے مزار کے قریب خدا سے دعا کی............ میں نے عرض کیا............

میں نے یہ عرض کی عطا مجھ کو فقر ہو
آنکھیں میری بینا ہیں لیکن نہیں بیدار

آنکھ بینا ہو............لیکن ہو بند بینائی ہو............لیکن بند ہونے سے کچھ نظر آتا ہے؟............(نہیں)............تو علامہ اقبالؒ نے کہا............

میں نے یہ عرض کی عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں لیکن نہیں بیدار

آنکھیں کھلی نہیں .... تو مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا صدقہ کچھ فقر کی حقیقت مجھ پر کھل جائے .... اور میں نے وہاں آواز کیا سنی؟ .... علامہ اقبالؒ کہتا ہے .... مجھے آواز آئی .... اللہ تبارک وتعالیٰ نے کس روحانی شکل میں وہ آواز پہنچائی .... وہ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے .... یہ آواز میں نے سنی ....

آئی یہ صدا مجھ کو در قبر ہوا بند
ہیں اہل خرد خطہ پنجاب سے بیزار

کہ حقیقی روحانیت والے جو لوگ ہیں .... وہ پنجاب سے بالکل بیزار ہو چکے ....

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا ہو کلہ فقر سے طرہ دستار

کہ یہ بڑی بڑی گدیوں کے طرہ و دستار والے جو لوگ اب پیدا ہوئے .... انہوں نے ان فقیروں کی نمائندگی کیا کرنی ہے .... جن کے اوپر ایک کلہ ہوتا تھا .... ایک ٹوپی پہنی ہوئی تھی .... اور مسکینی کی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کو دلوں میں گرماتے چلے جاتے تھے ....

اولیاء اللہ کی زندگی:۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جیسے عارف آئے .... تو اکیلے تھے .... جب جنازہ اٹھا تو ہزاروں کو مسلمان بنا چکے ہوتے .... وہ کب بڑے بڑے جبے اور عمامے پہنے ہوئے تھے؟ .... کہ انہوں نے اپنی ایک شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ اور ایک پیرانہ انداز بنایا ہو؟ .... نہیں .... فقیروں

کی طرح آئے اور فقیروں کی آواز دے کر چلے گئے .... انقلاب لا کر گئے .... اولیاء اللہ آئے جاگیریں نہ بنا کر گئے .... نہایت سادگی میں جنازے کے وقت پتہ چلتا تھا......... کہ کتنے لوگوں کو مسلمان بنا گئے ....لیکن ان کی گدیوں پر اور ان کے قائم مقام لوگوں نے جب دین کو اپنی دنیا بنالیا.........تو خاص طور پر وہ پنجاب کے بارے میں کہتا ہے.........

آئی یہ صدا مجھ کو در فقر ہوا بند
ہیں اہل خرد خطہ پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا ہو کلہ فقر سے طرہ دستار

یہ دستاروں کے طرے .... کیا یہ فقیروں کی شان ہے؟......... کیا یہ ان لوگوں کی شان ہے .... کہ جو خدا کی محبت میں جلے ہوئے تھے؟ .... اگر خدا تعالیٰ کی محبت میں......... خدا کے عاشقوں کو اور جلے ہوؤں کو دیکھنا ہے.........تو جاؤ.........

علی ہجویریؒ کی تاریخ دیکھو
نظام الدین اولیاءؒ کی تاریخ دیکھو
فرید الدین گنج شکرؒ کی تاریخ دیکھو
معین الدین چشتی اجمیریؒ کی تاریخ دیکھو

کیا انہوں نے اپنی اپنی گدیوں کو جاگیر بنایا تھا......... ہر خطے میں جو پہلا بزرگ گذرا ہے......... وہ خدا کی محبت کی گرمی دل میں لے کر آیا......... لیکن بعد میں لوگوں نے اس کو دکانیں بنالیا......... میں کہتا ہوں کہ ان اولیاء اللہ

کے نقش قدم پر چلو.......... جس نے اولیاء اللہ کے نقش قدم کو چھوڑا.......... وہ ان کی محبت کو نہیں پا سکا.......... اور اس کی محبت سے اپنے دل کو نہیں گرما سکا......

شہادت حسینؓ والد کی شہادت کی نمائندگی:۔

تو میں کہہ یہ رہا تھا کہ عمر فاروقؓ کی جھلک ان کی اولاد میں ان کے کاموں میں ملتی ہے.......... صدیق اکبرؓ کی اولاد پر جھلک.......... ان کے کاموں کی.......... اور عثمان غنیؓ کی اولاد پر جھلک ان کے کاموں کی.......... اور یہ چیزیں بتا رہی ہیں.......... کہ ان کے اعمال اللہ کے ہاں قبول تھے..........
حضرت علی المرتضیٰؓ کی شجاعت بہت اونچی تھی.......... شجاعت اور بہادری بہت اونچی تھی.......... تو پھر ان کی اولاد میں جب ان کی جھلک آئی.......... تو کربلا کا منظر سامنے آ گیا.......... حضورﷺ کی اولاد میں ان کی جھلک دکھائی دی..........
تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ.......... ان بڑوں کے اعمال خدا کے ہاں شرف قبولیت پا چکے..........

حضرت حسینؓ کی کربلا میں قربانی.......... اپنے باپ کی شجاعت کی نمائندگی تھی.......... شہادت کیا ہے؟.......... اہل بیتؓ کی شان میں کہتا ہوں غور کرو..........

شہادت کیا ہے اک ورثہ محمدؐ کے گھرانے کا
نیا عنوان ہے یہ حق و باطل کے افسانے کا
شہید عشق ہی واقف ہے اسرار محبت سے
دگرنہ کس کو آتا ہے سلیقہ سر کٹانے کا

تو اللہ تبارک و تعالیٰ جب اعمال کو قبولیت بخشتے ہیں.......... تو اس کی

جھلک پھر اولاد پر بھی ڈال دیتے ہیں..........

اسلامی تاریخ شہداء کے خون سے رنگین:۔

تو اس وقت میں یہ کہہ رہا تھا.......... کہ عثمان غنیؓ کی خدمات قرآن کی قبولیت.......... اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اتنی ہوئی.......... کہ اس امت میں قرآن کی خدمت کے لئے جولوگ آگے بڑھے.......... زیادہ سعادت اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عثمان غنیؓ کی اولاد کو دی..........

آج ہم حضرت عثمان غنیؓ کی یاد کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں.......... اور پتہ ہے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا؟.......... یہ واقعہ پیش آیا ۱۸ ذی الحجہ کو..........تو دس ذی الحجہ کو ہم نے وہ قربانی کی.......... اور ۱۸ ذی الحجہ کو پورے آٹھ دن بعد حضرت عثمانؓ کی ایک ثابت قدمی.......... اور عزم و استقلال پر یہ قربانی دیکھی.......... اور پھر اس کے پورے دس دن کے بعد پھر حضرت عمرؓ کی شہادت ہوگئی.......... ۲۸ ذی الحجہ کو..........

تو حضرت ابراہیمؑ کی قربانی سے آٹھ دس دن بعد یہ قربانی کا منظر جس کو آج ہم خراج تحسین پیش کر رہے ہیں.......... اور اس پر دس دن گزرتے ہیں..........تو حضرت عمرؓ کی قربانی ہے.......... ان کی شہادت ہوتی ہے.......... اور پھر دس دن اور گزرتے ہیں.......... تو کربلا میں حضرت حسینؓ کی شہادت ہوتی ہے..........تو یہ جو آٹھ آٹھ اور دس دس دن کے بعد.......... یہ قربانیوں کے منظر ہیں.......... معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے ہماری ایک تاریخ نئی کروٹ لے رہی ہے.......... تو جب تاریخ نئی کروٹ لے تو پھر.......... وہیں سے مسلمانوں کا سال شروع ہوتا ہے..........

مجددلوگ مرتے نہیں:۔

تو لوگ پوچھتے ہیں کہ سال اس مقام سے شروع کیوں ہوا؟............تو میں ذرا تاریخ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں.........تھوڑا سا اشارہ میں نے کر دیا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے ....پڑھے لکھے اور علماء کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں ....کہ جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا تھا............

؎ نام نیک رفتگان ضائع مکن
تابماند نام نیکت برقرار

جو لوگ نیکی کے ساتھ جا چکے ہیں.......... ان کے نام کو ضائع نہ کرو ....اگر تم نے ایسا کیا تو ....پھر تمہارا بھی نام باقی نہیں رہے گا............

اور جنہوں نے اپنے بڑوں کے ناموں کو باقی نہیں رکھا..........تو اپنا نام بھی باقی نہیں رہتا..........

ان بزرگوں کے واقعات سے زندگی کی حرارت اور زندگی کی گرمی ملتی ہے.........عمل کی روشنی ملتی ہے.........مجددلوگ جنہوں نے محنتیں کی ہیں ....

خدا کی راہ میں ان کی موت ایک انتقال ہے.........ایک پل کا عبور کرنا ہے..........

ورنہ مجددلوگ مرنہیں سکتے.........وہ فقط راستہ بدلتے ہیں۔..........

؎ مجتہد لوگ مر نہیں سکتے وہ فقط راستہ بدلتے ہیں
ان کے نقش قدم سے صدیوں تک منزلوں کے چراغ جلتے ہیں

آج اس واقعہ کو صدیاں گزر گئیں.........لیکن عثمان غنیؓ کی اس وقت کی قربانی سے ہماری زندگی کی سیاہ راتوں میں ....تاریک راتوں میں ....روشنی کے چراغ جل رہے ہیں ....اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی ....

ان بزرگوں کی قربانیوں کا صدقہ دنیا پائے گی............

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ ....امیر المومنین امام المتقین حضرت عثمان غنیؓ کے درجات میں اور اضافہ فرمائے ....اور بلندی عطا فرمائے .... (آمین)......... کتنا ان کے مناقب کو بیان کیا جائے.......... ان کی وہ قربانی جو اسلام قبول کرنے میں انہوں نے کی..........وہ بیان کی جائے .... اس کیلئے بڑا طویل وقت درکار ہے.......... آخر میں آپ حضرات سے التماس ہے کہ ایک دفعہ سورۃ فاتحہ.......... تین دفعہ قل ھو اللہ شریف .... اور درود شریف پڑھیں ....اور ہم سب مل کر حضرت عثمان غنیؓ کی روح کو ایصال ثواب کریں .....

سوال:۔

راکٹ سائنس کی ایسی ایجاد ہے .... کہ انسان مادی وسائل کے ساتھ چند لمحوں میں یہاں سے وہاں پہنچ جاتا ہے..........تو کیا اولیاء اللہ میں اتنی بھی طاقت نہیں .... کہ وہ خود اپنی طاقت سے وہاں پہنچ سکیں؟..........

جواب:۔

تو بھائی بات یہ ہے کہ عقائد ان قیاسات کے ساتھ ثابت نہیں ہوتے .... کہ ادھر سائنس کی ایجاد دیکھو .... اور کہہ دو کہ اولیاء اللہ اپنی طاقت سے پہنچتے ہیں .... یہ قیاسات کے ساتھ عقائد کو ثابت کرنا .... یہ تو مسلمانوں میں آ گیا.......... اور اسی وجہ سے سارے فتنے پھیلتے گئے .... عقائد کی بناء ہوتی ہے قرآن پر اور حدیث پر..........اور محض قیاس کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا.......... یہ متشابہات میں سے ہے .... بات یہ ہے کہ جو سائنس دان ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتے ہیں .... یہ اسباب کے تحت پہنچتے ہیں......

ہوائی جہاز پر کوئی اڑے.........راکٹ میں اڑے تو اسباب کے ساتھ پہنچتے ہیں.........اسباب کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا.........سرعت رفتار کی بناء پر انتقال زمانی و مکانی یہ تو ہے انسان کے بس میں.........لیکن بغیر اسباب کے جب انسان کرے تو.........اللہ تبارک و تعالیٰ نے بغیر اسباب کے ایسے کاموں کا سرانجام دینا.........یہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہے.........

اب یہ تو راکٹ جو اڑتا ہے.........وہ انسانوں کی اپنی محنت پر.........اور محمد مصطفیٰ ﷺ جب معراج کی رات گئے.........تو خدا لے گیا.........

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ.........پاک ہے وہ ذات جو خود لے گیا.........اب راکٹ والے خود گئے.........اور حضور ﷺ کو خدا لے گیا کیوں؟.........راکٹ والے گئے اسباب کیساتھ.........تو حضور ﷺ چونکہ اسباب کے ساتھ نہیں گئے.........تو مافوق الاسباب اس طرح کی چیزوں میں خرق عادت یہ صرف خدا کا کام ہے.........

اب دیکھئے آپ اگر آگ میں چھلانگ لگائیں.........پاؤں کو کوئی مصالحہ لگا دیں.........اور آدمی چھلانگ لگا دے.........اور آگ اثر نہ کرے.........تو آپ نے یہ محنت کی.........کہ آگ اثر نہ کرے.........اسباب کے ساتھ.........لیکن حضرت ابراہیمؑ نے جب آگ میں چھلانگ لگائی.........اور آگ گلزار ہو گئی.........وہ فوق الاسباب تھی.........لہٰذا خدا کہتا ہے.........قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا.........ہم نے کہا تھا.........کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا.........تو اس آگ کو ٹھنڈی ابراہیمؑ نے نہیں کیا تھا.........کس نے کیا تھا؟.........(اللہ نے).........تو اسباب سے بالا ہو کر آگ کو ٹھنڈا کرنا

.... یہ خدا کا کام ہے............ اور مصالحہ کے ساتھ آگ کو کام کرنے دیں .... یہ انسانوں کا کام ہے............

دہلی میں ایک عیسائی تھا............ تو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کو اس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ قرآن سچا............ میں کہتا ہوں کہ بائبل سچی .... تو ہم آگ جلاتے ہیں............ میں اس میں بائبل پھینکتا ہوں .... آپ اس میں قرآن پھینکیں............ جس کی کتاب جل جائے وہ جھوٹا............ جس کی کتاب بچ جائے وہ سچا............ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب سمجھ گئے............ اللہ والے تھے............ اِتَّقُوا مِنْ فَرَاسَةِ الْمُؤْمِنْ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه .... سمجھ گئے تو آپ نے کہا اور سوچا............ اس نے کتاب کو کوئی مصالحہ لگایا ہوگا............ اور یہ چیلنج دے رہا ہے............ فوراً کہنے لگے کہ بھائی .... اس طرح اللہ کی آسمانی کتابوں کا احترام باقی نہیں رہتا............ احترام کب ہے کہ ان کو نہ پھینکو............ اپنی کتاب تم چھاتی سے باندھو............ اور اپنا قرآن میں چھاتی سے باندھتا ہوں .... تو بھی آگ میں چھلانگ لگا اور میں بھی لگاتا ہوں............ جو جل گیا وہ جھوٹا جو باقی رہا وہ سچا............ تو اس نے ٹانگوں کو مصالحہ نہیں لگایا ہوا تھا............ بھاگ گیا............ آیا تھا بائبل کو مصالحہ لگا کر............ ٹانگوں کو تو مصالحہ نہیں لگایا تھا............ بھاگ گیا............

تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مصالحہ کے ساتھ آگ سے بچنا انسانی کام اور بغیر اسباب کے کوئی آگ سے بچائے............ یہ خدائی کام ہے............ اور اب یہ جو انسانوں کی اوپر کی پرواز ہے............ اس پر اولیاء اللہ کو قیاس کرنا............ یہ لوگوں نے معلوم ہے کیوں کیا؟............ وہ اس لئے کہ اگر اولیاء اللہ کو ہو کہ

جس طرح یہ دنیا والے جہازوں .... یہ اپنی طاقت سے اڑتے ہیں .... میں اڑتے ہیں .... تو اسکی غرض کیا ہے .... ان لوگوں کے اس سوال اور تجویز کی غرض یہ ہے کہ کسی طرح خدا کو درمیان سے نکال دیا جائے .... ہم مانتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں .... پیغمبروں کے معجزات برحق ہیں .... لیکن ہم نام لیتے ہیں خدا کا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کر دیتا ہے ....

اور یہ جوان کا اصرار ہے کہ .... وہ خود ایسا کرتے ہیں .... تو ان کی پوری کوشش ہے کہ خدا کو درمیان سے نکال دیں .... ہم کہتے ہیں کہ خدا کو چھٹی پر مت بھیجو .... یہ جو حرکت ہے خدا کو چھٹی پر بھیجنے کی .... اسی سے سارے اختلافات پیدا ہوتے ہیں .... اور اگر خدا کا دخل درمیان میں رہے تو جھگڑا ہی نہیں .... کہ جب یہ کسی کی کرامت بیان کریں گے .... کہ وہ ولی تھا .... اس نے یہاں بیٹھے ہوئے بغداد کی خبر دے دی .... تو اگر ساتھ ہی یہ کہہ دے کہ خدا کے بتلانے سے خبر دے دی .... تو پھر کسی کا بھی جھگڑا نہیں رہے گا .... اور اگر کہیں خبر دے دی .... معلوم ہوا کہ وہ علم غیب رکھتے تھے .... تو جھگڑا ہوگا .... اور اگر کوئی کہے کہ یہاں سے بیٹھا ہوا کوئی شخص ہے .... اس نے بغداد کی خبر دے دی .... اس سے ثابت ہوا کہ وہ غیب جانتے ہیں .... تو اس فقرے سے پھیلے گی گمراہی .... اور اگر اس کی بجائے یہ کہو کہ .... یہاں سے ایک شخص نے بیٹھے ہوئے بغداد کی خبر دے دی .... کیونکہ اللہ نے اس کو بات بتلا دی تھی .... تو پھر جھگڑا نہیں ہوگا .... تو ہمارا اختلاف صرف اتنا رہ جاتا ہے .... کہ ہم کہتے ہیں کہ معاملے میں خدا کو داخل رکھو .... اور وہ کہتے ہیں .... کہ خدا کو خالی اور

فارغ کرو............

اب ایک مسلمان سے یہ نہیں ہوسکتا............ کہ وہ خدا کو فارغ کردے .... اور چھٹی پر بھیج دے............ تو یاد رکھیں کہ حالات بڑی جلدی اچھے ہو سکتے ہیں............ ہمارا صرف ایک ہی مطالبہ ہوتا ہے............ اپنے بھائیوں سے کہ بھائی ہر پیغمبر کو خدا نے غیب کی بات بتلائی............ یا ولی کو بتلائی............ معجزہ ہو یا کرامت ہو............ جب بھی اس کو ذکر کرو............ ہم سن کر خوش ہوں گے .... کہ درمیان میں خدا کا نام رکھا کرو کہ............ خدا نے خبر دے دی تھی .... نہ کوئی اختلاف ہوگا............ نہ کوئی جھگڑا ہوگا............

تو تم خدا کا نام لینے کی بجائے یہ کہتے ہو کہ دیکھا خبر دی............ معلوم ہوا کہ علم غیب جانتے تھے............ تو علم غیب کا جو لفظ لاتے ہو............ اس کی بجائے اگر یہ فقرہ لاؤ کہ............ خدا نے بتا دیا............ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن............ خدا کو درمیان میں نہیں لاتے............ معلوم ہوا کہ اس کو نکالنا چاہتے ہیں............

تو یہ ایک رقعہ تھا اس کا جواب میں نے دیا............ اللہ سمجھ اور عمل کی توفیق بخشے............

............(آمین)............

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خطبہ:۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ....
وَ عَلٰی اٰلِہِ الْاَتْقِیَاءِ وَ اَصْحَابِہِ الْاَصْفِیَاءِ..........

اَمَّابَعْدُ..........فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ..........بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ....فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَااٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا..........

(پارہ ا سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .... یَا عَلِیُّ اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ..........

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .... اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ.......... وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ......

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ ....وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ....وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ .... وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ..........

تمہید:۔

صاحب صدر

گرامی قدر

واجب الاحترام

بزرگان کرام

علمائے ملت

واجب العزت

سامعین عزیز

محترم دوستو

بھائیو اور طالب علمو

آج کا یہ اجلاس حسب اعلان سیدنا علی المرتضیٰؓ کے حضور اظہار عقیدت کیلئے .... اور مل کر اہل سنت کی ترجمانی کیلئے منعقد ہے............ دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے .... (آمین)............

آنحضرت ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے اس زمین پر آخری نبیؐ تھے .... آنحضرت ﷺ نے اللہ کی نیابت میں ایسی قیادت قائم کرنی تھی .... جس میں زمین اور بنی انسان کے جملہ تقاضے پورے کیے جائیں ....

یہ زمین

یہ صفحہ کائنات

اپنے تقاضوں میں مختلف انداز رکھتا ہے .... یہاں سوسائٹی کیلئے زندگی کیلئے ایک تقاضا نہیں کئی تقاضے ہیں............ اور حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی نیابت میں .... اس زمین پر ایسی قیادت قائم کرنی تھی کہ جو ہر پہلو سے مکمل اور تمام ہو............ اور آپ کو اس نظام کیلئے .... اس پروگرام کیلئے............

ایسے حضرات کی

ایسے اصحاب کی

ایسے خدام کی

ایسے ارکان کی

ضرورت تھی .... کہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ فٹ ہو سکے ....

صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں:۔

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحابؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں .... کہ ہر ایک نے اپنی اپنی ذمہ داری ادا کی .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو اپنے اپنے مقام پر سیٹ کیا......... اور فٹ کیا......... اس ضمن میں ہمیں دیکھنا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کہاں کھڑے ہیں .... ہر ایک صحابیؓ اپنی اپنی جگہ ہے......... ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے......... اگر آپ نے بلالؓ کو حی علی الصلوٰۃ کے لئے کھڑا کیا......... تو اس مقام پر خالد بن ولیدؓ کو کھڑا نہیں کیا .... جہاں بلالؓ کو کھڑا کرنا تھا وہاں خالد بن ولیدؓ کو کھڑا نہیں کیا......... اور جہاں اپنی باتیں محفوظ کرنے کیلئے ایسے عاشق صادق کی ضرورت تھی .... کہ جو ایک حرف اور لفظ کہیں گرنے نہ دے .... تو اس مقام کے لئے آپ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دعا دی......... سعد بن ابی وقاصؓ کو نہیں ....

اب اگر ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے فضائل بیان کریں .... کہ علم نبوت کے گرد انہوں نے کس طرح پہرہ دیا......... اس کی مثال نہیں ملتی .... تو اس کا معنی یہ نہیں کہ ابو ہریرہؓ کی منقبت میں ہم حضرت سعدؓ کی بے ادبی کر رہے ہیں .... ان کا اپنا مقام ان کا اپنا مقام......... اور اگر یہ بات سمجھ میں نہ آئے کہ ہر ایک کا......... اپنا اپنا مقام، تو تصور کر لیا کریں کہ ہر ستارے کی چمک اپنی ہے......... ستارے سارے ایک جیسے نہیں چمکتے .... چمک ہر کسی کی اپنی اپنی

ہے............ آپ آسمان پر نظر کریں .... ہزاروں ستارے چمک رہے ہوں .... لیکن آپ کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ ہر ایک کی چمک اپنی ہے.......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ستاروں سے تشبیہ دی .... اور بتا دیا کہ ہر کسی کی چمک اپنی ہے .... کسی کی چمک تیز ہو کسی کی مدھم .... مگر ملے گی ان سے روشنی .... اندھیرا کسی ستارے سے نہیں ملے گا .... اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کمالات سے نوازا............ ان کمالات میں تو تدبیر حکمت اور حلم یہ سر فہرست ہیں ....

اللہ نے حضور ﷺ کو جو کمالات عطا فرمائے .... اور آپ ﷺ کے اخلاق کی جس طرح تکمیل فرمائی .... اس میں تدبر حکمت اور حلم اپنی مثال آپ ہیں ....

میں نے یہ چند باتیں ذرا توجہ دلانے کیلئے کہیں .... لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن چیزوں سے نوازا............ ان کے جو کمالات ہیں وہ اپنی جگہ، میں آگے کچھ عرض کروں گا .... لیکن میں پہلے عرض کرتا ہوں .... کہ صدیق اکبرؓ کی نظر میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام کیا تھا؟..........

مقام مرتضیٰؓ، صدیق اکبرؓ کی نظر میں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی .... حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ جوان ہوئیں .... تو جب بچیاں جوان ہوں تو باپ کو فکر ہوتی ہے .... کہ مجھے اس کا ناطہ کہاں کرنا ہے؟ .... جب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہؓ جوان ہوئیں .... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ موضوع تھا.......... آپ ﷺ کی فکر میں یہ بات تھی کہ رشتہ کہاں کریں.......... حضرت

صدیق اکبرؓ اپنے طور پر سارے مسلمانوں میں اور صحابہؓ میں اور غور کرنے کے بعد تنہائی میں ملے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو............ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نکاح کے لائق ہوئی......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رشتے میں سوچ کرتے نظر آتے ہیں.......... اے علیؓ.......... میری نگاہ میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں.......... تو میں تجھے کہتا ہوں کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوال پیش کر.......... شاید یہ برات مل جائے؟.......... اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی نظر میں مقام علیؓ کیا تھا؟.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کیلئے رشتے کی تلاش تھی.......... تو صدیقؓ کی نظر پورے مسلمانوں میں کس پر آ کر ٹھہری؟.......... (حضرت علیؓ پر)..........

تو یاد رکھو کہ حضرت سیدہؓ کے نکاح کی تجویز سب سے پہلے کس نے کی؟.......... علی المرتضیٰؓ کو اس پر کس نے آمادہ کیا؟.......... حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تجویز تو کر دی کہ.......... علی المرتضیٰؓ کی مالی حیثیت کمزور ہے.......... ممکن ہے وہ رشتہ مانگنے کی جرات نہ کریں.......... یا رشتے کا فیصلہ نہ ہو.......... تو حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا.......... کہ میں نے علیؓ کو رائے تو دی.......... لیکن علیؓ کے سامنے کہیں اپنی تنگ دستی اور تنگ دامنی نہ ہو.......... تو کیا کریں؟.......... یوں نہ کریں ہم دونوں مل کر علی المرتضیٰؓ کو مالی مدد کا یقین دلائیں.......... اور کہیں کہ رشتہ ضرور طلب کرو.......... سوال کرو..........

تاریخ نے یہ شہادت محفوظ کر لی ہے.......... کہ دونوں بزرگ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ مشورہ کرتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو علی المرتضیٰؓ کی مالی امداد کی جائے.......... اور اس سے کہا جائے کہ اس رشتے کا سوال ضرور کر

.... کیونکہ اس سے بہتر رشتہ پیغمبرؐ کی بیٹی کے لئے نہیں ہے .... تو ان دونوں کی نظر انتخاب سیدہؓ کے نکاح کے لئے کس پر آئی ؟ .... (حضرت علی المرتضٰیؓ پر)............

اور یہ دونوں اپنے وقت کی عظیم شخصیتیں تھیں .... ان کی رائے علی المرتضٰیؓ کے بارے میں نظر انداز نہیں کی جاسکتی............

حضرت علی المرتضٰیؓ نے جا کرسوال کیا............ تو آپ ﷺ نے منظور فرمایا............ تو جب منظور فرمایا............ اس کی خوشی سب سے زیادہ کن کو ہوئی ؟ .... حضرت علی المرتضٰیؓ تو انتخاب میں آ ہی گئے .... لیکن یہ روایت میں الفاظ موجود ہیں .... فَفَرِحَا بِذٰلِكَ فَرَحًا شَدِيْدًا............ فَفَرِحَا .... یہ دونوں بزرگ خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے............ نکاح حضرت علی المرتضٰیؓ کا ہوگا .... لیکن ان دونوں کی خوشی کہ آقا پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے لئے مناسب رشتہ ملا............ اور علی المرتضٰیؓ سے بہتر رشتہ حضرت سیدہؓ کے لئے اور نہیں تھا............ تو دونوں خوش ہوئے تو یہ کوئی دینی معاملہ ہے یا ذاتی ؟ .... (دینی) نہیں .... رشتہ کہاں کرنا ہے کہاں نہیں کرنا .... یہ ذاتی معاملات ہیں............

.... ان کا تعلق............

رشتے داروں سے ہے

برادریوں سے ہے

دوستوں سے ہے

دین کا مسئلہ حلال وحرام کا جائز ناجائز کا لیکن رشتے کے امور یہ ذاتیات

میں سے ہیں .... جب آپ کے ہاں کوئی شادی ہو......... آپ برادری کو بلاتے ہیں .... رشتہ داروں کو بلاتے ہیں .... دوستوں کو بلاتے ہیں شادی کا موضوع ذاتیات کا ہے یا دینیات کا؟ .... (ذاتیات کا) ....تو ان دونوں کا مشورہ کرنا .... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آمادہ کرنا.........اس کا معنی یہ کہ ان کا تعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے صرف دینی نہیں ذاتی بھی تھا.........مسلمانوں کے معاملات آپس کے دینی بھی ہیں.........لیکن ذاتی معاملات دوستوں کا ایک دائرہ ہوتا ہے.........

اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اور ان بزرگوں کا آپس میں ذاتی تعلق نہ ہوتا......... صرف مسلمان ہونے کے ناطے ایک دوسرے کو ملتے .... تو یہ صورت حال سامنے نہ آتی .... یہ مشورے بتاتے ہیں کہ ان کا تعلق ذاتی تھا .... محبت ذاتی تھی .... انس ذاتی تھا .... ایک دوسرے کی خیر خواہی ذاتی تھی ....اور اس طرح کہ جس طرح ایک گھر کے ایک برادری کے افراد ہوں.........

شادی کے براتی :۔

جب یہ دونوں خوش ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مان گئے ....تو جس دن نکاح تھا .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب تدبیر اختیار کی ....حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک ؓ کو فرمایا کہ اے انس .... مجھے اپنی بیٹی کا آج نکاح کرنا ہے.........تو بلا ....تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ روایات میں اس طرح محفوظ ہیں......اور فریقین کی کتابوں میں محفوظ ہیں کیا؟.........

اے انسؓ.......... اُدعُ.......... تو بلا.......... اَبَابَکر وَ عُمَر وَ عُثمَان
وَعَلِیاً وَطَلحَه وَ زُبَیر وَبِمِثلِ عَدَدِھِم مِنَ الاَنصَار.......... اے انسؓ بلا لا......

ابوبکرؓ کو

عمرؓ کو

عثمانؓ کو

علیؓ کو

طلحہؓ کو

اور زبیرؓ کو

کتنے ہوئے ؟.......... (چھ).......... اور چھ ہی انصار میں سے بلا لا
.... ان بارہ کی موجودگی میں .... میں تقریب منعقد کروں.......... اور
نکاح کروں .... نکاح کس کا تھا؟.......... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تو ان کو
علیحدہ ذکر نہیں کیا.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب دی.... ......

..........اے انسؓ بلا..........

ابوبکرؓ کو

عمرؓ کو

عثمانؓ کو

اور علیؓ کو

علیؓ کو بلا کہ اس کے لئے تقریب ہے .... اور باقی گواہ ہیں
.... ان کو پھر بلا پھر ان کا نام.......... لیکن آقا ﷺ نے نام نہیں لیا..........
تاکہ آئندہ آنے والے دور میں صحابہؓ کی ترتیب میں وہی اوّل رہے جو اوّل ہے..........

ایسے موقع پر حق تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام پہلے ذکر کرتے
..........لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت پر قربان کہ تدبر کے بعد حکمت کا
مقام ....حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام اسی ترتیب میں رکھا
..........جو ترتیب اس (خدا) کے ہاں طے ہو چکی تھی ....اسی ترتیب سے ان
کو بلایا..........

حضرت عثمانؓ کی کرم نوازی:۔

تو جب یہ نکاح ہونا تھا ....اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا
..........تو حضرت علی المرتضیٰؓ کے ذمہ ایک بات یہ بھی تھی کہ مہر ادا کرنا ہے
..........مہر فاطمی ....مہر سمجھتے ہیں؟..........(جی)..........تو حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے پاس ایک زرہ تھی ....بڑی قیمتی ....تاریخی، اچھی
زرہ..........حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کو بیچنے کیلئے باہر نکلے ....
آگے ملے عثمان غنیؓ ....انہوں نے پوچھا کہ بھائی کیسے آئے؟ ....
انہوں نے کہا کہ نکاح کے لئے مجھے اپنی زرہ بیچنی ہے..........تو حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خرید لی' چار سو درہم
میں..........جب خرید لی اور چار سو درہم ان کو دے دیئے اور حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ لوٹنے لگے..........تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اے علیؓ.......... یہ
میرے پاس زرہ ہے..........میں تجھے ہدیہ پیش کرتا ہوں ....قبول کر لے
..........وہی زرہ حضرت علیؓ کو واپس کر دی' ہدیتاً..........

ایک طالب علم کا سوال اور جواب:۔

میں طلباء کو تاریخ پڑھا رہا تھا. ....ایک طالب علم نے پوچھا کہ جب

اتنی بات تھی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زرہ دے ہی دینی تھی.......... تو پہلے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو فروخت نہ کر.......... چار سو درہم میں تجھے دیے ہی دے دیتا ہوں.......... پہلے خریدی.......... چار سو درہم دے کر.......... علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے چار سو درہم وصول کر لئے.......... زرہ ان کو دے دی.......... انہوں نے پھر زرہ ھدیتاً دی.......... تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مقام چونکہ حیاء میں بہت ممتاز اور اونچا تھا.......... آپؓ نے چاہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا مہر علی رضی اللہ عنہ کے اپنے مال سے ادا ہو.......... اس کی عزت کا تقاضا کیسے کر سکا پر کسی غیر کے مال سے ادا نہ ہو..........

اگر میں نے چار سو درہم دے دیئے.......... تو مال میں نے دیا.......... تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میرے مال سے مہر ادا کیا.......... لیکن اگر اس نے زرہ بیچی.......... اب یہ مال علی رضی اللہ عنہ کا ہو گیا.......... تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی سیادت اور اس کی شان کا تقاضا ہے کہ مہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے مال سے ادا ہو.......... باقی زرہ پیغمبرؐ کا بڑا داماد چھوٹے داماد کو ھدیتاً پیش کر دے.......... تو یہ الفت اور محبت کی اساس ہو گئی..........

تو برادران اسلام.......... اس پر غور کریں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ کی نظر میں.......... حضرت علیؓ کا مقام کتنا اونچا تھا کہ پیغمبرؐ کی بیٹی کیلئے گھر تلاش تو کیا؟.......... اور اس چیز میں یہ دونوں تو شامل ہوئے.......... حضرت عثمان غنیؓ اس زرہ کے ہدیہ کرنے سے اس میں شامل ہو گئے......

تین جری جوان:۔

پہلے ایک بات پیش نظر رہے کہ مسلمانوں کی سب سے پہلی جنگ کا کیا

نام ہے؟.......... (جنگ بدرؔ) .... مجھے اس بچے کا جواب سن کر بہت خوشی ہوئی .... بڑے تو جواب دیتے ہی ہیں .... اسلام کی سب سے بڑی جنگ کون سی ہے؟.......... (جنگ بدر) ....تو عربوں کا طریقہ ہے کہ جب دونوں فوجیں آپس میں آمنے سامنے آئیں تو فوجیں پہلے نہیں لڑتیں .... پہلے بہادر نکلتے ہیں دونوں طرف سے..........

تو جب بدر کا میدان لگا..........تو مشرکین نے عتبہ عتیبہ اور ولید تین اپنے چنے ہوئے بہادر پیش کئے ....ادھر آقائے نامدار کی باری تھی .... آپ نے بھی تین جوان نکالے..........حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ....تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنے تین جوان چنے ان کے مقابلہ میں..........ان میں ایک حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں ......

اب اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ کھڑا کیا.......... ابو ہریرہؓ کو اپنی جگہ بٹھایا..........سعد بن ابی وقاصؓ کو اپنی جگہ بھیجا.......... خالد بن ولیدؓ کو اپنے کام پر لگایا..........تو علی رضی اللہ عنہ کی بہادری عرب میں ایک شیر خدا کی بہادری تھی .... اس شیر خدا کی بہادری کیلئے..........حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر..........اس دن بہادروں کو پیش کرنے میں کن پر لگی؟..........

حضرت حمزہؓ

حضرت علیؓ

اور حضرت ابو عبیدہؓ پر

تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بہادری میں پہلی جنگ میں ممتاز

تھے............تو حضور ﷺ نے انکو پیش کس لئے کیا؟............ان کے تین نکلے ان کے مقابلہ کیلئے............یہاں سے بھی تین نکلے............اور ان تینوں میں ایک ابو عبیدہؓ زخمی ہوئے............اس کے بعد فوت ہو گئے شہید ہوئے............

بہادر علی رضی اللہ عنہ:۔

تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جو پیش کیا کس لئے پیش کیا؟............کہ اگر اللہ کی راہ میں غزوہ اولیٰ میں پہلی جنگ میں اسلام کے لئے کٹنا اور مرنا............اور شہید ہونے کی نوبت آئے تو پہلے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا............میدان جنگ میں ابو عبیدہؓ اگر شہید ہو سکتے ہیں............تو حضرت علی المرتضیٰؓ بھی ہو سکتے تھے یا نہیں؟............(ہو سکتے تھے)............حضرت حمزہؓ بھی ہو سکتے تھے یا نہیں؟............(ہو سکتے تھے)

............تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو پیش کیا............تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قربانی کے مقام پر اتنا اونچا اور بہادری کے عنوان پر اتنا ممتاز پایا کہ آپ ﷺ نے ان کو پیش کیا............معلوم ہوتا ہے کہ نگاہ نبوت میں اگر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تصور ہوتا کہ میرے بعد امامت کی ذمہ داریاں اس کی ہوں گی............تو جن کو منصب دینا ہو اس کو قربانی کے لئے پیش نہیں کیا جاتا............اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے............اس کو بچایا جاتا ہے............جس کو کام سپرد کرنا ہو اس کو بچایا جاتا ہے............تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا............یہ علیحدہ بات ہے کہ اسلام کا یہ بہادر ڈٹ کر مقابلہ کرنے میں محفوظ رہا............ان کو کوئی آنچ نہ آئی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قربانی کے لئے پیش کر دیا............

معلوم ہوا کہ نبوت کے حاشیہ فکر میں بھی یہ بات نہ تھی.......... کہ بعد ذمہ داریاں اس کے سپرد ہوں گی..........

ایک غلط فہمی کا ازالہ :۔

آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات اپنے بستر پر لٹا گئے یا نہیں؟.......... (لٹا گئے).......... اگر دشمن شب خون مارتے.......... تو فدیہ نبوت کس کا وجود ہوتا؟.......... (حضرت علیؓ کا).......... اگر دشمن اسی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے شب خون مارتے تو.......... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے کون شہید ہوتا؟...... (حضرت علیؓ).......... تو علی رضی اللہ عنہ کے اس مقام کا اندازہ کریں کتنی شان کی شخصیت ہے کہ حضور ﷺ کا.......... فدیہ ہونے کے لئے حضور ﷺ کے بستر پر لیٹے.......... اس صورت میں نبوت کی بجائے قربان کس نے ہونا تھا؟.......... (حضرت علیؓ نے).......... تو فدیہ نبوت ہونا کیا یہ کم مقام ہے؟.......... (نہیں).......... وہ لیٹے تو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاشیہ فکر میں بھی یہ بات نہ ہوتی کہ میرے بعد ذمہ داریاں اس نے سنبھالنی ہیں.......... تو جس نے ذمہ داریاں سنبھالنی ہوں.......... اس کو شہید ہونے کیلئے لٹایا نہیں جاتا.......... اس کو بچایا جاتا ہے..........

تو یہ دوسرے موقع پر بدر کا موقع اپنی جگہ.......... ہجرت کا موقع اپنی جگہ.......... جس کو ذمہ داریاں سونپنی ہوں.......... اس کو شہید ہونے کیلئے پیش نہیں کیا جاتا.......... اس کو بچایا جاتا ہے.......... جس کو ذمہ داریاں دینی تھیں اسے ساتھ.......... لے کے چلے یا نہیں؟ (چلے).......... اس کو ساتھ لے کر بچا

کر چلے.........

میں کہتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی بہادری میدان جنگ میں پہلا میدان بدر کا میدان .... ابھی لڑائی لڑی نہیں گئی .... بہادر نکالے گئے ....تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو نکالا؟.........(حضرت علیؓ کو).......

خالدؓ بن ولید جرنیل تھے:۔

ایک طالب علم مجھے کہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے......... خالدؓ بن ولید کو بھی نکالا کبھی لڑنے کیلئے؟......... نکالا تو علی المرتضیٰؓ کو نکالا .... میں نے کہا کہ شان علیؓ کی اپنی جگہ......... خالدؓ بن ولید کی اپنی جگہ......... کچھ لڑنے میں بے مثل اور کچھ لڑانے میں بے مثل .... جو لڑانے میں بے مثل ہو اس کو جرنیل کہتے ہیں .... یہ فوجوں کے جو بڑے جرنیل ہوتے ہیں......... یہ لڑنے میں زیادہ ہوتے ہیں یا لڑانے میں؟......... (لڑانے میں)......... تو خالدؓ بن ولید جرنیل تھے.........

سیدنا فاروق اعظمؓ کے قائم مقام:۔

ایک بات اور یاد رکھیں کہ صدر کہیں جائیں .... تو ملک میں اپنا قائم مقام بنا کر جائیں گے یا یونہی چلے جائیں گے؟.......(بنائیں گے).......بغیر بنانے کے جا سکتے ہیں؟......... (نہیں)......... کیوں کہ ملک ایک دن کیلئے بھی بے صدر نہیں رہ سکتا......... تو کسی نہ کسی کو قائم مقام بنانا ہے......... وہ کس اعتماد کا شخص ہو؟......... جواب' وہ اس اعتماد کا ہونا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صدر ملک سے باہر جائے......... اور لوگ پیچھے تختہ الٹ دیں تو تختہ الٹنے والی جو طاقتیں ہوتی ہیں .... وہ کس کو پکڑتی ہیں؟......... اسے جو قائم مقام

ہو.........تو قائم مقام بہت سوچ سمجھ کر چنا جاتا ہے.........یونہی تو نہیں......

میں تاریخ کے طالب علموں سے پوچھتا ہوں کہ جھنگ کے مسلمانو .... جلسے سنتے مدتیں گزریں .... اس موضوع سے آپ ناآشنا نہیں .... لیکن اس بات کا جواب دیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر المومنین تھے .... خلیفۃ المسلمین تھے.........تو ان کا اپنا قائم مقام .... کون ہوتا تھا آپؓ جب کبھی مدینہ سے باہر گئے.........تو آپ نے کس کو اپنا قائم مقام بنایا آپ کو جانشین چھوڑنے کی ضرورت تھی یا نہیں تھی؟.........(تھی).........

میرا سوال ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے باہر جاتے تو کس کو اپنا قائم مقام کر جاتے؟......... تاریخ شہادت پیش کرتی ہے علی المرتضیٰؓ کو .... اب اگر حضرت عمرؓ نے خلافت حضرت علیؓ کی چھینی ہوتی تو حضرت عمرؓ کبھی یہ غلطی کرتے؟.........کہ جاتے ہوئے اپنا جانشین علیؓ کو بنا کر جاتے؟.........ایسا کبھی تصور ہو سکتا ہے؟.........(نہیں)......... معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلافت چھیننے کی داستان اس وقت کی نہیں .... یہ بہت بعد وضع کی گئی ہے......... یہ بات بہت بعد کی ہے......... ورنہ آپ انصاف کریں کہ کیا کوئی انسان اتنی نادانی کرے گا کہ جس کا حق ہو اس کو جانشین بنا کر جائے .... اور وہ جانشین بھی ایسا باوفا کہ جب وہ واپس آئے ....تو پھر کہے اس یہ لو امانت اپنی......... آپ کی......... ذمہ داری آپ کی......... آپ اس کو چلائیں میں آپ کا مشیر ہوں ....علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ کردار اتنا اونچا ہے .... اتنی وفا کہ جو لوگ خلافت کے موضوع پر کلام کرتے ہیں .... میں انہیں کہا کرتا ہوں خدا را کسی ایک واقعہ کو سوچیں......... کہ حضرت عمرؓ نے

جب بھی قائم مقام بنایا......... آپ کی نظر انتخاب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر گئی .... اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بہادری اپنی مثال آپ .... ان کی وفا بھی اپنی مثال آپ ....

ہمارے بعض لوگ بات سنتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں .... غور نہیں کرتے چڑ جاتے ہیں .... میں نے یہ بات کی کہ حضرت عمرؓ کا اعتماد سب سے زیادہ علی المرتضیٰؓ پر تھا......... اور ان کو قائم مقام بناتے .... ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا حضرت عثمانؓ مقدم نہیں؟ .... حضرت عثمانؓ ابوبکر صدیقؓ کے انتخاب میں آ چکے تھے......... انہوں نے کام لینا ہوتا تھا تو وہ ان سے لیتے تھے .... حضرت عمرؓ نے کہنا ہوتا تھا تو حضرت علیؓ سے کام لیتے تھے .... حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سیکرٹری ان کا قلم دان خلافت کن کے پاس تھا؟ .... حضرت عثمان غنیؓ کے پاس .... تو چونکہ حضرت عثمان غنیؓ ان کی نظر میں تھے .... تو عمر فاروقؓ کی نظر ان پر تھی .... اور ہم تو چاروں کو مانیں .... حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے انتخاب عثمان غنیؓ کو .... حضرت عمرؓ اور ان کے انتخاب حضرت علی المرتضیٰؓ کو .... ہم تو چاروں کو ماننے والے ہیں ....

تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ مقام .... آپ کی وفا اتنی کہ ان پر اعتماد کیا حضرت عمر فاروقؓ نے .... اور وہ اس اعتماد پر ہمیشہ پورے اترے .... اور جس طرح حضرت علی المرتضیٰؓ کی بہادری کو آپ نے خراج تحسین پیش کیا کہ ممتاز بہادر تھے .... شیر خدا اسی طرح انتہائی درجے کے باوفا بھی تھے ....

سیدنا علی المرتضیٰؓ اور سیدنا معاویہؓ کا اختلاف دینی نہیں:۔

اور جہاں تک علم کا تعلق ہے.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کا علم بڑا مصفیٰ تھا کہ جس میں دو رائے نہیں ہو سکتیں.......... مثلاً..........

حضرت علی المرتضیٰؓ کا اختلاف ہو گیا.......... حضرت سیدنا امیر معاویہؓ سے.......... اختلاف کس پر ہوا؟.......... انتظامی امور میں.......... اختلاف کس پر ہوا.......... خلافت میں.......... اختلاف کس پر ہوا.......... عثمان غنیؓ کے قاتلوں کو پکڑنے میں.......... اختلاف کس پر ہوا.......... مثلاً مسئلہ قصاص میں.......... جو اختلاف ہوا انتظامی امور میں ہوا حضرت علی المرتضیٰؓ نے ڈٹ کر بات کہی.......... ہمارا دینی اختلاف نہیں سیاسی ہے.......... اتنی کھلی بات.......... آج اتنی کھلی بات کرنا آسان ہے.......... لیکن اس دور میں جب مسلمانوں میں کوئی فرقہ بندی نہیں تھی.......... سب مسلمان ایک تھے.......... اور ان کا جھنڈا ایک تھا.......... جب اختلاف واقعہ ہوا.......... تو یہ اختلاف دین کا نہ تھا یا انتظامی امور کا تھا.......... (انتظامی امور کا).......... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر کیا.......... ہمارا اختلاف دینی امور کا نہیں.......... دین میں ہمارا اور معاویہؓ کا معاملہ ایک ہے.......... اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ.......... میں نے جب یہ الفاظ پڑھے.......... اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ.......... تو میں نے کہا ان کا علم کتنا مصفیٰ تھا.......... اس وقت یہ کوئی موضوع زیر بحث نہ تھا کہ دینی اختلاف کیا ہے؟.......... اور سیاسی کیا ہے؟.......... کوئی موضوع زیر بحث نہیں تھا.......... لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ نے جڑ کاٹ دی کہ آنے والے دور میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ امیر معاویہؓ سے اختلاف دینی ہے.......... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ

عنہ نے فرمایا کہ میرا اور معاویہؓ کا دین ایک ہے .... اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ ....
اور کہا .... اِنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ ....

ہمارا خدا ایک
ہمارا نبیؐ ایک
ہمارا قبلہ ایک
ہماری کتاب ایک
ہماری دعوت ایک
اسلام کے لئے پکار ایک
.... اِنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ ....

ہم معاویہؓ اور اس کے ساتھیوں سے ایمان میں کمی زیادتی کے مدعی نہیں .... وہ ہم سے کسی زیادتی کے طالب ہیں .... اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ .... معاملہ ایک ہے ....

میں نے تاریخ کے طالب علموں سیاسی مفکرین اور بعض پولیٹیکل سائنس کے ماہرین سے کہا کہ ایسے دور جو میں بالکل ایک ابتدائی دور ہے .... صحابہؓ کا دور ہے ایک ہی جملے میں بات اتنی مصفیٰ کی کہ علمی لحاظ سے اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کیا کوئی شبہ رہ گیا؟ .... (نہیں) .... تو پھر بات یاد رکھو ....

ایک مثال اور یاد آئی کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت کیسے وجود میں آئی .... اس پر میں ذرا تبصرہ بعد میں کروں گا .... لیکن ایک بات کا آپ کو پتہ ہے کہ عراق میں بصرہ میں جنگ جمل ایک لڑائی ہوئی تھی ....

فئہ باغیہ کا پہلا اقدام:۔

اب اس کا ایک عجیب پس منظر ہے .... اگر آپ غور کریں گے

............تو میں اس کی وضاحت کروں گا...........اور انشاء اللہ العزیز بات بہت واضح ہو گی اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان بڑی چمکتی نظر آئے گی............ یہ مسئلہ چونکہ اہم ہے............ اس لئے میں اس کو شروع کرنے لگا ہوں .... بات میں یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ............

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے ....تو ان کو شہید کر کے باغیوں نے فئہ جو باغیہ تھی ....انہوں نے اپنا غصہ تو نکال لیا اور قاتل جب قتل کرلے............ان کا قتل کرنے سے پہلے ہوتا ہے............

جوش

زور

نفرت

اسباب

وسائل

دوڑ

اور بھاگ

لیکن جب قتل ہو جائے تو پھر کیا ہوتا ہے؟............فوری طور پر پریشانی مزاحمت ....بلکہ بعض قاتلوں نے اپنا قصہ سنایا کہ ہم نے جب پہلا قتل کیا .... تو کئی کئی راتیں نیند نہ آئی ....مقتول کا تڑپتا وجود دن رات سامنے آتا تھا............

ایک ڈاکو نے یہ قصہ سنایا کہ پہلے قتل کے بعد یہ حالات تھے .... دوسرے پر کم پھر کسی انسان کو مارنا گاجر مولی کاٹنے کے برابر ہو............تو قتل جو

ہے وہ کرنے کے بعد قاتل پر جو احساسات ہوتے ہیں............حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کے بعد ان قاتلوں پر بھی وہ احساسات وارد ہوئے............ اور حضرت عثمان غنیؓ نے جس طرح صبر کے ساتھ............جام شہادت نوش کیا............ اس نے ان کو ندامت اور پریشانی کی گہرائی میں اور ڈبو دیا............کیوں؟

ظالم پہ گزرتا ہے وہ لمحہ گراں بے حد
مظلوم کی آنکھوں سے جب اشک نہ ہوں جاری
ہنگامہ ہستی میں انسان تو انسان ہے
پتھر بھی بکھر جائے جب ضرب لگے کاری

حضرت عثمان غنیؓ گھر بیٹھے مظلومانہ طور پر شہید کر دیئے گئے............اب قاتلوں کو احساس ہوا امت کیا کہے گی؟............ اصحاب رسولؐ کیا کہیں گے؟ ....ہمیں کون چھوڑے گا............عثمان غنیؓ خلیفہ ہونے کے علاوہ ان کی اموی برادری اتنی ہے کہ ہمیں کون چھوڑے گا؟............ تو جب بہت پریشانی ہوئی ....اب انہوں نے کہا کہ اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کے لئے جو اصحابؓ رسولؐ ہیں میں سے کسی کو پکڑ کر آگے کر دو............ خود حکومت اپنے ہاتھ میں نہ لو ....اگر تم نے اپنے ہاتھ میں لی تو پھر مسلمان تمہیں چھوڑیں گے نہیں............ صحابہؓ چھوڑیں گے نہیں............تم کیفر کردار کو پہنچو گے............ اپنے جرموں پر پردہ ڈالنے کیلئے عثمان غنیؓ کے ساتھیوں میں سے کسی کو آگے کر دو............اگر دور کے رہنے والے لوگ یہ کہیں کہ عثمان غنیؓ تو مارے گئے ....شہید ہو گئے ....اب جو نیا بنا کہیں اسی کا اس میں دخل نہ ہو؟............اگر وہ سمجھیں تو وہ

بھی ہمارا کام ہو گیا.......... اور اگر وہ نہ سمجھیں ہم بچ گئے .... ہم پر پردہ پڑ گیا انہوں نے سارے مجمع میں سے علی المرتضیٰؓ کو تلاش کر کے نکالا .... اور پکڑ کر لائے .... اور کہا اے علیؓ .... ہاتھ بڑھاؤ پہلا خلیفہ مارا گیا .... اب ہم آپ کو خلیفہ بناتے ہیں.......... ہاتھ بڑھاؤ ....

اور اس فئہ باغیہ کا منظر تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہوا تھا.......... حضرت علیؓ گھبرائے .... کہ یہ جو مجھے کہتے ہیں .... اب میں اتنی بڑی ذمہ داری کیسے قبول کروں کہ جن کے ہاتھوں عثمان غنیؓ بچ نہ سکے .... معلوم نہیں میرے ساتھ کیا کریں؟.......... حضرت علی المرتضیٰؓ نے انکار کیا اور ہاتھ پیچھے کھینچا .... انہوں نے پھر ہاتھ ان کا اپنی طرف کھینچا کہ ان سے بیعت کریں آپ نے خطبہ دیا..........

وہ وقت یاد کرو.......... اِذَابَسطتُم یَدِیْ فَقَبَضتُھَا.......... تم میرا ہاتھ بیعت کے لئے کھینچ رہے تھے .... اور میں اس کو دبا رہا تھا .... مجھے تمہارے چہروں پر داغ نظر آرہے تھے بے وفائی کے.......... میں خلیفہ بننا نہیں چاہتا تھا .... تم میرا ہاتھ کھینچتے رہے .... میں واپس اس کو سمیٹتا رہا .... اور تم جگہ جگہ میرے لئے کانٹے بوتے ہو.......... حضرت علی المرتضیٰؓ نے خطبہ دیا بڑی جرات سے اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں عجیب وغریب الفاظ استعمال کئے فرمایا.......... اے اہل عراق تمہاری عقلیں غائب ہیں .... تمہارے دھڑ میرے سامنے ہیں .... تمہارے بدن میرے سامنے .... تمہاری سوچ ختم اور تم نے جس طرح مجھے خلافت میں کھینچا میں اپنا ہاتھ سمیٹتا تھا .... تم کھینچتے تھے .... اس حال میں تم نے میری بیعت کی .... اور

مجھے خلیفہ بننے پر مجبور کیا.........

جس طرح حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت عمل میں آئی .... یہ علی المرتضیٰؓ کی مرضی کے ساتھ یا ان کی اسکیم کے ساتھ؟......... (ان کی اسکیم کے ساتھ) ان کی اسکیم اپنے جرموں پر پردہ ڈالنے کی تھی......... لیکن بعض اصحابؓ رسولﷺ نے کہا .... پھر بھی موقع ہے اگر علی المرتضیٰؓ کے ذریعے پھر حالات سنبھل جائیں ....ہم اس کیلئے کوشش کیوں نہ کریں؟......... پھر صحابہؓ نے علی المرتضیٰؓ کی بیعت کرلی......... اور امید کی کہ شاید ان کے ذریعے حالات پھر صحیح ہوجائیں.......

دوسرا اقدام :۔

یہ تھے حضرت علیؓ کو خلافت کے لئے آگے کرنے والے ان کو پتہ چل گیا تھا......... لیکن جب انہوں نے انہیں آگے کیا......... تو صحابہؓ نے غنیمت جانا .... آپ کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ ان لوگوں کا فیصلہ ہے کہ اگر علیؓ نے خلافت قبول نہ کی تو ان کو مارڈالیں گے .... جس طرح عثمان غنیؓ کو مارڈالا .... تاریخ میں یہ حوالے بھی موجود ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے قتل کا پروگرام بنایا......... بہر حال ان کو پتہ چل گیا.........

اب حضرت علی المرتضیٰؓ حالات کو سیٹ کرنا چاہتے تھے .... لیکن بات چل نکلی کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی فوج میں......... ان کے ساتھیوں میں وہ لوگ آگئے جو عثمان غنیؓ کے خلاف تھے......... اس کیلئے ایک مؤرخ کی عبارت مجھے یاد آئی......... وہ کہتے ہیں کہ.........

ماں بیٹوں کی صلح کے لئے آئی :۔

''حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ......... انہوں نے جب یہ اختلاف

دیکھا کہ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا.......... لیکن کچھ لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں.......... ان کی شہادت میں.......... شاید ان کا ہاتھ ہو.......... تو اب علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کھچاؤ پایا جاتا ہے.......... کچھ لوگ اس طرف سوچتے ہیں.......... کچھ لوگ اس طرح سوچتے ہیں.......... تو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں بصرہ میں.......... انہوں نے دونوں کو جوڑنے کیلئے..........

آج پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ عورت قیادت کر سکتی ہے؟.......... ام المومنین عائشہ صدیقہؓ مملکت کی قیادت کیلئے.......... مسلمانوں کی قیادت کے لئے بصرہ آئی تھیں.......... واللہ.......... مسجد میں ہوں.......... بلاخوف و تردید کہتا ہوں.......... کہ غلط ہے.......... وہ قیادت کیلئے نہیں آئی تھیں.......... خلافت کے لئے نہیں آئی تھیں.......... حکومت کے لئے نہیں آئیں.......... وہ جوڑنے کے لئے آئی تھیں دونوں کو..........

اور تاریخ میں یہ ہے کہ ان سے سوال کیا گیا..... یَا اُمّ.......... اے ماں.......... مَا اَقْدَمَكِ وَمَا اَشْخَصَكِ.......... کہ آپ یہاں کیسے آئیں.......... بصرہ میں حج کے بعد آپ بصرہ میں.......... مَا اَقْدَمَكِ.......... آپ کو کون سی چیز لائی؟.......... تو ام المومنینؓ نے کہا.......... کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ علیؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ کا بھی آپس میں کھچاؤ ہو گیا.......... آپس میں پارٹی بازی ہو گئی.......... تو میرا مقام ماں کا جو تھا.......... اس نے مجھے مجبور کیا.......... کہ میں ان کو جوڑنے کے لئے آؤں..........

تو حضرت عائشہ صدیقہؓ بطور ماں کے آئی تھیں.......... فرماتی ہیں کہ

مَقَامِیُ .... میرا جو درجہ ہے امت میں ماں ہونے کا .... اس نے مجھے آمادہ کیا .... کہ میں اپنی ذمہ داری ادا کروں .... تو جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ حکومت کرنے کے لئے قیادت کرنے کے لئے آئی تھیں .... وہ غلط کہتے ہیں .... وہ جوڑنے کے لئے آئی تھیں .... صلح کرانے کے لئے بلا خوف وتردید کہتا ہوں .... حوالے کا ذمہ دار ہوں .... پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں .... ان پر سوال ہوا کہ آپ کس لئے آئی ہیں؟ .... اور وہ جو جواب تھا .... وہ بھی تاریخ میں محفوظ موجود ہے .... تو حضرت ام المومنین لڑنے کے لئے آئی تھیں؟ .... (نہیں! جوڑنے کے لئے) ....

اب ماں کے پاس بیٹوں کو جانا تھا یا بیٹوں کو ماں کے پاس؟ ....

فئہ باغیہ کی سیدنا علی المرتضیٰؓ کی فوج میں شمولیت:۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بصرہ میں آئیں .... طالب علم پوچھتے ہیں کہ محرم ساتھ تھا یا نہیں؟ .... جواب ہاں .... عبداللہ بن زبیرؓ ان کے بھانجے تھے .... خالہ اور بھانجا محرم ہیں .... محرم کے ساتھ آئیں .... بلا محرم نہیں .... اور انہوں نے بصرہ میں ڈیرہ ڈال لیا ....

علی المرتضیٰؓ کو پیغام بھیجا .... اے علیؓ آؤ .... اس کیمپ میں بات کریں .... تو اب بیٹے کو آنا تھا یا ماں کو جانا تھا؟ .... (بیٹے کو آنا تھا) .... ماں کے پاس بیٹے کو جانا ہے .... پیغام بھیجا .... علی المرتضیٰؓ نے عجیب اعلان کیا .... اپنے کیمپ میں .... اپنے دوستوں میں .... اپنے ساتھیوں میں .... اپنے مریدین میں اعلان کیا .... حضرت علی المرتضیٰؓ نے کیا؟ .... کہا لوگو .... میں ام المومنین کے پاس جا رہا ہوں

.... میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے .... ساتھی تو ہوں گے ....
میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ چلے.......... جو عثمان غنیؓ کے خلاف کسی بے دفائی میں ملوث ہو..........

یہ کیا بات ہے؟.......... میرے ساتھ کوئی ایسا آدمی نہ آئے ....
کوئی ایسا شخص نہ آئے .... جس کا عثمان غنیؓ کی مخالفت میں کچھ بھی حصہ ہو .... وہ نہ آئے .... حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہ اعلان بتاتا ہے کہ وہ عثمان غنیؓ کے خلاف نہیں تھے .... جو خلاف تھے.......... ان سے بھی راضی نہیں تھے .... اور چاہتے تھے کہ ام المومنین سے بات اس طرح ہو .... کہ ان ظالموں میں سے ساتھ کوئی نہ ہو..........

یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت علیؓ کی فوج میں وہ تھے .... ان کے ساتھیوں میں تھے .... حضرت علیؓ نے تو اپنا فرض ادا کیا .... لیکن ان ظالموں نے کیا کیا؟.......... انہوں نے آپس میں میٹنگ کی کہ علیؓ اگر ہمیں چھوڑ کر جائیں گے تو موقع پا کر ان کو بھی قتل کر دو .... یہ پتہ چل گیا .... ا ن کی سازش کا پتہ چل گیا..........

باغیوں کی سازش:۔

اب پھر ان لوگوں نے سازش کی .... ان باغیوں نے جو حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف اٹھے تھے .... اور اب حضرت ؓ کی فوج میں پناہ لے رہے تھے .... انہوں نے کہا کہ .... تَفَرَّقُوْا فِرْقَتَیْنِ .... دو حصوں میں بٹ جاؤ.......... آدھے چلے جاؤ طلحہؓ اور زبیرؓ کی پارٹی کے پاس.......... اور آدھے چلے جاؤ علی المرتضیٰؓ کے پاس .... اور سحری کے وقت یعنی رات کے

آخری حصے میں اندھیرا ہو.......... ادھر جب تم طلحہؓ اور زبیرؓ کے کیمپ میں پہنچ جاؤ .... تو یک دم چیخیں .... علیؓ نے حملہ کر دیا.......... علیؓ آ گئے ....

رات کا اندھیرا ہو گا.......... کوئی دیکھ بھی نہیں سکے گا.......... اس وقت پورے طور پر لوگ اٹھیں گے.......... تو جب اٹھیں گے تو کس لئے اٹھیں گے .... اپنے آپ کو بچانے کیلئے ....

جب غلط پروپیگنڈہ ہو گیا کہ علیؓ نے حملہ کر دیا.......... تو اپنے آپ کو بچانے کے لئے ہر ایک اپنے ہتھیار اٹھالے گا.......... کس لئے اٹھائے گا .... (اپنے آپ کو بچانے کیلئے).......... حملہ کرنے کیلئے نہیں .... بچانے کے لئے .... اور دوسری پارٹی علیؓ کی طرف وہ اسی وقت حملہ کر دے بالکل اسی وقت .... آگے طلحہؓ و زبیرؓ آ گئے.......... طلحہؓ نے حملہ کر دیا .... زبیرؓ نے حملہ کر دیا..........

رات کی تاریکی میں تاکہ کوئی پہچان نہ سکے .... اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے ہر پارٹی جب ہتھیار اٹھائے گی .... ادھر بھی اور ادھر بھی .... تو لڑائی ہو جائے گی .... جو منافقین اور باغی چاہتے تھے .... نہ حضرت علیؓ لڑائی کے لئے آئے تھے .... نہ ام المومنینؓ لڑائی کے لئے آئیں تھیں .... ایک میٹنگ کرنی تھی ان کو جوڑنا تھا .... لیکن ان منافقین نے جنہوں نے عثمان غنیؓ کو شہید کیا تھا .... اور اب حضرت علیؓ کی بات چلنے نہ دیتے تھے .... انہوں نے لاکھ کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ جائے .... جو عثمان غنیؓ کے خلاف بے وفائی میں ملوث رہا ہو.......... لیکن ان لوگوں نے سازش کی ....

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جنہوں نے ہتھیار اٹھائے .... دوسروں پر حملہ کرنے کیلئے یا اپنے آپ کو بچانے کیلئے؟ .... (اپنے آپ کو بچانے کیلئے) .... اور جو اپنے آپ کو بچاتے ہوئے مارا جائے .... وہ کیا ہوتا ہے؟ شہید .... تو دونوں طرف کے لوگوں نے جو ہتھیار اٹھائے .... اپنے آپ کو بچانے کیلئے .... تو دونوں طرف سے جو بھی مارے گئے .... وہ شہید ہیں ....

جب یہ لڑائی ہو رہی تھی .... اور لڑائی میں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خیال تھا؟ .... کہ واقعی طلحہؓ اور زبیرؓ کے حامیوں نے حملہ کیا ہے؟ .... اور طلحہؓ اور زبیرؓ کا خیال تھا کہ واقعی انہوں نے حملہ کیا ہے؟ ....

جنگ جمل اپنی بنیاد میں جنگ نہیں تھی .... اپنی ابتداء میں جنگ نہیں تھی .... ام المومنین کی آمد میں جنگ نہیں تھی .... علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے آنے میں جنگ نہیں تھی .... طلحہؓ و زبیرؓ کے آنے میں جنگ نہیں تھی .... ایک میٹنگ کرنی تھی ماں نے .... ان کو جوڑنے کے لئے .... حضرت عائشہ صدیقہؓ لڑائی کے لئے نہیں نکلیں .... بطور ماں کے نکلیں .... تاکہ بیٹوں کو جوڑے ....

ان سے سوال کیا گیا اے ماں آپ کس لئے آئیں؟ .... انہوں نے کہا میرا مرتبہ بطور ماں کے مجھے مجبور کرتا تھا .... کہ ایسے حالات میں میں امت کو بغیر راہنمائی کے نہ چھوڑوں .... ان کو جوڑ دوں ....

حضرت علیؓ نے مقتولین کے جنازے پڑھائے:۔

اب جب یہ لڑائی ختم ہوئی .... تو مقتول .... (مقتول دو طرف

کے جو دونوں طرف مارے گئے تھے)..........وہ میدان میں تھے یا نہیں؟
..........(تھے)..........واہ علی المرتضیٰؓ کی سیرت پر قربان جاؤں وقت آ گیا
..........اب جنازہ پڑھیں..........تو علی المرتضیٰؓ نے جب جنازہ پڑھا..........
تو جنازے میں امتیاز نہیں کیا..........کہ میری پارٹی کے لوگ کون سے مارے گئے
..........ان کے اور ان کے سب کا جنازہ آپ نے باری باری پڑھایا..........اور
جنازے میں دعا یہی ہوتی ہے کہ.......... اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا..........اے
اللہ ہماری اس میت..........ہمارے ان فوت شدہ کی مغفرت فرما..........تو
حضرت علیؓ نے جب ان لوگوں کا جنازہ پڑھا ہوگا..........جو علیؓ کے خلاف طلحہؓ و
زبیرؓ کی طرف تھے..........آدمی مارے گئے تھے تو کیا کہا ہوگا؟..........اَللّٰھُمَّ
اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا..........اے اللہ ہماری اس میت کی مغفرت کر..........تو علیؓ
کا یہ کردار کہ اپنے مخالف لڑنے والوں کو بھی کہے..........مَیِّتِنَا.......... ہمارا ہے
یہ..........ایسا انصاف کا نظارہ چشم فلک نے نہیں دیکھا..........حتیٰ کہ حاضرین
پریشان ہو کر کہنے لگے..........اے علیؓ ہمارے ساتھی اور جو ہمارے خلاف لڑے
..........سب کا جنازہ آپ پڑھ رہے ہیں..........

اور آپ نے عجیب جواب دیا..........فرمایا..........ہماری طرف سے
جو مارے گئے..........اور ادھر سے جو مارے گئے..........دونوں جنت میں ہیں
..........ادھر جو مارے گئے ان کی نیت ہم پر حملہ نہیں تھا..........ہماری طرف
سے جو مارے گئے ان کی نیت ان پر حملہ نہیں تھا..........اپنے آپ کو بچانا تھا
..........اور اپنے آپ کو بچانے کے لئے جو بھی مارا جائے وہ جنتی ہے..........

تو یہ لڑائی تھی یا لڑائی بنادی گئی؟..........(لڑائی بنادی گئی)..........اور یہ

ظاہراً پتہ کیسے چلا؟............علی المرتضیٰؓ کی سیرت سے پتہ چلا کہ لڑائی نہیں لڑائی بنادی گئی............انہوں نے جنازے دونوں کے پڑھے............اور دونوں کو کہا کہ جنتی ہیں............ایک بھی ان میں ایسا نہیں جو دوسروں کو مارنے کے لئے ہو............تو حضرت علی المرتضیٰؓ کی یہ شہادت ان کی عظمت اور انصاف پر دلالت کرتی ہے......

ماں کا کیا قصہ ہے؟............اماں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں اعلان کیا حضرت علیؓ نے ....اسی وقت کہا .... وَلَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُوْلیٰ............اے لوگو! حضرت عائشہؓ کا احترام اور مقام اس واقعہ کے بعد وہی ہے جو پہلے تھا............

تو اگر حضرت عائشہؓ لڑائی کیلئے آئی ہوں .... بغاوت کے طور پر آئی ہوں............تو وہ مقام پہلے والا رہتا ہے؟............(نہیں)......

حضرت زبیرؓ کے قاتل کے لئے وعید:۔

صفیہؓ کی بات بتاتا ہوں اور صفیہؓ کون ہے؟............عبدالمطلب کی بیٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا کیا نام تھا؟............عبدالمطلب .... عبدالمطلب کی بیٹی کے بیٹے کو جو قتل کرے گا............میری طرف سے ان کو جہنم کی بشارت دے دینا............حضرت علیؓ کو بتایا گیا جنگ جمل کے بعد کہ حضرت زبیرؓ جو مارے گئے تھے............تو آپ نے فوراً کہا کہ جس نے مارا ہے ....اس کو جہنم کی بشارت دے دو............حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا............کہ صفیہؓ کے بیٹے کا جو قاتل ہوگا............اس کو جہنم کی بشارت دے دینا............تو کیا کوئی اپنے مخالفین کے بارے میں ایسا کہتا ہے؟ .... (نہیں)............دنیا میں دشمنوں سے انتقام لینے والے تو بڑے بڑے دیکھے ہوں

گے............ لیکن فتح پانے کے بعد دوسروں کے بارے میں اس طرح اظہار ہمدردی رکھنے والا شاید ہی چشم فلک نے دیکھا ہو............ کہا خبر دے دو............ جس نے صفیہؓ کے بیٹے کو مارا ہے............ وہ جہنمی ہے............ آگے بڑھے حضرت طلحہؓ کا ہاتھ چوما دیکھا لاشوں پر نظر کی............ تو حضرت طلحہؓ کی لاش نظر آئی............ اور حضرت طلحہؓ کے ہاتھ کو اٹھایا............ اس کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے چوما............ اور فرمایا کہ یہ وہ ہاتھ ہے............ جس نے احد کے دن حضور ﷺ کے چہرے سے تیروں کو روکا تھا............ کوئی اپنے مخالفوں اور دشمنوں کا اس طرح ذکر کرتا ہے؟............ (نہیں)............

حضرت علیؓ بطور قاضی:۔

تو حضرت علی المرتضیٰؓ کوئی معمولی شخصیت نہیں............ انکی سیرت و کردار آپ دیکھیں............ تو پتہ چلے گا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو حضور ﷺ نے عدلیہ کی ذمہ داری سونپی تھی............ آپ اخبار پڑھتے ہو؟............ (جی)............ اخبار میں ایک لفظ آیا کرتا ہے............ عدلیہ اور انتظامیہ............ اس کا فرق معلوم ہے............ جج ہائی کورٹ............ سپریم کورٹ یہ عدلیہ میں ہیں یا انتظامیہ میں؟............ (عدلیہ میں)............ اور یہ ڈپٹی کمشنر وغیرہ یہ ساری پولیس؟............ یہ انتظامیہ............

حضور ﷺ نے صحابہؓ کا ذکر کرتے کرتے ہر ایک کی شان بیان فرمائی............ تو جب علی المرتضیٰؓ کی باری آئی تو فرمایا............ اَقْضَاهُمْ عَلِیٌّؓ............ علیؓ سے بہتر فیصلہ کرنے والا جج کوئی نہیں............ تو آپ کو حضور ﷺ نے عدلیہ میں بتایا یا انتظامیہ میں؟............ (عدلیہ میں)............ خلافت

عدلیہ کا کام ہے یا انتظامیہ کا؟............(انتظامیہ کا)............حکومت انتظامیہ ہے
............ملک چلانا انتظامیہ ہے............فوج کو ترتیب دینا انتظامیہ ہے............
خلیفہ انتظامیہ کا فرد ہے............تو حضور ﷺ نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ علیؓ جو ہے
یہ بہترین جج ہے............

معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت میں یہ فیصلہ پہلے سے نہ تھا کہ آپ خلیفہ ہو گئے
............کبھی نہیں کہا پہلے خلافت ان کی ہوگی............اگر خلافت ان کی ہوتی
............تو عدلیہ کی ذمہ داری ان کو نہ سونپی جاتی............عدلیہ کی ذمہ داری کس نے سونپی؟............(حضور ﷺ نے)............

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں............عدلیہ کے فیصلے کون کرتے رہے؟............حضرت علی المرتضیٰؓ............

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں عدلیہ کے فیصلے کون کرتے رہے؟............(حضرت علی المرتضیٰؓ)............

حضرت عثمان غنیؓ کے وقت میں عدلیہ کے فیصلے کون کرتے رہے؟
............(حضرت علی المرتضیٰؓ)............

تو حضرت علی المرتضیٰؓ کا جو مقام تھا............حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق............ اَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ ....خلفاء ثلاثہ نے اس کا پورا احساس رکھا............

............مجھے ایک بات یاد آئی............

کسی نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے پوچھا تھا کہ پہلے تین خلفاء کے دور میں تو امن تھا............مسلمانوں کا جھنڈا ایک تھا............آپؓ کے وقت میں جھنڈے

دو کیوں ہوگئے؟............

ایک روز مرتضیٰؓ سے کسی نے یہ عرض کی
اے نائب رسول خدا ، درم ظلکم
ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانے میں چین تھا
عثمانؓ کے بھی دور میں لبریز تھا یہ خم
پر آپؓ کے عہد میں یہ کیا بات ہوگئی
ہے عقل ہوگئی میری اس حادثہ میں گم
بولے بھلا یہ بات کوئی سوچنے کی ہے
ان کے مشیر ہم تھے ہمارے مشیر تم

تو علی المرتضیٰؓ کے بارے میں جب یہ پتہ چلا کہ وہ ان خلفاء ثلاثہؓ کے مشیر تھے.......... ان کے ساتھ تھے.......... قدم قدم پر ان کے ساتھ تھے..........تو کبھی تصور بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان کا حق چھینا ہو.......... ہم اہلسنّت ہیں ....اور اہلسنّت ہیں سب کو جوڑنے والے.......... ہمارے ہاں ان میں تفرقہ نہیں..........

کتب حدیث میں فضائل کے باب:۔

تو ہماری حدیث کی کتاب سب سے بڑی کون سی ہے؟..........
(بخاری شریف) .... اس میں باب باندھا ہے ....پہلی جلد کے آخر میں باب ہے..........

فضائل ابوبکرؓ

فضائل عمرؓ

فضائل عثمانؓ

فضائل علیؓ یا مناقب علیؓ

ہر حدیث کی کتاب میں فضائل اصحابؓ پر باب باندھے گئے............علیؓ کا باب ساتھ جڑا ہے.......... آج جو ہمیں کہتے ہیں کہ ہم علیؓ کا نام لیتے نہیں ہیں..........ہم علی المرتضیٰؓ کیساتھ عقیدت و محبت رکھتے نہیں ہیں........... میں کہتا ہوں کہ تم تاریخ کی بات کرتے ہو.......... میں کہتا ہوں کہ ہماری حدیث کی کتابیں اور شہادتیں.......... جس طرح پہلے تینوں کے فضائل اور مناقب کے نغمے گائیں.......... ہم نے چوتھے کو بھی اسی طرح ساتھ رکھا .... حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں کہ جس میں تینوں کے ساتھ چوتھے کا ذکر نہ ہو..........اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان میں جو باتیں کیں ....وہ ہماری کتابوں میں موجود ہیں..........حضرت علی المرتضیٰؓ چوتھے خلیفہ برحق ہیں......

آپ دامادِ رسولؐ ہیں

علم و وفا کے پتلے ہیں

مصفیٰ علم کے حامل ہیں

اَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ کے مصداق ہیں

ان پر جتنا ناز اور فخر کریں کم ہے

حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ سے محبت:۔

آپ کی وفا کا یہ عالم تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ پر جب حملہ آوروں نے حملہ کیا..........تو عثمان غنیؓ کے گرد پہرہ دینے کے لئے حضرت علیؓ نے کھڑا کیا ہوا تھا حضرت حسنؓ و حسینؓ کو..........وہ شخصیت کتنی اونچی تھی کہ جس کے پہرے داروں

میں حسنؓ و حسینؓ کھڑے ہیں......اور اس علیؓ کی وفا عثمان غنیؓ سے اتنی اونچی تھی کہ

اپنے بیٹوں کو کھڑا کر دیا..........

سیدنا علی المرتضیٰؓ کا جواب:۔

باقی جو لوگ حضرت علی المرتضیٰؓ پر اعتراض کرتے ہیں.......... ہم اہلسنّت کے ذمہ ہے کہ ان کا بھی جواب دیں.......... حضرت علی المرتضیٰؓ پر ان کے مخالف ایک اعتراض یہ کرتے ہیں .... کہ علیؓ پہلے ہیں کہ جنہوں نے مرکز اسلام بدلا.......... حضور ﷺ کے دور میں مرکز حکومت Seat of the Government مدینہ ہے.......... ابوبکر صدیقؓ کا مرکز حکومت مدینہ ہے.......... عمر فاروقؓ کا مرکز حکومت مدینہ ہے.......... عثمان غنیؓ کا مرکز حکومت مدینہ ہے.......... علی المرتضیٰؓ کا مرکز حکومت کوفہ.......... حضرت علیؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے پہلے مرکز کو چھوڑا اور عراق چلے آئے.......... کوفہ چلے آئے.......... تو کہتے ہیں کہ انہوں نے سنت اسلام بدلی.......... تو ہم جس طرح

حضرت ابوبکرؓ

حضرت عمرؓ

حضرت عثمانؓ

کی وکالت اور ان کے مخالفین کو جواب دیتے ہیں.......... تو علی المرتضیٰؓ کے مخالفین کو بھی ہم جواب دیتے ہیں..........

بلائیں زلف جاناں کی
اگر لیں گے تو ہم لیں گے

جنہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ پہلے ہیں جنہوں نے سنت اسلام

بدلی..........سنو..........حضرت علی المرتضیٰؓ کی نیت مخالفت نہ تھی..........

حضرت علیؓ کی بصیرت میں جب بات آئی.......... انہیں جب یہ اندازہ ہوگیا..........اور پتہ چل گیا..........کہ اب مسلمان آپس میں لڑیں گے..........

میری خلافت کے موضوع پر یہاں تک اگر نوبت پہنچے کہ مسلمان آپس میں لڑیں..........اور باہمی خانہ جنگی شروع ہو.......... یہ اندیشہ محسوس کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے تو انہوں نے کہا کہ اگر میں مدینہ میں رہا..........اور Seat of the government مدینہ رہی..........لڑائیاں ہوں گی ....اندیشہ ہے کہ مدینہ کی بے آبروئی نہ ہو..........انہوں نے مدینہ کی آبرو بچانے کیلئے کوفہ کی طرف رخ کیا..........مدینہ سے نفرت کے لئے نہیں......

میں آپ سے کہتا ہوں کہ مدینہ سے نفرت کے لئے نہیں.......... بلکہ مدینہ کی آبرو قائم رکھنے کے لئے تا کہ باہمی خانہ جنگی میں.......... کہیں مدینہ کا وقار مجروح نہ ہو.......... اب بتایئے کہ یہ کوئی برا کام کیا؟.......... (نہیں) ....حضرت علیؓ کا دور حکومت بتاتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور حکومت میں ....شریعت اسلام کی پوری پابندی کی..........

حضرت عمرؓ کے دور میں رمضان میں تراویح کی نماز قائم تھی یا نہیں؟ .... (تھی).......... حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور میں بھی تراویح ہے.......... حضرت عمرؓ کا جو گورنمنٹ کا طریقہ تھا.......... حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس کو قائم رکھا..........وہاں تراویح تھی.......... یہاں بھی تراویح ہے..........

باغ فدک بیت المال کا حق:۔

یہ بات آپ کو یاد ہوگی کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک باغ تھا

زمین تھی......... جسے کہتے ہیں فدک.........اس کی آمدنی حضور ﷺ اہل بیتؓ پر خرچ کیا کرتے تھے.........حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ باغ فدک ملکیت بیت المال کی رہے گا.........اور اس کی آمدنی اہل بیتؓ پر خرچ ہوتی رہے گی......... یہ قصہ آپ نے سنا ہوا ہے یا نہیں؟.........(سنا ہوا ہے).........

جب حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ ہوئے.........تو باغ فدک جو تھا......... وہ اس حد بندی میں نہیں تھا جو امیر معاویہؓ کی تھی......... وہ اس حد بندی میں تھا......... جو حضرت علی المرتضیٰؓ کی ہے......... گو حضرت فاطمہؓ زندہ نہ تھیں لیکن ان کے بیٹے حضرت حسنؓ و حسینؓ تو زندہ تھے.........اگر حضرت علی المرتضیٰؓ باغ فدک کے بارے میں .... ان کی رائے اہل سنت والی نہ ہوتی تو جب باغ فدک اپنے ہی قبضے میں آ گیا.........اور وہ خلیفہ بھی ہیں تو حسنؓ اور حسینؓ کو دے سکتے تھے یا نہیں؟ ....(دے سکتے تھے) لیکن انہوں نے نہیں دیا کیوں؟.........اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ جو حضرت عمرؓ کی حکومت کا طریقہ ہے مجھے ہر صورت قائم رکھنا ہے.........انہوں نے اس میں تبدیلی نہیں کی.........

حضرت علیؓ کا ظاہر و باطن ایک ہے:۔

ایک دفعہ ایک مباحثہ تھا.........تو میں نے کہا کہ اگر باغ فدک ذاتی ملکیت ہوتا تو حضرت علی المرتضیٰؓ اپنی خلافت کے دوران......... جب پہلے سارے خلفاء فوت ہو چکے.........تو انہوں نے فدک وارثان فاطمہؓ کو کیوں نہ دے دیا؟.........تو اب.........

مولوی آں کہ چپ نہ شود
اگر چپ شود مولوی بناشد

وہ کہنے لگے کہ پروفیسر صاحب.......... آپ بات سمجھے نہیں..........
میں نے کہا کیا؟ کہ ایک دفعہ جو چیز چھین لی گئی تو چھٹی ہوگئی.......... حضرت حسنؓ حسینؓ اور اہل بیتؓ کی اتنی اونچی شان ہے .... کہ کوئی چیز کو قبول نہیں کرتے.......... اس لئے نہیں دوبارہ لیا.......... اہل بیتؓ تو اونچی شان کے لوگ ہیں.......... جو چیز چھن جائے اس کو قبول نہیں کرتے..........

میں نے کہا کہ پھر تمہارے خیال میں خلافت جو چھینی ہوئی تھی .... وہ کیوں قبول کرلی؟.......... پتہ نہیں چلتا کبھی کر لیتے تھے کبھی نہیں .... تو یہ بھی کوئی جواب ہے.......... کر لیتے تھے کبھی نہیں..........

حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت کو Duble Diler کی Game نہیں کہتے کہ کبھی ادھر کبھی ادھر.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت ایک تھی.......... اور سیرت شیخینؓ پر چلے.......... حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا جو طریق تھا .... اس سیرت پر حضرت علیؓ چلے.......... اور اس کا اقرار سب کو ہے..........

خود حضرت علیؓ کہتے ہیں.......... امیر معاویہؓ کو کہ تم میری خلافت کو قبول نہیں کرتے.......... مجھے تو خلیفہ انہوں نے بنایا ہے .... جنہوں نے خلیفہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو بنایا تھا.......... اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؓ کی جو چوتھی خلافت ہے وہ بھی انہی کے طریقے پر تھی.......... ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت چھننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا..........

حضرت عمرؓ پر جب حملہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے جو کمیٹی بنائی کہ چھ میں سے

جس کو چاہو خلیفہ چن لو.......... کیا اس میں حضرت علیؓ تھے یا نہیں؟ ....

(تھے) ....تو اگر ان کی خلافت کا حضور ﷺ نے اعلان کیا ہوتا ....تو آپ کہتے کہ تم مجھے ان چھ میں کیوں شامل کرتے ہو؟.......... مجھے تو حضور ﷺ نے خلیفہ فرمایا ہوا ہے.......... یہ بھی اس کمیٹی میں شامل ہو گئے......

تو یہاں معترض کہنے لگے کہ انہیں تو اس میں جبراً شامل کر لیا.......... دل سے تو نہیں چاہتے تھے جبراً شامل کر لیا.......... میں نے کہا کہ عمل ان کا دنیا نے دیکھا.......... اور ان کا دل ان کا تم پڑھ رہے تھے؟.......... اتنے سو سال کے بعد تم نے ان کا دل پڑھنا ہے.......... یاد رکھو! حضرت علی المرتضیٰؓ کا ظاہر و باطن ایک تھا.......... اور وہ شریعت پر پورا عمل کرتے تھے..........

حضور ﷺ کو غسل دینے کی سعادت:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کس نے دیا؟.......... (حضرت علی المرتضیٰؓ نے)......

یہ کم شان ہے؟ .... (نہیں)

یہ کم مقام ہے؟ .... (نہیں)

کہ غسل حضرت علی المرتضیٰؓ نے دیا اور جگہ حضور ﷺ کو عائشہ صدیقہؓ کے حجرے نے دی.......... اور جب حضرت علی المرتضیٰؓ حضور ﷺ کو غسل دے رہے تھے..........تو ساتھ ساتھ کہتے تھے محبت میں..........

"حضور ﷺ آج ہم آپ کی یاد اور غم میں اتنے آنسو بہاتے کہ بدن کی آخری نمی بھی خشک ہو جاتی.......... لیکن ہم آنسو نہیں بہا رہے.......... کیونکہ آپ نے ہی منع کیا ہے کہ ماتم نہیں کرنا.......... آپ نے کہا ہے کہ واویلا نہیں کرنا

.... اگر آپ نے منع نہ کیا ہوتا.......... ہم آپ پر اتنے آنسو بہاتے کہ ہڈیوں کی آخری نمی بھی جاتی رہتی'' ....

لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کہ آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے..........

یہ جملہ کس نے کہا؟.......... (حضرت علی المرتضیٰؓ نے).......... حضرت علی المرتضیٰؓ بڑے بہادر تھے..........

حضرت علیؓ بحیثیت ہارون امت:۔

حضور علیہ السلام جنگ تبوک کی طرف جا رہے ہیں.......... تو آپ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو ساتھ نہ لیا.......... تو حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میں پیچھے رہوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پیچھے عورتوں.......... بچوں.......... اور گھر بار کی دیکھ بھال کیلئے.......... اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی .... کیا تیرا میرے ساتھ وہی رشتہ نہیں جو ہارونؑ کا موسیٰؑ کے ساتھ تھا جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو پیچھے ہارونؑ رہے تھے.......... تم میرے پیچھے رہو.......... حضرت علی المرتضیٰؓ نے فوراً بات قبول کر لی.......... کیوں اس لئے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد تھا.......... ورنہ کوئی بہادر آدمی اتنا پیچھے رہتا ہے؟.......... (نہیں).......... لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمان رسالت کے سامنے اپنی بات چھوڑ دی اور پیچھے رہے..........

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام بھی حضرت علی المرتضیٰؓ کی رضا چاہتے تھے......

...... اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی .... اس کا مقام کتنا ہوا کہ جس کی رضا مصطفیٰ علیہ السلام بھی چاہے؟.......... تو حضرت علی المرتضیٰؓ ھارون امت ہیں..........

حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اصرار:۔

ام المؤمنینؓ کی بات ذہن میں آ گئی.......... طلحہؓ و زبیرؓ والی بات بھی ذہن میں آ گئی.......... لیکن امیر معاویہؓ سے تو جنگیں ہوئیں.......... تو جب جنگیں ہوئیں تو ان میں امیر معاویہؓ کا مقام کیا ہے؟.......... کیا انہوں نے خلیفہ برحق سے لڑائی نہیں کی؟.......... طالب علموں نے مجھ سے پوچھا.......... .... میں نے کہا نہیں کی.......... وہ کہنے لگے جنگ صفین.......... میں نے کہا یہ کس نے کی.......... لڑائی کے لئے کون آیا؟.......... اگر تو گئے ہیں امیر معاویہؓ.......... تو پھر چڑھائی انہوں نے کی؟.......... اگر علی المرتضیٰؓ آئے تو پھر چڑھائی انہوں نے کی؟..........

تو تاریخ کے طالب علمو.......... تم بتاؤ کہ چڑھائی کس نے کی؟.......... یاد رکھو امیر معاویہؓ نکلے نہیں میدان میں.......... نہ انہوں نے اپنے لئے خلافت کا دعویٰ کیا.......... نہ یہ کہا کہ میں خلیفہ ہوں.......... صرف یہ کہتے رہے کہ میں علی المرتضیٰؓ کو خلیفہ تب مانوں گا.......... اگر ان کے لشکر سے قاتلین عثمانؓ نکل جائیں.......... وہ جو باغی ہیں وہ نکل جائیں.......... یا حضرت علی المرتضیٰؓ ان پر کنٹرول کر لیں.......... اگر حضرت علی المرتضیٰؓ قاتلین عثمانؓ کو پکڑ لیں.......... تو پہلا شخص میں ہوں گا جو علیؓ کی بیعت کرے گا.......... یہ کس نے کہا؟.......... (حضرت امیر معاویہؓ نے)..........

شان حضرت علیؓ بزبان امیر معاویہؓ:۔

تو حضرت علی المرتضیٰؓ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے.......... اس دن جس دن حضرت علیؓ شہید ہوئے تھے.......... اور حضرت امیر معاویہؓ کو جب اس کی اطلاع

ملی تو اتنے روئے حضرت امیر معاویہؓ.......... کہنے لگے لوگ کہ آپ کی ان کے ساتھ جنگ ہوئی مخالفت ہوئی .... لیکن آپ رو رہے ہیں.......... فرمایا تمہیں پتہ نہیں.......... آج دنیا نے کس قدر علم کھو دیا.......... آج لوگوں نے کس قدر خزانہ علم کو قبر میں اتارا..........

فریقین میں معاہدہ:۔

یہ شہادت کس کی ہے؟.......... (حضرت امیر معاذیہ کی) .... تو اب میں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہؓ کا دور ایسا تھا .... جس میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے ان سے جنگ کی.......... تو وہ دور کہلاتا ہے جنگ کا.......... اس کے بعد کیا ہوا؟.......... اس کے بعد یہ ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں معاہدہ ہوا.......... سن چالیس ہجری میں..........

معاہدہ کیا کہ آپس میں ہم لڑیں نہ.......... اتنے حصے پر تم حکومت چلاؤ .... اتنے میں میں چلاتا ہوں.......... پہلا آپس میں اتحاد یہ کہ آپس میں لڑیں نہ.......... پھر آگے باتیں دیکھی جائیں گی.......... یہ معاہدہ کن کے درمیان قرار پایا؟.......... (حضرت علیؓ میں اور حضرت امیر معاویہؓ میں) ....

اتنے میں حضرت علیؓ شہید بھی ہو گئے.......... خارجیوں نے آپ کو شہید کر دیا..........

حسنؓ و معاویہؓ بھائی بھائی:۔

تو جب شہید ہو گئے.......... پھر عراق والوں کے امیر المومنین حضرت حسنؓ بنے.......... تو ۴۱ ہجری میں حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ میں صلح ہو گئی .... اور خلافت ایک ہو گئی تو جو لڑائی ہوئی.......... پہلے ادھر سے ہوئی یا ادھر سے؟.......... جو لڑائی پہلے تھی وہ لڑائی اور معاہدہ ۴۱ ہجری میں مصالحت کے بعد

باقی رہی؟............ (نہیں)............حضرت حسنؓ کے ساتھ جب دونوں جماعتیں ایک ہوئیں تو لڑائی باقی رہی؟............ (نہیں)............

تو حضرت امیر معاویہؓ کی جب وفات ہوئی ....تو وہ لڑائی کی حالت میں ہوئی یا مسلمانوں کا جھنڈا ایک ہو چکا تھا؟............ (جھنڈا ایک ہو چکا تھا)

............تو لڑائی کی حالت میں ان کی وفات نہیں ہوئی............

صلح کے بعد سابقہ واقعات نہ دہرائیں:۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے بارے میں فیصلہ کرنا ہو یا حالات کا رخ طے کرنا ہو تو............تو جو پچھلی بات ہے اس کو لو............پہلی بات نہ لو............ بھائی اگر کہیں لڑائی ہو تو لڑائی کے بعد صلح ہو جائے ....تو صلح کے بعد لڑائی کے قصے دہرانا کس کا کام ہے؟ .... گھروں میں .... برادریوں میں ان بن ہو پھر صلح ہو جائے............ اگر صلح کے بعد آدمی پہلے اختلافات کو چھیڑے............تو اسکو کیا کہتے ہیں؟ (کہتے ہیں کہ شرارتی آدمی)

حضرت امیر معاویہؓ کا انجام حضرت علی المرتضیٰؓ کی لڑائی پر نہیں ہوا ....حضرت حسنؓ کے ساتھ صلح کر کے وہ ایک پلیٹ فارم پر آچکے تھے ....اب ان کے خلاف............ کسی قسم کی بات کرنا جائز نہیں ہوں گی......

تو ہم خلیفۂ برحق راشدین میں راشد............ چوتھے درجے کا راشد وہ مانتے ہیں حضرت علی المرتضیٰؓ ....لیکن حضرت امیر معاویہؓ کو بھی حق دیتے ہیں کہ ان کے رشتے دار تھے عثمان غنیؓ............ان کو گورنر مقرر کرنے والے تھے عثمان غنیؓ............ اور انکی اہلیہ کے بھائی بھی تھے عثمان غنیؓ ....تو اتنی اہمیت کے ساتھ اگر وہ اٹھے قصاص کے لئے............ بدلہ مانگنے کے لئے تو ان کا حق ہے

.........تو جب انہوں نے اس کے لئے سوال کیا تو ان کا یہ حق تھا.........اور اس کے دلائل وشواہد موجود ہیں..........

فاتح خیبر:۔

میں آپ حضرات اہلسنت کو مبارک باد دیتا ہوں..........کہ علی المرتضیٰؓ کی شان بہادری.......... بہت اونچی..........لیکن ایک شخص نے مجھ پر سوال کیا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو کہتے ہیں فاتح خیبر..........تو خیبر تو انہوں نے فتح کیا..........باقی صحابہؓ کہاں تھے؟..........

میں نے کہا کہ تم ہی بتا دو کہاں تھے..........اگر میدان جنگ میں نہیں تھے..........تو تم ہی بتا دو کہاں تھے؟.......... وہ کہنے لگا کہ نہیں آپ بتائیں؟..........مَیں نے کہا کہ پہلے آپ بتائیں کہ جب کہتے ہیں کہ خیبر فتح کیا..........تو خیبر کے قلعے کتنے ہیں؟..........خیبر کے گیارہ قلعے ہیں.......... جو آخری قلعہ تھا..........غالبًا قاموس اس کا نام آتا ہے..........وہ علی المرتضیٰؓ نے فتح کیا..........اس لئے ان کو کہتے ہیں فاتح خیبر.......... میں کہتا ہوں کہ پہلے دس کس نے فتح کیے؟..........اگر میں نام لے کر بتاؤں ....تو وقت اس کی اجازت نہیں دیتا..........تو ان کو جو کہا جاتا ہے فاتح خیبر ....تو اس آخری قلعے کی وجہ اور مناسبت سے کہا جاتا ہے..........ورنہ پہلے خیبر میں جھنڈا اٹھانے کی ذمہ داری تھی.......... وہ حضرت عثمان غنیؓ کو دی گئی تھی..........اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی عقیدت قائم رکھے..........

سوال:۔

حضرت علیؓ کی شان تو بہت بیان کی..........اوران کی شہادت بیان نہیں

کی.......... حالانکہ یہ وقت ان کی بھی یاد کا تھا............

جواب:۔

مسلمانوں میں پہلا دینی اختلاف ہوا تو ایک گروہ پیدا ہوا جس کو کہتے ہیں خارجی تو انہوں نے کچھ مسئلے ایسے بنائے.......... اور کہا کہ ہمارا اختلاف ہے.......... حضرت امیر معاویہؓ اگر مخالف رہے.......... تو انکا اختلاف صرف انتظامی امور میں دینی اختلاف میں سب سے آگے کون سی جماعت تھی؟.......... (خارجیوں کی).......... تو خارجیوں نے فیصلہ کیا کہ دشمن آدمیوں کو مار دیا جائے .... یہ خارجی کون تھے؟.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کے گروپ کے آدمی تھے.......... جو ان کے خلاف ہوگئے.......... باغی تھے.......... فئہ باغیہ .... انہوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ پر حملہ کیا.......... اور زخمی ہوئے..........

اور عبدالرحمٰن ابن ملجم نے خنجر کے وار کیئے تو..........

زخمی ہونے کے بعد حضرت علیؓ کو پانی کا پیالہ دیا گیا.......... تو جب پانی کا پیالہ آیا.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کے پاس.......... تو واپس لٹا دیا .... اور کہا کہ پہلے میرے قاتل کو بلاؤ.......... حضور ﷺ فرماتے تھے کہ قیدیوں کے متعلق سختی نہ کرنا.......... ان کے حقوق تلف نہ کرنا.......... اپنے آخری وقت میں جب روح قفس عنصری سے پرواز کرنے والی ہے.......... اتنی باریکی کے ساتھ دین کو دیکھنا.......... حضور ﷺ کی ہدایات پر غور کرنا.......... یہ علی المرتضیٰؓ کا کوئی کم مقام ہے؟.......... (نہیں)..........

حضرت علی المرتضیٰؓ چوتھے خلیفہ راشد ہیں.......... اور چوتھے جب ہم ان کو کہتے ہیں.......... تو اس لئے کہ چوتھے درجے میں یہ تھے.......... جب خلافت کی

ذمہ داری ان کو سونپی گئی.......... حضور ﷺ جب فوت ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰؓ کی عمر کتنی تھی؟.......... (۲۹ سال).......... خلیفہ کس کا چنا جائے گا؟.......... (حضور ﷺ کا).......... حضور ﷺ اپنی ذمہ داریوں پر کب آئے تھے؟.......... ۴۰ سال کی عمر میں.......... اب حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ خلیفہ بھی وہ ہو جو چالیس سے اوپر ہو.......... کیوں؟.......... اگر وہ چالیس سال سے پہلے ہو تو تاریخ کہے گی کہ نبیؐ کا خلیفہ اس سے بھی زیادہ قابل.......... کہ وہ تو قابل ہوئے ذمہ داری کے چالیس سال کی عمر میں.......... اور خلیفہ پہلے ہی؟.......... اس وقت حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے.......... جو چالیس سے آگے تھے.......... پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنے جو چالیس سے آگے تھے.......... پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے جو چالیس سال سے آگے تھے.......... پھر حضرت علی المرتضیٰؓ خلیفہ بنے جو چالیس سال سے آگے تھے..........

حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان کہ بنت رسول سیدہ فاطمہؓ کے خاوند ہیں.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان، حسنینؓ کے والد ہیں.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان خلیفۂ راشد خلیفۂ عادل.......... حضرت علیؓ کی شان میں ذرا سی گستاخی اور بے ادبی دل میں گزرے.......... تو وہ اہل سنت کے دائرہ میں نہیں رہتا..........

اصحابؓ رسولؐ باغ رسالت کے پھول تھے.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان کا معنی یہ نہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں کوئی گستاخی کرے.......... یا ام المومنینؓ کی شان میں کوئی گستاخی کرے.......... حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان مان کر ان بزرگوں کا بھی احترام کرنا..........

ان کا وقار

ان کی محبت

ان کا خلوص

پیش نظر رکھنا

یہ وہ شہادتیں ہیں جو تاریخ میں محفوظ ہیں............عوامی اجتماع میں، میں حوالے پیش نہیں کیا کرتا............لیکن جو کچھ بیان کرتا ہوں اس کے پیچھے لاتعداد حوالے ہوتے ہیں............

حضرت علی المرتضیٰؓ کی کسی شان پر کوئی شخص اعتراض کرے............علماء دیوبند اس کے جواب کیلئے حاضر ہیں............حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان ان کے مقام پر............انکی خلافت برحق............ان کا نظام برحق............ان کی سیرت پر کوئی اعتراض ہو............جس طرح دوسرے حضرات حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی شان کی سرحد پر پہرہ دینا اپنی سعادت سمجھتے ہیں............ہم علی المرتضیٰؓ کی شان کے گرد بھی پہرہ دینا اپنی سعادت سمجھتے ہیں............

میدان حشر میں............آخرت میں............

............جب

حضورﷺ کے

صدیقؓ کے

فاروقؓ کے

عثمان غنیؓ کے

پہریدار اٹھائے جائیں گے............تو علیؓ کے پہریدار بھی ساتھ ہی ہوں گے............حضرت علی المرتضیٰؓ کی شان بیان کرنے والوں میں............

اجازت ہو اگر شامل میں بھی ان میں ہوجاؤں

سنا ہے کل تیرے در پہ ہجوم عاشقاں ہوگا

اللہ تبارک و تعالیٰ کی اپنی دین ہے......... اللہ تعالیٰ اس سے تمام حاضرین کو نوازے کہ جنہوں نے......... یہاں یوم علیؓ منانے کا اہتمام کیا ....اس کے لئے دوڑ دھوپ کی......... اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب کو شفا عطا فرمائے......... (آمین)......... علاقے میں عالم کا وجود ایک نشان رحمت ہوتا ہے......... یہ وہ چراغ ہے......... علماء کسی علاقے میں ہوں تو حاضرین اس کو غنیمت سمجھیں.........

میں چاہتا تھا کہ آپ کو چھ نمبر بتا دوں......... آپ کو چھ نمبر یاد ہیں؟ ....(یاد ہیں)......... تبلیغ کے چھ نمبر ہیں نیک......... اور اس کے مقابلے میں بھی ابلیس نے چھ نمبر بنا رکھے ہیں......... انکی میٹنگیں ہوتی ہیں......... ہمیں پتہ چل گیا......... تو میں ان کی میٹنگوں کی باتیں لوگوں کو سنا دیتا ہوں......

انہوں نے میٹنگ کی اس ملک کو بے دینی کے جال میں پھانسنے کے لئے کہ جہاں موقع ملے.........

اسٹیشن پر ہو

اڈے پر ہو

مارکیٹ میں ہو

ایئر پورٹ پر ہو

سکولوں میں ہو

کالجوں میں ہو

کھیل کے میدانوں میں ہو

جہاں ہو کہو کہ مولوی ایسے.......... مولوی ایسے.......... کسی فرقے اور طبقے کا ذکر نہیں.......... مجموعی طور پر مولویوں کو برا بھلا کہو.......... اگر قوم ان کا برا بھلا سن لے سمجھو میدان اپنا..........

تو جب پہلا نمبر فتح ہو جائے.......... مولویوں کو برا کہنا.......... کوئی بات بھی نہ ہو.......... مولویوں کو بس ایسے ہی.......... اخبار میں خبر آئی کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت ان میں لڑائی ہو رہی ہے.......... ایک شخص میرے سامنے اخبار پڑھ رہا تھا.......... تو پڑھ کر کہنے لگا کہ مولویوں نے بیڑہ غرق کر دیا.......... میں نے کہا کیوں کیا ہوا؟.......... کہنے لگا کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت میں ٹکراؤ ہے.......... ان میں صلح نہیں ہو رہی اب ایک طرف وفاقی حکومت ہے.......... دوسری طرف صوبائی حکومت ہے.......... اور غصہ تمہارا ان پر.......... مولویوں نے تباہ کر دیا..........

تو میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کو مولویوں کے بارے میں پروپیگنڈہ کرتے دیکھو.......... تو یہ پہلا نمبر ہے جو انہوں نے نمبر بنائے ہیں.......... اور جب لوگوں میں مولوی بدنام ہو جائیں.......... تو دوسرا نمبر ہے کہ داڑھیوں کے خلاف باتیں کرو.......... داڑھیوں کی تعداد مولویوں کے برابر ہے یا کم یا زیادہ؟ داڑھیوں کی تعداد زیادہ ہے یا مولویوں کی؟.......... (داڑھیوں کی).......... کیونکہ بعض آدمی جو غیر عالم ہیں.......... انہوں نے بھی داڑھی رکھی ہوئی ہے.......... تو پہلے علماء کو بدنام کرو پھر داڑھیوں کو..........

داڑھی والے ایسے

داڑھی والے ایسے

اور انگریز نے یہ منحوس روایت قائم کی تھی .... کہ جب انگریزی دور اقتدار میں مرتب ہوئے اردو محاورے .... ایک محاورہ خاص طور پر بنایا گیا ...... چور کی داڑھی میں تنکا .... اس کا مطلب کیا کہ چور داڑھی والے ہی ہوتے ہیں؟ .... کلین شیو تو کبھی چور نہیں ہوا .... یہ کہنا کہ چور کی داڑھی میں تنکا .... اس سے زیادہ اور بدنام کرنے والی بات ہے؟ .... (نہیں) ......

تو چھ نمبر میں پہلا نمبر علماء کی مخالفت کرو .... دوسرا نمبر داڑھی کی مخالفت .... اور تیسرا نمبر کہ دینی مدارس نہ رہیں .... اور اگر دینی مدارس نہ رہیں تو پھر شیطان ننگا ناچے ....

چوتھا نمبر حدیث کے خلاف، پانچواں مذہب کے خلاف .... اور جب چھٹی باری آئے تو دہریت کے جھنڈے اٹھالو .... تو کتنے نمبر ہوئے؟ .... (چھ) .... تو میں کہا کرتا ہوں بھائیوں کو کہ جب کسی کو مولویوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے دیکھو .... تو مولویوں کی حمایت نہ کرو .... سیدھی طرح کہہ دو کہ تو پہلا نمبر ہے .... اب لمبی حمایت کرتے ہوئے .... تقریر کرتے ہوئے کہاں تک ان کو **Defend** کرو گے .... تو تم دو یا تین کرو گے وہ چار .... اس لئے اختصار پسندی سے کام لیں ....

اور اس طرح کہو کہ	....	تو پہلا نمبر ہے
کوئی داڑھی کے خلاف بول رہا ہو	....	تو دوسرا نمبر ہے
کوئی مدارس عربیہ کے خلاف بولے	....	تو تیسرا نمبر ہے
کوئی حدیث کے خلاف بولے	....	تو چوتھا نمبر ہے

جو مذہب کے خلاف بولے .... تو پانچواں نمبر ہے

اس طرح کہو امن ہو جائے گا............تو جس طرح چھ نمبر ان کے ہیں

اللہ والوں کے............اور پھر چھ نمبر ابلیس نے بھی بنائے .... ان

لوگوں کا کام آپس میں لڑانا............اور توڑنا ہے............اب آپ بتائیں کہ

حضرت علی المرتضیٰؓ کا جو ذکر ہم نے کیا............وہ اپنی ....

محبت

اخلاص

اورعلم

کی تحقیق کے ساتھ کیا............ یا کسی کو برا بھلا کہا ہے؟............ برا بھلا

ہم نے کسی کو نہیں کہا............مثبت پیرائے میں ہم نے یہ بات کی ہے............

اور کہا جائے تو پروپیگنڈہ شروع ہو جائے............لڑائی کی بات ....لڑائی کی

بات............تو یہ ہمارے کیمپ کی نہیں باہر سے آئی ہوگی......

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو............علماء کرام کا احترام کرنے کی توفیق

عطا فرمائے............ (آمین)............مفتی عبدالحلیم صاحب کو صحت کاملہ عطا

فرمائے............(آمین)............

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

حضرت امیر معاویہؓ

خطبہ مسنونہ:۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیۡنَ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن.......... اَمَّابَعۡدُ .... فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ.......... بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قَاتَلَ.......... اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ بَعۡدُ وَ قَاتَلُوۡا.......... وَ کُلًّا وَّ عَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ....وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ.......... (سورۃ الحدید پارہ ۲۷ آیت ۱۰)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ.......... اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ مُعَاوِیَۃَ هَادِیًا مَّهۡدِیًّا..........

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ..........اَلنَّاسُ مُعَادَنُ اَوۡ کَمَعَادَنُ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّۃَ خِیَارُهُمۡ فِی الۡجَاهِلِیَّۃِ خِیَارُهُمۡ فِی الۡاِسۡلَامِ..........اَوۡ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ.......... (بخاری شریف ج۱ ص۹۴۶)

کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ.......... اِذَا ظَهَرَتِ الۡفِتَنُ وَالۡبِدَعُ وَ سُبَّتۡ اَصۡحَابِیۡ فَلۡیُظۡهِرِ الۡعَالِمَ عِلۡمَہٗ فَاِنۡ لَّمۡ یَفۡعَلۡ فَعَلَیۡہِ لَعۡنَتُ اللّٰہِ وَالۡمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡن..........

صَدَقَ اللّٰہُ وَ صَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡم..........

تمہید:۔

جناب محترم ومکرم حضرت شاہ صاحب

واجب الاحترام

علمائے کرام

مہمانان خصوصی

طالب علمو

دوستو

اور بھائیو

حضرت شاہ صاحب کے تعمیل ارشاد میں آج مجھے یہاں حاضری کی سعادت ملی.......... یوم امیر معاویہؓ کا اشتہار بھی نظر سے گزرا.......... دعوت بھی اس عنوان پر تھی.......... لیکن میں نے راستے میں ارادہ کیا کہ آج سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ بیان کروں گا.......... اس میں تعمیل حکم بھی ہوگی.......... اور ان شاء اللہ بات کہنے کا موقع بھی ملے گا..........

حضرت امیر معاویہؓ پر جو مطاعن ہیں.......... حضرت ابوذر بخاریؒ نے ان کی طرف اشارہ بھی کیا کہ ان کے بھی جواب عرض کروں.......... اس سے پہلے کہ حضرت معاویہؓ پر جو اعتراض ہے.......... اس کا جواب دوں.......... مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے جو حضرت شاہ صاحب پر اعتراض ہے.......... اس کا جواب دوں کہ یہ ملتان میں کیا.......... پنجاب میں کیا.......... پورے پاکستان میں کیا.......... حضرت امیر معاویہؓ کے نام پر نہ پہلے کبھی تقریبات ہوئی تھیں.......... نہ کبھی جلسے ہوئے تھے.......... نہ اس طرح کے پہلے اشتہارات نکلے تھے، یہ

ان حضرات نے کیا کیا.......... یہ اعتراض اور یہ طعن شاہ صاحب پر ہے تو پہلے جو ان پر طعن ہے اور اعتراض ہے .... اس کا جواب دوں یا ان (حضرت امیر معاویہؓ) پر؟.......... کیا مشورہ ہے؟.......... یہ بات آپ نے بھی کئی لوگوں سے سنی ہوگی ....اور آپ میں جو بزرگ ہیں .... وہ جانتے ہیں کہ اس نام کے کبھی اشتہار اور عنوان سنے تھے؟.......... (نہیں) ....ہاں حضرت صدیق اکبرؓ کا دن منایا جاتا تھا .... حضرت عمر فاروقؓ پر کتابیں لکھی گئیں..........دن منائے گئے .... حضرت عثمان غنیؓ پر .... حضرت علی المرتضیٰؓ پر..........

لیکن یہ کیا ملتان سے ایک نئی صدا آئی..........

سن باسٹھ (۶۲ء) سے یہ آواز سنی گئی.......... اور میں نے لاہور میں سنی.......... اور اپنے دوستوں سے سنی کہ یہ کیا ہوا؟ .... کہ ملتان میں اشتہار نکل گیا ہے.......... یہ کس طرف لگ پڑے؟.......... اس زمین میں پاکستان میں.......... جہاں پر ہر مکتب فکر کے لوگ موجود ہیں.......... یہاں اگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی فضیلت اور مناقب بیان ہوں.......... اور یہاں کی زمین انہیں جذب کر سکے.......... ان مناقب کو سن سکے.......... تو یہی غنیمت ہے .... یہ کیا.......... یہ کدھر پڑ گئے..........

سابقون الاولون کی شان:۔

میں عرض کرتا ہوں .... اس میں انکار نہیں کہ جو مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کا ہے.......... وہ کسی اور کا نہیں.......... اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے.......... ان کی اور سابقین اولین کی فتح مکہ سے پہلے.......... اللہ کی راہ میں لڑنے والوں اور خرچ کرنے والوں کی بڑی تعریف کی .... اور اتنی

واضح اور صراحت کے ساتھ تعریف کی.......... فرمایا لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قٰتَلَ.......... کہ جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے جہاد کیا.......... اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا.......... وہ ان کے برابر نہیں جو بعد میں آئے.......... کیوں؟.......... اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا.......... جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور قتال کیا.......... ان سے یہ درجے میں بلند ہیں.......... یہ کن کی تعریف ہے؟.......... (سابقین اولین کی).......... جو فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور قتال کرنے والے ہیں.......... یہ تعریف ان کی ہے.......... اور اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ درجے میں ان سے زیادہ ہیں.......... جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور محنت کی..........

تو موضوع تو تھا.......... پہلوں کے فضائل کا.......... آگے اللہ تعالیٰ نے ایک بات کہہ دی.......... ان کا درجہ تم سے زیادہ ہے.......... لیکن یاد رکھو.......... کُلًّا وَّ عَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی.......... اللہ نے حسنیٰ کا وعدہ دونوں سے کیا ہے.......... اس لئے دوسرے کے بارے میں اس کو نظر انداز نہ کرنا.......... پہلوں کی شان اپنی جگہ.......... لیکن وعدہ دونوں سے ہے.......... تو اللہ نے پہلوں کی تعریف کرتے ہوئے دوسروں کو کیوں شامل کرلیا؟.......... موضوع تھا پہلوں کی شان کا.......... اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا.......... لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد والوں کو ساتھ شامل کر کے کہا.......... کُلًّا وَّ عَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی.......... کہ اللہ کا حسنیٰ کا وعدہ دونوں سے ہے.......... پہلوں سے اور پچھلوں سے..........

تو اگر اللہ پچھلوں کو پہلوں کے ساتھ اس آیت میں جوڑے تو انہوں نے

اگر اُن کو (حضرت معاویہؓ) ....ابوبکرؓ وعمرؓ کی منقبت کے ساتھ شامل کرلیا ....تو قرآن کی مطابقت کی یا مخالفت کی؟............(مطابقت کی)............

قرآن کی تربیت یہ ہے کہ پہلوں کی تعریف ہورہی ہے............ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ............ان کے درجے کا بیان ہے اور اتنا واضح کر کے فرمایا............ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا............لیکن ساتھ ہی کہا کہ وعدہ اللہ کا حسنیٰ کا دونوں سے ہے............تو اللہ نے ان کو پہلوں کے ساتھ جوڑا یا نہیں؟............(جوڑا)............

............اب............

فضائل میں

مناقب میں

جلسوں میں

تقریروں میں

ان کو اگر جوڑا............تو ہم قرآن کی ترتیب کے مطابق گئے یا خلاف؟............(مطابق)............اللہ نے جو جوڑا ہے............کیا فرمایا اللہ نے............ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی............اللہ نے وعدہ دونوں طبقوں سے کیا............یعنی فتح مکہ سے جو پہلے ایمان لائے............انہوں نے قتال کیا............اللہ کی راہ میں خرچ کیا............محنتیں کیں اور جو بعد میں آئے ....انہوں نے قتال بعد میں کیا............پہلے ایمان لا بھی چکے ہوں............ لیکن قتال............محنت............اور انفاق وہ بعد میں کیا............

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا............وعدہ دونوں کے ساتھ ہے............

تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے پہلوں کے ساتھ ان کو بھی جوڑا.......... اور وعدہ کس چیز کا کیا؟.......... وعدہ کیا حسنیٰ کا.......... كُلًّا وَّ عَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .... اللہ کا وعدہ حسنیٰ کا دونوں سے ہے.......... اور جس کے ساتھ حسنیٰ کا وعدہ ہو.......... لفظ یاد رکھیں حسنیٰ.......... اللہ کا وعدہ دونوں طبقوں سے ہے حسنیٰ کا .... اور جن کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا وعدہ حسنیٰ کا ہے.......... ان کے بارے میں فرمایا سترھواں پارہ ارشاد ہوتا ہے..........

ناجی طبقہ:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى.......... جن کے بارے میں ہماری طرف سے حسنیٰ کا وعدہ ہو چکا ہے.......... اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (سورۃ الانبیاء پارہ ١٧ آیت ١٠١).......... وہ سب کے سب آگ سے دور رکھے جائیں گے .... تو اللہ کا وعدہ حسنیٰ جن کے ساتھ ہے.......... ان کے بارے میں کیا ارشاد ہوا؟ کہ سارے کے سارے آگ سے دور رکھے جائیں گے.......... یہ نہیں کہ آگ میں جائیں گے.......... نہیں یہ نہیں کہا.......... آگ میں داخل نہیں ہوں گے.......... داخل ہونا تو درکنار قریب بھی نہیں.......... مُبْعَدُوْن .... دور رکھے جائیں گے..........

اور یہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تاویل اختیار کی کہ دور رکھے جائیں گے .... اس میں عجائب و غرائب ہیں.......... اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ .... یہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے.......... یا خرچ کرنے والے یا قتال کرنے والے.......... محنتیں کرنے والے اور بعد والے دونوں کے بارے میں فرمایا .... اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ.......... سب کے سب آگ سے دور رکھے

جائیں گے.......... قریب بھی نہیں.......... یعنی آگ کے قریب کرنے والے جو اعمال ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ ایک تاویل اختیار کی..........
لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا.......... کہ زنا کے قریب نہ جاؤ.......... یعنی زنا تو اپنی جگہ رہا .... لیکن جو چیزیں اس کے قریب کرنے والی ہیں .... یہ کہ ان کے بھی قریب نہ جاؤ..........

تو معلوم ہوا.......... کچھ اس کے قریب کرنے والی ہیں.......... ان کے بارے میں فرمایا.......... کہ ان کے قریب بھی نہ جاؤ.......... تاکہ منزل مراد کو پہنچو..........

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو یہاں تاویل اختیار کی کہ.......... أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ.......... کہ یہ آگ سے دور رکھے گئے..........

معلوم ہوا کہ پہلے اور پچھلے ایسا طبقہ ہے.......... یہ ان اعمال سے خالی ہیں.......... جو آگ کے قریب کرنے والے ہیں.......... اب وہ اعمال کیا ہیں؟ .... جو آگ کے قریب کرنے والے ہیں.......... ان کے متعلق فرمایا .... أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ.......... اور یہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ یہ آگ سے دور رکھے ہوئے ہیں..........

..........اگر ان کا اختلاف بھی ہو تو..........

سب کہہ دو آگ سے دور

اختلاف بھی ہو تو آگ سے دور

آپس میں لڑیں بھی تو آگ سے دور

قتل و قتال تک نوبت پہنچے تو آگ سے دور

اللہ کی کتاب کا فیصلہ ہے.......... اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ.......... اور حسنٰی کے بارے میں کہا کہ حسنٰی کیا ہے؟ پہلے اور پچھلے ...... كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .... اللہ کا وعدہ حسنٰی کا دونوں سے ہے.......... اور جن سے وعدہ ہے .... اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ.......... یہ تو آگ سے دور رکھے گئے......

مقام صحابیت:۔

میں ایک بات کہتا ہوں.......... آپ کو وعظ اور جلسے سنتے مدتیں گزریں.......... میں نے بہت جگہ تقریریں سنیں.......... جہاں بھی علماء سے تقریریں سنتا ہوں.......... تو دو چیزوں کی میں نے تعریف سنی ہے.......... ایمان اور عمل.......... آپ نے بھی سنی ہوگی.......... یا کہیں تاویل ہوتی ہے علم اور عمل.......... آپ نے بھی تقریریں سنیں .... یا تعریف ہوتی ہے ایمان کی یا عمل کی.......... اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ.......... اور قرآن پاک بھی ان فضائل سے بھرا ہوا ہے.......... ایمان کی تعریف اور عمل کی تعریف.......... کچھ اور بھی سنی؟.......... دونوں چیزوں کی تعریف سنی.......... میں ایک عرض کرتا ہوں کہ قرآن اور دین اسلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے.......... کہ عام چیزیں تو دو ہی ہیں .... ایمان اور عمل .... لیکن ایک چیز اور ہے .... جو ایمان کا دائرہ نہیں عمل کا بھی دائرہ نہیں.......... لیکن اس کی شان یہ ہے.......... جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''الاصابہ'' کے مقدمہ میں لکھا .... عَلٰى اِنَّهُمْ كَانُوْا يَعْتَقِدُوْنَ اِنَّ شَانَ الصَّحَابَةِ لَا يَعْدِلُهٗ شَيْئٌ (الاصابہ جلد ا ص۱۲).......... کہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں.......... ایک چیز اور ہے وہ عمل بھی نہیں .... ایمان بھی نہیں.......... اس میں ایمان بھی آئے گا.......... عمل

بھی آئے گا..........لیکن چیز اور ہے اس کی شان..........اس کا مقام..........
قرآن کا عنوان..........پیغمبر ﷺ کے بیان کا عنوان..........تو جب بھی تعریف
ہوتی..........ایمان اور عمل کی..........تو اس تیسری چیز کو بھولنا نہیں..........اور
وہ تیسری درجے میں تیسری نہیں..........درجے میں بہت اونچی ہے..........وہ
کیا ہے؟..........اس کا سادہ لفظ جو عسقلانیؒ نے اختیار کیا..........صحبت رسول
ﷺ..........مصاحبت..........صحبت..........پیغمبر ﷺ کی مجلس میں ہونا ایمان
کے ساتھ..........یہ جو صحبت ہے..........صحابیت جسے کہتے ہیں..........اس کا
ایک مستقل مقام ہے.......... اس کا درجہ اتنا اونچا ہے کہ اتنا کسی عمل کا درجہ
نہیں..........اگر عمل کے ساتھ اس مقام کو پانا ممکن ہوتا..........تو شیخ عبدالقادرؒ پا
جاتے..........بایزید بسطامیؒ پا جاتے..........

شیخ سیدنا عبدالقادرؒ

بایزید بسطامیؒ

جنید بغدادیؒ

جو تمام عمل کی منازل طے کر چکے تھے..........اس مقام کا اگر پانا ممکن
ہوتا تو یہ پالیتے..........اور اگر علم کے ساتھ اس مقام کا پانا ممکن ہوتا..........تو ابو
حنیفہؒ اور امام مالکؒ پا جاتے.......... امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ یہ علم کے اس
درجے کو پہنچے ہوئے تھے کہ علم اقتصادی کی حد وہاں ختم ہوتی ہے..........علم کے
ساتھ اگر یہ مقام پانا ممکن ہوتا تو یہ پالیتے..........عمل کے ساتھ پانا ممکن ہوتا تو وہ
پالیتے..........اس کا نام کیا ہے؟ ''مقام صحبت''..........

فرمایا علماء نے لکھا ہے کہ.......... اِنَّ شَانَ الصَّحَابَة .... کہ

صحبت.......... صحابیت کا جو مقام ہے.......... لَا یَعْدِلُهٗ شَیْئٌ.......... کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی..........

نہ علم میں

نہ عمل میں

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ مقام کیسے ملا؟ .... صحبت کا مقام کیسے ملا؟ .... اس نے کچھ کیا نہیں.......... بس ایمان کے ساتھ مجلس میں بیٹھا ہے.......... اس نے کچھ کیا نہیں تو جب اس نے کیا ہی نہیں تو اتنی بڑی بہار کیسے آ گئی.......... بھائی اتنی بڑی بہار جو ہے .... وہ لینے والے نے نہیں لی.......... دینے والے نے دی ہے..........

یہ جو کمال ہے کہ جس پر آقا کی نظر پڑ گئی.......... وہ شخص ....

دل کے ساتھ

توجہ کے ساتھ

یقین کے ساتھ

ایمان کے ساتھ

اخلاص کے ساتھ

حاضر ہوا اور آقا کی نظر پڑ گئی .... اور یہ وہ مقام پا گیا کہ علم کی سرحدیں بھی پیچھے.......... عمل کی سرحدیں بھی پیچھے.......... یہ جو مقام پا گیا .... یہ نہیں پا گیا.......... یہ آقا کا فیض ہے..........

آپ روشنی میں ہیں .... آپ مجھے دیکھ رہے ہیں .... اور میں آپ کو دیکھ رہا ہوں.......... یہاں کوئی بجلی ہے؟ .... (نہیں) .... کوئی

اس وقت گیس ہے؟......... (نہیں)......... لیکن فیض اتنا پھیلا ہوا ہے کہ آپ میں سے کسی کی کمائی ہے یہ فیض؟......... (نہیں)......... یا یہ سورج کا فیض ہے؟......... (سورج کا فیض ہے)......... اب یہ جو آفتاب کی روشنی ہے .... چل رہے ہیں......... کارخانے چل رہے ہیں......... لوگ چل پھر رہے ہیں......... سفر ہو رہے ہیں......... میں آپ کو دیکھ رہا ہوں......... آپ مجھے دیکھ رہے ہیں.........

نہ بجلی ہے
نہ قمقمے ہیں
نہ چراغ ہے
نہ گیس ہے

تو اس میں یہ جو ضیاء ہے......... یہ جو روشنی ہے اس میں نہ آپ کی محنت کا دخل......... نہ میری محنت کا دخل......... یہ فیض ہے آفتاب کا......

عرب کے صحرانشین......... وہی تھے جو تھے......... لیکن آفتاب نبوت اس شان سے چلا کہ جو بھی اخلاص کے ساتھ......... اس کی مجلس پا گئے .... پس وہ آنکھیں......... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رسالت کی وہ آنکھیں جن کی آب و تاب پہ سدرۃ المنتہٰی گواہی دے رہا ہے .... ان آنکھوں پر جن لوگوں کا عکس پڑ گیا.........

بھائی ذرا توجہ کریں......... آپ کسی ساتھی کے قریب ہو کر اس کی کھلی آنکھوں میں دیکھیں......... تو اندر کوئی جھلک نظر آتی ہے یا نہیں؟ .... (آتی ہے)......... کسی ساتھی کی آنکھیں کھلی ہوں......... آپ اس کے بالکل

قریب ہوں......... اور اس کی آنکھوں کو ذرا غور سے روشن آنکھوں کو دیکھیں
.... تو اندر اپنی شکل یا جھلک نظر آئے گی یا نہیں؟........... (آئے گی)
.........تو مصطفیٰ علیہ کی آنکھوں میں ....جن کی جھلک پڑ گئی ....تو
علم و عمل تو پیچھے رہ گئے.........اور ان آنکھوں سے بڑے بڑے متاثر ہوئے......

کسی صحابی کا مقام کم کہنا جائز نہیں:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے ....یہ جو صحبت کا مقام ہے
.........حضور علیہ کی مجلس پانا ....آنکھوں کا جلوہ پانا.......... آپ کی
آنکھوں پر اترنا......... یہ وہ مقام ہے کہ......... لَا یَعْدِلُهٗ شَیْئٌ......... نہ علم
اس کے برابر.........نہ عمل اس کے برابر......... امام ابو حنیفہؒ کا علم ہو.........
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عمل ہو.........دونوں مل کر اس کی برابری نہیں کر سکتے......
ایک دفعہ کہنے لگے کہ بڑے جو لوگ ہیں.........حضرت ابو بکرؓ و حضرت
عمرؓ.........ان کی شان مقام اپنی جگہ برابر ہے.........لیکن یہ بتائیں کہ کیا
حضرت امیر معاویہؓ کا درجہ وہی تھا؟.........حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان بڑی اونچی
کیا حضرت امیر معاویہؓ کا درجہ اتنا ہی ہے؟......... کیا کہنا چاہیے تھا؟ نہیں
.... یہی کہنا تھا؟ ....(جی) ....تو یہ تعبیر ہم نے بزرگوں سے نہیں
سنی.........اگر کوئی پوچھے کہ حضرت امیر معاویہؓ کا درجہ ان سے کم تھا......... یہ
نہیں کہنا......... یہ کہنا ہے کہ ان کا بڑا تھا......... کیوں کہ اللہ نے کہا.........

اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا......

میرا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ....حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا درجہ زیادہ تھا.........میں یہ تو کہوں گا.........لیکن یہ جملہ ہمارے بزرگوں نے

کہنے سے منع کیا کہ حضور ﷺ سے موسیٰ علیہ السلام کا درجہ کم تھا........ یہ نہیں کہنا........ یعنی حضور ﷺ کا درجہ سب سے زیادہ کہہ سکتے ہیں........ لیکن حضرت یونس علیہ السلام کا درجہ........ حضرت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کم تھا........ یہ کیوں نہیں؟........ کم کا لفظ آئے........ اور نبی کے بارے میں........ (نہیں)........ جو بڑے ہیں........ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)........ فضیلت کا بیان تو ہوگا........ بڑائی کا بیان تو ہوگا........ اَعْظَمُ دَرَجَةً........ کا بیان ہوگا کم کا لفظ نہ دربار نبوت ﷺ میں نہ دربار صحابہؓ میں........

تو میں نے عرض کی کہ یہ کہنا کہ حضرت یونسؑ کا درجہ حضور ﷺ سے کم یہ جائز ہے؟........ (نہیں)........ لَا تَفَضِّلُنِي عَلٰى يُوْنُس........ یہ کہنا جائز نہیں........ اور حضور ﷺ کا درجہ سب سے بڑا یہ کہنا جائز ہے........

حضرت امیر معاویہؓ کا درجہ........ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ سے کم ہے یہ کہنا جائز نہیں........ ان کا درجہ بڑا ہے........ یہ کہنا جائز ہے........ کم کا لفظ ان کے لئے نہیں........ بہرحال سوال کرنے والے نے سوال کیا کہ جو شان ان کی ہے........ کیا حضرت امیر معاویہؓ کا وہی درجہ تھا؟........ میں نے کہا کہ بھئی میں اس کا جواب نہیں دیتا........ پہلے تم ایک سوال کا جواب دو........ کیا؟ میں نے عرض کی........ پوچھا کہ سارے ستارے ایک جیسے چمکتے ہیں؟ کہنے لگا نہیں........

جب حضور ﷺ نے صحابہؓ کو ستارے فرمایا........ تو تم یہ کیوں امید کرتے ہو کہ ہر ایک ابوبکرؓ و عمرؓ کے معیار کا........ حضور ﷺ نے ان کو ستاروں

سے تشبیہ دی ہے یا نہیں؟ ....(دی ہے)..........تو ستارے ایک جیسے چمکتے ہیں؟ ....(نہیں)..........لیکن یہ بات ہے کوئی ستارہ کم چمکے یا زیادہ ....ملے گی اس سے روشنی..........اب تک کوئی ستارہ ایسا نہیں کہ جس سے اندھیرا ملے..........ستارہ کوئی بھی ہو ملے گی روشنی.......... یہ وہ دربار ہے جہاں اندھیرا نہیں..........

صحبت، علم، عمل:۔

میں عرض کر رہا تھا.......... کہ آپ جب علم اور عمل کی تعریف کیا کریں ....تو شروع کریں صحبت سے جس سے مراد ہے ....صحبت النبی ....وہ..........

صحبت

علم

عمل

یہ تین ڈگریاں ہیں ....تین درجے ہیں.......... سب سے اونچا درجہ صحبت النبی کا.......... مصاحبت رسول کا.......... پھر درجہ علم کا پھر درجہ عمل کا..........تو جو عام تعریف ہوتی ہے کہ علم و عمل.......... یا ایمان و عمل.......... اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے یہ جو درجہ رکھا.......... علماء نے بیان کیا.......... اِنَّ شَانَ صُحْبَۃِ.......... کہ یہ جو صحبت کا مقام.......... لَا یَعْدِلُہٗ شَیْئٌ.......... کوئی چیز اس کے برابر نہیں، بلکہ یہاں تک ہے کہ.......... فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ.......... اس کے برابر زمین و آسمان میں کوئی چیز نہیں یہ کمال اپنا ہے ....یا فیضان نبوت ہے؟.......... (فیضان نبوت ہے).......... کہ حضور علیہ السلام صلی اللہ

کا جلوہ پڑا اور کس طرح پڑا؟............

جن لوگوں کو کبھی ایکسرے کرانے کا موقع ملا ہے.......... وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ جائیں گے........ کہ ایک نہایت تیز روشنی ہوتی ہے.... ...... جو بدن کے اندر اس طرح اترتی ہے......... کہ کھال کو اور مسامات کو طے کر کے اندر پہنچ جاتی ہے......... اس کے بغیر (شاہ صاحب) ایکسرے ہو سکتا ہے.......... فوٹو اس کے بغیر آ سکتی ہے؟.......... (نہیں) .... تو آپ نے ایکسرے دیکھے تو فوٹو اس کے بغیر نہیں آتا.......... جب تک کہ وہ تیز روشنی کھال......... بدن......... مسامات کو طے کر کے ہڈیوں کو عبور کر کے اندر نہ پہنچ جائے.......... اس وقت تک وہ آتی نہیں.......... اگر انسانوں کی بنائی ہوئی روشنی اس طرح اندر اترتی ہے.......... تو خدا کی بنائی روشنی جس کو رسالت کا فیض کہتے ہیں.......... وہ کیسے اترتی ہے؟.......... تو بات یہ ہے کہ جب یہ روشنی اترتی ہے.......... اور کمال روشنی کا ہے.......... کمال کس کا ہے؟.......... (روشنی کا).......... ذرا غور کریں .... جب یہ اپنا کمال نہیں پہلے آنے والے کیا.......... اور پچھلے آنے والے کیا؟.......... بات یہ ہے کہ روشنی پڑی یا نہیں؟..........

فیضانِ نبوت:۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو بالکل آخری دور میں فتح مکہ سے کچھ دیر پہلے.......... حضرت امیر معاویہؓ اسلام لائے.......... بھئی کمال کا دارو مدار ان کے علم و عمل پر نہیں.......... وہ اس روشنی پر ہے.......... جو فیضان نبوت کی پڑتی ہے۔ روشنی پڑی ہے یا نہیں.......... اندر کا ایکسرے ہوا ہے یا نہیں؟..........

اگر سالوں کے گزرنے پر کمال ہے.......... تو پرانے یا پہلے ان پر اتنے

سال گزرے........ اگر سالوں کے گزرنے پر کمال بنے تو کمال ہے امتیوں کا........ ورنہ کمال ہے فیضان نبوت کا........

آؤ فیصلہ کریں کہ اس کو امتی کا کمال کہنا ہے یا نبی ﷺ کا کمال کہنا ہے؟........ مجھے یا کسی کو اسلام لائے ہوئے تیس سال ہو گئے........ اس کو جو کمال آیا........ تو وہ کمال ادھر کی جھلک ہے........ یا اپنی محنت؟........ یہ تو اپنی محنت ہے بیس سال........ تیس سال........ اور ادھر سے آیا تو معلوم ہوا کہ اس میں سالوں کے فاصلے کچھ وقعت نہیں رکھتے........

تو جن لوگوں نے بات میں فرق کیا........ اصل میں فیضان نبوت .... یا نبوت کی آنکھ کی جھلک کو سمجھ نہیں سکے........ اگر یہ سمجھیں تو پھر ماننا پڑے گا........ کہ یہ جھلک پہلے پڑی یا بعد میں پڑی........

بہار نبوت کے پھول:۔

میں پوچھتا ہوں کہ پھول بعد میں کھلیں یا پہلے........ ان میں کوئی فرق رہ جاتا ہے؟........ (نہیں)........ تو بہار نبوت کے پھول جو آخر میں کھلے........ ان میں سیدنا امیر معاویہؓ ہیں........ اب حضرت امیر معاویہؓ کے مناقب فضائل........ ان کی خدمات........ بیان کر رہا تھا........ تو سوال کرنے والے سوال کر ہی دیتے ہیں؟........

تو شاہ صاحب ایک بزرگ تھے........ حاجی تھے........ صدر بنے ہوئے تھے .... اور میں کچھ عرض کر رہا تھا........ تو انہوں نے کہا کہ یہ تو بالکل آخری دور میں فتح مکہ سے کچھ پہلے اسلام لائے .... تو وہ جو تھے ہمارے صدر عالم تو نہ تھے........ لیکن انہوں نے میری بات کاٹ کر اس کو

جواب دیا.......... (پروگرام میں صدر کو درمیان میں بولنے کا حق ہے)..........
اس کو پنجابی میں کہنے لگے..........

''کہ جیہڑ یاں کھانگڑ دھاراں ہوندیاں نیں ناں''

(گائے یا بھینس جب بچہ جننے سے پہلے جو دودھ دیتی ہے وہ
مقدار میں کم ہوتا ہے لیکن بہت طاقتور ہوتا ہے یہاں بھی
پروگرام کے صدر نے تشبیہ دی ہے۔از مرتب)

بات کہنے والے نے بات کہی.......... لیکن میرا جو ارادہ ہے.......... وہ
یہی کہ آپ سے میں نے جو باتیں صحبت کے بارے میں کہیں .... وہ اس
لئے کہ.......... لَا یَعْدِلُہٗ شَیْئٌ.......... ان کے برابر کوئی چیز نہیں..........

نہ علم میں

نہ عمل میں

نہ زمین میں

نہ آسمان میں

لیکن اصل موضوع میرا تھا.......... سیرت نبوت کا.......... میں نے جو
فیضان نبوت اور نبوت کی آنکھ کی جھلک بتائی.......... جو ان پر پڑی .... وہ
بھی فیض نبوت کا.......... یہ بھی شان نبوت کی..........

سیرت مصطفوی اہم نقطہ:۔

اور آنحضرت ﷺ کی سیرت کا ایک بڑا اہم نقطہ ہے کہ آپ پرانوں
(صحابہؓ) میں ....اور جو نئے (صحابہؓ) ہیں ....ان میں فرق نہیں کرتے
تھے.......... پوری سیرت نبوت پر غور کریں کہ جو پرانے ہیں ....اور جو نئے

ہیں ان کا فرق ہے سابقین اولین کا.......... فرق خدا کے ہاں تو ہو.......... جزاء میں ہو.......... وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ (سورۃ التوبہ پارہ ۱۱ آیت ۱۰۰).......... وہ اپنی جگہ ہو.......... لیکن سیرت نبوت میں..........

سلطنت چلانے میں

ملک کو چلانے میں

نظام کو چلانے میں

علم کو پھیلانے میں

نئے اور پرانوں کا فرق نہیں کیا.......... یہ سیرت نبوت کا ایک نہایت اہم اور نازک باب ہے.......... کہ اگر کوئی شخص پہلے سے مسلمان ہو.......... بیس سال سے اور اگر کوئی آج ہوا.......... نماز کا وقت آیا تو سب ایک ہی قطار میں کھڑے ہوں گے یا نہیں؟.......... (ہوں گے).......... یا جو نئے آنے والے ہیں.......... ان کو بعد میں رکھیں گے؟ نہیں.......... اگر میں ہوں تو میں تو بعد میں ہوں..........

مثلاً میں کہوں کہ جو پہلے ہیں وہ آگے.......... جو آج آئے ہیں.......... وہ متاخرین ہیں.......... وہ پچھلی تیسری صف میں رہیں.......... اولین اور.......... متاخرین اور.......... لیکن دربار رسالت میں اولین و آخرین سب اکٹھے.......... تو سیرت نبوت جو ہے اس پر ایمان لانے والے حلقۂ غلامی میں آنے والے.......... رسالت کا اقرار کرنے والے.......... کلمہ پڑھنے والے.......... نئے و پرانے.......... پیغمبر نے سب ایک جگہ جمع کئے.......... اور فرق نہیں کیا.......... اگر وہاں اولین اور متاخرین میں فرق نہیں.......... تو یقیناً درجہ

ابوبکرؓ وعمرؓ کا زیادہ ہے......... حضور ﷺ نے جب ان کو بٹھایا......... اور ان کو اکٹھا کیا......... اور شان صحبت سے ان کو منور کیا......... ان پر توجہ کی......... ان کے دلوں کو کندن بنایا......... اور مسجد میں سب اکٹھے تھے......... پرانے اور نئے......... كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى .... اوپر سے بھی بشارت آئی کہ سارے جنتی ہیں.........

ابن حجرؒ نے لکھا ہے......... اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَطْعًا .... صحابہؓ پہلے ہوں یا پچھلے......... اولین ہوں یا آخرین......... فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے اور محنت کرنے والے .... یا بعد کے......... اللہ نے جو کہا......... اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً......... کہ درجہ ان کا اپنی جگہ لیکن......... كُلُّهُمْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَطْعًا .... لیکن ان کے ہر ایک کے جنتی ہونے پر ایمان لانا......... یہ قطعیات میں سے مسئلہ ہے......... یقیناً سارے جنتی ہیں......... ان کو آگ چھوئے گی نہیں......... کچھ وقت کیلئے بھی نہیں .... اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ......... تو سارے کے سارے جنتی ہیں.........

عشرہ مبشرہ کی فضیلت:۔

ایک طالب علم کہنے لگا کہ اگر سارے جنتی ہیں......... تو پھر عشرہ مبشرہ کا کیا معنی ہے؟......... کہ علماء تو بیان کرتے ہیں کہ دس تھے......... جن کو بشارت دی جنت کی......... اور آپ نے سارے جنتی بنا دیئے......... علماء نے لکھا ہے کہ......... كُلُّهُمْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَطْعًا .... کہ سارے کے سارے جنتی ہیں قطعی طور پر......... تو میں نے تو نہیں کہا......... یہ تعریف تو عقائد کی کتابوں میں موجود ہے.........

حضور علیہ نے جو دس کو کہا............ ابھی شاہ صاحب (ابوذر بخاریؒ) بیان کرر ہے تھے کہ سامنے کی تعریف کرنا ٹھیک نہیں............ کیوں؟............ جس کی تعریف کی جائے............

............اس کا............

دل بگڑ سکتا ہے

ذہن بگڑ سکتا ہے

مزاج بگڑ سکتا ہے

غلطی میں پڑ سکتا ہے

مغالطے میں پڑ سکتا ہے

تو حضور علیہ کی اپنی سیرت یہ تھی............ کہ مسئلہ تو یہی ہے کہ جو بھی آپ پر ایمان لائے............ اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْن............ وہ آگ سے دور رکھے گئے............ لیکن کسی کو نام لیکر کہنا کہ تو بھی............ تو بھی............ اس میں اندیشہ تھا............ صرف دس ایسے تھے............ جن کے بارے میں یہ اندیشہ بھی نہیں تھا............ تو جب نہیں تھا تو پھر ان کی جتنی بھی تعریف کرو............ ان پر اثر انداز نہیں ہوگی............

پھر یہ کہ جب تک موت نہ آئے............ خاتمہ ایمان پر ہے یا نہیں .... یہ تلوار لٹک رہی ہے............ ہاں ایمان کے ساتھ جو گئے............ خاتمہ جن کا ایمان پر ہوا، وہ اولین ہوں یا آخرین............ کُلُّھُمْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَطْعًا .... لیکن انجام کی جزا نہیں............ ان دس کو خبر دی گئی خاتمہ بالخیر کی............ تو کہہ دیا گیا کہ تمہیں جنت کی بشارت ہو............ ان کو پتہ دے دیا

گیا کہ آخر دم تک خیر......... آخر دم تک خیر......... باقی ہر ایک کو خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کرنی ہے.........

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجے کے مردم شناس تھے:۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ سیرت نبوت کے بارے میں......... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں......... ایک یہ بات یاد رکھیں......... جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور کمالات عطا فرمائے......... ایک کمال یہ تھا .... کہ آپ انتہائی درجے کے مردم شناس تھے......... آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ بصیرت دی......... آپ کو وہ مردم شناسی دی تھی کہ کون سا پرزہ کہاں فٹ ہے کہاں نہیں.........

جامعہ اشرفیہ میں اجتماع:۔

ایک واقعہ یاد آیا......... جامعہ اشرفیہ لاہور میں اجتماع تھا......... بہت سے علماء بیٹھے تھے تو کچھ باہر کے ملک کے علماء آئے ....وہ مختلف نظریات کے بھی تھے ....تو وہاں کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو کسی نے کوئی حدیث کی بات کی.........تو ایک مولوی صاحب نے اٹھ کر عجیب بات کہی کہ دیکھو یہ علماء باتیں کر رہے ہیں......... بہت سے اختلاف بھی ہو رہے ہیں .... اگر کوئی حدیث کا حوالہ پوچھنا ہے.........تو مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا ادریس کاندھلوی بیٹھے ہیں.........ان سے پوچھے.........اور اگر تقریر سننی ہے.........تو قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے سن لو......... اور ایک بات مذاق کے ساتھ کہی کہ اگر بحث کرنی ہے تو یہ بیٹھا ہے......... (علامہ خالد محمود) ....اس کے ساتھ جو مرضی بحث کرلو.........

تو میں یہ بات سوچ رہا تھا......... کہ بیان کرنے والے کی نظر کہاں گئی.........فن حدیث پر نظر ادھر گئی.........تفسیر پر ادھر گئی.........فتویٰ لینا ہے.........تو مفتی شفیع صاحب بیٹھے تھے.........تاریخ کی بات ہے تو علامہ سید سلیمان ندوی تھے.........(ان کی زندگی کی بات ہے).........ان سے پوچھ لو.........اگر بحث کرنی ہے.........مناظرہ کرنا ہے دلیل لینی ہے......... تو اس سے لے لو.........تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو یہ صاحب عالم تھے......... کتنے یہ مردم شناس ہیں کہ ہر ایک پرزے کو وہیں وہیں فٹ کیا......... جہاں اس کی ضرورت ہو.........

انتخاب نگاہِ نبوت:۔

تو یہ تو میں نے ایک بات کہی بلا تمثیل ....اور بلا تشبیہ لیکن یہ عرض کروں گا.........کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ کمال کہ آپ انتہائی درجے کے مردم شناس تھے.........کہ جہاں کا پرزہ وہیں فٹ کرنا ....اگر آپ نے میدان جنگ میں بھیجنا ہے.........تو بلال حبشیؓ کی بجائے خالد بن ولیدؓ بہتر رہے گا اور اگر.........حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہلانا ہے تو بلالؓ حبشی بہتر ہے.........جن کے پاس صحابہؓ کی اتنی بڑی دولت موجود ہو......... اس کی نگاہ انتخاب کے کیا کہنے؟.........حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنی بڑی دولت موجود ہے.........اتنا بڑا فیضان موجود ہے کہ جس کے پاس ابوبکرؓ و علیؓ جیسے گوہر موجود ہوں.........کوئی ضرورت رہتی ہے؟.........(نہیں).........حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہوتے ہوئے کوئی اور ضرورت رہ جاتی ہے؟.........(نہیں) ....حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود ہیں.........حضرت علی المرتضیٰؓ موجود ہیں

.........حضور ﷺ کے پاس ایک نہیں سینکڑوں صحابہؓ ہیں.........لیکن چہرے پر ابھی انتظار تھی.........نبوت کے ہاتھ اٹھتے ہیں.........دعا ہوتی ہے.........

یا اللہ.........عمرؓ کو بھیج دے ادھر.........تو ہم بہت حیران تھے کہ جس کے پاس اتنا خزانہ موجود ہو، اتنی دولت موجود ہو تو پھر انتظار کے ہاتھ کیوں اٹھ رہے ہیں؟.........انتظار کی نظریں کیوں اٹھ رہی ہیں؟......... یا اللہ! عجیب معاملہ ہے کیا کمی تھی ابوبکرؓ عثمان غنیؓ اور بزرگوں میں.........ساری دولت موجود تھی یا نہیں؟.........(تھی).........لیکن حضور ﷺ پر وہ رونق اور وہ خوشی نہیں جو ہونی چاہئے.........آپ منتظر ہیں کہ یا اللہ! اس کو بھیج دے.........وجہ کیا ہے؟ ....ابوبکر صدیقؓ جیسا کوئی فدائی نہیں مل سکتا.........کوئی یار غار نہیں مل سکتا ....کوئی دوست نہیں مل سکتا، ٹھیک.........

لیکن ایک بات تھی ....کہ ابوبکر صدیقؓ کا مزاج عاشقانہ تھا ....جب کوئی حضور اکرم ﷺ مشورہ لیتے.........جب کوئی بات پوچھتے تو اپنی بات نہ کہہ سکتے.........چہرہ نبوت کو پڑھتے کہ یہ اس طرح کا جواب مانگ رہا ہے.........

بعض اوقات سوال کرنے والا اس طرز کا سوال کرتا ہے.........تو معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا جواب مانگتا ہے.........صدیق اکبرؓ کا منتہائے کمال یہی تھا کہ چہرہ نبوت کیا جواب مانگتا ہے.........بس آقا راضی ہو گئے سب کچھ ہو گیا.........

میں خیال و خواب کی محفلیں نہ عزم شوق سجا سکا
تیری اک نگاہ بدلتے ہی میرے سب ارادے بدل گئے

جو فنا ہوئے غم عشق میں انہیں زندگی کا نہ غم ہوا
تیرے ہاتھ میں ہاتھ آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

آقا کی شان کہ جس طرح کا جواب مانگیں.........جس طرح کا جواب چاہیں.........صدیقؓ کی زبان سے وہی نکلتا جو حضور ﷺ چاہتے.........معاملات کی گہرائی میں آکر.........معاملہ فہمی کے ساتھ مجھے مشورہ دو.........میں مشورہ چاہتا ہوں.........نظام کو چلانے کیلئے میں آسمانی باتوں میں تو مشورے کا محتاج نہیں.........لیکن زمینی باتیں چلانے میں.........انتظام چلانے میں.........مجھے مشورے کا حکم ہے.........تو میں جب مشورہ مانگوں.........تو مشورہ واقعات کی گہرائی میں اتر کر ملے.........یہ بات اور ہے.........اور چہرہ نبوت کو پڑھ کر جواب دے.........یہ بات اور ہے.........

تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی عادت یہ تھی.........ان کا حضور ﷺ کے ساتھ تعلق ایسا فدائیت کا اور عاشقانہ تھا.........جب وہ ہوں تو عاشقانہ ادا ہو.........اور حضرت علی المرتضیٰؓ ہوں.........تو بیٹوں والی ادا ہو تو ملک عاشقوں سے تو نہیں چلتے.........ملک چلانا بتایا تو عمر فاروقؓ نے بتایا اور پھر یہ مقام آیا تو امیر معاویہؓ پر.........

دعائے پیغمبر:۔

برادران محترم.........بزرگان محترم.........آنحضرت ﷺ انتہائی درجے کے مردم شناس تھے.........صدیق اکبرؓ کی شان اور کمالات اپنی جگہ.........عثمان غنیؓ کے کمالات اپنی جگہ.........علی المرتضیٰؓ کے فضائل اپنی جگہ لیکن چہرہ نبوت اٹھتا تھا.........نبوت کے ہاتھ اٹھتے تھے.........یا اللہ عمرؓ کو بھیج دے.

کیوں؟ کہ کوئی حقائق میں اترنے والا بھی ہو اور سیاست کا شہباز بھی ....
جب حضور ﷺ مشورہ کرتے ....تو صدیق اکبرؓ چہرہ نبوت پڑھتے ....
اور حضرت عمر فاروقؓ گہرائی میں اترتے ....اور اتنی گہرائی میں اترتے کہ علماء نے کہا ہے کہ

''پھر خدا حق تعالیٰ اپنی رضا اتارتا بغیر اس کے کہ وہ نبی نہیں تھا ....
جس کو کہتے ہیں مقام محدثیت .... لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْن .... کہ پھر جب حضرت عمرؓ گہرائی میں اترتے ....تو پھر بات آتی وہاں سے .... اور جتنا کفر کی شوکت کو پامال کیا عمر فاروقؓ نے ....اور نظم وشوکت قائم کیا عمر فاروقؓ نے ....اس کی مثال نہیں ....
تو صحابہؓ پر نظر اس اعتبار سے ڈالو کہ ملک کو چلانا .... نظم کو چلانا ....امت کے حقوق اور ان کی گلہ بانی اور ان کی نگہبانی کرنا ....آپ کو معلوم ہوتا کہ صدیق اکبرؓ کی خلافت اپنی جگہ انتہائی کامیاب .... باکمال ....لیکن مشیر کون تھے؟ ....عمر فاروقؓ ....صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ اس طرح مل کر چلتے ہیں کہ اگر دو باتیں نہ ہوتیں ....ہجرت کی رات نہ ہوتی ....ہجرت کی رات والا وہ قصہ نہ ہوتا ....تو شاید خلافت پر انہی کا پہلے نمبر آتا ....
لیکن نمبر لینے والا لے گیا ....

اب حضرت عمر فاروقؓ کی سب سے بڑی سعادت یہ تھی کہ جس طرح حضور ﷺ کی غلامی میں ساتھ ساتھ چلے ....اب ابوبکرؓ کی غلامی میں ساتھ ساتھ چلے .... انہوں نے پالیسی اپنی .... سیاست اپنی .... اور Out line اپنی دی ....لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس طرح اپنا پیشوا

جانا کہ حضور ﷺ کا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نام لے کر کہتے کہ......... هُمُ الْمَرْعَانِ يُقْتَدَا بِهِمَا......... یہ دو وہ ہیں جن کی پیروی ہے.........یعنی حضرت عمرؓ جیسا بڑا آدمی......... وہ کیا کہتا ہے......... هُمُ الْمَرْعَانِ......... یہ دو ہیں. صدیق اکبرؓ اور حضور ﷺ.........

مقام صدیقؓ بزبان عمرؓ:۔

میں کہتا ہوں کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ کا مقام کیا ہے؟ ....میں نے کہا کہ مجھ سے نہ پوچھو حضرت عمرؓ سے پوچھو......... انہوں نے ابوبکرؓ کو کس کے ساتھ جوڑا ہے......... هُمُ الْمَرْعَانِ .... یہ رائے حضرت عمر فاروقؓ کی ہے......... کہ جوڑا انہوں نے کہ یہ دو وہ ہیں.........

حضرت عمرؓ کے دل پر وہی بات اترتی تھی .... جو اوپر سے ہو ....تو اوپر سے تو ان دو کو کہا گیا تھا......... ثَانِيَ اثْنَيْنِ......... انہوں نے کہہ دیا تو بات تو وہی ہے اب .... هُمُ الْمَرْعَانِ يُقْتَدَا بِهِمَا......... اور .... ثَانِيَ اثْنَيْنِ......... میں لفظی مناسبت اپنی جگہ ہے.........

حضور ﷺ کا نمایاں وصف:۔

میں بیان یہ کر رہا تھا......... کہ حضور ﷺ کی سیرت کا نہایت نمایاں وصف یہ ہے......... کہ آپ مردم شناس تھے......... ہر پرزے کو وہیں فٹ کرنا ہے جہاں کا ہو......... میں عرض کرتا ہوں......... اگر آپ خالد بن ولیدؓ کو کہتے تو یقیناً وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جتنی حدیثیں یاد نہیں رکھ سکتے تھے......... تو ان کے حالات ایسے تھے کہ شاید وہ اتنی حدیثیں یاد نہ رکھ سکتے .... تو حدیثیں یاد کرائی تھیں.........

یہ حفظ کا فیضان اتارنا تھا .... تو ابو ہریرہؓ پر نظر پڑی

اگر دین میں تفقہ اتارنی تھی .... تو عبداللہ بن مسعودؓ پر نظر پڑی

........میدان کے جرنیل چننے تھے تو ....

خالد بن ولیدؓ

عمرو ابن عاصؓ

سعد بن ابی وقاصؓ

........اِن پر نظر پڑی ....

اسلام نے کسی کی تحقیر نہیں کی:۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یاد رکھیں کہ سیرت کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ انتہائی مردم شناس تھے .... آپ نے جس جس پرزے کو جہاں جہاں فٹ کیا .... پھر اس فٹنس میں کوئی اور مثال نہیں ملتی ......

تو اب میں اس طرف توجہ دلاؤں گا .... کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ بالکل آخر میں ایمان لائے .... فتح مکہ کے بعد جو ایمان لائے .... ان میں حضرت امیر معاویہؓ کے والد ابو سفیانؓ تھے .... ابو سفیانؓ جو جنگ اُحد میں مقابل ہو کر آئے تھے .... اب وہ جب ایمان لائے تو فتح مکے کے بعد ایمان لائے .... وہ اولین میں ہیں یا بالکل پچھلوں میں؟ .... (آخرین میں ہیں) .... اور جب یہ ایمان لائے .... تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حلقۂ اسلام میں لاتے ہی اپنے ہاں جب قبول کیا .... تو یہ نہیں کہا کہ بلال حبشیؓ کی بجائے اذان تم دو .... کیوں؟ .... آپ جانتے تھے پہچانتے تھے کہ یہ کس خاندان کے فرد ہیں .... اس خاندان کی اپنی روایت

کیا ہے"۔ ....

حضرت عبد مناف کی اولاد جو تھی .... حضور ﷺ کے دادا کی

جو اولاد تھی عبد مناف کی........ ان کی جو خاندانی روایات تھیں ....

Convention تھی .... خاندانی امتیازات تھے .... اور خاندانی جوہر

تھے.... ...... آنحضرت ﷺ مردم شناس تھے .... آپ کو پتہ تھا کہ کون لوگ

جہانبانی کر سکتے ہیں .... اور کون لوگ دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

اپنی سیاسی سطوت قائم کر سکتے ہیں .... آنحضرت ﷺ کی اس پر پوری

نظر تھی .... جس کو جہاں کھڑا کرنا ہے .... وہیں کھڑا کریں گے ....

جس مقام کا کوئی ہے وہ کام اسی سے لینا ہے .... تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی یہ جو پہچان تھی .... اس کے بارے میں یاد رکھیں کہ اس کے بارے میں

حضور ﷺ نے فرمایا ....

اَلنَّاسُ مُعَادَنُ اَوْ کَمَعَادَنُ اَلذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ .... کہ جس طرح

کانیں ہوتی ہیں سونے کی .... اور چاندی کی .... تو لوگ بھی اسی طرح

ہیں .... جو پہلے سے سونا ہے وہ پھر بھی سونا ہے .... جو اندر سونا ہے وہ

باہر بھی سونا ہے .... جو اندر چاندی ہے وہ باہر بھی چاندی ہے ....

.... اَلنَّاسُ مُعَادَنُ .... جس طرح یہ کانیں ہوتی ہیں .... معدنیات

کانوں سے نکلتی ہیں .... تو فرمایا کہ جس طرح سونے اور چاندی کی کانیں

ہیں .... لوگ اپنی اپنی طرز میں .... اپنی اپنی نوع میں ہیں .... تو

ارشاد فرمایا اور کیسا عجیب ارشاد فرمایا .... خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ

فِي الْإِسْلَامِ .... جو جاہلیت میں بڑے تھے .... اسلام میں آ کر بھی

بڑے وہی ہوں گے..........

خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.......... جو جاہلیت میں اپنی جگہ اونچے رہے جو استقامت پر رہے.......... جو اپنی جگہ ڈٹے رہے .... جب اسلام میں آئیں گے.......... تو ڈٹنے والے وہی ہوں گے.......... کیونکہ یہ جو ڈٹنا ہے یہ مزاج ہے باطل کے مقابلے میں یا کسی کے مقابلے میں ڈٹ جانا .... یہ ایک مزاج ہے.......... جو جاہلیت میں باطل کیلئے ڈٹے .... اسلام میں آئے تو وہی اسلام کے لئے ڈٹے .... حضور ﷺ کی اس پر نظر تھی......

حضرت ابوسفیانؓ اُحد میں مقابلے میں اور جنگوں میں مقابلے میں آئے ....اور وہ سردار تھے اپنے طبقے کے .... جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے بعض علاقوں کا آتے ہی والی بنادیا.......... یہ کیا بات؟ .... حضرت ابوہریرہؓ اتنے عرصے سے ان کو تو والی نہ بنایا .... اور حضرت ابوسفیانؓ کو آتے ہی بنادیا .... یہ کیا بات ہے؟ .... اس لئے کہ نبوت نے ان کے مزاج کو پڑھا تھا کہ جہاں بانی کے معیار پر کون لوگ پورے اتریں گے؟ ....

قیصر روم کا مکتوب حضرت امیر معاویہؓ کی طرف:۔

اور آپ کو پتہ ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں اختلافات تھے.......... جنگیں تھیں.......... تو قیصر روم نے امیر معاویہؓ کو ایک لالچ دیا.......... امید دلائی کہ میں علیؓ کے مقابلے میں تیرا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ میں آنے کو تیار ہوں.......... حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی آپس میں مخالفت تھی یا نہیں تھی؟ .... (تھی) .... جنگیں تھیں یا نہیں؟

..........(تھیں) ....ایسے وقت میں کسی کو کمک ملے.......... مدد ملے
.... ہمارے جیسا کیا کہے گا؟ ....وہ کہے گا آ جاؤ..........آ جاؤ..........
پھر آئندہ دیکھ لیں گے ....پھر جو ہوگا لیکن اب تو آ جاؤ..........ایسے موقع پر
کوئی بڑا آدمی قیصر روم کے چہرے پر تھپڑ مار سکتا ہے چھوٹا نہیں .... کسی عام
آدمی کو کہو تو وہ اجتہاد کرنا شروع کر دے گا.......... اچھا پہلے ان کو ساتھ ملا لو
.... پھر سنبھل جائیں گے .... چھوٹی برائی اور بڑی برائی ان میں وہ غور
کرنا شروع کر دے گا .... لیکن اتنی نگاہ پڑی (معاملے پر) حضرت امیر
معاویہؓ کی کہ فرمایا..........

"تیرا جو ہاتھ علیؓ کی طرف اٹھے گا .... کاٹ دیا جائے گا
..........جو آنکھ اٹھے گی .... نکال دی جائے گی......"

یہ کون کہہ سکتا ہے؟ .... یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کو دشمن کی آنکھ
میں آنکھ ڈال کر بات کرنی آتی ہو.......... اور خاندانی طور پر اس کی روایت ہو
کہ وہ..........

بڑائی کا مقام

سیادت کا مقام

قیادت کا مقام

رکھتا ہو.......... وہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا..........

پبلک کے اعتراضات اور جوابات:۔

میرے دوستو.......... میں ایک بات کہتا ہوں برا نہ منانا.......... کہ
حضرت عمر فاروقؓ ایک دفعہ شام معائنہ کیلئے آئے.......... معائنہ کا معنی حالات

پڑھنے کیلئے........ کہ حکومت ٹھیک چل رہی ہے یا نہیں؟........ تو انہوں نے لوگوں کے پاس پھر پھر کر پوچھا .... کہ امیر معاویہؓ جو یہاں کے گورنر ہیں ....ان کے خلاف کوئی باتیں کہیں........ ایسا ماحول پیدا کیا کہ کچھ کہو ....سلطنت میں........

کوئی خرابی

کوئی غلطی

کوئی ایسی بات

جب تک امیر المومنین عمرؓ ہے........ تو سوال تمام والیوں کی غلطیوں کمزوریوں اور برائیوں کا عمرؓ سے ہوگا........ اس لئے مجھے بتاؤ .... پوچھ رہے ہیں اور خود شام میں........ تو شام کے جو بڑے بڑے عمائدین تھے ....انہوں نے کہا کہ اور تو کوئی بات نہیں دیکھی ان کا طریقہ سنت کے مطابق .... ہر چیز سنت کے مطابق........ ایک چیز میں ہم نے فرق دیکھا ہے کہ آپ نے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دروازے پر دربان نہیں رکھا تھا ....جو آتا تھا وہ اندر آتا تھا........ لیکن انہوں نے دربان رکھا ہوا ہے ....صرف یہی ایک خرابی ہے........

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو کہا کہ بھائی آپ کے بارے میں مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے........ کیا یہ ٹھیک ہے؟........ حضرت امیر معاویہؓ نے پہلا جواب دیا کہ ہاں ٹھیک ہے .... کیوں؟ .... جنہوں نے بات پہنچائی تھی ان میں بیشتر صحابہؓ تھے........ اور صحابہؓ غلط بات تو نہیں پہنچا سکتے تھے........ تو حضرت امیر معاویہؓ نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے........ حضرت

عمر فاروقؓ نے دوسرا سوال کیا کہ اب بتاؤ کہ ایسا کیوں ہے؟ ....تو حضرت امیر معاویہؓ کا ادب دیکھو......... پہلے فرمایا کہ اگر آپ فرمائیں گے میں اس کو بالکل چھوڑ دوں گا......... آپ حکم دیں......... کیونکہ امیر المؤمنین کا حکم بہت اونچا ہوتا ہے میں چھوڑ دوں گا......... لیکن میری ایک رائے جس پر میں نے یہ عمل کیا ہے......... وہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ہیں مدینہ منورہ میں جو پوری اسلامی سلطنت کا وسط (درمیان) ہے......... اِدھر بھی مسلمان اُدھر بھی مسلمان......... تو آپ کے چاروں طرف مسلمان ہی مسلمان ہیں......... میں شام کی سرحدوں پر بیٹھا ہوا ہوں......... جہاں ساتھ ہی عیسائی سلطنت ہے.........

تو ان عیسائیوں کے جو جاسوس ہماری سلطنت کے حالات پڑھنے کے لئے ....اور رخنے نکالنے کے لئے آتے ہیں ....تو وہ چونکہ دوسرے ملک سے آئیں گے......... اور میں پہچانتا تو نہیں......... اگر وہ میرے دروازے پر کچھ عرصہ بیٹھے رہیں.........اور مقامی لوگ بھی میرے جو ساتھی عرب والے صحابہؓ جو ہیں......... وہ بھی کچھ بیٹھیں تو جب وہ باہر بیٹھیں گے.........تو ایک دوسرے کو پڑھ تو لیں گے کہ کون ہے ....کون نہیں؟ ....تو وہ جاسوس جو غلط ارادے سے آیا ہے ....وہ اپنے اندر شرمندگی محسوس کرے گا ....تو شاید وہ Face نہ کر سکے.........تو میں نے اس کو باہر بیٹھنے کا موقع دیا کہ ایسا شخص اگر یک دم اندر آجائے......... میں پہچان نہ سکوں......... کسی غلطی کا شکار ہو جائیں......... اس کو کچھ وقت کے لئے اپنی پبلک میں بٹھاؤ ....تا کہ ایک دوسرے کا چہرہ پڑھ لیں.........

میری سیاست نے ....میری رائے نے مجھے یہ کہا کہ میں ان کے

سامنے اس طرح کا منظر پیش کروں .... کہ اپنے آپ ہی پڑھ سکیں .... تاکہ کل کوئی گڑ بڑ ہو تو لوگ کہہ سکیں کہ اس طرح کا آدمی ہم نے اندر جاتے دیکھا ہے......... یا باتیں کرتے ہوئے دیکھا ہے.........

اور دوسری حضرت ' ت یہ ہے کہ میرے ہمسائے میں یہ رومیوں کی سلطنت جو ہے......... ان کے بادشاہ جو ہیں ان کا نفسیاتی طور پر ان کی حیثیت ....اور ان کا رعب اس طرح پڑا ہوا ہے .... کہ ان کی رعایا ان کے قریب پھٹکتی نہیں......... اگر ان کو پتہ چل جائے .... کہ مسلمانوں کے حکمران جو ہیں وہ عام آدمیوں کی طرح ملتے جلتے ہیں .... تو ہماری سلطنت کا رعب ان کے دلوں میں کہیں کم نہ ہو جائے......... میں نے اس کے لئے ان کو پہلے باہر بٹھایا......... پھر اندر بلایا......... تاکہ میں سلطنت کی شوکت ....اور اس کے رعب کو ان کے اس ذہن کے مطابق .... جس میں وہ پلے ہوئے ہیں......... قائم رکھ سکوں.........

اور آخر میں میری عرض .... پھر بھی یہی ہے کہ اگر آپ کہیں تو میں اس کو چھوڑنے کو تیار ہوں......... یہ ایک وجہ تھی جس کے لئے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا.........

معاویہؓ کیلئے فاروقیؓ دعا:۔

حضرت عمرؓ نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا......... اور ان کو ٹوکا نہیں ....فوراً فاروقی ہاتھ اٹھے......... اے اللہ! دعا کر رہے ہیں......... اے اللہ! معاویہؓ جو کہہ رہا ہے......... یہ حق ہے پسندیدہ ہے......... تو یا اللہ تو اس کی مدد فرما......... یہ اس کے دل کی صدا ہے......... اس نے اس لئے یہ طریقہ

اختیار کیا ہے......... جو یہ بیان کر رہا ہے......... اے اللہ! تو اس کی نصرت فرما .... دشمنوں سے اس کی نصرت فرما......... عمر فاروقؓ نے ان کو جواب نہیں دیا دعائیں دیں.........

تو بعد میں عمروؓ ابن عاص نے ایک بات کہی......... کہنے لگے میں نے عمر فاروقؓ کے کلام کا اتنا جلال پایا......... ہمیشہ کہ جب سے ہمارا واسطہ پڑا ہے ....کوئی شخص عمر فاروقؓ کی بات ہو اور اس میں قابو نہ آئے ....ایسا انسان میں نے اب تک نہیں دیکھا تھا کہ عمر فاروقؓ کی بات آئے ....اور وہ آگے سے نکل سکے......... تو یہ مقام اگر اللہ نے کسی کو دیا ہے تو حضرت امیر معاویہؓ کو دیا ہے کہ آج عمر فاروقؓ نے ان پر ایک اعتراض کیا......... لیکن اس کی Examplanation اور اس کی تشریح امیر معاویہؓ نے ایسی کی کہ عمر فاروقؓ کو بھی ماننی پڑی .... ورنہ عمر فاروقؓ سیاست کے میدان میں......... سیاسی گفتگو میں Table Talk میں اب تک کسی بات پر آئے ہوں......... اور پھر اپنی بات سے پیچھے ہٹنا پڑا ہو......... ایسا مقام کسی کا نہیں ہے......... تو یہ صرف اور صرف امیر معاویہؓ کا ہے......... انہوں نے جو اس کی توجیہ کی......... اور حضرت عمرؓ نے اس کو خدا کے سپرد کیا کہ اگر یہ بات حق ہے جو اس نے کہی تو بات ایسی جچی تلی ہے......... کہ عمر فاروقؓ نے اس کو رد نہیں کیا......... یہ بھی نہیں کہا کہ یہ پالیسی چھوڑ دو.........

مقام معاویہؓ عمرؓ کی نظر میں:۔

لوگ ہم سے پوچھتے ہیں......... کہ امیر معاویہؓ کا مقام علماء کے ہاں کیا ہے......... میں نے کہا کیوں؟ کہ جی ملتان میں شاہ صاحب (ابوذر بخاریؒ) یہ کہتے

ہیں .... اور پنڈی میں واہ کے علاقے میں .... فلاں شاہ صاحب (لعل شاہ بخاریؒ) یہ کہتے ہیں.........

کس کا یقین کیجئے کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں بزم یار سے لوگ خبر الگ الگ

اب ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں......... میں عرض کرتا ہوں کہ سیدنا امیر معاویہؓ کا مقام معلوم کرنے کے لئے نہ ان سے پوچھیں .... نہ ان سے پوچھیں......... ان کا مقام پوچھنا ہے تو حضرت عمرؓ سے پوچھیں .... بھائی بڑے فیصلے کے بعد پھر کسی چھوٹے فیصلے کی ضرورت ہے؟ .... (نہیں) .... سوال یہ ہے کہ شام کا والی ان کو بنانے والے کون ہیں؟ .... (حضرت عمرؓ)......... اگر انتخاب غلط ہے تو عمر فاروقؓ کا .... اگر ان کا انتخاب صحیح ہے.........تو ان پر انگلی نہ رکھو.........

یہ انتخاب کس کا ہے؟ ....(عمرؓ ابن خطاب کا).........اور اس پر مخالفت کرنے والا کون تھا؟ ....اس کو مخالفت تو نہیں کہا جاسکتا......... اس پر استعجاب کرنے والا کون تھا؟.........حضرت امیر معاویہؓ کے والد .... ایک طرف حضرت امیر معاویہؓ کے والد ہیں.........اور ایک طرف حضرت عمرؓ.........

حضرت ابوسفیانؓ کے بڑے بیٹے کا نام تھا یزید بن ابی سفیانؓ......... یہ شام کے ایک علاقہ کے والی تھے......... یہ فوت ہوگئے ....فوت ہونے کی اطلاع مدینہ منورہ میں امیر المومنین کو ملی.........حضرت عمرؓ کو جب یہ اطلاع ملی.........تو ان کے والد ابوسفیانؓ زندہ تھے......... والد کے پاس تعزیت کیلئے جانا تھا.........تو حضرت عمرؓ ابوسفیان کے پاس تعزیت کیلئے گئے کہ آپ کا بیٹا جو

شام کے فلاں علاقے میں والی تھا .... یزید ابن ابی سفیانؓ وہ فوت ہوگیا......... میں تعزیت کیلئے آیا......... جب تعزیت کر چکے ....اور حضرت عمرؓ آنے لگے تو ابو سفیانؓ نے پوچھا کہ اب وہاں والی کون ہوگا؟

.........تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے آپ کے دوسرے بیٹے معاویہؓ کو وہاں والی مقرر کیا ہے......... باپ تعجب میں ہے......... جس کا حاصل تھا کہ ایک ہی خاندان کے .... بھائی کے بعد بھائی .... اب اگر یزید بن ابی سفیانؓ فوت ہوگیا.........تو پوری سلطنت میں اس کا بھائی.........

عمر فاروقؓ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں بہتر سمجھتا ہوں .... ملک مجھے چلانا ہے.........اور کسی کو نہیں......... دنیا کہے کنبہ پروری ہے......... بھائی کا بھائی......... بھائی حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے خاندان کے کسی آدمی کو مقرر نہیں کیا......... لیکن اب سوال کرنے والا جو سوال کر رہا ہے.........وہ کون ہے؟ ....(باپ)......... حالانکہ اس کو تو اور خوش ہونا چاہئے تھا......... لیکن اس نے سوال کیا کہ ایک ہی خاندان کے .... لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے جو جواب دیا......... اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ میں بہتر سمجھتا ہوں .... ملک مجھے چلانا ہے......... اور انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو مقرر کر کے وہاں بھیج دیا.........

اگر یہ دور حضرت عمرؓ کا نہ ہوتا .... حضرت عثمانؓ کا ہوتا......... تو پروپیگنڈہ بڑا ہوتا......... دیکھو اپنے اموی بھائی کو بھیجا......... کنبہ پروری .... کنبہ پروری .... لیکن یہ بات ہے حضرت عمرؓ کے دور کی......... حضرت عثمانؓ کے دور کی نہیں.........

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں مقرر کیا.........اب شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کرنے والے کون ہیں؟.........سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ.........

اب مسئلہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں کیا رائے ہے؟.........نہ میری رائے نہ تیری......... نہ شاہ صاحب کی......... نہ ان شاہ صاحب کی......... رائے لو تو عمر فاروقؓ کی......... یہاں مجھے ایک بات یاد آئی.........اس مجلس کی تو بات نہیں.........لیکن اتفاق سے آ گئی زبان پر.........

یکجہتی کیوں نہیں ہوتی:۔

ہمیں کہنے لگے اپنے مسلک کے علماء......... یہ اکٹھے کیوں نہیں ہوتے؟ ....تو میں نے ایک جگہ اس کا یہ جواب دیا کہ کبھی اکٹھے ہوئے ہیں اب تک؟ .... کیسے؟......... میں نے کہا ہمارا نام اورنگ زیبؒ کی حکومت کے بعد.........یا انگریزوں کے اس ملک میں آنے کے بعد ہمارا ایک نام تھا ....ایک Title......... اہل سنت والجماعت......... اورنگ زیب بھی اہلسنت والجماعت......... ہمارا نام کیا تھا؟......... اہل سنت والجماعت .... انگریزوں کے آنے کے بعد اس کے دو ٹکڑے ہوئے .... بڑی کوششیں ہوئیں ایک ہو جاؤ.........ایک ہو جاؤ.........

ڈاکٹر محمد اقبالؒ جیسے مفکر نے بھی اس میں کچھ وقت لگایا ایک ہو جاؤ .... ایمانداری سے بتاؤ ہوئے ہیں؟......... (نہیں) .... یہ قوم کبھی ایک کے بعد دو ہوئی ہے؟......... (ہوئی ہے) اور دو کے بعد کبھی ایک ہوئی ہے؟.........(نہیں).........یعنی جب دو ہوئی تو پھر کبھی ایک ہوئی؟ ....

(نہیں) ....ان دو کے نام کیا ہیں؟......... نام نہیں لے رہا .... جھگڑے میں نہیں پڑتا، اختلاف میں نہیں پڑتا......... لیکن جب ایک سے دو ہوئے تو پھر ایک ہوئے؟ ....(نہیں)......... کوششیں ہوئیں یا نہیں؟ .... (ہوئیں).........

چلو اس کو چھوڑو ہمارے اکابر جن کا تعلق ....دارالعلوم دیوبند سے ہے؟......... ان میں تحریک خلافت میں اختلاف ہوا......... حضرت شیخ الہند کا اور حضرت تھانویؒ کا......... وہ اختلاف دیانت اور امانت پر مبنی تھا......... اپنی اپنی رائے تھی......... لیکن یہ دونوں حلقے جو تھے......... خلافت کا دور بھی گیا......... سوالات کا دور گیا، ملک تقسیم بھی ہوا......... آزادی بھی ہوئی .... لیکن اختلاف حقیقی طور پر اب تک ختم ہوا ہے؟.........(نہیں).........

یہ کیا بات ہے کہ پہلے ہوئی اہلسنت والجماعت کی تقسیم تو کوششیں ہوئیں مخلصانہ.........اور ایک نہیں ہوئے یہ اختلاف تو سیاسی تھا دینی نہیں تھا .... سیاست نے پلٹا کھایا ....حالات تبدیل ہوئے ملک تقسیم ہوا .... لیکن اختلاف اب تک جوں کا توں ہے......... اور پھر اس کے بعد بھی کئی اختلاف ہوئے ....جوں کے توں.........

اب بھی کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہوں گے یا نہیں تو میں کہتا ہوں کہ تاریخ میں کبھی ہوئے؟ نہیں......... مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب یہ ایک سے دو ہوئے تو اتنی کوششیں ہوئیں......... لیکن جو بھی آیا اختلاف کی خلیج کو وسیع کرتا گیا ....اور پختہ کرتا گیا......... بڑھاتا گیا......... کبھی دو سے ایک ہوئے؟ ....(نہیں) .... یہ پوری قوم کی تاریخ ہے کہ ایک سے جب دو

ہوئے پھر ایک نہیں ہوئے.........

توڑ کے بعد جوڑ:۔

اور پھر یکا یک نگاہ پڑتی ہے دورِ صحابہؓ پر......... کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے اختلاف میں یہ دو ہوئے .... لیکن پھر ایسے ایک ہوئے کہ دنیا نے نقشہ دیکھا کہ اکٹھے ہوئے .... حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر یہ دونوں پھر ایک ہوئے......... ایسا منظر کبھی تاریخ نے پیش کیا؟ .... (نہیں) .... جب پیش نہیں کیا تو پھر معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ ہماری صف کے نہیں صف صحابہؓ کے تھے......... ہماری صف میں ہوتے کبھی ایک نہ ہوتے .... اور خدا نے اس کا جلوہ دنیا کو دکھایا......... کہ جس قوم کی تاریخ پوری کہ دو ہوکر پھر کبھی ایک نہیں ہوئے .... لیکن پھر ہوئے یا نہیں؟ .... (ہوئے)......... اور کیسے ایک ہوئے؟ کہ اس کی خوشی .... اس ایک ہونے کی خوشی قلب مصطفیٰؐ میں بھی دوڑ چکی تھی.........

یعنی حضور ﷺ نے اپنے زمانے میں کہا تھا......... کہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں جوڑ ہوگا......... توڑ کے بعد جوڑ اس کا نام کیا ہے؟......... سیاست معاویہ......... توڑ کے لئے جوڑ؟ سیاست معاویہؓ......... تو جب لوگ پوچھیں کہ سیاست معاویہؓ کے نعرے کا کیا مطلب؟ ......تو سب کہیں کہ آپ کی ایک سیاست ہے کہ جس نے توڑ کے بعد جوڑ کی راہ بتلائی......

اگر آپ قوم کو ایک کرنا چاہتے ہیں......... قوم میں جوڑ چاہتے ہیں تو پھر سیاست معاویہؓ کے نعرے لگیں گے......... اس کے بغیر جوڑ کی کوئی راہ نہیں......... یہ پہلی نظیر ہے صحابہؓ کی زندگی کی کہ توڑ کے بعد پھر جوڑ کی دعوت ہے

..........اور دعوت دینے کے لئے ہمارے پاس..........نام یہی امام انقلاب توڑ کے بعد جوڑ؟..........

تو سیاست معاویہؓ کا نعرہ تو آپ لگاتے ہیں..........کوئی اس کا معنی پوچھے تو سادہ لفظوں میں معنی بتلا دیا کریں کہ اس کا معنی کیا..........اس کا معنی ہے کہ توڑ کے بعد پھر جوڑ کی دعوت ہے..........

حضرت میں نے طالب علموں کو مرے کالج میں بتلایا..........کہ امیر معاویہؓ کی سیاست کا معنی ہے..........کہ توڑ کے بعد جوڑ..........مجھے کہنے لگے کہ آپ نے یہ معنی کیسے پیدا کیا؟..........کہ توڑ کے بعد جوڑ..........یہ بات آپ نے کہی ہے اس کی کوئی سند بھی ہے؟..........میں نے کہا اس کی سند امام حسنؓ سے پوچھو..........کہ امیر معاویہؓ نے توڑ کے بعد جو جوڑ کیا..........اس کے جوڑ ہونے کی سند کس سے ملی؟ امام حسنؓ سے..........

میں نے کہا کہ تم امامت کے قائل ہو..........تم کہتے ہو امام..........تو امام کس میں؟..........حضرت امیر معاویہؓ کے جوڑ کی سند کی توثیق کرنے کے لئے تو سیاست معاویہؓ کا معنی بتاؤ؟..........

توڑ کے بعد جوڑ؟ .... سیاست معاویہؓ

اختلاف کے بعد اتفاق؟ .... سیاست معاویہؓ

دو جھنڈوں کے بعد پھر ایک جھنڈا؟ .... سیاست معاویہؓ

اور یہ مقام امیر معاویہؓ کا تھا..........اس کی تصدیق اور سند کس کی؟ امام حسنؓ کی..........اب ہم حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھیں؟..........مجھ سے کئی مرتبہ طالب علموں نے پوچھا..........کہ امیر معاویہؓ کے

بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟.......... میں کہتا ہوں کہ جو امام حسنؓ کا تھا .... میں کوئی لمبی بات نہیں کرتا.......... جو عقیدہ ان کا وہ ہمارا.......... ان کا عقیدہ تو صلح کا تھا.......... میں نے کہا کہ میرا بھی صلح کا ہے اور اگر کوئی صلح نہ کرے تو قیامت کے دن یا حشر کے دن .... حسنؓ کے جھنڈے میں آنا نصیب نہیں ہوگا..........

فِئَۃٌ عَظِیۡمَۃ:۔

اور حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ کی جو صلح ہوئی .... اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کن الفاظ سے یاد کیا؟.......... اپنے بیٹے حسنؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے.......... اور کیا ارشاد فرمایا؟.......... لَعَلَّ اللّٰہُ یُصۡلِحُ بَیۡنَ الۡفِئَتَیۡنِ عَظِیۡمَتَیۡنِ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ.......... اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا.......... تو آپ نے فرمایا..........

فِئَتَیۡنِ عَظِیۡمَتَیۡنِ.......... اس کا معنی ہے.......... فِئَه عَظِیۡمَه .... تو حضرت حسنؓ کی جماعت کا نام نبی علیہ السلام نے کیا رکھا؟.......... فِئَه عَظِیۡمَه .... اور حضرت معاویہؓ کی جماعت کا نام بھی .... فِئَه عَظِیۡمَه.......... حضرت معاویہؓ کی جماعت کا نام لسان نبوت نے کیا رکھا؟.......... فِئَه عَظِیۡمَه .... اور حضرت حسنؓ کی جماعت کا نام بھی رکھا.......... فِئَه عَظِیۡمَه ....

اور اب پیغمبر تو نام رکھیں فِئَه عَظِیۡمَه .... اور لوگ کہیں فِئَه عَظِیۡمَه .... ہم پیغمبر علیہ السلام کی بات مانیں .... یا ان کی بات مانیں؟ یہ پیغمبر علیہ السلام نے کیا فرمایا .... فِئَه عَظِیۡمَه.......... اب پیغمبر علیہ السلام کی بات سے اختلاف کر کے اس کو .... فِئَہ بَاغِیَه.......... کہنا یہ کوئی انصاف ہے؟

............(نہیں)............ فِئَہ عَظِیْمَہ کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں............ اور اس کا بالاتفاق یعنی مورخین نے............ دونوں طبقوں کے مورخین نے............ اس میں اختلاف نہیں کیا............ کہ فِئَہ عَظِیْمَہ سے مراد یہاں یہی دو گروہ ہیں......

فِئَہ بَاغِیَہ کی خانہ تلاشی:۔

اور جو عمار والی روایت ہے............ قَتَلَتَ فِئَۃ بَاغِیَہ............ اس میں ستر اختلافات ہیں............ اس کی تشریح میں، تو جو متفق علیہ لفظ ہے .... فِئَہ عَظِیْمَہ............ صحیح مسلم کے............ اس کو نظر انداز کرنا اور جن میں متشابہات کے انداز میں ستر اختلافات ہیں .... اس کو Domenate کرنا یہ علم کی شان ہے؟............ (نہیں)............ علم متشابہات کی پیروی نہیں سکھاتا .... کیوں؟............ متشابہات کی پیروی کون کرے؟............ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِی قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ (سورہ آل عمران پارہ ۳ آیت ۷)............ جن کے دلوں میں کجی ہے............ ہاں اشارۃً بات کہہ کر اپنی بات ختم کروں گا......

کہ ایک طبقہ ہے جس کو بالاتفاق کہا جاتا ہے فِئَہ بَاغِیَہ............ تمام مؤرخین کا اس میں اتفاق ہے۔ اختلاف کوئی نہیں............ ایک طبقہ ہے جس کو کہا جاتا ہے............ فِئَہ بَاغِیَہ............ وہ کون؟ جو حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف اٹھے .... ان کو تاریخ نے فِئَہ بَاغِیَہ کہا ہے .... اور ان کے باغی ہونے پر حضرت عثمانؓ کے حامیوں اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے احباب سب کا اتفاق ہے............ حضرت علیؓ نے بھی انہی کو باغی کہا جو حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھے .... ان کا ساتھ نہیں دیا............ ان کو باغی کہا .... وہ طبقہ جو حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھا............ وہ متفق علیہ فِئَہ بَاغِیَہ ہے............

اس پر بھی اتفاق ہے.........کہ وہ حضرت علیؓ کی فوجوں میں گھس آئے تھے.......... اس میں بھی اتفاق ہے ....کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے جب حضرت علیؓ جانے لگے تو آپ نے اعلان کیا ....لشکر تھا فوج سامنے تھی......... کہا کہ میں طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے جا رہا ہوں.......... لیکن میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے ....جو قتل عثمانؓ میں کسی درجہ میں بھی ملوث رہا ہو کیوں؟ ....اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ منبع فساد وہی ہیں.........اتنا تو پتہ چلا کہ فوج میں تھے......... یہی فِئَہ بَاغِیَہ ہے.........جس نے حضرت عمارؓ کو قتل کر کے حضرت معاویہؓ کے ذمہ لگا دیا..........

ان کے فِئَہ بَاغِیَہ ہونے پر اتفاق ہے......... اس پر حضرت علیؓ کا اور دوسروں کا سب کا اتفاق ہے کہ فِئَہ بَاغِیَہ وہ ہے.......... اور یہ آئے کن میں؟ ....آ گئے حضرت علیؓ کی فوجوں میں......... اب ان کو پتہ تھا کہ حضرت عمارؓ کے بارے میں پیش گوئی چلی آ رہی ہے......... اب حضور ﷺ نے فرمایا تھا ....اے عمار تجھے فِئَہ بَاغِیَہ قتل کرے گا.......... کیا فِئَہ بَاغِیَہ نے......... لیکن انہوں نے فِئَہ بَاغِیَہ کا لفظ لگانا چاہا فِئَہ عَظِیْمَہ پر......... پیغمبر کی زبان تو ان کو فِئَہ عَظِیْمَہ کہے.........تو ان پر یہ (فِئَہ بَاغِیَہ کا) **Lable** چسپاں ہو سکتا ہے؟ ....(نہیں)..........

میں اس پر بات آپ کے سامنے ختم کروں گا......... کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا درخشاں پہلو یہ ہے......... کہ آپ انتہائی درجے کے مردم شناس تھے.........اور مردم شناسی میں جہاں حفظ کی دولت.......... علم کی دولت

.... حضرت ابوہریرہؓ میں.......... حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ میں .... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں.......... تفسیر قرآن کی دولت عبداللہ ابن عباسؓ میں.......... ان بزرگوں میں نظر آتی ہے.......... سپہ سالاری ہونے کی شان خالد بن ولیدؓ میں.......... سعد بن ابی وقاصؓ میں.......... ابوعبیدہ بن جراحؓ میں.......... عمرو ابن عاصؓ میں نظر آتی ہے.......... سیاست اور جہانبانی کے جو آداب ہیں.......... تاریخ حضرت امیر معاویہؓ کی عظمتوں کو سلام کرتی ہے......

غرض میں کیا کہوں تم سے کہ وہ صحرا نشین کیا تھے
جہاں بانی و جہاں گیر و جہاں دار و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تصور سے فزوں تر ہے وہ نظارا

میرے دوستو.......... آج تاریخ امیر معاویہؓ کی عظمتوں کو سلام کرنے کے بغیر آگے نہیں چل سکتی.......... اور میں آپ حضرات کے سامنے پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں.......... کہ امیر معاویہؓ اس بیان کی روشنی میں تاریخی شخصیت نہیں کہ تم ان کو تاریخ کے آئینہ میں دیکھو.......... ان کو قرآن وحدیث کے آئینہ میں دیکھو......

یہ تاریخی شخصیت نہیں.......... اورنگ زیبؒ تاریخی شخصیت.......... عمر بن عبدالعزیزؒ تاریخی شخصیت.......... لیکن حضرت امیر معاویہؓ وہ شخصیت ہے .... ان کو دیکھنا ہے تو کتاب وسنت کے آئینہ میں دیکھو.......... یہ قرآنی شخصیتیں.......... حدیثی شخصیتیں ہیں.......... ان کو تاریخی شخصیت قرار دے کر .... حقیقت سے فرار کرنے کی راہ نہیں دی جاسکتی..........

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب پر احادیث رسولؐ کا حسین مجموعہ

اصحابِ رسولؐ

بزبان

رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب
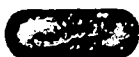
حضرت مولانا حافظ محمد ندیم قاسمی

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

عشرہ مبشرہ

حرف حرف

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
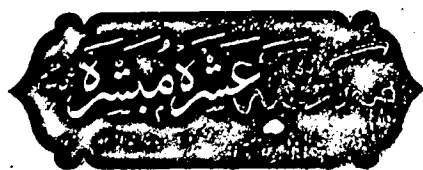
مؤلف

مولانا مفتی شکیل احمد نقشبندی

فاضل دارالعلوم کراچی

خطیب جامع مسجد مولانا عبدالحق ظفر وال

مکتبۂ عشرۂ مبشرہ

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0300-6175026-0336-5183095

صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

مولانا سیّد مکرم شاہ

پسند فرمودہ

مولانا شفیق الرّحمان (ایبٹ آباد)

مکتبہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0300-6175026